

جہانے راوی گوں کر دیک مرد خود آگاہ ہے

مذکورہ امام ربانی محدث الف ثانی

قدس سرہ العزیز

ترتبہ

محمد منظور نعمانی

میر "الفرقان" لکھنؤ (ایڈیا)

ناشر

مکتبۃ سراجیہ عائیا، احمدیہ سعیدیہ ○ موسیٰ فی تحریف

ضلع ڈیرہ اسماعیلخان - (پاکستان)

پاکستان میں اس کتاب کے حقوقِ اشاعت و طباعت مولانا محمد منظور
مدبی الفرقان لکھنؤ (انڈیا) کی خصوصی اجازت کے ساتھ مکتبہ سراجیہ
ہمیکو حاصل ہیں۔ جن صاحبان کو جتنے سخنے درکار ہوں مکتبہ سراجیہ کے طلب کا

نام کتاب	تذكرة امام ربانی مجدد الف ثانی
مرتب	مولانا محمد منظور نعمان
طابع و ناشر انڈیا	كتب خانہ الفرقان لکھنؤ
طابع و ناشر پاکستان (پہلی بار)	محمد سعد سراجیہ مرشد بابا مالک مکتبہ سراجیہ

ملکی اشاعت جدید (پاکستان) ۱۳۹۷ھ بھرپور ۱۹۷۷ء

ضخامت و سائز $\frac{۲۳ \times ۱۸}{۸}$ صفحات

قیمت PRICE RS. 27/-

محل : ایم منیر قاضی ملی پرنسپل ۹۔ سرکار روڈ لاہور
ملنے کاپتہ

مکتبہ سراجیہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ - موسیٰ زین تحریف ضلع دیرہ میل خال (پاکستان)

لاہور میں ملنے کاپتہ

جیلان احمد، مرفت حضرت مولانا قاری حافظ شاہ نواز صاحب امام خطیب

جامع مسجد سیداں والی - گیلانی سٹریٹ پاکستانی چوک

اجپھرہ روڈ - اچھپڑہ لاہور

گذارش

"مکتبہ سراجیہ" کو اس امر کے انہمار پر فخر ہے کہ مکتبہ کا آغاز کارہی شریعت و طریقت کو ان کی حقیقی شکل میں اجاگر کرنے اور شریعت و طریقت سے متعلق لٹریچر کی اشاعت و طبیعت سے ہوا ہے فالحمد لله۔

آج جب کہ اسلام اور اس کے لوازم و متعلقات کے خلاف بہر سو اہل فتن و ہمومنہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس امر کی ضرورت اور شدید ہو جاتی ہے کہ شریعت طریقت کے رُخ تماں کو اور نہایاں کیا جائے۔

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس مبارکستی کے احوال کرامت مآل اور اس کے مشن کا سمجھ پور تذکرہ ہے جو ابوالبرکات بدال الدین حضرت شیخ احمد سرہندی، نفار و قی الادیسی الرحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مبدک سہم سے موسوم ہے اور دنیا اُسے "مُجدد الف ثانی" کے شہر و قبول نام سے جانتی پہچانتی ہے۔ ع
ہر سو ہے اُن کے نام کا ڈنکا بجا ہوا

"مکتبہ سراجیہ" حضرت مولانا محمد منظور نجفی مظلہ اللہ ایڈیٹر "الفرقان" لکھنؤ (انڈیا) کا مشکور و ممنون ہے کہ انہوں نے مکتبہ سراجیہ کی درخواست پر "تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی" "تجلیات ربانی" (تمیض مکتوبات امام ربانی) اور مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (اردو تخلیص) کی اشاعت و طباعت کے حقوق "مکتبہ سراجیہ" ہی کو ارزانی فرمائے۔

انشاء اللہ تعالیٰ مَوْخِرُ الذِّكْرِ دو کتابیں بھی جلد ہی طبع ہو کر آپ کی انہکھوں کو فروادہ

دلوں کو صورتِ خشمیں گی۔ مذکور تینوں کتابوں کے حقوقِ طباعت باقاعدہ طور پر مکتبہ سراجیہ تھی کو تحریر احتیل میں۔ اس بابت مولا نافغان صاحب موصوف کے خاکار کے نام دو گرامی ناموں کے عکس کتاب کے آخر میں ضم ہیں۔

مکتبہ سراجیہ کے قیام و بننا کا مقصد اولین ملت اسلامیہ کو تحری اور اجلی دینی و روحانی۔ تاریخی اور ادبی کتب طبع کر کے ہوتیا کرنا ہے۔

کارکنان مکتبہ سراجیہ کی یہ سی دو شش ہو گئی کمشہور فی الافق مجمع البخاری مظہر الانوار
العالم۔ الفاضل والقطب الكامل حاجی الحبیب الشریفین عمدۃ ان لکین زبدۃ العافین
تاریخ سنن سید المرسلین محبوب رب العلمین سراج الملکت والدین حضرت خواجہ محمد
سراج الدین صاحب دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کے سامنے جن کے نام انی
کے ساتھ مکتبہ سراجیہ کو نسبت ہے شرمندہ و شرمادہ ہو بلکہ جو مقصد وہ نہ اس کے پیش
ہے اس میں کامیاب و پامرا ہو۔

بِحَمْرَةِ حَجَّيْهِ الْكَرِيمِ الْعَظِيمِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَاحِهِ الْفُوْنُ التَّحْيَيَةُ وَ
الْتَّسْلِيمُ وَاللَّهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ وَلِلَّهِ التَّوْفِيقُ وَخَيْرُ الرَّفِيقُ

متعلقین و منسلکین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زلی شریف کیلئے یہ امریاعث صد
سرت ہو گا کہ جامع الشریعت والطریقت حضرت مولا نا الحاج خواجہ محمد اعیل صاحب
سراجی مجتدی مظلہ العالی۔ سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زلی شریف
ضلع دیرہ اعیل خاں جبیی جامع صفات و کمالات ہستی مکتبہ سراجیہ کی سرپست و
ڈعا گو ہے جو مکتبہ سراجیہ کیلئے باعث صداقتار و وقار ہے۔ وَأَمَّا بِتَعْمِيلِ
نیاز گذشیش :

سَرِيكَ فَحدَّثَ

خاکسار محمد سعد سراجی مرشد پایا

فہرست مقالات و عنوانات بقید صفحہ

تعارف! (اذ مرتب)	۵	پندی کتابوں سے شفت اور دربی کو گرانے کی کوشش	۸۰
حدیث تجدید اور اس کی تحریج	۱۱	اکبر کے بھائیوں علما و دینیکوں سے علاما رک ناگوری اور ان کے دنور کے اس درس کے بعض علماء آخرت اور ان کی کوششیں	۸۶ ۸۹
حقیقت (اذ مخاطب نفعی عقاۃ الرعنۃ)	۱۲	اکبر کے بھائیوں علما و دینیکوں سے علاما رک ناگوری اور ان کے دنور کے اس درس کے بعض علماء آخرت اور ان کی کوششیں	۸۶ ۸۹
الف ثانی کا تجدیدی کا زبانہ (اذ مولانا سید مناظر حسن گیلانی)	۲۵	حضرت محمدؐ کا ابتدائی زمانہ اور اباعضل فیضی سے آپ کی ملاقاتیں	۹۲
الہی ذہب یا ہندوستان کا فتنہ، بُری	۲۲	اکبر کے بعد جماعتگر کی سخت نیشنی	۹۳
اجتہاد کا دعویٰ	۲۳	اوہ آپ کی تجدیدی حکم کا آغاز	۹۵
الف ثانی کا انظر اور دین، الہی کی تدوین	۲۴	ارکان سلطنت سے تعلقات اور اُن کے ذریعہ اصلاح کی کوشش	۹۶
دین، الہی کے بعض خواص	۶۳	اُن کو شششوں کا مبارک انعام	۱۰۰
حبابات میں بجائے توحید کے شرک صریح	۶۴	اس دور کے صوفیہ اور اُن کا تصور	۱۰۳
سودا و جونے کی حللت	۷۰	مجد الف ثانی کا تجدیدی جہاد	۱۲۶
شراب کی حللت	۷۰	(اذ مخاطب نفعی)	۱۲۶
ڈاؤ چی کی درگت	۷۱	الف ثانی اور ظلمت بدعات	۱۲۷
فضل جنابت کی منزی	۷۲	فتاویٰ کے تین سرخیتے۔ اکبری راج	۱۲۷
نکاح کے قوانین میں مصلحہ خیز ترمیس	۷۳	علمائے سور، صوفیہ باطنیہ	۱۲۷
بے روگی	۷۴	سلطنت کو راہ راست پر لانے کیلئے	۱۲۷
زنای کی تنظیم	۷۵	آپ کی خاموش جہود و جہد	۱۲۷
زمم ختنہ	۷۶		
یت کو دریا بردا کرنے یا جملانے کا حکم	۷۷		
سُوروں اور رکتوں کا تقدس	۷۸		
پیرزادہ پیرزادے کے گاشت کی حللت	۷۹		
اور گانے بھیں کے گاشت کی حوت	۸۰		

۲۲۱	نام و نسب	علام اسور اور گمراہی کے در دروازے
۲۲۳	دہن اور دہادت سرایا بشارت	(ناہلیت اور ناخدا ترسی کے باوجود ادعا اجہاد اور "بُعْت حَنَّ" کا نظری) اور الہ کے
۲۲۴	تحصیل علم	خلاف حضرت مجدد کا جہاد
۲۲۵	تحصیل طریق	۱۵۸ خلط نصوٽ کی راہ سے، زیوالی گرامیوں کے
۲۲۵	بعض ظاہری کمالات	خلاف حضرت مجدد کا تجدیدی جہاد
۲۶۵	کچھ باطنی کمالات	۱۶۵ فتنہ، رفض و تفضیل کے خلاف حضرت
۲۸۱	حضرت کی مجددیت	مجدد الف ثانی" کا جہاد
۲۸۵	وفات حضرت آیات	۱۷۰ افضلیت شیخین رض
۲۸۸	بانیات الصالحات	بعض المائی معارف
	مکتوّبات امام ربانی کا تعارف	حضرت عثمان رض کی افضلیت
۲۹۰	(از مولانا سراج الحق پھلی شہری)	مشاجرات صحابہ رض
	حضرت مجدد الف ثانی و شاہ	حضرت عائشہ صدیقہ رض
۲۹۹	دل الشرد پویگر کی نظریں	حضرت طلحہ و ذبیر رض
	واب صدقی حسن خاں مرحوم کا	حضرت امیر معاویہ رض
۳۰۶	حضر اسحاق عقیدت	شرفت صحبت
۳۰۹	حضرت مجدد رہ یورپ کی نظریں	سارے مطاعن کا ایک اصولی جواب
	(از مولانا عبدالمالک صاحب بیانی)	_____
	ذکرہ خلفائے مجدد الف ثانی"	
۳۱۰	(از مولانا نیم احمد صاحب فرمودی)	
	علام اقبال حضرت مجدد کے	
۳۵۲	مزار پر	۲۱۸ از حضرت مولانا حمود عبدالمکور صاحب غلقہ

امام ربانی (قدس سرہ)

از حضرت مولانا حمود عبدالمکور صاحب غلقہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعریف

ابے ۲۱ سال پہلے ۱۳۵۴ھ میں الفرقان کا "مجدد الوف ثانی نبر" شائع ہوا تھا۔ اس کے لیے محض ائمۃ تعالیٰ کی خاص مدد و توفیق نے امام ربانی مجدد الوف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کام اور آپکے حالات و سوانح کے متعلق چند ایسے مقالات فراہم کرایا ہے تھے جنہوں نے صرف آپکے کام و مقام کا تعارف ہی نہیں کرو بلکہ ائمۃ کو علم ہے کہ کتنے دلوں میں احیاد دین کا جذبہ و حوصلہ بھی پیدا کر دیا، اور طریقہ کار کے بارہ میں اصولی رہنمائی بھی کی۔ فللہ الحمد والمنة — اس نبر کی اشاعت کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ اس وقت اس کا نکانا اور اس کے لیے ان مقالاً کا لکھا جانا کوئی محض اتفاقی بات نہیں ہوئی بلکہ ائمۃ تعالیٰ کی طرف سے خاصی سوت اس کی توفیق ایک لطیفہ غیبی ہے۔ اور اس ملک میں جو نیاد و شروع ہو رہا ہے اس میں دینی کام کرنے والوں کے لیے رہنمائی کا ایک سامان ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ دلوں اور دماغوں کو اور بیان کے دینی ادب کو "الفرقان" کے مجدد الوف ثانی نبر نے جتنا متاثر کیا اُس کی نظریہ ساری دینی صحافت میں تلاش کرنے سے بھی شاید ہی مل سکے۔ یہ محض فضل تھا ائمۃ تعالیٰ کا اور برکت تھی اس کے مخلص بندے کی جس کے حالات و سوانح اور دین کی حفاظت و تجدید کے سلای کے اس کے لامون کا اس میں تذکرہ کیا گیا تھا۔

اس بزرگی اشاعت سے یہ بات بھی پہلی دفعہ مکمل کر سامنے آئی کہ مسلمانوں کی دینی نذرگی کے لیے جو تین سالیں اس لک میں پیدا ہو رہے ہیں اور ہوں گے ان کے بارے میں سبے زیادہ دیناٹی بیان کے دین کے خادموں کو امام ربانی مجدد الف ثانی کی ذمگی کے اور آپ کے تجدیدی جہاد سے مل سکے گی۔ جو عام طور پر آپ کے مکتوب است کے ضخیم دفتروں میں اور آپ پر متعلق دوسری اہم کتابوں میں محفوظ ہے، البتہ اس کو موجودہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق نئے طرز سے مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ — اس بات کو اجاگر کرنے اور محوس کرنے میں سبے زیادہ حصہ اور دخل مولانا یہ مناظرِ حسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقالہ کا تھا جو "مجدد بزر" میں "الف ثانی کا تجدیدی کا زمانہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اور ایک سخا نظر سے گویا اس بزرگی کی جان سخا۔

ایسا پر اس عاجز کے اور مولانا محدث کے درمیان یہ بات طے ہوئی تھی کہ وہ ان تقلیل ہی کے مناج پر اور ضرورت وقت کے نقطہ نگاہ سے حضرت مجدد قدس سرہ کی مستقل سوانح حیاتِ تکفیں گے اور یہ عاجز اس پر مقدمہ لکھے گا اور اس کی طباعت و اشاعت کا بھی اہتمام کرے گا۔ — لیکن اللہ تعالیٰ ہی اپنے فیضوں کی حکمت کا جانے والا ہے، ابھی یہ مخصوص پیضو ہی تھا کہ مولانا مرحوم اس دنیا سے انٹھا لیے گئے، اور ان بیویوں علمی کاموں کے ساتھ جن کی ان سے توقع تھی اور وہ انہی کے کرنے کے تھے پر کام بھی رہ گیا — **وَكَمْ حَسْتَ أَنْتَ فِي مُطُوْنِ الْمَقَابِرِ** — رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ الامصار الصالحین

بہرحال وہ ضرورت اپنی جگہ باقی ہے اور کوئی نہیں ہے جو وہ لمحہ سکے جو مولانا مرحوم لکھتے۔ ان کا رساز ہن اور ان کی زبان و بیان کرئی کہاں سے لائے۔ عرصہ تک خود کرنے کے بعد اس عاجز نے اس مسئلہ میں یہ طے کیا کہ حضرت مجدد

قدس سرہ کی کسی نو تصنیف سوانح حیات کے بھیٹے، آپ سے متعلق دیکھوئے الگ الگ
شائع کردیے جائیں۔ — ایک آپ کے مکتوبات کا ایک جدید انتساب جس میں مکتوبات کے
بینوں و فتوؤں سے وہ تمام مکاتیب لیے جائیں جن سے حضرت مسیحؐ کے تجدیدی کام پر
روشنی پڑتی ہے اور جن میں اس دور کے دخاصل کو رعایم ہند و پاک کے مسلمانوں کے لیے وہ
خاص وہنمائی اور روشنی ہے جس کے وہ آج اپنی زندگی کے انفرادی و اجتماعی مسائل میں خصوصی
کے محاذ ہیں۔

اور دوسرا مجموعہ مولانا گیلانی مرحوم اور دوسرے حضرت کے ان چند مضمون و مقالات
کا جو مجدد نبیر میں یا اس کے بعد افتخار کے کسی شمارہ میں شائع ہوئے ہیں اور جن کی
یکجاٹی سے حضرت مجدد قدس سرہ کی زندگی اور آپ کے تجدیدی جہاد کی ایک حد تک مکمل
تصویر سانے آجائی ہے جس سے ہم آج کے اپنے مسائل میں روشنی اور وہنمائی حاصل کر سکتے
ہیں —

اید ہے کہ ان دونوں مجموعوں سے اشارہ اللہ وہ ضرورت بڑی حد تک پوری ہو جائے
گی جس کے لیے حضرت مجدد افتخاری قدس سرہ کی ایک جدید سوانح کی تالیف کا مضبوطہ
بنایا گیا تھا۔

ان میں سے پہلا کام یعنی مکتوبات کے انتساب و ترتیب اور ترجمہ کا کام میں نے
اپنے مغلض و دست مولانا نیسم احمد صاحب فرمیدی امر دہوی کے پسروں کو دیا ہے، اشارہ اللہ
اسی سال (۱۲۶۸ھ) میں وہ اس کو مکمل کر لیں گے اور دوسرا مجموعہ حضرت مجدد قدس سرہ
سے متعلق مضمون و مقالات کا اس کتاب کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

اس میں سب سے پہلے صرف ایک صفحہ پر تو حدیث تجدیدی کی تحریج کے متعلق چند
стрیں میں جن کے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ جس حدیث پر دین میں مسلمہ تجدیدی کی
بنیاد ہے اس کو کن محدثین نے روایت کیا ہے اور محدثین کے نزدیک وہ کس درجہ کی

حدیث ہے۔

اس کے بعد اسی حدیث تجدید کی تشریح اور تجدید دین کی حقیقت "پرناچیر اقلم سطور" کا ایک مضمون ہے جو بھی اس مجموعہ ہی کے لیے لکھا گیا ہے اور مختصر ہونے کے باوجود خود راقم کی نظر میں اس کی خاص اہمیت ہے۔ — اس کے بعد "محدث نبیر" والے مقالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلا مقالہ "الف ثانی" کا تجدیدی کازنامہ "مولانا مسیٹ اڑاحن" گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی پہلی قسط فریباً پچاس صفحے پر محدث نبیر میں شائع ہوئی تھی، اور دسری قسط کئی ہیئتے بعد زیست الآخر ۱۳۵۴ھ کے افتخار میں شائع ہوئی تھی۔ یہ مقالہ صفحہ ۲۵ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲۶ پر ختم ہوا ہے —

مولانا مرحوم کے مقالے کے بعد مفصلہ راقم سطور کا مقالہ ہے جس کا عنوان ہے "حضرت محدث الف ثانی کا جہاد تجدید" چونکہ اسے مولانا مرحوم کے مقالے کے بعض اشارات کی وجہ سے ہو جاتی ہے اور دونوں کا حصل موصوع اور معاجمی قریب قریب ایک ہی ہے۔ اس لیے اس مقالہ کو مولانا کے مقالے کے بعد مفصلہ ہی جگہ دینا مناسب سمجھا گیا، یہ مقالہ صفحہ ۱۲۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۱۶ پر ختم ہوا ہے۔

اس کے بعد تیرتھی مقالہ حضرت مولانا محمد عبداللہ کو صاحب لکھنؤی مجددی مظلہ کا ہے۔ یہ مقالہ محدث نبیر میں "الخطبۃ الشوقيۃ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ یہ مفتاح الحضرت امام ربانی قدس سرہ کا نہایت شوق انگلیز اور ساتھ ہی استند ترین تذکرہ ہے، جو صرف آپ کے مکتوبات شریفے مرتب کیا گیا ہے —

جانشیک اس عاجز کا اندازہ ہے حضرت مولانا محمد عبداللہ کو صاحب مظلہ کو ہمارے علمی اور دینی حلقوں میں بھی ایک صاحب تصنیفات عالم اور مرحوم "البیم لکھنؤ" کے مدیر اور شیعوں کے مقابلہ میں اہانت کے دکیں اور مناظر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، حالانکہ مولانا مردود کا اصلی مقام یہ ہے کہ وہ نقشبندی مجددی امامت کے امین ایک شیخ وقت

ہیں۔ اور اپنے مسلم کے اکابر شائخ میں سے خاص کر حضرت امام ربانیؒؓ سے توان کا ایسا قلبی تعلق ہے کہ جب ذکر چھڑ جائے تو معلوم ہوتا ہے زبان نہیں بلکہ دل بول رہا ہے، مولانا مودودی کے اس حال کی جملک ناظرین کرام اٹا، الشیان کے اس مقالہ میں بھی محوس کریں گے۔ حضرت مولانا نے اپنے اس مقالہ میں مکتوبات امام ربانی کے فارسی تفہیمات کا اور دو میں ترجمہ نہیں کیا تھا اور ”محدث نمبر“ میں وہ اسی طرح شائع ہوا تھا، لیکن اب یہ محوس کر کے کہ اس فہرست کی کتابوں سے فائدہ اٹھانے والوں میں ٹری انقدر فارسی نہ جانتے والوں کی بوقتی ہے، تمام فارسی عبارات کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ہمارے کو مفترماد دوست اور حضرت مولانا مذکور کے مخلص نیاز مبتدا در فین جناب مولانا فارسی محدث صدیق صاحب لکھنؤی (استاذ دارالغیلین لکھنؤ) نے میری استدعا پر کیا ہے۔ اس کے لیے میں ان کا بہت ممنون اور شکرگزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو اس خدمت کا بہترین صدر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا کا یہ مقالہ صفحہ ۲۷۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۹۶ پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ صفحہ پر مکتوبات امام ربانی کا کچھ اجمالی تعارف ہے، یہ مولانا سراج الحق صاحب محلی شہری کے ہنھبوئے سے مأخذ ہے جو محدث نمبر میں شائع ہوا تھا۔

اس کے بعد ایک عنوان ہے ”حضرت مجدد الف ثانی رضا شاہ ولی اشر محمدث دہلوی“ کی نظر میں۔ اور چند صفحے کے بعد دسرا عنوان ہے ”واب صدقی حن خان مرحوم کا خراج عقیدت“۔ ان دونوں عنوانوں کے سخت حضرت مولانا منفی محدثی حن خان صاحب شاہ بھانپوری (حال صدر منفی دارالعلوم دیوبند) کے اس مقالہ کے دو اقتباس درج کیے گئے ہیں جو ”محدث نمبر“ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد ایک عنوان ہے ”حضرت مجدد الف ثانی یا رسکی نظر میں“ اس کے ذیل میں مولانا عبدالمadjid حسٹ دیابادی کی ایک شخصی تحریر ہے جو مولانے محدث نمبر کے لیے بھی حقیقی۔

اس کے بعد ہمارے دست ملائیم احقرت فرمیدی امر ہوئی کامقالہ ہے جس کا عنوان ہے ”تدرکہ خلفاء محبة

الغثائي" اس میں حضرت امام ربانی کے نام مشہور خلفاء کے بچے حالات کی گئے ہیں، ان جا لئے حضرت امام ربانی کے کام کی دعوت اور آپ کے طریقہ کار پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

اس مجموعہ کے مطالعے کے معلوم ہو گا کہ آپے قریب اس اڑھے تین سو سال پہلے اکبر کے عہد حکومت میں اسلام اور اُمّت مسلمہ کو اس طبق میں کئے سخت ناموقت حالات کا سامنا تھا، ہمیں فتنوں کی کسی بینا رکھتی، دین اور حاصلان دین کے لیے حالات کس قدر خطرناک تھے، مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دانے اسلام سے بُرائے کی کسی دشمنی ساز شیں ہو رہی تھیں اور حکومت کی اسرپرستی میں اور اس کے پورے دوائل کی مدد سے اصلی اسلام کو ہندستان سے جلاوطن کرنے اور مسلمانوں میں ایکٹنے دین کو مقابلہ بنانے کے لیے کیا کچھ ہوا ہے۔ "وَقَدْ مَكَرُوا مَكَرًا وَعِنْدَ اللَّهِ مُكَرَّهٌ وَإِنْ كَانَ مَكَرُهُمْ لَيُزُولُ مِنْهُ الْجَبَالُ"

پھر اشر کے ایک بندہ شیخ احمد سہنی نے ان ہی تیرہ دناریک حالات میں دین کی حفاظت تجدید کا کام کس طرح شروع کیا اور کس طرح وقت کے شیطانی فتنوں، جمالی سازشوں اور حکومت کی طرف سے چیلائی جانے والی سخت مگر اہمیوں سے مسلمانوں کو اور ان کے دین کو بچایا، اور آخر میں حکومت کے رُخ کو بھی درست کر دینے میں آپ کتنے کامیاب ہوئے۔

اس مجموعہ کے مطالعے یہ بھی معلوم ہو گا کہ امام ربانی نے یہ سارا کام وقت کے ایک شیخ اور صوفی کی حیثیت سے کیا اور اس مسلمان تصور ہی کو اپنی اس پوری حیم کا ذریعہ بنایا جس کے خلاف زبانی اور قلمی جہاد کرنا آج کے بہت سے مجاہدین لسان و نسلم کا محظوظ ترین مستغلہ ہے۔

نیز اس مجموعہ کے مطالعے کے یہ بھی معلوم ہو گا کہ "تجدد دا حیار دین" کا کام حکومتی انقلاب کے سیاسی مصروفوں اور پیدوگر اموں کے بغیر بھی اور پوشکن پارٹیوں کے طرز کی کوئی

دینی پارٹی بنلئے بغیر بھی ہو سکتا ہے، اور ہوا ہے، اور ایسا ہوا ہے کہ تجدید و احیاء دین کی پوری تاریخ میں اتنے کامیاب انقلاب کی بہال طنی مخل ہے۔

اگر ان شرائفیت دے تو دین کے وہ سب درد مند جو کفر و اسحاد اور مادہ پرستی کے عام خلبہ کی وجہ سے (خاص کر ان ملکوں میں جن کو اسلامی ممالک کہا جاتا ہے) احیاء دین کی جدوجہد کے معاملہ میں اپنے کو باکل بے بن اور بے دست دیا بکھر دے ہے ہیں، حضرت امام ربانی کی جدوجہد اور طریق کار سے بہت کچھ رہنمائی حصل کر سکتے ہیں، اس طریق کار کے لیے ہر جگہ راتہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن جن کی قشیقی وقت کے چلتے ہوئے سیاسی نفوذوں ہی سے پوکتی ہے اُن کا کوئی علاج نہیں — **فَلْمَّا كُلَّا يَعْلَمُ عَلَى شَاكِلَةٍ**

فَرَبَثُوكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ آهَدُ إِلَيْهِ سَيِّلَةً

محمد منظور نعمانی عفاف اللہ عنہ

رجہ شعبہ ۱۳۹۸ھ

(جنوری ۱۹۵۹ء)

حدیث تجدید اور اُس کی تخریج

مسجد کی اصطلاح ایک حدیث سے ماخوذ ہے جس کو اصحاب صحابہ میں سے امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا متن یہ ہے

انَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهُدَاءً
إِلَيْهِ عَلَىٰ رَأْسِ كُلِّ مَا ظَرِفَتْ سَنَةٌ
كَمَا رَأَىٰ بَنْدَهُ پَيْدَا كَمَسْكَنًا
مِنْ يَجْدِدُ لِهَا دِيَنَهَا.
رَسْنَانِيْ بِالْأَوَادِ بَابِنِيْ كُرْنَيْ قَرْنَانِيْ (الماة)

اس حدیث کو حاکم نے بھی اپنی مترک میں روایت کیا ہے۔ (ص ۵۲۲)
ملا علی فاریٰ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ابو داؤد اور حاکم کے حلاوه طبرانی کی مسجم اور
کامبھی اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے، اور سند درجات کے باوجود میں لکھا ہے،

”سنده صحيحه و درجاته كلهم ثقات“۔ (مرقاۃ ص ۲۳۶)

اور کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین میں امام بحقی کا ابو ان کی
کتاب معرفۃ السنن والآثار کا بھی حوالہ دیا ہے۔ (کنز العمال ص ۲۳۸)

اور حضرت مولانا عبد الحکیم فرجی محلیؒ نے مجموعۃ الفتاویٰ میں اس حدیث کی تخریج کے
سلسلہ میں ان کے حلاوه حلبیہ ابو عیسم، اور سند بزار اور سند حسن بن سفیان اور کامل ابن علیؒ
کا بھی ذکر کیا ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ص ۱۵۱)

[تخریج کے میسر اے ہو اے حضرت مولانا مفتی سید محمد حسن صاحب شاہ بہانپوری
کے اس نقالے سے ماخوذ ہیں جو الفرات رن کے مجدد مذکور ۱۲۵۷ھ میں شائع ہوا تھا]

حدیث تجدید کی شرح

اور

مجد دین کی حقیقت

از محمد ضنور نعائی

اللہ تعالیٰ نے بنی ذرع انسان پر جو گوناگون احسانات فرمائے ہیں ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اور اپنے قرب درضا و رحمت کا ان کو سُنُق بنانے کے لئے بُرَّت و بِرَّالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک پہلے اس طرح جاری رہا کہ جب اور جس خلۃ زمین میں انساؤں پر گمراہی کا غلبہ ہو اور انھیں آسمانی ہدایت کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی نبی ان میں بھیج کر ان کی رہنمائی اور دشگیری فراہی، اس طرح ہزاروں سال پہلے سلسلہ جاری رہا، اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیهم السلام کی سلسلہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی، یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سورہ س پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گواہانہ ہو گئی اور دنیا کے مختلف حصوں کے درمیان اسی زمانہ میں روابطہ اور تعلقات بھی قائم ہونے کی صورتیں پیدا ہو گئیں اور آمد و رفت کے وہ وسائل پیدا ہونے لگے جن کی وجہ سے ایک طرف کے علوم و افکار دوسری طرف منتقل ہونا ممکن ہو گیا اور مختلف حصوں میں بٹی ہوئی دنیا جب اس طرح ایک دنیا بن گئی تھکت الہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمادیا جائے جو سب قوموں

کے حسب حال ہوا اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و تنفس کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے بنی دنول کے ذریعہ اس پدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ٹکروں اور سب قوموں کا بنی ہو اور پھر اسی بنی پرنبوت کے اس مسلسلہ کو ختم کر دیا جائے۔

حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے طابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین بن کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ بعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ نیچے پڑے تقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم بعوث اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمادیا۔

پھر یہذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس وسیع اور عالمگیر پیمانہ پر اس دین حق کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور آپ کی دعوت و تعلیم کے نتیجہ میں ہر قوم اکٹھا رہ جاتی اور اخلاقی انقلاب دنیا میں برپا ہوا اور پوری انسانی دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمت و ہدایت کا جیسا دروازہ کھلا اور آپ کا اتباع کر کے دنیا کی مختلف قوموں میں جتنے لوگ حق آگاہ اور خدار سیدہ بنے اور دنیا میں تہذیب ہوں اور تکریز کے بزراروں انقلابوں کے باوجود انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی نام شعبوں ہیں رہنا فی کے لیے آپ کا لایا ہوا دین قریباً ۲۰ یوں ہزار سال سے آج تک جیسا کافی ثابت ہوا ہے۔ یہ سب یا میں ہر سیم الفطرت انسان کے لیے بھرتی سمجھہ سے بڑھ کر اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ بیشک ساری انسانی دنیا کے لئے آپ بنی برحق اور خاتم النبیان، ہیں اور آپ کا لایا ہوا دین کامل و مکمل اور آخری دین ہے۔

پھر جس حکمت خداوندی نے ختم بعوث اور تکمیل دین کا پیغام بلہ کیا اسی کا نیصد یہ بھی تھا کہ دوسرے ۳۰۰ میں کی طرح خاتم انبیاء، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عمر طبعی ہی دی جائے گی، چنانچہ بعثت کے ۴۰ سال بعد ۶۰ سال کی عمر میں آپ کو اس دنیا سے اٹھایا گیا اور آپ کے بعد قیامت ہم کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لائے ہوئے دین کی خاطلت کا ذرہ خود لے گر اس کا ایک ظاہری انتظام اس

عالم تکوین میں یہ تجویز کیا کہ ہر زمانہ اور ہر دور کی صورت کے مطابق ایسے لوگ آپ کی استیں پیدا ہوتے رہیں جو اس دین کی حفاظت و خدمت ہی کو اپنا ذلیلہ حیات بنائیں۔ چنانچہ ارضی کی تاریخ اور حال کا شاہد گواہ ہے کہ ہر دور میں اس استیں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی رہی ہے جنہوں نے دین کے تعلم و تعلیم اور حفاظت و خدمت ہی کو اپنا خاص شغلہ اور ذلیلہ بنایا۔ یہاں تک کہ آج بھی جبکہ اداہ پرستی اور دنیا طلبی پوری انسانی دنیا پر گویا چنانی ہوئی ہے، است محمدی میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے افراد موجود ہیں جو دین کے تعلم و تعلیم اور اس کی حفاظت و خدمت ہی کے کسی کام کو اپنی زندگی اور اپنی قوانین میں کیا گیا ہے۔ اسی انتظام اور اس کی مشیت کے اسی فصلہ کا ظہور ہے جس کا ذکر اور بد کی سطروں میں کیا گیا ہے۔ اور چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے اور دنیا کی ساری قوموں کے لئے تھا اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں اور انکی تہذیب بول سے اس کا واسطہ پرنا نہ تھا اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا اس لیے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے بیویوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و پدایت میں طرح طرح کی تحریکیں اور آمیزشیں ہوئیں اور عقائد و اعمال کی یادیتوں نے ان میں جگہ پائی اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخذی پریت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں کی جائیں اور فاسد مزاج غاصروں کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھانے کے لئے تھائیں دینیہ کی غلط تاویلیں کریں اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تبلیغ کا شکار ہوں اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بدعتات میں بتلا ہو جائے، اس لئے سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اس دین حق کی حفاظت کے لئے ایک خاص

انظام یہ بھی صورتی تھا کہ ہر دو رہیں کچھ ایسے بندگان خدا پیدا ہوتے رہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فرم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے وہ اسلام اور غیر اسلام اور سنت و بدعت کے درمیان اقیاز کی لکر کھینچ ٹکھیں۔ اور اسی کے ساتھ دین کی خواہت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے اور اس ناہ میں ایسی عزیت بھی ان کو عطا فرمائی جائے گر ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ پر ہو جائیں اور دین حق کے چیزوں صافی میں اکاہد و بدعت کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد یا اعمال میں جب کوئی زرع یا فساد پیدا ہو یا غلط اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم الامین، صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وفادار شکری کی طرح وہ اس کی زنجی کرنی کے لئے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں اور کوئی لائچ اور کوئی خوف ان کے قدم نہ روک سکے۔ — اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خواہت کے لئے اس صورت کا بھی کفل فرمایا اور اس کے آخری رسول حضرتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مرتکبین پر حکمت الہی کے اس فضیلہ کا اعلان فرمایا کہ — اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و داویں اور محافظ ہوں گے، وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات، اہل زرع و ہمومنی کی راشنی ہوئی بدعاات اور حق نا آشنا میں یوں کی تاویلات سے دین کو عفو نہ رکھیں گے اور اس کی بالکل صلی شکل میں (رجس میں کہ وہ ابتداء میں خوبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آیا تھا) امت کے مانے پیش کرتے رہیں گے اور اس میں نئی روح پہنچتے رہیں گے۔ — اسی کام کا اصطلاحی عنوان تجدید دین ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے دہی مجدد دین ہیں۔

بعض لوگوں کی باول سے محسوس ہوتا ہے کہ مجددیت کے بارہ میں ان کا تصور

کچھ ایسا ہے کہ گیا وہ بتوت سے چوٹے درجہ کا کوئی خاص منصب ہے، اور ہر صدی میں اشتعالی اپنے بس کسی ایک خاص بندے کو اس منصب پر فائز کرتا ہے اور اس صدی کے مسلمانوں کی فلاج و معادت اور دینی درود عالیٰ کمالات کا حصول اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ اپنی صدی کے اس مجدد کو پہچانیں اور اس کا اتباع کر۔۔۔

اس عاجز کو کافی تلاش اور مطالعہ کے بعد بھی مجددیت کے اس تصور کی کتاب و سنت میں کوئی اصل دینیاد نہیں مل سکتی سنن ابی داؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ کی وہ مشور حدیث جو اس سلسلہ تجدید کی گیا تھا اساس دینیاد ہے، اس کا مطلب دنخاد جو اس کے الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے وہ بس اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمہ اپنے اعلان و منشور "اَنَا لَكُنْ مُنْزَلٌنَا الَّذِي كَرَوْ إِنَّا كَهْ لَهُنْ قُطُونَه" کے مطابق دین کی خانہت کا ذمہ لے چکا ہے) ہر دور میں ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو آئینروں اور آلامتوں سے دین کو صاف کرتے اور نکھارتے رہیں گے اور اس کی رگوں میں اپنی جدہ جمد سے تازہ خون دوڑاتے، ہیں گے — حدیث کے الفاظ (جو چند صفحے پر بھی درج ہو چکے ہیں) یہ ہیں۔

«إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْلَمُ لِهِذَا الْأَمْةِ عَلَى سِرِّ اسْكُنْ
مَا شَاءَ سَنَةً مِنْ يَجْدَدُ لَهَا دِينًا»

اس میں جو سن کا لفظ ہے وہ جس طرح واحد اور فرد کے لیے استعمال ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، بلکہ شارعین حدیث نے خاص اسی حدیث کی شرح میں بھی اسکی تصریح کی ہے (ملاحظہ ہو "مرقاۃ الصعور" از علامہ سیدو طیب اور "مرقاۃ شرح مسکوۃ" از علامہ علی قاری مکی) اسی طرح جن حضرات نے اس حدیث کے لفظ اس کی وجہ سے کسی کے مجدد ہونے کے لئے بطور شرط کے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس کا تجدیدی کام صدی کے سرہ پر (یعنی صدی کے شروع میں یا آخر میں) جاری

ہونا چاہئے، اور صدی سے انھوں نے یہی معروف ہجری صدی مرادی ہے، (الشَّعْلَى
ان پر رحمت فرمائے) ان سے یقیناً الغرض ہوئی ہے سند ہجری کا یہ نظام و حضرت میر
ضی اشہد عنہ کے عهد خلافت سے قائم ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
تو یہ نظام تھا ہی نہیں اور یہ مصطلح اس وقت تک وضع ہی نہیں ہوئی تھی، اس لئے
اس حدیث کے لفظ "کل مائیہ سنہ" سے ہجری صدی مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا،
 بلکہ اس کا مطلب بس "کل قرن" ہو گا اور پھر اس کی تیہ کو اتفاقی ہی انداز پر لے گا۔
 اور اس بنا پر حدیث کا مطلب بس یہ ہو گا کہ الشَّعْلَى ہر قرن اور ہر دور میں اس انت
سلمہ میں ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس امت کے لئے دین کی تجدید کرتے ہیں گے
یعنی ما حل اور زمانہ کی آلاتشوں اور آیزشوں سے اس کو ممات کرتے اور نکھارتے رہیں گے
اور اس کی رگوں میں تازہ خون دوڑاتے رہیں گے۔

اور اس امت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے بندے ہر دور میں برابر پیدا ہوتے
رہے ہیں، اور دین کی تجدید کا یہ سلسلہ سلسل جاری رہا ہے، اور ہماری دینی تاریخ ہی اس کی
بھی ثابتہ اور صدقہ ہے کہ تجدید کا یہ کام کبھی اور کسی ملک میں ہجری صدی کی ابتداء
میں ہوا ہے کبھی اور کمیں وسط میں اور کبھی اور کمیں اور اخیر میں ————— نواب
ملہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ حدیث کے لفظ "کل مائیہ سنہ" سے صدی کا کوئی تعيین
نظام مراد ہوئی نہیں سکتا، سنہ ہجری کی مصطلح قوانین وقت وضع ہی نہیں ہوئی تھی، اس کے علاوہ
ولادت بنوی یا بیوی یا وفات بنوی کے حسابے صدی کا نظام تعيین کر لے کا بھی کوئی تسریہ
حدیث میں نہیں ہے۔ اس لیے اس کے سما کوئی چارہ نہیں کہ حدیث کے لفظ "کل مائیہ سنہ" کا مطلب
بس "کل قرن" سمجھا جائے اور ظاہر ہے کہ جب اس لفظ سے صدی کا کوئی تعيین نظام مراد نہیں، اس تو پر
"راس" کے لفظ کو قید اتفاقی بلطفہ دیگر تھم ہی امنا پڑے گا جیسے کہ "عربی میں "عَلَى رَأْسِ الْاَشْهَادِ"
میں رأس کا لفظ تھم ہے اور فارسی یا اردو میں "بِرَسْمِنْبِر" اور "بِرَسْلَبِس" میں سرکا لفظ تھم ہوتا ہے۔

مدین حن خاں مرحوم نے "حجج الکرامہ" میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ

مراد برأس بدایت مائتیت	"راس مائتہ" سے مراد خاص صدی
بلکہ مقصود بعثت مجدد درہر	کا آغاز نہیں ہے بلکہ مقصود صرف
ماڈ است خواہ دراول بعوث	یہ ہے کہ اثر قائمی ہر صدی میں
باشدہ یاد و سط یاد رآ خرد تید	مجدد کھڑے کرے گا، خواہ شروع
راس التفاقی است دغرض	یہ خواہ دریان میں خواہ آخر میں،
آنست کہ ایسیج ماڈ از و جود کدام	اور رأس کی تید بخض اتفاقی ہو، اور
مجد دین خالی نہ باشد د وجود	غرض حدیث کی صرف یہ ہے کہ کوئی
.....	صدی کسی مجدد کے وجود سے خالی نہ
مجد دین درہر ماڈ از اڈائل و	ہے گی، اور ہر صدی کے ادائیں اور
اواسط دادا خر بود تصحیح ایں اتمال	اواسط، اور او اخر میں مجددین کا ہونا
است۔ (حجج الکرامہ ص ۲۳)	اس اتمال کے صحیح ہوئے کی تائید کرتا ہے۔

اس حدیث مجدد کی تحریک کے سلسلہ میں ایک یہ بات بھی سوچنے اور سمجھنے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا اصل منشاء اور اس سے آپ کا مقصود کیا ہے؟ بعض حضرات کی تحریر رسول اور ان کے طرز عمل سے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس ارشاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ امت حق و ناجح میں تیز کرنے کے لئے اور دین میں صحیح رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اپنی صدی کے مجدد کو تلاش کیا کرے اور پہچانا کرے اور جب کسی کے ارادہ میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو اس کا اتباع کیا کرے، حقیقی فلاح و سعادت بیس اسی کے اتباع سے نصیب ہوگی۔

اس ناچیز کے نزدیک ایسا بھتنا غلط اور بہت غلط ہے، اس صورت میں تو یہ حدیث امت میں سخت اختلاف و تفرق اور فتنہ کی بنیاد بننے گی، ہر طبقہ اپنے علم و اندازہ اور اپنی عقیدتندی کے لحاظ سے کسی کو بجد کئے گا اور امرار کرے گا کہ فلاخ دعاوت بس اسی کے اتباع سے والبته ہے اور جو لوگ اس کے دامن سے والبته نہیں ہیں وہ فلاخ دعاوت سے محروم ہیں اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ امت میں نئے نئے اختلافات پیدا ہوتے رہیں گے اور امت ان اختلافات کی وجہ سے مختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم ہوتی رہے گی۔ اس لئے اس حدیث کا یہ معقدہ رہنمایا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔

درصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس ارشاد سے امت کو یہ اہمیان دلانا ہے کہ یہ دین کبھی حرف نہیں ہو سکے گا اور نہ مرد نہ زمانہ سے یہ پوسیدہ ہو گا اور نہ زمانہ کے انقلابات اس کی حقیقت کو بدلتے رکھیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی بقا اور خالصت اور تجدید کا انتظام برابر کرتا رہے گا اور ہر دور اور ہر قرن میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو دن پر سے اس گرد وغیرہ کو برابر جھاؤتے رہیں گے جو زمانہ کی ہواں سے اس پر پڑے گا اور اس کی کنگلی دور کرنے کے لئے اس کی رگوں میں تازہ خون اپنی جدوجہد سے دوزاتے رہیں گے۔ اس شریعہ کی بنی پر یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے حکم دعده "إِنَّا لَهُ لَحْفَظُونَ" کے مسلسلہ کے ایک الٹی انتظام کا بیان ہوگی اور ان دوسری حدیثوں کے ہم معنی ہوگی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کو دوسرے الفاظ میں اور دوسرے عزو اذوں سے بیان فرمایا ہے:-

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے جیجۃ اللہ الباریۃ میں "اباب الاعتصام بالكتاب والسنة" کے ذریعہ ان اس حدیث کی جو شریعہ کی ہے اور اپنے خاص انداز میں اس کے

مقصدِ دنشا اور اس کی حقیقت پر جو روشنی ڈالی ہے اس کا حاصل بھی ہے جو اس
عاجز نے عرض کیا۔ کم از کم اس کی ابتدائی چند سطربیں ہیں اس بھی پڑھی
باہم۔ فرماتے ہیں:-

قوله صلی اللہ علیہ وسلم بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 «کانجتیم هذہ الامّة دلم کاپیا، خادگہ۔ میری ایامت
 علی الصلاۃ و قوله کبھی محرا ہی پرستق نہ ہو گی”
 صلی اللہ علیہ وسلم امّہ آپ کا یہ ارشاد کہ: اللہ تعالیٰ
 «یبعث اللہ لھذۃ الامّة اس امت کے لیے ہر حدی کے
 علی راس کل مائیہ سنۃ سرے پر ایسے بندے پیدا کرتا
 من یجدد لھادینها” رہے گا جو اس کے لئے اس کے
 تفسیرہ فی حدیث آخر دین کو تازہ کرتے اور زکھارتے
 یحمل هذۃ العلم من کل رہیں گے۔“
 خلف عدو لہ میفون عنہ
 تحریف الغالین و انتقال
 المبطلین و تاویل الجاہلین

۱۴ آپ کے ان ارشادات کی وضاحت اور تشریح آپ کی اس
 حدیث سے ہونی ہے (جو کتب حدیث) میں مردی ہے) کہ میرے
 لائے ہوئے اس علم یعنی دین کی امانت کو ہرزانے کے اچھے
 اور نیک بندے بن جائیں گے اور اس کی خدمت و حفاظت کا
 حق ادا کریں گے، وہ غلو اور افراط والوں کی تحریفیوں سے اور کھوٹے
 سکے چلانے والوں کی لمح کاریوں سے اور جا ہلوں کی فاسد تاویلوں

سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔

اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے اپنے خاص حکیما نہ اور عادناء انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی حفاظت و تجدید کے اس نظام اور فیصلہ کا اصل سرادر راز کیا ہے۔ لیکن ہم نے جس مقصد کے لیے شاہ صاحبؒ کا خواہد یا تھا وہ ان کی اتنی ہی عبارت سے پورا ہو جاتا ہے۔

جو ہم نے اوپر نقل کی ہے ————— نقولہ عبارت میں جن تین حدیثوں کا ذکر ہے، شاہ صاحبؒ کے نزدیک ان رب کا مقصد وغایباً ایک ہی ہے اور وہ یہی ہے کہ امرتِ علمن رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آپ کا لایا ہوا دین حفظ رہے گا اور آپ کا روشن کیا ہوا چراغِ ہمایت ہمیشہ یوں ہی روشن رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس امرت ہی میں سے ایسے بندے ہر دریں کھڑے کرتا رہے گا جو اللہ و رسول کی اس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس کو اس کی اصلی تکلیف میں پیش کرتے رہیں گے اور اس طرح آپ کی لائی ہوئی ہمایت انسانی نسل کی آپ کے بعد بھی ہمیشہ رہنمائی کرتی رہے گی اور اللہ کے بندے اس کی روشنی میں سعادت کی راہ پر چلتے رہیں گے۔ اور اس دین کی حقیقت تحریفوں اور تاویلوں کے پردوں میں کبھی اس طرح گم نہ ہو سکے گی جس طرح پہنچنے والے ذریعہ آئی ہوئی ہمایتیں دنیا سے گم ہو گئیں۔

بس یہی ہے اس حدیثِ تجدید کی اور اس ضمنوں کی سب حدیثوں کی زوج اور مراد، اور اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اس کا امرتِ تجدید میں ہر دور کے ان سب بندگان خدا کا حصہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کی اس قسم کی خدمات لیں۔ اس طرح امتحان میں بحد دین کی تعداد صرف ۱۲-۱۳ ہی نہ ہوگی (جن کی

تعین میں اختلافات ہوں اور ہر حلقہ اپنے ہی کسی بزرگ کے مجدد ہونے پر اصرار اور دوسروں سے تکرار کرے) بلکہ اللہ کے ہزاروں بندے جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کی ایسی خدستین مختلف نمازوں اور مختلف ملکوں میں لی ہیں سب ہی اس کا رجید ہے میں حصہ دار ہوں گے اور سب ہی مجددین میں ہوں گے۔

اہا! ایسا بیٹک ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانہ میں اپنے کسی بندے سے کوئی بہت بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے۔ اور کبھی کسی سے اس سے کم درجہ کا اور دین کے کسی خاص شعبے میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جو نبوی رسولوں کے کاموں اور ان کے درجوں میں بھی رہا ہے: **تَلَكَ الرَّسُولُ نَضَلَّنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ** ۔۔۔ چنانچہ اس امت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے تجدیدی نوع کی خدمات لیں۔ ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز، حسن اللہ علیہ کا راز نامہ بہت اہم تر ہے، اسی طرح اس اخیر دور میں جس کا آغاز ہزارہ دوم (الف ثانی) کے آغاز سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایک ہزار سال گزرنے کے بعد سے ہوتا ہے، امام ربانی شیخ احمد سرنہنڈیؒ سے دین کی تجدید و خلافت اور احیاء شریعت کا جو عظیم کام ہمارے اس ملک ہی میں لیا وہ بھی اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے اور اسی وجہ سے ان کا لقب **مجدد الف ثانی** ایسا شہر ہوگی ہے کہ بہت سے لوگ ان کا نام بھی نہیں جانتے صرف **مجدد الف ثانی** کے معروف لقب ہی سے ان کو پہچاننے ہیں۔

اس مجموعہ میں مختلف ہیلوؤں سے اسی ربانی عالم دعاوت اور عظیم تجدید کے تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان پر اور اپنے اُن سب بندوں پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرائے
 جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر خود ضبوطی سے قائم رہتے ہوئے
 آپ کے لئے ہوئے مقدس دین کو تمازہ اور اس کے بانی کو سربراہ دشاداب
 کرنے کے لئے اپنی تو انعامیاں صرف کیس اور رامت کو ان کے فیوض سے استفادہ
 کی اور ان کی اعتماد اور پیرمودی کی توفیق دے۔

هزاره دوم یا الف ثانی



تجدیدی کارنامه

از

مولانايد مناظر احسن گیلانی

ناظرین کو اس مقالہ کے مطالعہ کے وقت یہ لمحہ نظر کھانا
 چاہئے کہ یہ شمس ۱۹۳۷ء میں اسوقت لکھا گیا تھا جب ہندوستان
 میں انگریزی اقتدار اپنے آخری درمیں تھا اور انڈیا
 ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت جنرل ایکشن ہونے کے بعد
 تمام صوبوں میں نیم آزاد حکومتیں قائم ہو چکی تھیں جنیں سے
 سات صوبوں میں کانگریس کی حکومت تھی جنکے طرز عمل
 سے پہلی دفعہ یہ بات کھل کر سامنے آئی تھی کہ آزاد ہندوستان
 میں مسلمانوں کو کن مسائل کا سامنا ہو گا۔

”مرتب“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبادِ الَّذِينَ أَصْطَفَ

و حدت دخدا در وحدت شود کی فنی نکتہ نوازیوں، باشرعت دلوقتی کی
تمایانہ و صوفیانہ معزکہ آدمیوں کے ہنگاموں میں حضرت شیخ احمد فاروقی سرینہی رحمۃ اللہ
علیہ کے واقعی اور حقیقی تجدیدی کا نامے کچھ اس طرح رمل کئے کہ آج حضرت شیخ
قدس سرہ العزیز کو مجدد الف ثانی کہنا۔ بجز ایک روائی خوش اعتقادی کے بنظاہرا و
کسی امر میں پر بنی نہیں علوم ہوتا۔ مشہور کرد یا آیا ہے کہ ملا عبد الحکیم سیالکوئی رحمۃ اللہ
علیہ نے حضرت کو اس خطاب سے کسی خاص وقت میں مخاطب کیا تھا، اور اسی خاص
خطاب نے رفتہ رفتہ عام القب کی صورت اختیار کر لی۔ لیکن کیا حضرت کا مجدد الف
ثانی ہونا بعض ملا عبد الحکیم کے ایک خاص خطاب و تلقیب ہی کا نتیجہ ہے اور طاھرا جب
نے بھی آپ کو اس خطاب سے بعض اس لئے مخاطب کیا تھا کہ گزشتہ بالاد مسلموں
کے متعلق آپ نے ایسی تعبیریں پیش کیں، جو قرآن و سنت سے زیادہ قریب تھیں،
بچھے اس سے انکار نہیں کہ ان سائل میں حضرت مجدد صاحب نے کسی خاص تعبیر کو
نہیں پیش فرمایا ہے۔ اور نہ اس سے انکار ہے کہ ان سائل کے متعلق بعض جاہلانہ غلط فہمیا
جن کے عوام شکار ہو گئے تھے ان سے نجات نہیں ہوئی۔ اور ان اصلاحی کوششوں
سے جن کا متعلق علمی و عملی دونوں شعبوں سے ہو صرف بندوں ان ہی کے سلان تاثر
نہیں ہوئے، بلکہ جانشی والے جانتے ہیں، کہ مختلف اسباب و ذرائع ایسے ہیتا
ہوئے کہ ان کا اثر قریب قریب تمام اسلامی مالک پر پڑا جس کا سب سے کھلا ہوا

ثبوت یہ ہے کہ سلسلہ مجددیہ کی ایک بڑی شاخ خالدیہ سلسلہ کے نام سے عراق و شام عرب خصوصاً ترکی مالک ہیں بہت زیادہ مقبول ہوئی اور ہے۔ نیز آپ کے "مکاتیب طبریہ" خود برآہ راست ان مالک میں بکثرت پڑھ گئے اور پڑھے جاتے ہیں، جہاں کے باشندے فارسی زبان سمجھتے ہیں۔ اور جو اس زبان سے نادائقع ہیں۔ ان تک آپ کے کنویات عربی اور اردو زبانوں میں پہنچائے گئے۔ غالباً روس کے ہنے والے طالب اوجہ ما جو ہو کر بالآخر کو حضرت میں رہ پڑے تھے انہوں نے مکاتیب کا ترجمہ عربی میں کیا اور مصری ماؤپ میں چھپ کر سارے عربی مالک میں پھیل گیا۔ یہ خداداد بات تھی کہ اس کے بعد حدیث و تفسیر میں جتنی اچھی کتابیں لکھی گئیں ان میں ایسی معتقد ہے کہاں میں مل سکتی ہیں، جن میں "کنویات" کے مضمون نقل کئے گئے ہیں۔ خصوصاً عصر جدید کی مشہور تفسیر "روح المعانی" جو سلطان عبدالحیمد خاں مرحوم خلیفہ رٹکی کے عہد میں لکھی گئی اس میں علامہ شہاب محمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فیہ نے گویا اس کا التزام کر رکھا ہے۔ کہ جہاں بھی ذکر کا موقع میسر رہے، وہاں قال المجد دالفاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے وہ آپ کے خاص خام نظریات، اور جدید تعبیرات کو پیش کرنے ہیں اور پڑے افتخار و ناز سے پیش کرنے ہیں اہم مسائل کے تفصیلیہ میں سند کے لئے پڑھ پیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ یہ بڑے انتباہات ہیں، جو کم از کم ایک ہندوستانی عالم و صوفی کے لیے سرا یہ ناز بن سکتے ہیں۔ لیکن کیا آپ کی "مجددیت" صرف ان ہی چند باؤں تک محدود ہے؟

شاہزاد غور نہیں کیا گیا، خصوصاً ہمارے علماء اور صوفیانے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب دیکھنا چاہا تو اس احوال سے جدا کر کے دیکھا۔ جس میں آپ کا وجود مسعود قدرت کی جانب سے سرزی میں ہند کو عطا کیا گیا تھا، کچھ سُنی سُنائی باتیں، افواہی فتحے، بھی مشہور چلے آتے ہیں کہ جہاں مگر بادشاہ نے اس جسم میں کہ آپ نے اُس کے آگے سجدہ تعظیمی سے انکار کیا تھا، کچھ دن کے لئے نید و نداں کی سزا دی تھی زیادہ سے زیادہ اس دناد کی حکومت سے آپ کے

تعلق کا انہمار اسی واقعہ سے کیا جاتا ہے اور اسی خرستم کر دیا جانا ہے گویا حضرت مجدد
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکومت سے تعلق اس سے زیادہ کچھ اور نہ تھا۔ یا للعجب!
احسان فراوشی ہو گی، اگر میں اس کا انہمار نہ کروں کہ سب سے پہلے اس مسئلہ کی طرف جس کا
میں آج ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ نواب صدر یار جنگ سولننا حبیب الرحمن خاں صاحب شزادائی
مظلہ العالی سابق صدر الصدود مالک حروفہ آصفیہ نے توجہ دلائی تھی۔ آپنے اپنی ایک تقریر
میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ کیا وجہ تھی کہ مغل حکومت کے تحت پرچار بادشاہ مسلسل ایسے بیٹھے
کہ ان میں دو کچھلوں کو دو ہپلوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ نواب علامہ کا اشارہ ہٹرن تھا، کہ
شام بھماں اور عالمگیران دو کچھلوں کو جان گیرا اور اکبر سے مقابلہ کر کے دیکھئے دو ذریں میں
کوئی منابعت ہے؟ ابھی اس سے سمجھت نہیں کہ ان چاروں میں کون سے دوآ سماں تھے اور
کون ذریں۔ لیکن نسبت دونوں طبقوں میں یقیناً وہی تھی جو آسمان و زمین میں ہو سکتی ہے۔
آخر بھائے گندم کے "گندم" سے "جو" کی روئیدگی کس طرح ہو گئی۔ وہی دریا جو شاہنشا
قوتوں کے ساتھ ایک سوت بہرہ تھا یکاکی پلنکر اس کا بہاؤ، باکمل مخالف رُخ کی
طرف کن اسباب کے تحت ہو گیا۔

نواب علامہ کا یہ سوال جو فلسفہ تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ یقیناً ایک عجیب سوال تھا اور میں
اس کا اعتراض کرتا ہوں، کہ سب سے پہلے اس اہم سوال کے جواب کا علم مجھے آپ ہی کی زبان
باز کس سے ہوا اور درصل میں اسی محفل جواب کی آج کچھ تفصیل اس حد تک کرنا چاہتا ہوں جس
حد تک کسی مقالہ میں گنجائش ہو سکتی ہے۔

بھر حال کبینی بہادر کے عہد میں غالب اس بس سے پہلے ہندوستان کی تاریخ فارسی زبان
میں جو مرتب ہونی وہ بھار جو بنگال کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کا بہلا اجارائی حروفہ ہے،
اسی بھار کے ایک طباطبائی سید صاحب کے قلم سے یہ نظرہ ان کی کتاب سیر المتأخرین میں

ذہب الہی کہ آسائش غیر تناہی خلق مذهب الہی جس میں خلق اللہ کے بنیمار
درآل بود تا عہد جہانگیر رواج داشت فائدے تھے جہانگیر کے زمانہ تک اس کا
باذ از عہد شاہ جہاں تعصیب شروع شدہ ده چرچا اور رواج رہا۔ پھر شاہ جہاں کے زمانہ
عہد عالمگیر شدت پذیرفت۔ سیر المتأخرین صفحہ ۱۳۷ حج ۱۔ تو اس نے شدت اختیار کر لی۔

پھر اس متن کی شرح نوازیوں و حاشیہ آرائیوں کے سلسلہ میں جو بلند و بالا عمارتیں
تیار ہوئیں، ان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ شاہ جہاں تو کم لیکن "شدت پذیرفت" کے ساتھ
جو بیچارا ہمہم کیا گیا، آج اُسی شاعریہ (پڑ پا گندا) کا نتیجہ ہے، کہ "عالمگیر اور ذہبی تعصیب"
تقریباً دو مرتب ادنی الفاظ بن گئے ہیں۔ مشکل ہی سے اب کوئی تعصیب کے لفظ کا تخلیل دس
طرح کر سکتا ہو کبے ساختہ اس کے شاہ عالمگیر کی صورت بھی دماغ میں نہ کھینچ جائے۔ پس سب
کچھ کیا گیا اور اس احوال کی تفصیل میں معلومات کے دریا بہادیے گئے۔ مجلدات شائع کئے
گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے۔ با ایں ہمہ ذوق بسط و تفصیل دعویٰ کے بعد
پہلوں سے ایسی لاپرواٹی بر تی گئی کہ آج جب "ہستری کے ٹنگوں" میں رگ گل پر بھی
نشترنے سے نہیں چوکا جاتا۔ یہ دنوں ہپلو غنچہ مہن بستہ کی شکل میں چھوٹ گئے۔ یا اصلًا
چھوڑ دیے گئے تمازج کی تولد و تاثرات کی وجہیہ تعلیل کے سلسلہ میں اگرچہ داقعہ
وہی ہے جو مردم واقعہ نویس نے۔

توحید کا سلسلہ ہے اصلی باتی ہیں ٹنگوں ہستری کے
کے ذریعہ طاہر کیا ہے۔ لیکن آج جب چیزوں کی آنکھوں کے پردے گئے جاتے ہیں اور
کرمدی کے جال کے تالوں کی سبھی روپیہ مرتب کی جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ایک ہی
دعویٰ کے ایک ہپلو کو تواناروشن کیا جاتا ہے اور اس روز سے اس کا زنگھا پھونکا جاتا
ہے کہ آنکھیں جیخ اور ثہتی ہیں اور کان مانگلوں کے لئے بتیاب ہو جلتے ہیں۔ لیکن اسی دعویٰ

کے دوسرے اجزاء، کو اتنی کس پری میں ڈال دیا جاتا ہے کہ گویا علم و تحقیق کے ھنزاوار ہی نہ تھے۔

میری مراد یہ ہے کہ سیر المتأخرین کے ذکر وہ بالابیان کا یہ جزو کہ نہ بھی تعصیتی عالمگیر کے عمد میں انتہائی شدت کی صورت اختیار کر لی تھی آج تحقیق و تفہیق، تبلیغ و توجیہ کا کچھ بخوبی شفیق بنا ہوا ہے لیکن ہمیشہ اس دعویٰ کے حسب ذیل (حسب زاد) کا

(۱۱) اکبر نے "الہی نہ ہب" قائم کیا تھا۔

(۱۲) اس نہ ہب کی وجہ سے "خلق در آساس اش بود"

(۱۳) لیکن شاہ جہاں سے رُخ بدلتا گیا۔ یعنی نہ بھی تعصیت شروع ہوا۔

کیا یہ تینوں جو بھی قابل بحث نہ تھے پوچھی تفصیل کے ساتھ بنا نا چاہئے تھا کہ "الہی نہ ہب" کی حقیقت کیا تھی، "خلق" جو آسائش میں تھی، تاڑ بخنی جنیت سے اس کی تحقیق کرنی چاہئے کہ اس خلق کے تحت میں کون کون سی جائیں، داخل تھیں، ان کی آسائش کی ذمیت کیا تھی۔ لھٹا خرمیں سب سے اہم سوال ہے پیدا ہوتا ہے کہ شاہ جہاں کے عمد سے اس میں کیوں تبدیلی ہوئی۔ اور کن موغرات کے زیر اثر عالمگیر تک پہنچ کر اس نے "شدت" کی شکل اختیار کی میری غرض یہ نہیں ہے کہ موزخین نے بالکلیہ ان اجزاء سے بحث نہیں کی ہے۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان میں بعض جزو ڈیسے ہی ہیں شلاً آخری سوال اس کو تو آج تک کسی کتاب میں انہملنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ اسی طرح "خلق در آساس اش بود" کو کبھی بیشہ محبل ہی رکھا گیا کسی نے نہیں بتایا کہ اس سے مراد خدا کی کوئی خلوق ہے۔ لبستہ "الہی نہ ہب" کا "تھوڑا بہت ذکر ان کتابوں میں مزدود کیا جاتا ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ جس نگہ میں کیا جاتا ہے اس سے بجاے "علم" کے شانہ بجھالت ہی میں زیادہ اضافہ پوکتا ہے۔ آخوندین اکبری کے مغلن جو کچھ شہزاد کیا گیا ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ ایک "صلح محل" مسلم خواص میں تمام ادیان و نہادوں کو ایک نگاہ سے دیکھا جانا تھا۔

کسی نہ ہب دالے کو دسرے پر کوئی فوپت نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن کیا بسی داقعہ ہے؟ جب داقعہ کا ذکر کیا جائے گا، اس وقت معلوم ہو گا کہ داقعہ کیا تھا؟ اور اس کو کس زنگ میں پیش کیا گی۔ اس سے اشارہ اللہ، الٹ خانہ کے کلمہ کی حقیقت بھی معلوم ہو گی کہ اس کا تعلق دراصل کس ماقوم سے ہے۔

عجیب بات ہے کہ اج بھی ہندوستان میں پھر ایک "نہب" پیش کیا جا رہا ہے۔ اب کے زمانہ میں چونکہ "اللہ" کے وجود کا انکار نہیں کیا گیا اس لئے اس کا نام "اللہ نہب" تھا۔ اس زمانہ میں "اللہ" کی جگہ قوم نے لی ہے۔ اس لیے اس کا نام بھی "تو می نہب" رکھا گیا ہے۔ آسان گھوستار ہتا ہے: تاریخ دہراتی رہتی ہے۔ اس شل ساز کی نصیلت ہوتی ہے جب اس وقت بھی جو کچھ سنا یا جارہا ہے اس کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو دکھایا جا رہا ہے اس کے دکھانے کا مضبوطہ پکایا جا رہا ہے، اور زیادہ تر اس موضوع پر قلم اشانے کی وقتو ہ جہا شاید یہی تماشا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو چونکنکا چاہتے ہوں ان کو اپنے چونک میں اس سے بچھے مدد لے۔

"اللہ نہب"

ہندوستان کا فتنہ، کبریٰ

پہلی، کویا نہب۔ کیوں پیدا ہوا؟ اور کون مرثیات کے تحت پیدا ہوا، پیرے ملنے سردت یہ سوالات نہیں ہیں۔ لیکن ہے کہ آخر میں کچھ اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے لیکن اس وقت جو کچھ بھی پیش نظر ہے وہ صرف سادہ لفظوں میں معتبر نہ ہے بلکہ ذائق کی روشنی میں صرف یہ دکھانا ہے کہ یہ نہب تھا کیا؟ ہمہ کہیں سے پیشتر کی کتابوں میں بھی اگر دھنڈنا جائے تو اس سلسلہ کے مختلف عناص مراہد اجیزہ اکابر راغم مل سکتا ہے، لیکن بہ نظر احتیاط میں نے صرف یہ ماناد دیا ہے کہ اکبری، دوبار کے سب سے زیادہ ثقہ راوی ماعبد القادر بدایوں کی

مشہور کتاب منتخب التواریخ پر ہی کفایت کروں، کیونکہ یہی ایک ایسا بیان ہمارے سامنے ہے جو علمی شہادت کے بعد ادا کیا گیا ہے۔ معمروں کو اس پر اعتبار ہو یا نہ ہو لیکن ملا صاحب جیسے راست باز بزرگ کے حلف کے بعد ہمارے لئے عدم اعتماد کی پھر مشکل ہی سے گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ کلی طور پر ان کے جزوی بیانات کی تقدیم یہی خود حضرت بعدہ ان فتنوں کی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت بھی انتہا، اللہ تعالیٰ پیش کی جائے گی۔ کیا اس کے بعد بھی شک کے لیے کوئی راه پیدا ہو سکتی ہے۔

بہرحال ملا صاحب نے اپنی تاریخ میں داقعات کو منتشر صورت میں پیش کرنے کے بعد ایک موقعہ پر یہ لکھا ہے:-

”ولیری بر ذشن آن قضایا گلزار دادی حرم و احتیاط بغایت دور بدد
کردم و خدا ی عزوجل گواہ است و کفی باللہ شہید اکہ مقصود ازیں نوشتن
غیر از در در دیں دل سوزی بر لست مرحومہ اسلام کو غقادار روے
غربت کشیدہ و سایہ بالی ہما خدا ز خاک لشینان حضیف گئی بازگرفته
چیزے دیگر نہ بود، او از تعنت و حقد و حسد و تعصب بخدا پناہ می جوئم۔“

صفحہ ۲۶۲

اوہ اسی کو میں ان کا حلف نامہ قرار دیتا ہوں۔

بہرحال اب داقعات کا سلسلہ شروع کیا جانا ہے۔

اجتہاد کا دعویٰ | اس سلسلہ میں سب سے نایاب جو چیز شروع شروع میں ہمارے سامنے آئی ہے وہ عہدِ اکبری کا مشہور محض نامہ ہے جسے کہنہ ہے ملا صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کر دیا ہے۔ یہ ہی محض نامہ ہے۔ جسے ملامبارک ناگوری پدر ابو الفضل فیضی نے مرتب کیا اور بغصور سے طوغاً بعضوں سے کرماً اعلاء وقت کے اس پر دستخط کرائے گئے۔

صلح محضر نامہ :-

تکمیلہ (بلبور حاصل) :-

مطلوب ان امور کے درج کرنے سے پہلے کہ
بادشاہی عدل و انصاف اور سرپرستی کے بروائے
ہندوستان آج کل این و امان کا مرکز بن ہوا ہے
اور اس کی وجہ سے عوام و خواص خصوصاً ان
صاحب علم و فضل علماء کا بیان ان دونوں جماعت
ہو گیا ہے جو نجات کی راہوں کے لہذا ہیں
اوہ اوقات علم درجات "قرآنی آیت کے صدق
یہ لوگ عرب و هجوم سے اس نک میں تشریف
لائے مادر اسی کو اپناؤں میں بنالیا ہے۔ اب
جمهوڑ علماء جو ہر قسم کے علوم میں کامل و سنتگاہ
رکھتے ہیں اور عقلی و تعلیٰ فتوح کے ماہر ہیں اور
ایمان و اہمی اور انتہائی دیانت و راست بازی
کے ساتھ موجود ہیں۔ قرآن کی آیت الیعواد
والیعو ارسل و اولی الامر سکم دینی اطاعت
کردا شد کی۔ اطاعت کردا رسول کی اور ان لوگوں
کی جو تم میں صاحبان اہم ہیں اور صحیح حدیث
شاید کہ خدا کے نزدیک قیامت کے دن بے
زیادہ بمحب وہ امیر ہو گا جو عامل ہے جس نے
ہیر کی اطاعت کی اس نے پیری اطاعت کی اور

متعدد ارشید ایں میانی و تہیہ
این حالت آئی کہ چون ہندوستان صینت
عن الحدثان پہ بیان سعدت سلطانی
و تربیت جہاں بانی مرکز امن و امان دوارہ
عدل و احسان شدہ و طوال فت امام اذ خواص
و عوام خصوصاً علمائے عزیز شوار و فضلاً
ذائق آثار کے ہادیان بادیہ نجات و
سالکان سالک او قائم درجات اماز عرب
و عجم رو بیس دیار نہادہ توطن اختیار نہودہ انہو
جمهور علمائے فنول کہ جامع فردیع و اصول و
حدیق مقول و مقول لانہ بدن و دیانت و
سیانت انصاف ماذند بعد از تبر و افی
و تامل کافی و دغونا غرض معافی الطیعوا شد و
الطیعوا رسول و اولی الامر سکم داحداً صحیح
ان احب الناس الى الله يوم القيمة - ۱۱۱
عادل من يطعم الا میر فقد اطاعني و من
يغض الا میر فقد عصاني وغير ذلك
من الشواهد العقلیہ والدلالیل
العقلیہ ترا ردا دادہ حکم نزدند کہ مرتبہ

سلطان عادل عند اللہ زیادہ از مرتبہ
مجتہد است۔ وحضرت جلال الدین
محمد اکبر سید شاہ غازی اعلیٰ
عقل و علم والثنا ندیتا بریں۔

اگر درسائل دین کہ بن المجتہدین
فتنوں فیہا است۔ پذہن ناقب و فکر صائب
خوبیک جانب را۔ از اختلاف به جهت
تسیل حیثیت بني آدم و صلحوت انتظام عالم
اختیار نموده بالجانب حکم فرمائید تفقیح علیہ
شوده داتباع آں بر علوم برمایا لازم و مسخر است
اگر بوجب رائے صواب نائے خود حکمے را

از احکام قرار دیند کغمالعنون نہ باشد و
سبب ترقیہ عالمیاں بوده باشد عمل برائی
نمودن برہمہ کس لازم و مسخر است و مخالفت
آں موجب سخا اخزدی و خسران دینی و
دینی است۔ انتہی بلطفہ ص ۲۷ ج ۴

جلیل عوام کلکتہ

جن نے امیر کی نافرمانی کی اُنسی میری نافرمانی کی
ان کے سوا اور دوسرے دلائل عقلی و تعلقی کی خیال
پر قرار دیتے ہیں اور فصلہ صادر کرنے ہیں کہ خدا کے
زندگیک سلطان عادل کا مرتبہ مجتہد کے مرتبہ سے زیادہ ہے۔
اور بادشاہ جلال الدین محمد اکبر غازی
چونکہ ربے زیادہ عدل و ای عقل و ای اور علم
و ای ہیں اس بنیاد پر ایسے دینی مسائل میں جن
مجتہدین باہم اختلاف رکھتے ہیں اگر دوہ (یعنی
اکبر بادشاہ) اپنے ذہن ناقب اور صائب رائے
کی روشنی میں بني آدم کی معاشری سہولتوں اور
دنیاوی انتظام کی آسانیوں کے منظر کسی ایک
پہلو کو ترجیح دے کر اسی کو سلک قرار دیں تو
ایسی صورت میں بادشاہ کا یہ "فصلہ" اتفاقی کجما
جائے گا۔ اور عام خلوق رعایا و برایا کے لئے
اس کی پابندی لازمی دلایدی ہو گی۔ (اسی طرح)
اگر کوئی ایسی بات جو تعطی صوص کے مخالف نہ
ہو اور دنیا والوں کو اس سے مدد ملتی ہو۔ بادشاہ
اگر اس کے متعلق کوئی حکم صادر فرمائیں تو اس کا اندا
اور اس پر بھی عمل کرنا ہر شخص کے لئے ضروری اور لازم
ہو گا اور اس کی مخالفت دینی اور دینوی بر بادی
او ماخذہ کی موافقہ کی مستوجب ہو گی۔

غالباً اسی کے بعد وہ لطیفہ پیش آیا کہ بحثت مجتهد و امام خادل ہونے کے جمعہ میں خطبہ پڑھنے کا اکبر کو خیال آیا۔ فرضی نے فارسی اشعار میں خطبہ تیار کیا۔ لیکن میدان جنگ میں جس کی تلوار میں کو اڑاتی تھی وہ تھر انے لگا اور صرف دو شعر پڑھ کر میر سے اتر گیا۔

یہ تھی وہ پہلی منزل جہاں تقليد سے کنارہ کش ہو کر اکبر کو اجتناد کے درجہ پر پہنچا یا گیا۔ لیکن اس کے بعد پھر کیا ہوا وہی جو ہمیشہ اس کے بعد ہوا ہے۔ تھر سے دنوں کے بعد علائیہ الہ و مجتهدین کی توبین و تحریر ہونے لگی۔ دین کا بہرم اٹھ گیا۔ ملا صاحب اپنے کا دوں سنی بیان فرماتے ہیں کہ ابو الفضل کی جرأت اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ

اگر درجین بحث سخن مجتهدین رامی	اگر کسی بحث در باحثہ کے درمیان مجتهدین
آور دند می لگفت فلاں حلوائی دنلاں	کی بات پیش کی جاتی تو ابو الفضل اس کے جواب
کفش دوز، و فلاں حلوائی دنلاں	میں کتنا فلاں حلوائی اور فلاں کفش دوز اور
آہ بید دلفی ہمہ علام، بید و ساز دار آمد۔ صفحہ ۷۰۰	فلاں چڑھ دلے کے قول سے تم پھر محبت
تام کرتے ہو۔ ابو الفضل کو تمام علم، کا یہ انکار	بنت موافق ثابت ہوا۔

لیکن معاملہ ابھی صرف الہ و مجتهدین تک پہنچا تھا۔ بقیتی سے ہمایوں کو چونکا ریزیوں کی امداد سے دبارہ ٹکٹت و تاج میسر رکھا تھا۔ اس لیے بہ تقاضائے منت شناہی عراق عجم اور ایران کے علماء و شعرا، کو خود اس نے اپنے عہد میں اعزاز داکرام سے سرفراز کیا۔ اور یہ دستور اکبر کے دربار میں بھی جاری رہا۔ بلکہ سچ ڈیہ ہے کہ ہمایوں کے بعد ہندوستان کی طرف ایک سیلان تھا جو سلسل القرآنی دوست مغلیہ تک ان مالک سے ہندوستان میں آتا رہا۔ یہ سیلان کس قسم کا تھا۔ اس زمانے کے کسی شاعر نے اس کو خوب ادا کیا ہے۔

نفاق آمدہ در ہند از بلاد عراق عراق قافیہ میدانی بر علگہ ارنفاق
پہلے ہمایوں کا بھوکا دل تھا جو ہندوستان کی کشت زاروں کی طرف بے تحاشا اُڑا

چلا آرہ تھا۔ اور ہزار دنی ہندوستان پورے کر کر اس درجہ عالی ہو جاتا تھا کہ بالآخر لوگوں کو کہنا پڑا۔
پار یو دم قطبک و اسال قطب الدین شدم گرجیا بہم سال دیگر قطب دین حیدر شوم
بھر حال یہ وہ گردہ تھا، جو ائمہ مجتہدین سے آگے پڑھ کر بے عاب اشرف صحبت کے
سعادت یافتول بر بھی حل کرنے میں قطب ابے باک تھا۔ اکبر کو نمازِ تکنی واقعات کے سنتے کا ایجاد
شوق تھا جس سر یغول نے خصوصیت کے ساتھ اس کے سامنے ان ہی کتابوں کو اور کتابوں کے
بھی خاص اُن حصولی کو پیش کرنا مشروع کیا جسی کا عقل مثا جرات صحابہ سے تھا۔ ماصاحب
لکھتے ہیں :-

د انجہ در حق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم معاذی کی شان میں سبکی کتابوں کے
در وقت خاندن کتب سیرہ کو روی ساختند ٹپھنے میں جو الفاظ اباد شاہ کی زبان سے نکلتے تھے۔
خصوصاً در خلافت خلفاءٰ ثلثہ و قضیہ خصوصاً خلفاءٰ ثلثہ نہ ک جنگ میجن وغیرہ کے
نہ ک جنگ میجن وغیرہ آ کہ گوش از ذکر کے دفت جو کچھ کہا جاتا تھا۔ یہاں اگر ان کے
استماع آں کر باد خود بز بیان نتوال آورد سُنے سے بہرے ہوتے تو بہتر تھا۔ میں اپنی زبان
سے اُن کو ادا بھی نہیں کر سکتا۔

مجتہدین اور ائمہ پسلے دار میں ختم ہوتے۔ اور اس دوسری ضرب نے تو اسلام کی روی
سمی ساکھہ بھی ختم کر دی جیسا کہ اس کے بعد ہونا پاہستہ اور یہ ہوا کہ اکبری دربار میں۔
ملت اسلام ہمہ ناسقوں دعا دشت ملت اسلامی کا ساماں سرا یہ حادث و لب عقلی
 واضح آن فقر اور عربان بعد نہ ک جملہ مسد اون کا مجموعہ کھل را گیا۔ اور اس کے بنانے والے (المیاذ
و قطعن الظریف) اونہاں دوستیت شاہنامہ باشد عرب کے وہ چند غلس پرو قرار پائے جن میں
کفر دسی لمبی بہ طریق نقل آ درستہ ترک سب کے سب مفسد اور بٹ مار اور زراہن
می ساختند۔

ڈیپرنسٹر خود دن دہر سار پر عرب راججا ہو رہا تھا۔ اور شاہنامہ فردوسی کے دو مشہور شعروں سے

کے ملک سمجھ را کند آرزو پر تغوا و پرچرخ گردان تغوا سند پکڑ دی گئی۔ حواس لے بطور نفل کے
ست

"شجرہ علمیہ بیوت" علی صاحبہما الف سلام و تجتہ کے ان ثواباتے رسیدہ تک جس کی
زبان بہر نجی چکی سنتی وہ آخر کتب سچلوں سے خود درخت ایک نہ پہنچتا۔ العیاذ باللہ
آخر وہ منحوس دن بھی سامنے آہی گی۔ کہ :-

در ہر رکنے اذار کان دین و ہر عقیدہ ارکان دین کے ہر کن اور اسلامی القائد
از عقیدہ اسلامیہ چہ در ہول و چہ در فروع کے ہر عقیدہ کے متعلق خواہ ان کا تعلق اصول
شل بیوت و کلام و نوٹ و تخلیف و تکوین اور سلسلہ کلام ،
سے ہو یا فروع سے مثلاً بیوت و تخلیف و تکوین ، او
حشر و نشر شبہات اگوناگوں پیغامبر استهزاء ،
دیوار الٹی انسان کا مکلف ہونا ، عالم کی تکوین
حشر و نشر و غیرہ کے سبق تحریک و تحریک کے ساتھ
آورده ست

ہی نہیں کہ بادشاہ ہی صرف شک بیں بتلا ہو گیا تھا ، بلکہ اہل دربار سے بھی ان
سائل کے متعلق بحث کرتا اور رب کو اپنی ذہنی کیفیت کے قریب لانے کی کوشش کرتا ، مٹا
صاحب لکھتے بیں کہ بادشاہ ،

خلق را بخلق قرآن و توغل درستالتہ
عام حقوق کو خلق قرآن کے مسئلہ کی تبلیغ
و حی نشانک در بنات و امانت امتحان کر دند
کرنا اور وحی کے محال ہونے پر اصرار و غلوتے
کام لیتا اور بیوت و امانت کے مسئللوں میں وگوں
کام امتحان لیتا اور جن فرشتے اسی طرح ساری
نبی ہستیوں نیز سجنیات اور کرامتوں کا کھلے
لطفوں میں انکار کرتا قرآن کے نوازرا اور اس
کے کلام خدا ہونے والوں میں کے فاہونے کے

صفہ ۲۰۷ - تنازع اعمال می شمردہ

بعد ثواب و عذاب کے لیے روح کے باقی
رہئے کو محال سمجھتا تھا، البتہ مناسع کے طور پر
ثواب و عذاب کا فائل تھا۔

ابنی اس نتیجے میں غلوکی آخوندی تھی کہ کبھی کبھی بھروسے دربار میں اکبر سے خلان
وقار خاہی صیغہ ندوی حکیم بھی سرزد ہو جاتی تھیں یعنی اپنے بیٹے پہاڑک ایک ٹانگ
پر کھڑا ہو جانا اور راس کے بعد حسب ذیل تقریر کرتا۔

میں معنی رائق چہگو دبول کند کہ	آخراں بات کو عقل کس طرح مان لکن
شخچے دیکھ لختہ پاگرانی جسم ادا خواب بائما	ہے کہ ایک شخص بخاری جسم رکھنے کے باوجود
دد دود نوہ زارِ حنون گو گھوٹے با خداۓ	بکاپ نیند سے آساؤں پر چلا جاتا ہے اور
تعالیٰ کندہ بسترش ہندگرم باشد د مردم	تعالیٰ کندہ بسترش ہندگرم باشد د مردم
یاں دلوی گردندہ ہم چنیں شق القمر و شوال	یاں دلوی گردندہ ہم چنیں شق القمر و شوال
اوم لوگ اس دلوی کو مان لیتے ہیں اور اسی	اوم
طرع شق القمر و شوال میں با توں کو بسی مان لیتے ہیں۔	

پھر اپنی اٹھی ہوئی ٹانگ کی طرف عاذرین کو خا طلب کر کے سوال کرتا۔

مکن بیست کہتا پائے دیگر پر جا	نا ممکنی ہے اگر جب نک دوسرا یاؤں
انہا ستادہ لوانیم اپنی پیر حکایتہ است	زین سے نکال د ہو میں کھڑا نہیں رہ سکتا۔ آخوند

۳۱۶ ہیں کہا نہتے؟

گویا خلاف فادت کے نامکن ہونے کو اپنی اٹھی ہوئی ٹانگ سے نبات کیا جاتا تھا۔	یہی ٹانگ تھا جب اپنے آخوند کو اگرا ہوا اور غوب گمرا ہوا۔ ایک نوبت باس جا
رسید کتاب اس کی زبان سے دھیاڑا باشد) اے باتیں بھی نبوت کبری کی شان میں نکلنے لگیں۔	ندان قائل فرضیں مداد اُملیں چھرت
	دینی، ادائیل ہجت میں فریض کے

وچار دہ زان خواستن و تحریم شد کردن بائے^۱ قافلہ کا دُٹنا چودہ عدد توں سے بکار ح کرنا اور
خوشودی زنان۔ م ۲۵

بیویوں کی رفاقتی کے لئے شد کو حرام کرنا۔
(زان سے بتوت پراعتراض کرتا تھا)

آج یوپ کے کمان سے جن تیروں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اب برس رہے ہیں ،
جرت ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ آج سے تین سو برس پیشتر بھی ہو چکا تھا۔ آخری کیفیت اگر کے نفس
کی یہ ہوئی کہ شن کر دنگھے لھڑے ہوتے ہیں۔ ملا صاحب کا بیان ہے، فاعلہ دیا اولیٰ
الابصار۔ ابتداء میں بات کتنی ہوئی ہے۔ لیکن آخر کمان جا کر ختم ہوتی ہے۔

نام احمد و محمد و مصطفیٰ و ارشاد آں ہے^۲ احمد و محمد و مصطفیٰ دیغرو نام بیرونی کا نام
جنت کا فران بیرونی دزنان انہوں دنی نگر ایں^۳ کے خاطر سے اور انہوں دنی خور توں کی وجہ سے
کی آمدتا ببرور ایام اسای چندہ اذ مغربان کر^۴ اس شخص پر گراں گدر نے لگے۔ آخر کچھ دن کے
باہی نام سی بوند تغیردادہ مثلاً یا محمد محمد خاں^۵ بعد اپنے چند ناماص لوگوں کے نام اس نے بدل
راہمت ہی خواندند دمی ذشتند۔ م ۱۵ ج،^۶ بھی ڈالے مثلاً بار محمد اور محمد خاں کو دہ رحمت ہی
کے نام سے پکارتا بھی تھا، اور لکھنے کے وقت بھی
ان کو اسی نام سے سورم کرتا ہے۔

اور غائب ایسی وجہ ہے، جیسا کہ ملا صاحب کا بیان ہے کہ اگری محمد کے عشقیں خطبہ
کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت لکھنے سے گریز کرنے لگے۔

علماً رسوا در لصفیفات از خطبہ تبرازی^۷ علماً رسوا پنی اپنی تصنیفوں میں خطبہ لکھنے
اور دند اکتفا ہو توحید کر دند القاب پادشاہی^۸ سے پہنچنے لگے۔ صرف توحید اور پادشاہی القاب
می ذشتند۔ وجاں ذبہ کنام آں حضرت^۹ کے ذکر پر فقاعت کرتے تھے ان کی وجہ نہ تھی کہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی رحمہ الملکہ بین بربند^{۱۰} بے ایمان جھیلانے والوں کے علی الرغم آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم جماگ کر زبان دلم پر لاتے۔^{۱۱}

بیان تک کہ خود ملا صاحب کو جب مہا بھارت کے ترجمہ کے شروع میں خطبہ لکھنے کی فرائش بادشاہ نے کی۔ تو محض اس وجہ سے انہوں نے اعراض کیا، کہ پیغمبر نعمت کے وہ خطبہ لکھنا نہیں چاہتے تھے۔ انہی باتوں کا نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہ تو بادشاہ ہر عالمی کی جرأت کبھی حد سے متجاوز نہ ہونے لگی۔ ملا صاحب فرماتے ہیں کہ:-

بِذِكْرِهِ چند از هند دال ۱۷ ملماں چند هند و اور چند هند و مزاج مسلمان، یہ
ہند و مزاج "قدح صریح بر بیوت می بدل پیغیب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوت
کردند پر صراحتہ اعتراضات کرتے تھے۔

لیکن ان کا کوئی روکنے دیکھنا لاذھا۔ حد تو یہ ہو گئی کہ جب اکبر کے دربار میں عیسائی نظری
کا وفادار پہنچا ہے تو ان لوگوں نے جہاں اور باتیں دربار میں کیسی تھیں ان میں العیاذ بالله
پر بھی تھا۔

در تعریف دجال طعون ایں ملائیں ان ملعونوں نے دجال کے صفات
و اوصاف اور باب حضرت خیر النبین بیان کر کے (استغفار الشد) ان کو
صلی اللہ علیہ وسلم علی رغم الرجالین فرد آور نہ پر ڈھالتے تھے۔

صَّ

الشاد اکبر؛ اتنی بد سختی نہ بیہودگی کو ٹھن کر بھی اکبر کی پیشانی پر بل تو کیا پڑتا۔
نہایت خنده جیسی سے ان کا استقبال کرتا ہے۔ اور خاص اپنے شاہزادہ مراد کو حکم دیتا ہو کر۔
بستے چند تینا اداں بخواہد صَّ چند اساق ان پادریوں سے پڑھلو۔
عوام میں جس شخص کا یہ حال ہو چکا تھا۔ اس کے اعمال کے متعلق سوال ہی نظرول ہے۔
وہی نماز جس کے متعلق کبھی یہ حال تھا۔

لہ ملا صاحب کی یہ اصطلاح اس زمانہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے شاید دنیا ہر مزاج رکھنے والوں
سے ہمیشہ بھری رہی ہے ۱۲

ہر چند وقت براۓ خاطر جماعت پانچوں وقت (نماز تو نماز) جماعت
درد پاری گفتند ص ۱۵۲ کے لئے بھرے مدبار میں فرمایا کرتے تھے۔
اب ان ہی ملا مصاحب کا بیان ہے کہ:-

سدیوان خانہ ہمچکیں ریا رائے آں دیوان خانہ میں کسی کی بحال نہ تھی کہ علائم
شدائیت کے علاوی سادے صلوٰۃ کند ص ۲۱۵ نماز ادا کر سکے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں :-

نمازِ نیدڑہ اور رجح تو اس سے پہلے ہی شدہ بود ص ۲۵۱ ساقط
ساقط ہو پکے تھے۔

اور معامل صرف سقوط و اسقاط تک ہی ختم نہیں ہوا تھا بے دینوں نے شاہی اشارہ
پا کر پھر اس کے بعد جو کچھ کیا اس کے ذکر سے بھی دل ڈرتا ہے۔ غیر اسلامی خاندان کے آدمی نے
نہیں بلکہ ایک مشہور ملا کے بیٹے نے جیسا کہ بدایوں کا بیان ہے :-

پسر طامبَر ک شاگرد ابو الفضل ملابرک کے ایک بیٹے نے جو ابو الفضل
رسائل دربابِ قدح و شخراں عبادات کے متعلق اعزاز من
بدلائل نوشتہ و مقبول افتادہ باعت تربیت او سخنگی کے پیرا پر میں چند رسائل تصنیف کئے
(شاہی جانب) میں اس کے ان رسائل نے بڑی گشت ص ۷
تبلیغ حاصل کی اور اس کی سرپرستی کا ذرعیہ
یہی رسائل بن گئے۔

دنی شعرا کی ہجومیں اشعار بناتے گئے اور کوچہ دبانار میں وہی گائے جاتے تھے جن ہیں
کے بعد اشعار ملا مصاحب نے بھی نقل کیے ہیں یہ رکھانے کے لیے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ اپنے کوتہ بات میں "دین کی غربت" کا ذکر جن دردناک پیراویں میں کرنے ہیں اس کے
ابواب کیا تھے، ہم بھی چند بطور "نقلِ کفر" کے نقل کرتے ہیں۔ مثلاً نا غالبیٰ نصیٰ کی فیاضیٰ کفر تھی۔

از حقیقت بدرست که چند سخنے انکه نہ گورے چند
گور باس سخن نمی گوید سرفراں کے نمی جو یہ
اپک منزرا و اس پر منزرا ہے۔

مید آمد و کارہا نکو خواہ دش	چون روئے عروس
ساتی مے ناب در سب جو خواہ کرو	چون خون خردس

(العیاذ باللہ)

افشار نہ از پوز بند روزہ	یک بار دیگرما
از گردن ایں خدا فر دز ایہ کرد	انوسن افسوس

اور ان جزویات کی کہاں تک تفضیل کجھے۔ جب اس مل سے وہ ٹوٹ چکا تھا تو
آخر شاخوں سے کب تک لپیا رہتا۔

لیکن اس وقت تک جو کچھ ہوا تھا، اس کی حیثیت "تجزیب" کی حقیقی ظاہر ہے کہ ہر
تجزیب کے بعد تعمیر کا خیال پیدا ہونا قادر تی بات ہے اور دون کہہ سکتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ سارے
فتنے کھڑے کئے نئے ان کی نیت کیا تھی۔ اللہ اعلم بالصواب

الف ثانی کاظمیہ اور "دین الحی" کی تدوین

عجیب بات ہے، کہ نادیخوں میں اس نظریہ کا ذکر کنائے اثاثے میں نہیں بلکہ کلمے کیلئے
لفظوں میں بکثرت کیا گیا تھا۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ پچھلے درخین نے اس کے ذکر میں تاہم
کے کپوں کام لیا ہاں نکہ ہمارے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدیہ کی جو اضافت "الف ثانی"
یعنی "اسلام" کی مت عمر کے دوسرے ہزار سال کی طرف ہے، جاں تک میرا خیال ہے
اور انشا اللہ اس کی تفصیل آئندہ آتی ہے، اس کا زیادہ تر تعلق اکبر کے اسی نظریہ سے معلوم ہوتا
ہے۔ بہر حال میں واقعات درج کرتا ہوں۔ نیجے تک سر شخص خود بے آسانی پہنچ سکتا ہے

چونکہ الترزاً اس مسلم میں جو کچھ بھی لکھ رہا ہوں ملائیق الداودی کی کتاب سے لکھا ہوں
اس لیے اس سئلہ میں بھی میرا مواد انہی کی تاریخ تک محدود رہے گا۔

ملا صاحب فرماتے ہیں:-

<p>بادشاہ نے یہ خیال پکایا کہ آنحضرت بزرگ سال از زمان بخت پیغمبر اسلام علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدت عمر کل ایک بزرگ سال تھی جو پوری ہو گئی۔ بادشاہ کے دل میں اس کے بعد ان خصوبوں کے اظہار و اعلان میں اب کوئی رکاوٹ بائی نہ رہی جو اپنے دل میں انہوں نے کاٹھا تھا۔ اور ہر یہ علماء جن کا کچھ عرب و دو اب تھا ان سے بھی بساط خالی ہو چکی تھی پھر کیا تھا اس کے بعد تو بادشاہ خوب کھل کیلے، اور اسلامی احکام و اركان کے پدم و برادری ان کی جگہ نے اپنے ساختہ پرداختہ تو این کی تاریخ میں شمول ہوئے جس کے بعد عقاومی برادری کا بازار گرم ہوا۔</p>	<p>چون در ز علم خوبیش مقرر ساختند کے بزرگ سال از زمان بخت پیغمبر اسلام علیہ السلام کہ مدت بقاۓ ایں دین بعد تمام شد ذیج ما نے برائے اظہار و داعی خفیہ کہ در دل داشتند تما نہ دبسا طا از شارخ و علما کو صلابت و مهابت داشتند دل ملاحظہ تمام از آنہا باکے نہ دخالی ماند بفراغ بال در صد د۔ بطال احکام و اركان اسلام و بندوں ضوابط و قواعد زہل و خل د ترویج بازار فداد اتفاق د در آمد ص ۱۳۲</p>
--	---

یہ تھا وہ "نظریہ" جس کا نام میں نے "نظریۃ الف ثانی" رکھا ہے اور صرف
نظریہ پر قناعت نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے اعلان عام کا ذریعہ یہ اختیار کیا گیا۔ کہ کہ کا نام
"سکہ الفی" رکھا گیا۔ اور اس پر "الف" ہی کی تاریخ ثبت کی گئی۔ ملا صاحب لکھتے ہیں کہ

گذشتہ بالا تجویز کے بعد

<p>ادل حکم کے فرمودن میں بود کہ در سکہ تاریخ پہلا حکم و دیا گیا یہ تھا کہ سکہ میں الف (بزرگ)</p>	<p>الف نو لیں۔ ع ۱۳۲</p>
--	--------------------------

کی تاریخ تکمیلی جائے۔

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ ۱-

در تکھاد مهر ہاتا رخ الف
نکوں اور اشر فیوں میں الف کی
نوستند کہ بایں اعتبار شعر باشد از انقراف
تاریخ لکھوائی گئی اور اس سے اشناہ ادھر
دین بین محمد مصلی اللہ علیہ وسلم کہ بیش از
کرنا مقصود تھا کہ محمد مصلی اللہ علیہ وسلم کے دین
بین کی طرح بہر اسال تھی وہ پوری ہو گئی۔
ہزار سال نو اہ بود ص ۲۰۶

ظاہر ہے کہ سکھ ہی ایسی چیز ہوتی ہے جس کی ہر خاص و عام کم رسائی ناگزیر ہے
کتابوں۔ اخباروں رسالوں سب سے زیادہ کارگر تدبیر اشتہار کی اس سے بہتر اور کیا ہو سکتی تھی
اور غالباً بھی وجہ تھی کہ پہلے سلاطین کے جتنے کے اور خدا پئے زانہ کے دوسرے مکون
کو سخت ترین احکام و فرائیں کے ذریعے اکبر نے گلوادیا تھا۔ صرف ایک ہی سکھ باقی رکھا
تھا۔ لیکن بات اسی پرستم نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک کتاب بھی "تاریخ الغی" کے نام سے اکبر نے
الیغ کرائی جس کی تدوین و ترتیب کا کام چند علماء کے سپرد ہوا۔ بلا صاحب لکھتے ہیں۔

دریں سال حکم شد کہ جوں ہزار اسی سال یہ حکم ہوا کہ ہجرت سے چونکہ
مال از ہجرت تمام شد وہہ جا تاریخ ہجرا
می نویسند حالانکی باہم کہ تاریخ تالیف ہزار سال پڑے ہو گئے اور لوگ ہر جگہ ہجرتی
تاریخ لکھتے ہیں۔ اب مناسب یہ علوم ہوتا ہے
باندگرد کہ جامع جمع حوال بادشاہیں اسلام
تا امر و ذکر کہ درستے ناسخ تاریخ کے دیگر باشد
ذاما اول الغی نہند و در ذکر سنوات بجاۓ
ہجرت لفظ دلت نویسند ۱۷

سنے پتھے کہ ایسی تاریخ لکھوائی جائے جو دوسری
تاریخوں کی ناسخ ہو۔ اس تاریخ کا بادشاہ
نے الغی نام رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ سنوں کے
ذکر میں بجاۓ ہجرت کے حلقت کا ذکر کیا جائے۔

مطلوب یہ تھا کہ اپنے زادہ کی حد تک تو "سکد" کا طریقہ اشتہار کے لئے منید تھا۔ لیکن اس کے بعد پھر اس کی یاد دل ان کا ذریعہ کوئی اور ہونا چاہئے اور اس کے لئے "تاویخ المفہی" کا ذریعہ اختیار کیا گی۔

بہترین کس نظر پر اس طرح ہو سکا۔ فہ اس کے اپنے دماغ نے یہ بجاد کی یا اس کے تپکھے جو "قرنار" لگاتے گئے تھے یہ ان ہی کی تسویل و تزدیر سخنی، صحیح طور پر اس کا پتہ نہیں چلا۔ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس نظر پر کی مائید میں دلائل کا ایک انبار جمع کر دیا گیا تھا۔ ٹاصل حسب لکھتے ہیں۔

اسی سال چند روزیں ادنیٰ درجہ کے لوگ جو عالم نما جاہل ہیں، انہوں نہ لیوں کا پتہ اس دعویٰ کے متعلق باندہ دیا کہ وقت اس صاحب زمان کا آگیا ہے جو "ہندو اور مسلمانوں" کے بہتر فرقوں کے اختلاف کا مٹانے والا ہو گا۔ اور اس صاحب زماں کی ذات خود حضرت بادشاہ کی ہے۔	دریں سال اس افل دار اذل عالم نمایے جاہل تعاضد دلائل باطل نزدہ بریں آور دند کے حلا صاحب زمانے کے رافع خلاف و اختلاف و ہفتاد و ملت از سلم دہند دباشد حضرت انہد۔ ۲۶۹
---	---

اس عبارت سے امناہہ ہو سکتا ہے کہ دین الہی کی بنیاد کیا تھی، آج جس "نظر پر" کو "توہیت" کے نام سے روشناس کیا جا رہا ہے عمل کونہ دیکھئے، الفاظ کی حد تک کیا اس کی تعبیر اس سے (یادہ الفاظ میں کی جاسکتی ہے، اس "نظر پر" نے بالآخر جو زنگ اختیار کیا۔ قدرت نے غالباً..... ہماری عبرت کے لئے اس کا نقشہ ہماری لگاؤں کے ماننے گدار بھی دیا۔ لیکن کون ہے۔ جو حضرت مجدد العث ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پاک پر اس آواز کو پہنچائے کہ آپ جس فتنہ کو دیکھ دیکھ کر یا دیلاہ یا مصیبتاں کے ساتھ عمر بھر جنستے رہے، آج ہندوستان کے مسلمانوں کو پھر دیا دھوکا دیا جا رہا ہے اور تم پہ ہے کہ وہ دھوکا کھا رہا ہے، ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تیس سو سال پہلی تر "ہندی توہیت" کے ان ہی علمبرداروں کے بالٹنی ارادوں اور پوشیدہ نیتوں

کا اعلان ان لفظوں میں کیا تھا:-

کلامیں نام بخداں استھرا، و سخریہ
ان لوگوں کا ہر کام صرف اسلام کے
امت بہ اسلام دا بیل آن منتظر انہ کہ اگر قابو
ساتھ مذاق اور ٹھٹھا اڑا ڈا ہے۔ یہ لوگ اس کے
بیانند مدد اداز اسلام پر آرندیا ہے را بقتل ساند
شظر ہیں کہ ان کو قابو حاصل ہو جانے تو ہم
یا یہ کفر باز گردانند
(سلمانوں کو) یا اسلام سے جدا کر لیں یا سب کو
قتل کر دالیں یا سب کو پھر کفر کی طرف پناہیں۔

۱۶۷

یہ ہے پوشیدہ مقاصد کی تسلیم مدارک ان فی ذالک لعبرۃ،
آج جب کہ مغربی قویت کی تیز آندھیوں نے ان دی چھپی چکاریوں کو ہواں دیکھ
مختلف تم بیروں سے علمائے جہنم بنادیا ہے لیکن عصموں کا ایک گردہ ہے جو با وہود
”قد بدلت البعضاء من افواههم و ما تخفي صدورهم اكابر“ یہی سمجھ رہا ہے،
کہ یہ معامل اصریحی نہیں بلکہ ”صفر“ ہے جنہوں پرستوں کی صرف بدگانیاں یا بلفسیاں ہیں
بہر حال اس نظریہ کی تائید میں جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں آج تو ان کو صرف عقلی نگہ سے
ذمکا جاتا ہے لیکن اس وقت علاوه عقلیت کے اس میں ”امام اور پیشوگوئی“ کی قوت بھی بھری
جائی تھی، طاصل احباب کا بیان ہے کہ

برہمناں..... شرعاً نے هندی را از
ہندوستان کے قدیم دانش مندوں کے
زبان دا زمانہ میں باقی نہیں رہا۔ نام سے (اس زمانہ) میں برہمن هندی اشعار نقل کر
ضمون کہ پادشاہ عالمگیرے درہند پیدا شود کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے جن کا
کہ برہمناں را احترام کند و محاذیقت گاڈ نایا۔ ضمون یہ ہزا تھا کہ جہاں کا فتح کرنے والا ایک
وکیتی را بعمل بھاگ بیان کند و در کاغذ ہائے با۔ با ارشاد ہندوستان میں پیدا ہو گا جو برہمنوں کی
کھنڈ آں خرافات را نوشتہ میں نزد ندو ہمہ با۔ بڑی عوقت کرے گا اور گلے کی خلافت کر گیا،
اور عالم کی نجراں ای احصات کے ساتھ کرے گا۔

دری افتاد م ۲۵

(لا صاحب لکھتے ہیں کہ) پڑانے کا غذاء ت پر
ان خرافاًوں کو لکھ کر بادشاہ کو دکھایا کرتے تھے
اور بادشاہ ان کو صحیح خیال کرتا تھا۔

”نا جانتا ہے کہ آج بھی برہنوں کی ایک بڑی جماعت پڑانے کا غذاء اور تابع
کے پروں میں حسب طلب معاہین لکھ کر زمین میں دفن کرنی ہے۔ اور بچہ کچھ دن کے
بعد ”ڈیکوری“ کے نام سے آسان وزمین کو سر پر اٹھایا جاتا ہے۔ اور ان ہی دیشوں
سے آج ہندوستان کی تاریخ مرتب ہو رہی ہے۔ ایک عبور راوی نے مجھ سے حال ہی میں
بیان کیا کہ ”پود“ کے علمی طقوں میں اس نوعیت کے تحقیقی کاموں کا زیادہ زور ہے خیال گذا
تھا کہ شاید یہ وہاں کے برہنوں کی کوئی ”نسی انج“ ہے۔ گرل لا صاحب کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ ان کا پرانا دستور ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس فدامت پرست قدم کے پاس
کوئی نئی چیز اُخْر کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

بہر حال ”بندوسلم“ کے رفع خلاف کے لئے ایک طرف اندر ولی طور پر یہ کارروائی
ہو رہی تھی۔ اور کیا کہوں، مگر بے کے رہا بھی نہیں جاتا کہ شیک جس طرح اسی ”بندوسلم اختلاف“
کے رفع کے لیے یا ”ہندی قومیت“ کے لئے غیر توجہ کچھ کر رہے ہیں، کر رہے ہیں، لیکن
اپنوں کی بھی ایک جماعت ہے جو پوری وقت سے اس کی تائید و اثبات کے لئے آسٹین
چڑھائے ہوئے ہے، اسی طرح اسی وقت بھی ایک گردہ پیدا ہو گیا تھا، جس میں بدستی سے
زیادہ تر اسی جماعت کے افراد شریک تھے جو آج بھی اس نظریہ کے قبول کرنے میں عام مسلمانوں
سے دس تقدم آگے نظر آ رہے ہیں۔ لا صاحب کا بیان ہے کہ کوئی صاحب حاجی ابراہیم صاحب
سرہندی تھے جن کا ذکر اس کتاب میں مختلف مواقع پر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
مرلوی آدمی تھے۔ اب کے زمانہ میں صوبیہ گجرات کی صدارت پر سرفراز تھے۔ اپنے گجرات
سے جو تخفیف بادشاہ کے پاس نہیجے تھے، ان میں ایک تخفیف بھی تھا:-

عبارت جملی از شیخ ابن عربی قدس ایک جملی عبارت حضرت شیخ ابن عربی سرو د کتابے کند کرم خود د بخاطہ محوال ذشت قدس سرو کی ایک بہانی کرم خود د کتاب سے کہ "صاحب زمان" زمان بسیار خواهد داشت ناماؤں حروف میں نقل کر کے بھیجی جس کا مطلب دریش تراش خواهد بود صفتے چند کہ "خلیفۃ الدان" یہ تھا کہ "صاحب زمان" کے پاس بہت سی عدیں ہوں گی اور ذہن منڈا ہو گا۔ اسی طرح کے چند صفات جو "خلیفۃ الزمان" میں تھے، اس میں درج تھے۔

اگرچہ برہنیوں کی طرح ان کی بات بھہ نہ سکی اور یہ حادثہ اس گروہ کے ساتھ اکثر پیش آتا ہے۔ لا صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"آل جبل و بابا ن ظاہر شد"

ایک اور "مولانا صاحب" تھے جن کا ذکر لا صاحب نے مولانا نے خواجہ شیرازی کے لقب سے کیا ہے۔ ان مولانا صاحب کے سعلق لکھنے ہیں کہ:-

اذ کم معلمہ رسالہ از شرفاء آور دہ شرفاء کے پاس سے یہ کم معلمہ سے کہ دراحادیث صحیح ہفت ہزار سال کہ دت ایک رسالہ لائے کہ مجمع حدیثوں میں دنیا کی دو یہ ایام دنیاست سپری شدہ حالات دلت ہلوا دلت ہلوات ہزار سال ہے اور یہ دلت پوری مہدی موجود است و خود ہم رسالہ ترتیب ہو چکی۔ پس یہی دلت اُس مہدی کے ظہور کا ہے۔ جن کا داد دیا گیا ہے۔ خدا ان مولانا نے خواجہ شیرازی صاحب نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ ترتیب فرمایا تھا۔

لا صاحب لکھتے ہیں کہ اس تحریک کی تائید میں صرف سنی علماء ہی کے افراد مشرک نہیں ہو گئے تھے بلکہ شیعی علماء کے بعض افراد بھی:-

از امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کردہ ص ۲۸۶
 اکبر کے عہد کے ایک شعبی عالم ماسٹر بیت آلمی بھی تھے، مصاحبہ الیت و نصیف
 تھے، مصاحبہ نے ان کا ایک طویل تذکرہ درج کیا ہے، انہوں نے محمود بن جوہی مجدد
 کا ایک مشہود سطح نویں صنف لگڑا ہے، اس کی کتاب سے بھی یعنیون نکالا:-

کہ درسال نہ صد نو بزردار نہ باطل نو نوے (اجری) میں باطل کا مٹانے
 شفیع خواہ بود، وہ مہم تبیر از صاحب دین حق "والا ایک شخص پیدا ہوگا" صاحب دین حق سے
 تشیع کر دہ بہ حساب قبل نہ صد نو دست اس کی تبیر کی گئی اور جمل کے تابعہ سے وہی نو
 نوے کے سذکارے گئے۔ ص ۲۸۷

ان سب کے علاوہ ناصر خسرو کی درباری ایام بھی اسی "نظریہ الف ثانی" کی نائید میں
 پشم کی جاتی تھیں۔ پہلی ربانی یہ ہے۔

در نہ صد و نہ تاد نہ از حکم قضا آئند کو اکب از جوانب پک جا
 در سال اسد لہ اسد، رو ز اسد از پرده پر مل خرا مداں شیر خدا
 اور مداں شیر خدا" سے مراد اکبر کی ذات تھی، دوسری ربانی یہ ہے۔

در نہ صد و شیعین دو قرآن می ہینم دز مددی دوجال نشاں می ہینم
 یا ملک بدل گردد یا گردد دیں سرے کہ نہال است عیاں می ہینم

بہر کیت اکبر کے نامہ میں اتفاقاً اسلام کی عمر کے ہزار سال کا گذرا نا ایک دیسا و اتعہ بنالیا گیا
 جس پر "الف ثانی" کے نظریہ کی یاروں نے، بڑی بڑی تغیریں کمزی کر دیں اور مستقل طور پر ملے
 کر دیا گیا، کہ "محمدی اسلام" کی عمر پوری ہو گئی بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کر دیا گیا کہ بالآخر
 اگر نہ بھی پوری ہوئی (جیسا کہ مصاحبہ کا بیان ہے جب بھی

دریں سال شیخ مبارک در خلوت بخوبی مبارک نے بیر ر سے بادشاہ کے
 پادشاہ بیر پر گفت کہ چنانچہ مکتب شما تحریقیا ملنے خلوت میں مخاطب کر کے کہا کہ جس طرح

امت در دین مایز خریفات بیار رفتہ و
نمکنے بیں میں تھریں بونی ہیں طاح ہند کہ نہ سب میں بگون
اعتماد نے نامہ م ۳۲
تو پنی بونی ہیں جلکی وجہ اب س ذہب بھی اعتماد باقی نہ رہا۔

اک مقدارہ بہ پوا اور دسر اسی کے بعد۔

درست ہزار سال از ہجرت نام شدہ م ۳۳ اور ہجرت کو تکمیل کرنے والے کلات پوری ہو چکی ہے
نتیجہ ظاہر ہے کہ اب کسی جدید آئین کی صرزورت ہے۔ لیکن جدید آئین کی بنیاد کیا ہوئی
چاہئے۔ گھر رچاکہ ہندو سلم اخلاق کو منع کرنا۔ اب یعنی کہ اس پر جدید حاشیہ ادائی کیا ہوئی۔

عقل اور رہبر ادبیان موجود ہیا اندر	تمام مذاہب میں عقل مند موجود ہیں اور پائے
ارباب ریاضات کشف و کرامات درکل مولف	جلتے ہیں اسی طرح ریاضت و بیانہ کشف و
امام پیدا و حنی ہمہ جاواہر پس اختصار آں مدد	کرامات والے بھی دنیا کے تمام لوگوں میں پائے
پک دین و یک للت کو پیدا شدہ و ہزار	جلتے ہیں اور حق نام مذاہب میں پایا جاتا ہے
سال بر دنگداشتہ باشد جہ لازم و اثبات	پھر ایک ہی دین و ملت میں حق کو کبھی منحصر
یکے وضی و گیرے ترجیح بلا مریج از کب	خیال کیا جاتا ہے اور وہ بھی ایسے دین میں جوڑا

مولود ہے اس پر بھی ہزار سال بھی نہیں گزرے ہیں۔

آخری سے دین میں حق کو تحریر کر دنیا کوں ضروری ہے
یقیناً ایک مذہب کو صحیح خیال کرنا اور وہ سرے
کو غلط تحریر نہیں ترجیح بلا مریج ہو یعنی بلا وجہ کی ترجیح ہے۔

”ہندی فرمت“ کی تحریر کا شاید یہی وہ مقدمہ ہے، جو اس کی جدید تحریر کیسا اور ”نشاۃ
نشاۃ“ کی ناید میں اسی جماعت کے ایک فرد فریض نے چند دن ہوئے کہ بعض آیات قرآنیہ
کی جدید تفسیر کے ذریعہ سے اسی دعویٰ کو دہرا دیا ہے اور تحریر کے بانیوں کی جانب سے
ہمیں کافی داد ملی۔ حقیقتی کہ بعض ”رسی“ زبانوں میں اس کا توجہ کر کے بھی شائع گرا بائی۔
خیر بھائیں سے کیا بحث میں تو صرف یہ دکھانا چاہنا ہوں کہ اسلام کو جس آنٹیگری بادہ نے

کو لیا ہے اور ناتوانوں کو خطرہ پیدا ہوا ہے کہ "خدا شرعاً است" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رواحیاب اصحاب کے فراہم کردہ خرمن کو (کافعلہ اللہ) یہ شعلہ بھڑک کر جسم شکر دیا ہے خیال اس قرآن کے متعلق جو "عفونا" روح میں انا لہ لحافظوں کے دست قدرت سے ثابت کیا گیا ہے؟ اس کو برپا کرنے تو ٹری چیز ہے انشا اللہ ناپاکوں کے ناپاک ہاتھ اس کو چھو بھی نہیں سکتے وہ خودا پنی اندیعنی نازدیکی توتوں سے اس قسم کی اطفائی کوششوں کا ہمیشہ عمل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ خواہ جھپٹلانے والوں کی بی جماعت فرعون و شہود کے جنود ہی کیوں نہ ہوں،

بھر حال آخری طے کر دیا گیا کہ "جديدة تمت" کی بنیاد رکھدی جائے ظاہر ہے کہ اکابر کی نگذاری از قرار اس وقت تک صرف دامان نبوت تک پہنچی تھی۔ الحاد کی آخری منزل تک نہیں پہنچا تھا اس کے دامغ میں ابھی "اللہ" کا عصیدہ باقی تھا اور اسی لیے اس جدید دین کا نام "اللہ" مذہب رکھا گیا تھا۔ اللہ مذہب کے لئے عموماً الہام و حی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیکر کیا اکبر نے اس کا بھی کوئی سامان کیا تھا اور کتابوں میں تو شاندار اس کا بھی کچھ شرائع لتا ہے لیکن بلا صاحب با وجود یہ کوئی ایک موقد پر لکھ گئے ہیں۔

ایں ہمہ باعثِ دعویٰ نبوت شد یہی بائیس دھوئی نبوت کی بہب ہوئیں لیکن
امانہ بلفظ نبوت بلکہ بعبارت آخر میں^{۱۸۶} نبوت کے لفظ کے ساتھ نہیں دیکھنے والوں ہیں۔
اور ماثیری نے بھی اپنے شہود قصیدہ میں اکبر کی ان بیہودہ کوششوں کا اس ایک شعر میں جواب دیکر کہ:-

شورش مغراست اگر در خاطر آرد جاہلے کر خلائیں مر پیغمبر مذاخوا بہشدن
آخر میں انہوں نے بھی کچھ نبوت " ہی کے جانب نظر فیانہ اشارہ کیا ہے۔
بادشاہ اسال دھولے نبوت کرده است گر خدا خوا بہشدن از سالے خدا خوا بہشدن
لیکن بجز ایک داعی کے جس کا ذکر براوی نے بھی کیا ہے کہ نہاد (پنجاب) سے

وٹتے ہوئے اکبر کو سیر و نیکاد کا شوق ہوا۔ اور قرغذ (ہانگن) کا فرمان دے کر فکا دیں صرف ہوا۔ چار دن تک سلسلہ نیکار کھیلتا رہا۔ نیکاروں کا انبار لگ گیا۔ کہ اچانک ایک درخت کے پنجے۔

نگاہ ہے یک بار حالت عجیب و جذبہ عظیم برشاہنشاہی وارد گشت و تغیر ہوئی اور غطیم جدبہ وارد ہوا۔ حالت یہ غیر معمولی فاحش در وضع ظاہر شدہ بہشاہ کے تسبیر ازان انقلاب سا پیدا ہو گیا، اور ایک ایسی کیفیت ممکن نہ ہو دہر کیام ہر چیزے حلی یہ رہندے تھی جس کی تعبیر زامکن ہے ہر شخص اپنے خیال کے مطابق ایک رائے قائم کرتا تھا۔

۲۵۲

اکبر پر یہ کس قسم کا حال ظاری ہوا تھا۔ ما صاحب تو "الغیب عن داللہ" کہہ کر نکل گئے۔ لیکن آگے چل کر خود ہی لکھتے ہیں کہ۔

ایں خبر در شرق رو یہ ہند شہر
ہندوستان کے شرقی علاقوں میں بادشاہ
یافتہ۔ اراجیف عجیب و اکاذیب غریب کی اس کیفیت کے متعلق طرح طرح کی گئیں اور
در انواہ عوام افتاد مئے
بیوودہ بائیں مشور ہو گئیں۔

پڑھا ہے اور کتاب کے متعلق بعض خبریں مشہور ہیں۔ وہاں ہی "ازاجیف" و "اکاذیب" پر مبنی ہیں۔ اتنا قوت نامب ہے کہ اس درخت کو "مقدس" قرار دیا گیا۔ اور طرح عمارت عالی و باخ و سمع در آئی۔ اند اختنہ "وزر بسیار لفقر اروہ ساکین مادہ" اور سبے بڑی بات یہ ہے کہ "موئے سررا قصر کر دند" کون کہہ سکتا ہے کہ پہ گیا کے "ہوئی ٹری" کی نقل دستی بسیا اکبر کو پہلی کے اس درخت کی خبر نہ تھی۔ جس کے پنجے ہندوستان کے مشور بائی نذر بہب "بدھا" کے ساتھ کچھ اسی قسم کا واقعہ پیش آیا تھا؟ لیکن با وجہ عمارت عالی و باخ و سمع کے سہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ملائری نے تیج کما تھا شورش نظر است اگر در خاطر آرد جا ہے کہ خلائی سر ہی غیر جدرا خاہدشدن

بہر حال جہاں تک بیرے محدود معلومات کا تعلق ہے۔ اگر نہ نبوت کا صریح اور صاف دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ جس کی شہادت ماصاحب بھی دیتے ہیں۔ لیکن ایک کوئی ماج العارفین نہ ہے۔

انسان کامل راسیارات اذ خلیفۃ الرّاحمۃ

داشتہ و تعبیرآل بنات اقدس نبودہ اکثر اور البارکی ذات کو اس کا صدق اخیر اکرا اس کو سین و اجب و لا اقل مکن ان فہمازیدہ میں۔ بجتنہ یا کم از کم خدا کا عکس ہونا آمجانتے تھے۔
یکن پھر بھی جوبات، بنی "بنے" میں حاصل ہو سکتی تھی۔ سین دا جب بنے میں وہ بطف نہ تھا۔

ماج العارفین کا جس طبقہ سے تعلق تھا۔ اس میں "بادشاہ" تو خبر ایک چیز بھی ہے، ہر نفیر گداگر۔ انا اکن، "کانغرہ لگا سکتا تھا اور اسی لئے اس کو کوئی امیت بھی نہیں دی گئی۔ الفضة اس سلسلہ میں دوسروں کے بیان سے نہیں بلکہ قدم ماصاحب ہی کی دوسری عبارتوں سے پہ معلوم ہوتا ہے کہ الف ثانی اور تحریف اسلام "سدادت ادیان" ان ٹینوں نظریات کو طے کرنے کے بعد

نماذ و روزہ و مجمع نبوت و تقلیدات۔

نام نہادند بعینی فیر سقول و ماروین برقل نبوت سے تعلق ہے، ان کا نام "تقلیدات" رکھا گذاشتندہ نقل میں۔ یعنی سب برقلی کی باتیں شہزادی گئیں، اور نہب کی بنیاد "عقل" پر کھی گئی۔ نقل پر۔ ایک اور موقعہ برقل کرتے ہیں کہ جب کسی شرعی مسئلہ کا ذکر ہوتا تو اس دست بادشاہ پر کھا کرتے تھے:-

ایں را اذ طایاں پر پسید و پیزے
کر تعلق برقل و حکمت دار دا ز من مست

اس کو طاول سے پوچھو، البته ایسی چیز جو کہ تعلق برقل و حکمت سے ہو، وہ بھے سے دریافت کر دو۔

لیکن "عقل" کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس "جديدة دین" کے تمام اصول و فروع سب
براءہ راست "عقل" سے پیدا کئے جاتے تھے۔ بلکہ صورت یہ اختیار کی گئی کہ پہلے تو "سدادات"
اویان "کاموی" کی گیا۔ گویا کسی دین کو کسی دوسرے دین پر ترجیح نہ دی جائے۔" لیکن
ذہب سب میں جو تضاد و تناقض ہے، نظریہ سدادات "پراس کا نابنا" نشکل ہی نہیں بلکہ میں
شما، اس لیے ترجیح کے لئے "عقل" میزان ٹھہرائی گئی۔ اور مکنہ حد تک تمام ذہب کے
علماء، و ماہرین جمع کرنے کی کوشش کی گئی اور ہر ایک سے اس کے ذہب کے علمات حاصل
کئے جاتے تھے۔ مسلمان اور ہندو تردد بار میں موجود ہی تھے۔ ان دو کے علاوہ اس وقت تک
اس ملک میں یورپین صلیبیوں کی بھی آمد و رفت متعدد ہو چکی تھی۔ جیسا کہ ملا صاحب کے
بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ عموماً یہ لوگ ساحلی علاقوں میں بخوبی قراقوں کی حیثیت سے
منڈلاتے رہتے تھے۔ اور انہوں نے ملک میں ان کا داخلہ غالباً اس وقت حیثیت بازیگروں
کے ہوتا تھا۔ یکون کہ ملا صاحب نے ان کا اپنی کتاب میں جہاں کمیں ذکر کیا ہے اس میں^۱
زیادہ تر ہی ہے کہ جتنے دنوں میں فرنگیوں کی بھی ایک ٹولی شریک ہوئی، اس نے اُغزیں
ہمی باجہ بجا کر لوگوں کو منیر کیا غالباً پیاز یا ہرمونیم تھا۔ کبھی بیلوں ادا کرتا شے دکھاتے
تھے۔ الغرض اکبری عہد تک ان کی حیثیت پر ظاہر بازی گروں ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ بعد کو
آنھوں نے سو گروں کا بھیں بدلا اور آڑ میں جو کچھ ہو کر رہا وہ تو سب کے سامنے ہی ہے
قولی الحلاط من تشاء و تنتزع الملاط ممن دشاء۔" کی حقیقی قصیر میں کتابوں میں نہیں
بلکہ صحیفہ نظرت کے اور ان میں بہیشہ بیں ہی لکھی جاتی ہیں۔ خیر پر تو ایک منی بات تھی۔ قصہ
یہ ہوا تھا کہ اکبری ہماری مختلف ارباب ذہب کی ٹوبیاں یکے بعد دیگرے دھکنے لگیں۔
ہر ایک اپنے ذہب کو دربار میں پیش کرنا جن میں ایک

دانایان مزاض ملک افزونی کے ایشان ۳ ملک فرنگ کے مزاض دانشندوں کا بھی
را پادھری دعہ بند ایشان را ... پاپا می گرلند گروہ تھا ان لوگوں کو پادھری کہتے ہیں، اور ان کے

ابحیل اور دو بڑا لغت، دلائل گذرا پسندہ و
پڑے جو تند کا نام پایا ہے۔ ان لوگوں نے
حقیقت نصرانیت اثبات کردہ ملت
ابحیل پیش کی، "اور شالہٹ ٹھٹھ" کے سبق
دلائل پیش کئے اور نصرانیت کو حق ثابت کیا۔

ابوالفضل کو حکم دیا گیا کہ ابھیل کا ترجمہ ان پادھروں سے پوچھ پوچھ کر کریں
یہی ترجمہ تھا جس کا بجاۓ بسم اللہ کے ای نام فوڑ ڈو کر سنو جس سے آغاز کیا گیا تھا۔

اسی طرح

آتش پستان کے از شرن فرمادی سے دلایت گھوات آمدہ بودند دین زردشت را	ولائم گھرات کے شہزاد ساری سے آتش پرست بھی آشے کے انہوں نے زردشت کے
جن مزدند تعظیم آتش را عبادت عظیم می	دین کی خوبیت ثابت کی، یہ لگ آگ کی تعظیم کو گھنند و بجانب خود کشیدہ از اصطلاح و راه
کیا میاں واقع ساختند	بڑی عبادت خیال کرتے ہیں انہوں نے بادشاہ باشدہ انہوں کے زخم و روانج سے واقع کیا۔

مان کے سلطنت بھی ابوالفضل ہی کو حکم دیا گیا کہ
آتش بہ اہتمام شیخ ابوالفضل برداش
لوک ٹھم کہ آتش ایشان ہمہ برپائے بوداگم
الاوقات وچہ در شب وچہ در روزہ در محل نگاہ
کے روشن رکھنے کا انتظام کیا جائے۔
می داشتہ باشد ملت

ان کے سوا اور جو نار بکیاں تھیں وہ ترجیح ہی کے نئے تھیں۔ ہندو مذهب کے
تام فرقے اور اسلام کے بھی مختلف العقائد گروہ دربار میں موجود تھے۔ ایتھاڑ سب سے پوچھا
جاتا تھا۔ اور ہر ہندو مذهب کی رائے دریافت کی جاتی تھی۔ جیسا کہ ملا صاحب کے اس بیان
سے معلوم ہوتا ہے۔

ہر لک سے ہر قسم کے راشند اور مختلف اضافات دانایاں از ہر دیار و از باد۔

مذاہب و ادیان کے لوگ دربار میں جمع ہو کر ادیان و مذاہب بدہ باز جمع شدہ بشرت پڑھنے کی خصوصی بودند بعد از تحقیق و تفتیش ہمزاں اپنے بادشاہ کی سہکل امی سے شرف یاب پورتئے تھے کہ شب دروز شیوه دپشیہ غیر ازال نداشتند میں کوئی مشغله نہ تھا اس میں مشغول رہتے۔

۲۵۴

یکن یہ ساری تغیریوں مورہ ہی تھی ظاہر ہے کہ ایک مستقل مذہبی نظام "کی تحریک و تکمیل کے بعد مورہ ہی تھی۔ یکن ہے کہ ابتداءً اس عمارت منہدمہ کی چیزوں سے بھی اس جدید عمارت کی تیاری یہ کام یا جاتا ہوا۔ یکن حالات نے بتدربیج کر دت لینا مشروع کیا، اور ذہت آخر میں یہاں تک پہنچی کہ

اسلام کی ضد اور اس کے توڑ پر ہروہ حکم	برغم اسلام ہر جکے کہ ارباب ادیان
چُکی دوسرے مذہب کا ہوتا اوس کو بادشاہ	دیگر یاں ہی کردند اس فصل قاطع شمردند
فضل قاطع اور قطعی دلیل خیال کرتے تھے بخلاف	بخلاف دین ملت (اسلام) کہ ہمہ ان
اسلامی تلت کے کہ اس کی ساری باتیں سہل	نا محتول و حادث و واضح ان فقراتے
اور نامحتول نہ پیدا، عرب کے غلوسوں کی گردھی	عربان مٹ
ہوئی چیزیں خیال کی جاتیں۔	

اس لئے اب سلسلہ تحقیقات میں "اسلام" کا نام غنہ سے کاٹ دیا گیا۔ اور آخری طریقہ کاری رہ گیا:-

مسلمانوں کے سو جن شخص کی جوابات پسند	ہر چہ خوش می آمد اور ہر کس غیر ازال
آجاتی تھی اُس کا انتخاب نہ رہا اذ انجم نامنی	مسلمانان القاط و انتخاب نہ رہا اذ انجم نامنی
نامنندی اور بادشاہ کی خواہش کے خلاف ہوتی تھیں	طبع و خلاف خواہش بود احتراز و اجتناب
ان سے احتراز اور پہنچ کو ضروری خیال کرتے تھے۔	لازم می دانستند م ۲۵۶

اس حاملہ میں اکبر کی رفتار جس نقطہ پر پونچ کر رہی ملا صاحب ہی اس کو ان الفاظا
میں ادا کرتے ہیں:-

بعد از تصحیح دشش سال اثرے از پانچ چھ سال کے بعد اسلام کا نام و
اسلام نامند و قضیہ مغلکس شد ۲۵۵^ھ نشان بھی باقی نہ رہا اور بات بالکل لٹگئی۔
اور یوں "ساداتِ مذاہب" "تر تصحیح بلا مرچ" رداداری انصاف کا سارا دعویٰ
نہ تھا کی تصب کی شکل میں بدل گیا اور جب کبھی جس لفکار قوم میں اس نام کے دعاویٰ کا اعلان
کیا گیا ہے اس کا آخری انجام یہی ہوا ہے۔ ملا صاحب کی عینی ثہادت ہے کہ ردادار اکبر-
"صلح محل" والے اکبر کی زہیرت کا آخری حال یہ تھا۔

ہر کرانہ بردنق اتفاقاً خویش می جس کسی کو اپنے اعتقاد کے موافق نہیں تھے
یافتہ کشتنی دمردود و مطرد دا بدی می دانتہ تھے وہ بادشاہ کے نزدیک کشتنی اور بچکا را پوا،
ذنم دے نقیبہ مانند ۳۲۹^ھ شمار تو تھا۔ اور اس کا نام نعمۃ رکھ دیا جاتا تھا۔

اور ملا صاحب کے سامنے

پری نعمۃ رخ دیو در کر شمہہ ذناز بخخت عقل زیرت کیا چہ بوجی است
حالانکہ اس میں کوئی بو الجھی نہیں ہے۔ ہمیشہ ارتدا دوا الحاد کی جیاد رداداری "کے زم
دول کش دعویٰ پر تائماً کی جاتی ہے۔ لیکن اس سلک کے سلوک کی آخری منزل وہی ہے جہاں
بالآخر اکبر پونچ گیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ اب یہ تا عده مقرر کر دیا گیا کہ اسلام کے ساتھ مدرسے مذاہب کے
صول و فروع کا مطالعہ کیا جائے اور تصحیح عمل کا ذریعہ عقل کے فیصلہ کو شہر یا گیا۔ جیسا کہ
ملا صاحب کے بیان سے حلوم ہوا کہ خدا اکبر شب دروز اسی ادھڑ بن ہیں مصروف رہتا تھا۔
لیکن اکیلے کہاں تک خود کام کر سکتا تھا۔ اور تفرق طور پر مختلف لوگوں کی کوششوں سے بھی کسی
ستقل "نظام" کی تحریک ناممکن تھی اور وہی کیٹھی وہ بجن جس کے تخلن لوگوں کا خیال ہے کہ

یورپ کے عہد تجدید کا نتیجہ ہے۔ لیکن مقام اصحاب فرماتے ہیں کہ اکبر نہ ہب کو بھی ریزولیشن کے خواہ چھپٹھا کر رہا۔ چالیس آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی اور

حکم کردند کہ اذ مقربان چل کس بعد بادشاہ نے حکم صادر کیا کہ چل تن کے حساب چل تن پیش نہ کرو دو، ہر کسی ہرچیز داند بگوید سے خاص خاص لوگوں میں سے جن کو بادشاہ سے درجہ خواہد پر سد ص۲۳
قرب حامل تھا چالیس آدمی ایک جگہ بیٹھا کریں اور اس مجلس میں جو شخص جو کچھ جانتا ہو اس کا انہمار کرے اور جس قسم کے سوالات کرنا چاہتا ہو کرے۔

چل تن کی اس مجلس میں سائل پیش ہوتے تھے اور پھر غفل سے اس کا نیصدہ کیا جاتا تھا۔ البتہ اس کمیٹی کی یہ ایک خصوصیت بھی تھی کہ اسلامی عقائد و اعمال کے تعلق

شبہات گو ناؤں پر تحریک و استہزا در طرح طرع کے شبے ہنسی نذاق کی شکل میں آور دہ اگر کسے در عرض جواب شد جواب کے جاتے اور اگر کوئی بیچارہ جواب دینے کا ہمہ منع بود ص۲۴۔
ادا کرنیوں کا یہ عارضہ گو یا نیابا عارضہ نہیں ہے سب کچھ بول سکتے ہو اور کچھ نہیں بول سکتے۔

اس ناقص کا کتنا اچھا ثبوت آج بھی قومی اور حکومتی مجلسوں میں ملتا رہتا ہے۔ یہ تھی اکبر دی اگریت کی مسلم، ناداری اور بیچارے اکبر کو کیا کیا کما جائے۔ آج بھی مسلم۔ صلح کل ”وَلَا إِكْرَامٌ“ کے مدعاوں کا جو تجھے ہو رہا ہے کیا اس سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ لیکن سب کچھ سننے اور سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی جو سننا نہ چاہتے ہوں اور دیکھنے سے آنکھیں بیچتے ہوں ان سے کیا کئے کہ بہت جلد ہی خود ان کو۔

وکنان سمع و نعقل مالکانی اصحاب اگر ہم متے یا سمجھتے تو موزخ والوں میں السعیر۔

کنانی پڑے گا۔ بہر حال ہیں، ”سلام“ کے سعاد پر گرد بیان و مذاہب کے عنصر کا

انتخاب کیا جاتا اور اس ذریعہ سے دینِ الہی کی تغیر، موربی تھی اس ذیل میں یہ واقع ہے کہ
پیش شدہ مذاہب میں سے سب ہی سے کچھ نہ کچھ لیا جاتا تھا۔ مثلاً جیسا یوں سے بقولِ حب:
نواختن ناقوسِ نصاریٰ و تماشائے نصاریٰ سے گھنٹہ بجانے اور ثالث نسلہ
مورت ثالث نسلہ و بلبان کہ خوشگاہ ایغان رباب بشار وح القدس کی صورت دیکھنا اور
ست اور امروہ لعبِ ذلیفہ شد ص ۲۳۷ بیلان جوان لوگوں کی خوشگاہ کا نام ہے) اور
اسی ہی دوسری کھیل کو کی باتیں بادشاہ کے
ذلیفہ میں داخل ہو گئیں۔

واللہ اعلم بالصواب۔ بلبان کیا چیز ہے؟ "خوشگاہ ایشان ست" سے جو قصیر کی
گئی ہو نبطا ہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "بال گھر" وغیرہ کا یہ کوئی بگزا ہو املفظ ہے۔ اسی طرح
لاصاحب نے جہاں یہ لکھا ہے کہ "مادر دین عقل گداشتند اسی کے بعد ان کا یہ فقرہ ہے کہ:-
آمد و نفت فرنگیان نیز شد و بخشے ذریعوں کی آمد و نفت بھی شروع ہو گئی
اعتقادیات عقلی ایشان را فرگ فتنہ ص ۲۳۸ اور بعض عقلی اعتقادات بادشاہ نے
ان سے حاصل کئے۔

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس "عقلیت" کی آنحضرتی کے متعلق لوگوں کا خجال ہے کہ
مغربی سلطکے بعد ہندوستان میں آئی دراصل وہ اس سے دو صدی پیش تر دھمک چکی تھی۔
شائد وحی دنبوت بجزرات کرامات وغیرہ کے انکار کی بنیاد "آمد و نفت فرنگیان پر ہی مبنی ہو۔
گویا ریشنزم (عقلیت) جسے خدا ب پرپ کے ایگنا شک (ارتیالی) سراسر بعقلی قرار دے
چکے ہیں ہندوستان کے لیے پرپ کا یہ تحفہ کوئی جدید تحفہ نہیں ہے۔ تغیری فلسفہ کی تاریخ پڑھنے
سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی زمانہ تھا کہ جب کتوں کے نظام سے تنگ آگر کمزور اعصاب والوں
کا خوبیناک گردہ پرپ میں پیدا ہو کر سرسے سے نہ ہی بنیادوں پر جاودا بجا طریقہ سے پہم جلے
کر رہا تھا۔ اور نادانی سے اس عہد کے لوگوں نے منافرت کی اس پیدوار کا نام ذلفہ رکھ دیا تھا۔

اسی طرح پارسیوں کی بھی بعض باتیں قول کی گئی تھیں، اور جیسا کہ گزر چکا شاہی محل میں انہیں کے مشورہ سے ایک آدمی آتشکده "بھی علامی ابوالفضل کی نگرانی میں قائم کر دیا گیا تھا، ملا صاحب نے لکھا ہے کہ آگ "آئیے ست اذایات خدا و نورتیت اذ از ازادوے" قرار دیگئی تھی، اور ہون کی رسم جو پارسیوں سے پہلے بھی شاہی محل میں "دختران راجھانے ہندو کی وجہ سے انجام دی جاتی تھی، اس میں اس آتشکده کے قیام سے اور اضافہ ہو گیا، خود بادشاہ علائیہ آتش پرستی کرتا تھا۔ اور

مقرمان نیز در وقت افراد حضن شمع و اور بادشاہ کے مقربین بھی شمع اور چراغ کے روشن ہونے کے وقت قیام کرنا اپنے لئے فرم چراغ قیام لازم ہی ساختہ قرار دے ہوتے تھے۔

یہ تھے ۱۵ جزا، جو نصرانیوں، اور بھیوں کے دین سے اس "جدید مذہب" میں شریک کئے گئے تھے لیکن حق یہ ہے کہ سب سے زیادہ "اس دین" پر جس مذہب کا اثر پڑا تھا، وہ وہی مذہب تھا جس کو "ہندی قوریت" کی تعمیر کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اثر انداز ہوا تھا اور قدرتی طور پر ضروری تھا یوں تو اس مذہب کے علماء اور پیروؤں سے مدبار بھرا ہوا تھا اور جیسا کہ ملا صاحب کا بیان ہے کہ بادشاہ کو

از صغر سن باز بطور اُف مختلف از بر اہمہ دباد بادشاہ کو بھپن ہی سے ہندوستان کی مختلف فروشان و سائر اصناف ہندو وال ربطے خاص تو مول مثلاً برہنیوں سے بھاؤں سے اور ازیں وال تقاضے نام است۔ ص ۱۲۷
اوران کی طرف فطری بیلان تھا۔
اسوا اسکے،

دختران راجھانے غلطیم منہ کر خلے بصرفت آدمیہ ہندوستان کے بڑے راجا اور کیاں بودند تصرف در مزارع کر دے۔ ص ۱۲۸
جنسی بادشاہ اپنے تصرف میں لاچکا تھا ان لوگوں

کو بھی بادشاہ کو مزاج میں خاصہ خل ہو گیا تھا۔

اور اسی کے ساتھ کا آپی کا ایک بڑہن جس کا نام برہم آس تھا، اور جس کو پہلے "کب رائے"

یعنی "ملک اشغرا" کے خطاب سے سرفراز کیا گیا تھا اور بعد کو وہی بیربر (بہادر) کے نام سے مشہور ہوا، بادشاہ کے مزاج میں یہ بہت خلیل ہو گیا تھا۔ اکبر و بیربر کے تلققات اس درجہ پر پہنچے ہوئے تھے کہ آج تک ان کے چرچوں سے بندوستان کے گلی کوچے صورتیں۔ ملا صاحب نے اگر اسکے متعلق یہ لکھا ہے، کہ بادشاہ سے اس کا تعلق "تمکے لمحی و دمک

دمی" کا ساہو گیا تھا تو اس میں کیا تعجب ہے۔ اور آخر میں اسی بیربر کی سفارش سے ایک بڑا فاسدی برہمن جس کا نام دیوی تھا بادشاہ کے قرب سے معزز ہوا۔ بتدریج اس برہمن کا اثر اکبر پر یہاں تک پڑا کہ رات کو بھی جب شاہی خوابگاہ میں چلا جاتا تھا، دیوی برہمن سے منے کے لئے پیچیں رہتا تھا معلوم نہیں کہ خاص اسی برہمن کے لئے یا کسی اور وجہ سے اکبر نے ایک لفڑ (رجھولا) تیار کیا تھا، جس پر بیٹھنے والا بیٹھ جاتا، اور اور پہنچنے لیا جاتا تھا۔ جہاں وہ خاص شاہی خوابگاہ میں پہنچ جاتا تھا، ملا صاحب لکھتے ہیں :-

چند گاہے دیوی برہمن کہ از مجران مہا بھارت بو، ایک زمان تک دیوی برہمن جو مہا بھارت کی کتنا برچار پائی نشاندہ وبالا کشیدہ نزدیک بصرے کئے والا تھا اسکو چار پافی پر او پہنچنے لیا جاتا تھا کہ آں رخوابگاہ ساختہ بو دند متعلق داشتہ۔ جو اس تصریکے پاس تھا جبکہ بادشاہ نے اپنی خوابگاہ ازوے اسرار و انسانہائے ہندی و طریق میں بنایا تھا! اور اس سے بندوستانی تھے اور اس کے عبادات اصنام و آتش و آناتاب و تعظیم کو اکب اسرار نیز بتوں کے آناتاب کے آنگ کے پوبنے کے طریقے دا حترام اساطین کفرہ از بر مہاد مہاد یو و بیشن و تاروں کی تعظیم کے آداب، کافرلے کے جو نئے لوگ کفن و مہاماںی شنیدہ باں جانب گندے ہیں مثلاً برہمن، مہاد یو، بیشن، بکشن، مہاماںی وغیرہ کے احترام کی صورتیں سنتا اور پھر ان کی گرامیدند۔ ۲۵۸
جانب اائل ہوتا۔ انکو قبول کرتا۔

اسی طرح پر کو تھم نامی برہن بھی بادشاہ سے بہت زیادہ ہل مل گیا تھا ان سب کا
نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ تر "دین اکبری" میں ان ہی لوگوں کے عقائد و اعمال رسوم و طریقوں کو جگہ ملی۔

دین الٰٰ کے عناصر

اگرچہ ایک "مستقل نظام مذہبی" کا تفصیلی تذکرہ اس مختصر سے ضمناً میں ناممکن ہے
یعنی بطور مزونہ کے بعض شایاں حبسہ را، کا ذکر بھی آئندہ "مقصد" کی اہمیت کا اندازہ کرنے
کے لئے ضروری ہے۔

پڑھ علوم ہو چکا کہ سلبی طور پر اسلامی عقائد و عبادات و اعمال و رسوم کا تبدیلہ تحریک
خاتمه ہو چکا تھا، لیکن ان کی جگہ جو چیزیں اس جدید دین میں بھری گئیں ان میں مناز چیزیں
ہیں۔

عبادات میں بجائے توحید کے اسی تاویل و تجیہ کی پناہ میں نہیں، بلکہ علایہ
شک صریح اس باب میں اکبر کا جو سلک تھا، ملا صاحب ہی
سے اسکو شستنا چاہئے۔

عبادت آفتاب را روزے چار وقت کا ہر آفتاب کی عبادت دنیں چار وقت یعنی صبح و شام
و شام نیم روز و نیم شب باشد لازم گرفتند، دوپر آدمی رات میں لازمی طور پر کرتے تھے۔ اور
دہنرا دردیک نام ہندی آفتاب را ذلیفہ ساختہ ایک ہزار ایک آفتاب کے ہندی ناموں کو اپنا
نیم روز متوجہ آں شدہ بحضور دل می خوانند وہ
ذلیفہ بنا یا تھا، شیک دوپر کو آفتاب کی طرف متوجہ
ہو کر حضور قلب کے ساتھ ان ناموں کو زپھا کرتے
کو فتحہ حرکاتی دیکھ نیز از میں قبلی بسیار بود،
وقتھہ کشیدند و نوبت دنقارہ یکے و نیم شب
چرخ کھاتا اور کانل کے دوپر، مٹھے لگاتا اور اسی
دیکے در وقت ملکوع فرار یافت۔

۲۷۲

ہوتی تھیں، وہ فتنہ بھی لگاتے تھے، اور آدھی
رات کو ایک دفعہ، پھر طلوع آفتاب کے وقت
دوسری دفعہ روزاں نوبت نقارہ بھی مقرر تھا۔

یہ قاعدہ مقرر تھا کہ جب آفتاب کا ذکر کیا جائے (العیاذ بالله)، اس وقت جلت
قدرت کما جائے اور ایک بیچارہ آفتاب ہی کیا۔

بہم چینی آتش و آب و زنگ و درخت و سائر اسی طرح اگ، پانی، درخت، اور تمام منظا ہر فترت
منظما ہر روز گاڑتا گاڑا دسر گیں آں نیز و فتنہ حتیٰ کہ گائے اور گائے کے گورنر کو پوچھتا تھا، اور
وزنار را جلوہ داد دعا تسبیح آفتاب کہہندہ فتنہ چینی سے اپنے بدن کو آرام ستر کرنا، اور آفتاب
آں تعلیم دادہ بودندہ طریق در در نیم شب و کے سخن کریں کی دعا جس کی تعلیم ہندوؤں نے دی تھی
وقت طلوع خواندن گرفتند۔ ۲۶۱

”ورد“ کے طور پر آدھی رات کو اول طلوع آفتاب
کے وقت پڑھا کرتا تھا۔

اور صرف عبادت ہی نہیں کی جاتی تھی، بلکہ روبربیت میں بھی اسکو شریک تھیں ایگا
تھا کہ:-

آفتاب نیز اعلم و عطینہ تھیں تمام عالم و مردمی آفتاب نیز اعظم ہے، اور مارے عالم کو وہ داد دو
بادشاہان و پادشاہان مروج ادا ہند۔ صٹ دش کرتا ہے، بادشاہوں کا امرتی دسر پرست
موج ہی ہے، اور سلاطین اسکو رد اج دلانے والے ہیں۔

کو اک پرستی میں خلوس تدریجی تھا کہ:-

باص رامو اونت زنگ از سیع سیارہ کہ ہر روز بادشاہ اپنے باس کا زنگ سات شاروں کے زنگ
کو کبے فسوب است ساختند صٹ کے مطابق رکھتے تھے، چونکہ ہر دن کسی سیارہ کے ساتھ
فسوب ہو رہا ہے ہر دن کے باس کا زنگ جدا گاہ
سطابن زنگ سیارہ ہوتا)

مود کے متعلق بھی ہندو دوں نے باور کرایا تھا کہ:-

”خواک اذال و مظہر سنت کے حق تعالیٰ درال حلول کردہ (العیاذ باللہ)“

”سیدنا و معاویہ بن پرمذہ اب کی بنیاد قائم ہے، اسیں سیدہ کے متعلق تو یہ عقیدہ قرار دیا گیا، اب رہا معاویہ یعنی ”بعد مردن“ کے متعلق جدید دین میں۔

درندہب تناخ نہیں رسوغ قدم حاصل شد، مفت ۲ تناخ کے عقیدہ میں بڑی چنگی پیدا ہو گئی تھی۔

اعظم خان گورنر بھگال جب دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے کہا:-

”ادالا اُل قطبی بر جمعت تناخ یافتہ ایم شیخ ابو الحضن خاطر شاہ شا خواہ بکر دی“ مفت ۲

اس مسئلہ کے متعلق خوش اتفاق دی یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ برہنوں کے مشورہ سے بادشاہ صرف سر کے نیچے کے بال منڈو دیا کرتے تھے۔ اور جاروں طرف کن روں کے بال چھوڑ دئے جاتے تھے۔ عقیدہ یہ تھا کہ جو نکہ بادشاہ کی روح کامل ہو چکی ہے اور

روح کامل مکلاں از اراہ امر کے متفقہ دہم سنت اول کل کل لوگوں کی روح کھوپری (تالو) کی راہ سے نکلا

خرد رج یکنند درال وقت آواز شل صافعہ سکن داؤں دلیل سعادت و نجات است

یہ سے دسوال سوراخ ہو جس وقت کا طول کی روح ازگنا ہاں و علامت حلول روح است

کھوپری سے نکلتی ہے اس وقت ایک کردا کے کی آہا ز پیدا ہوتی ہے، اور یہ آواز روح کی سعادت و نجات کی دلیل ہوتی

ہے، اور یہ کہ مردہ کو گناہوں کی نجات ہو گئی (شا بدجلہ) شوکتہما حب اقتدارے نافذ اامرے

کے وقت آخر میں جو مردہ کی کھوپری ہٹپتی ہے اور

۳۷۵

اس وقت ایک سخت آواز فردی طور پر پیدا ہوتی ہے پرہنپوں

نے اسی کو نجات کی دلیل بنالیا ہو گا، برعکمال اس آواز کو یہ لوگ

اکی دلیل بھی قرار دیتے تھے کہ ایسے آدمی کی روح کسی صاف

شکن بات تدارک علطان العنان بادشاہ کے بدن میں جنم لتی ہے۔

گویا اس طریقہ سے بادشاہ کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد پھر کسی دوسرے تخت پر اسی شان و شکست کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے، اگرچہ بعض بہنوں نے تو یہ بھی باور کرنا دیا تھا کہ اکبری ہند (الفتح ثانی) سے چونکہ بجائے قمر کے حل کا عمل و دخل شروع ہو گیا ہے اس لئے عمر کی کمی جو دوسرہ قمر کا نتیجہ تھی اب نہ ہو گی۔ دوسرہ حل کے متعلق خیال تھا کہ "مجدد و اطوار ادوار، دوسرت طول اسما راست" الغرض پہلے قمرت ہی کے خیال کو ایک بعد دراز زمانہ تک متوہی کر دیا گی اور اسکے بعد بھی یقین دلا یا گیا کہ آئندہ بھی بادشاہ کی روح کسی ایسے ہی بادشاہ کے جوں میں حلول کرے گی جبکہ وہ خود تھا، ان باوقوف نے تاسخ پر اس کے قدم کو راسخ کر دیا تھا۔

ماعبد القادر لکھنے ہیں کہ

ایک دفعہ مہابھارت کے ترجمہ میں بے ساختہ ایک تقصیہ کے ذکر میں میرے قلم سے
یہ صرفہ بکھل گیا تھا وع

ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزاۓ دارہ

بادشاہ نے جس وقت یہ صرفہ سُنا، بگرد گیا کہ رمیرے اسی صرفہ کو این عینی را عمل بر سوال نکر نیکر و حشر دنشرو حا۔ بادشاہ نے نکر لیکر کے سوال، حشر دنشر، حساب و دمیزان دغیر آں نہو ده مختلف قرار مادنلشی میزان و نیزہ کی طرف اشارہ خیال کیا، اور اسکو اپنے تاسخ کہ بغیر تاسخ، سچ چیز تاں نیستند من۔ ان ہی پر اس صرفہ کو محول کیا، اور اسکو اپنے تاسخ کے عقیدے کے مختلف قرار دیا جس کے سعادہ کسی چیز سکتا تاں نہ تھا۔

لا بیچارے کی خیر نہیں تھی، بارے ترجمہ کے یہ سے رہائی میں عقائد کے یہی دو اہم جزائیے اور ماگر کہ اس میں یہ حال تھا۔

یہ عقائد و عبادات تھے جو بادشاہ کرتا تھا،

اوسمی طریقی یہ تھی کہ ایں ہمہ شرک اس مذہب کا نام

بہ توحید اللہ موسوم ساختند۔ م ۲۲۵ "توحید اللہ" کے نام سے اس نہیں کو موسوم کیا گیا تھا،

مریمعل سے باضابطہ اس دین میں داخل ہونے کے سلسلے بیت لی جاتی تھیں اس سے پہلے جو کلمہ پڑھایا جاتا تھا، وہ جیسا کہ ملا صاحب لکھتے ہیں:-

قرادادند کہ بکلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ حکم تھا کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ علماً نبی میکفت نہایت نہیں۔ م ۲۲۶ کہنے پر لوگوں کے ساتھ اصرار کیا جائے اور اس کا ان کو مکلفن پھیرایا جائے۔

بلکہ اس قول سے تو علوم ہوتا ہے کہ بعض مریمعل ہی تک یہ بات محدود نہ تھی بلکہ عام رعایا کو بھی اس کے کہنے پر فائزی حیثیت سے مجبور کیا جاتا تھا۔

بہر حال جو لوگ اس دین میں باضابطہ داخل ہوتے تھے۔ ان کو گذشتہ بالا کلمہ کے ساتھ حسب ذیل معاہدہ نامہ کا اقرار لانا پڑتا تھا ملما صاحبین اس معاہدہ نامہ کو بخشہ نقل کر دیا ہے۔
 ملک نلال بن نلال باشہ بہ طوع و غیرت و شوق قلبی اذیں اسلام بجا زی و تقیید ہی کر دیں اور دیکھا تھا اس سے علیحدگی اور پدران دیدہ و دشییدہ بودم ابراہ و تبرانو م و در دین ہی اکبر شاہی دادا مدم در اتاب چهار
 ملک نلال بن نلال بہ طوع و غیرت اور دیکھا تھا اس دین کے اخلاص کے حادیں تو بھانہ اخلاق کہ ترک مال و ترک جان و ناموس دین باشد قبول کردم م ۷

یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس دعزا ترک دین کو قبول کرتا ہوں۔

جو لوگ اس دین میں داخل ہوئے تھے انکو "موافق مطلح جگیاں چلنا امید نہ م ۲۲۵" اور خود یہ لوگ "جماعۃ را کہ مرید می گرفتند المیان مشہور بودند" م ۲۹۹ ان لوگوں کے لئے یہ دستور پھیرایا گیا تھا کہ:-

اُندھر اکبر عنوان نامہ کے قرار یافت م ۲۳۳
اپنے خلوط کے سر زمینیں "اُندھر اکبر" کہا کریں۔

نیز بجائے "سلام" کے

مریدان جو ہمگر ملاقات ہگر کرندی کے "اُندھر اکبر" مرید یحیب باہم ملتے جلتے تو ان میں ایک "اُندھر اکبر"
دیگرے جل جلال گوئے۔ م ۲۵۶

مرید کرنے کا طریقہ یہ تھا،

ہر دوازدہ نفر نوبت ہے نوبت مشل پیشل مرید
بادشاہ بارہ آدمیوں کی ٹولی ڈلی ذہب ہے نوبت بادشاہ
شہد موافق درمشرب بندہب میں نوبت مدندر سے مرید ہوتی اور مشرب و مذہب میں یہ لوگ
موافق اختیار کرتے

ان کو "شجرہ" بھی دیا جاتا تھا، لیکن وہ شجرہ کیا ہوتا تھا، حسیان تجدہ کے لئے
بائست رشک ہے اے!

حر نیال بادہ خود دو رفتند
تھی خم خانہ ہاگر دند و رفتند
بجائے شجرہ شبیہ را دادہ آں را صلامت اخلاص د
شجرہ کی جگہ بادشاہ کی ایک شبیہہ تصویر ہر یہ
مقدسه رشد و دولت میں داشتند
کو دی جاتی تھی، اس تصویر کو اخلاص کی علامت بخیگی
دو خلاف مرصع پیچیدہ بالائے دستار
اور دولت و اقبال کا مقدمہ خیال کیا جاتا تھا ایک
مرصع جواہر گار غلطات میں اس تصویر کو رکھری ہوگ
ے گذاشتند۔ م ۲۳۱

اپنی اپنی دستاروں پر لگاتے تھے،

علاوہ ان معبدوں کے جنہیں پیر پوچتا تھا، مریدوں کے لئے خود "بادشاہ" کی عبادت
بھی دین جدید کے اہم ارکان میں شامل کی جاتی تھی، اس عبادت کا خاص طریقہ تھا، ملا صاحب
کہنے ہیں:-

ہر صبح در وقت عبادت شش بھر دکا
ہر صبح میں اس وقت جس وقت بادشاہ جھروکہ میں آتا تاب
تا طلعت بارک تھے دیدند، مسوک و طعام و کی پوچار کرتا تھا ان مریدوں کی جتنیک بادشاہ کے بارے

آب بر ایشان حسرام بود و در هر شے صاحب چهو ز نظر نه پر تی سخنی نہ تو بیدون گرتے سخنے اور
طبیعت دنیا ز مندے از هند و مسلم و اذواع کمانا پانی اپر اس وقت تک حرام تمارارات ہی کوت
ٹولف مردو زن صحیح دیقیم را آنجا بارہا م سے ہر شب میں حاجت و ضرورت والے خواهندوں پر
بود و کار بارے طرف دینگنا مہ گرمی دار اسلام ہو رہیں میں سے چھے بیار سب ہی طرع
و حلے غلطیم وہیں کہ از بیع ہزار دیک کے لوگوں کو اس جگہ آئے ہیں ابادت کتھی جس کا نیتھی یعنی
نام نیر انظم فارغ شدہ از جاپ برے آمد سر ایک بڑا بھکار، ایک بڑا میلہ و زنگ جاتا تھا، با دشاد
دیں جماستہ در بجودے افتادند. جوں ہی آنتاب کے ایک ہزار ایک نام کے طفیلے فارغ
ہو کر پردہ کو باہر تا سبک سب ایک نہ سجدہ میں گراجاتے۔

۳۲۶

انحرض بادشاہ تو زرہ سے یک آنتاب تک ہر اس چیز کا پچاری بن گیا تھا جس میں
فع و ضر کا پلو کچھ بھی نمایاں ہوتا، اور بادشاہ کے مرید علاوه ان بجودوں کے خدا پسے پیر
کو بھی پوچھتے سخنے اسی سجدہ کا نام "زمیں بوس" رکھا گیا تھا، اس سلسلہ میں تاج العازمین صاحب
کام صوفیانہ انگواد بھی شریک تھا، یہ مولانا زکریا احمد حنفی کے صاحبزادے تھے، اور زنپتہ الاراداع
جو تصوف کی مشہور کتاب ہے اس پر شرح بھی لکھی تھی آپ ہی نے بادشاہ کو "عین واجب" لا قل
عکس واجب قرار دے کر

سجدہ برائے او تجویز کرده آں راز میں بوس بادشاہ کے لئے سجدہ کو جائز قرار دیا، اور اس کا نام
نامیدند و رعامت ادب بادشاہ را فرض "زمیں بوس" رکھا گیا تھا، اور بادشاہ کے ادب کا خیال
میں شمردہ روئے اور اکعبہ مراد است و فرض ٹھیرا یا گیا، اور بادشاہ کو مقاصد و مرادوں کا کعبہ
قبلہ حاجات دانا نیند نہ دلختے روایات اور اس کے چہرہ کو قبلہ حاجات مقرر کیا گیا، اور بعض
مرجوحہ دلیل مریداں لعنتے شائع ہند را کمزور روا یتوں، اور بندہ میان کے لعنت صوفیوں کے
دریں باب بتک آ دردند ۳۲۷ طریقہ اس دعوے کو نہابت کیا جاتا تھا۔

زمیں بوس مکا یہی طریقہ تھا، وجود میں بھی جاری رہا، حضرت سجدہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے دل کا زخم اسی سند کے نہ سے بالآخر پھوٹ پڑا تھا، جیسا کہ آئندہ ذکر آتا ہے۔ اکبری عہد میں عوام ہی نہیں بلکہ خاص علاوہ بھی اس مشترکانہ فعل کے مرتکب ہوتے تھے ملا صاحب نے ایک عالم کی تصویر میں بوس کے وقت کی کھینچی ہے فرماتے ہیں کہ یہ مولیٰ دربار میں جس وقت حاضر ہوا تو

گردن لشکر کو رفت کر دے تا دیرے وقت بستہ گردن ٹپڑھی کر کے کو رنش بجا لایا اور دیرنک اپنے جھٹکے چشم پوشیدہ الیستادہ ماند بعد از مدت چوں اور انکیس بند کئے گھڑا اور دیرے کے عجائب اس کو حکم لشتن فرموند سجدہ بجا آور نہ مانند بیٹھنے کا حکم لا۔ تو فرما سجدہ میں چلا گی آور بے کینڈ اختر لوك نشرت۔ ص ۲۳۶

یہ حال عقائد و عبادات کا تھا مان کے اسوا اور جو باقی اس "دین" کے رسم و عادات میں سے تھیں ان کا انسانہ طویل ہے تاہم خود اس سے ایک مشت "ہی پر کفارت کی جاتی ہے۔ سودا اور جوئے کی حلت ملا صاحب لکھتے ہیں:-

ربو او قمار حلال شد و دیگر محرامت برائی قیاس سودا اور جو آحلال کر دیا گیا تھا، اسی پر بعد سری حرام باید کرد و قمار خاتم دو دفعہ بارہ بنا کر ده نہ رے چیزوں کو قیاس کر لینا چاہئے ایک جو اگھر خاص بسود بمقام رال از خسرا نے سے دلہوند۔ درباریں بنایا گیا اور جواریوں کو شاہی خزانے سے سودی فرض دیا جاتا تھا۔

شراب کی حلت | نتویٰ دیا گیا کہ۔

شراب اگر بعثت رفاهیت بد لی بطریں شراب بدن کی صلاح کے لئے جتنی طوب پر تحمال کی جاسکتی ہے بشر طبکار اس کے پینے سے کوئی فتنہ یا مادہ نہ پیدا اہل حکمت بخورند و فتنہ و فساد سے ازال نزائد بساح باشد کخلاف سنتی مفرطہ اجتماع و غوغاء کہ اگر ایں جیسی یا فتنہ سیاست بیٹھ نہوں نہ مدد۔ اور اسکی وجہ سے لوگوں کا ہم ہو کر شور و غونما، بیانا بادشاہ کو اگر اسکی خبر اوجاتی تھی تو سخت مادر گیر کرنے تھے۔

اور جس طرح جو تے اور سود کی عملی شکل اختیار کی گئی تھی، بادشاہ نے خود ہی۔

دکان شراب فروشی بردار بار باہستام ایک کافان شراب فروشی کی بھی دربار ہی کے پاس خاتون دربان کہ از نسل خوار است برپا کرہ دربان حورت جو شراب فروٹل کی نسل ہے تھی اس کے نرخ سعین نہادند۔

گویا مکر آجکاری کی ہندوستان میں یہ بہلی بنیاد تھی شراب کے سلسلہ میں بادشاہ کو جس قدر خلو تھا، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ:-

در مجلس نوروزی اکثر علماء و صلحاء بلکہ قاضی کر نوروز کی مجلسوں میں اکثر علماء و صلحاء بلکہ فاضلی و مفتی رائیز دردادی قدح نوشی آہ، دمہ۔ مفتی تک شراب نوشی کے میدان میں آمیز جانے تھے۔ ”نشاط“ کی اس مجلس میں مختلف لوگوں کے نام سے جام تجویز کئے جاتے ہیں۔ لاصاصاب لمحے ہیں کہ:-

ملک اشعار، فیضی اے گفتند کہ اب پالہ بکوری کے ملک اشعار، فرمایا کرتے کہ یہ پالہ میں تھما کے تھما سے خوبیم۔

ڈاڑھی کی درگت شراب کی حلتوں کے بعد دین الہی میں سب سے زیادہ نور جس چیز پر دیا جاتا تھا۔ وہ ریش تراشی کا سلسلہ تھا ملاصاصاب کا بیان ہے کہ ابتداءً ڈاڑھی نہذ ایکا عیال دو خزان راجھاۓ غنیم کی بدولت پیدا ہوا اس کے بعد پھر کیا تھا اس خیال کی تائید میں عقلی دنقی دنوں قسم کے دلائل کا دریا بہار دیا گیا عقلی دلائل میں دل چپ دل تو یہ تھی کہ:-

ریش انجھیتین آب مے خرد لہذا ایسچ نواجہ ڈاڑھی کے بال کی سیرابی چونکھیتین سے ہوتی ہو سرائے ریش مدار دد نہ گا ہدائنشن اوچہ اور انہی سے ڈاڑھی پانی لیتی ہے، تمہارے رکھنے سے کپاٹاوب ہو سکتا ہے۔

او دنقی دلائل جو اس سلسلے میں بیش کئے گئے، ان میں بعض سننے کے قابل ہیں، ان بی سے دوسری دلیلوں کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے نفع کی کسی کتاب میں لکھا ہوا تھا۔ کہ ڈاڑھی کو، سلطنت

نہیں نہ شوانا چاہئے جس طرح عراق کے بعض اوپر اور کافر کا ترجیح عربی میں عصاہ سے کیا گیا تھا۔ بندوں مسلمانوں کی صورت کو واحد نقطہ پر جمع کرنے کی کوشش میں ایک بولوی صاحب نے میں کو قاتم بنا دیا۔ اور شاہی دربار میں انہوں نے بہارت اس نگہل میں پیش کی۔

کمایقعلہ قضائی العراق جس طرح عراق کے قاضی منڈا یا کرنے ہیں:

دلیل یہ تھی کہ جب عراق کے قاضی دارالصلوٰۃ منڈاتے تھے، تو بندوں تھاں کے کیوں نہ منڈائیں۔ ملا ابوسعید پانی پتی جو ملائیں کے بستیج تھے، ان کے پرانے مسودوں سے کیک حدیث بھی باہگاہ شاہی میں گز رائی کی تھی جس کا ترجیح ملا صاحب نے درج کیا ہے۔

پسر صحابی مترش درنظر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے صاحبزادے دارالصلوٰۃ منڈائے ہوئے علیہ وسلم آمد فرمودند کہ ابی بہشت بے اس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سو گزرے خودور ہمیت خواہند بود ص ۲۶۸

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت والوں کی یہی صورت ہوگی۔

آخر میں ”ریش تراشی“ کے سوا اسیں اکبر کا جزوں اس حد کو پہنچ گیا تھا کہ ”ریش تراشی“ ہے کلاش سیکر دند“ بیچارے ملا صاحب نے اس کی تاریخ بھی لکھی۔

گفتہ ریشہ ابر ماد دادہ مفسدے چند

در بار اکبری کے بڑے بڑے خضلا و خلسا و نعوز مرہ اپنی اپنی دارالصلوٰۃ بادشاہ کے قدموں پر نشار کرتے تھے۔

غسل جنابت ایک سالہ اس دین جدید ”کایا یہ بھی تھا۔

فرضیت غسل جنابت مطلقاً ماقطع شد کہ تمہم آفرینشی ناپاکی کی وجہ سے غسل کے فرض ہونے کا سلسلہ نیکان است بلکہ مناسب آنست کا اول نہ بخ کر دیا گیا اس لئے کہ زندگی، نیک دوکوں کی پیدا غسل کرنے بعد ازاں جامع کا تھا بلکہ مناسب یہ بت کر پہلے آدمی غسل کرے بعد اس کے ہم بستر ہو۔

قانون نکاح اور سارہ ایکٹ نکاح کے متعلق چند جدید قوانین نافذ کئے گئے ایک توبیہ کہ، خنزہ خال را

نکاح نکند کہ سیل کم شود" اور اسی کے ساتھ یہ بھی قانون بنایا گیا کہ:-

پسر ایشتر از شا زرده سالگی و دختر را لذ سال سے پہلے لڑکوں کا اور جو دہ سال سے پہلے
چار دہ سالگی نکاح روایہ باشد کہ فرزند لڑکوں کا نکاح جائز نہ ہو گا اس لئے کہ پہلے کرنے والوں
ضیفے میں شود پیدا ہوتے ہیں۔

گویا سارے دا ایکٹ کا نفاذ بھی اسی زمانہ میں ہو گیا تھا۔ لاصاحب نے لکھا ہے، "مسلمانوں
نے اس وقت حضرت صدیقہ - صلی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کو مذہر میں پیش کیا تھا، غنیمت ہے،
کہ اکبر نے صرف داتوں کے انکار پر قناعت کی جیسا کہ لکھتے ہیں۔"

قصہ زنا نصی اللہ علیہ وسلم با صدیقہ راطلن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقہ کی خصیتی
منکر بود مد کے بالکلیہ منکر تھے (یعنی عمر کی مشہور تدبیر غلط ہے)

نکاح ہی کے سلسلہ کا ایک قانون یہ بھی تھا کہ بیشتر ایک زن نکاح نہ کنند۔ "گویا قدر دا زدواج کا فقصہ اسی وقت اُٹھ چکا تھا، دلیل میں کہا جاتا کہ "خد ا یکے
وزن یکے"

یہ بھی حکم تھا کہ آٹھ عورت (جس کے امام بند ہوں) نکاح نہیں کر سکتی، اسی طرح یہی عورت
جو مرد سے بالائے سال بڑی ہو، ترداں کے ساتھ ہم بتیری نہیں کر سکتا، سارے دا ایکٹ کی چیزیں گیاں
ابھی سامنے نہیں ہیں چونکہ اس دور میں ابھی اس پر پورا عمل نہیں ہوا ہے ورنہ اکبر کے عہد میں
اس کا جو انجام ہوا تھا، لاصاحب بیان کرتے ہیں کہ حکم چونکہ یہ تھا کہ جتنک لڑکا اور لڑکی کا کو تو ای
یہی معاشرہ نہ کرالیا جائے، اور عمر کا صدافت نامہ نہ حاصل کر لیا جائے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا
تیجہ اس کا یہ ہوا

ایں تقریب بخیلے منافع دن فرا اند ہمہ داران اس ندوی سے عمدہ داروں کو کہا نیکا خوب ہو تو ہلا ہمہ
خصوصیات کا نکاح کو تو ایں دخانیے کلال کے آدیوں، آہ و انکے دوسرے
د ساری عواناں اور ذوال بیروں از دہمہ مددگاروں اتحتوں کو جو عمر اکیسی ہوتے ہیں ان کو اس

خیال عائد گردید۔ ص ۲۹

تازہ سے جو فضیل پوچھا اس کا اندازہ حدود ہم و
خیال سے باہر ہے۔

پر د ۵ | ملا صاحب کی اس بحارت سے

جو آن ہوتیں جو کوچہ بازار میں لٹکتی ہیں، باہر نکلنے
ذنب جوانے کے در کوچہ و بازار میں گردیدہ
باشد در ان حال یار د نپر شد بار دے
کے وقت میں چاہئے کہ چہرہ کو یا لکھا رہیں، یا چہرہ کو کلو^{۳۹۱}
دیا کریں (اگر بر تحد و غیرہ پر)

صلوم ہوتا ہے، کہ شام میں قاؤنٹا پر دہ سمجھی اٹھا دیا گیا تھا۔ گویا دہ ساری روزن خیالیں
اور جدت طرازیاں جن پر "ہمد جدید" کو نماز ہے، نہایت افسوس ناک ماننے ہے، کہ تغیریاً
ان میں سے اکثر روشنی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے، کاش! اس کی کشگی و نفاست ہی ان لوگوں کے
چونکے نکاذ یہ بنا گئے۔

زنائی تنظیم | نکاح کے تو این میں ان تمیوں کے سوا عبد اکبری میں بعض مسلمانے فقر حعنی
کی رو سے "جوانہ تقدیم" کا بھی فتویٰ صادر کیا تھا جس کا حصہ طویں ہے بعضوں نے تو اکبر کے "نکاح"
کا نقطہ آغاز اسی مسئلہ کو فرار دیا ہے بعض مولویوں نے بجا لے چاہ کے اکبر کے کاموں تک یہ
بھی پوچھا یا انہا کہ بعض بحمدہ دین (۴۰) اور بعض اس سے زیادہ بھی بیویوں کے قابل ہیں، لیکن
یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب تک ان مولویوں کو "نقیہ کوڑہ کا خطاب نہ طا تھا" دین المی" کی
تمہارے کے بعد تو آپ دیکھو چکے کہ ایک سے زائد تک کل حضرت کا فائز بن گیا تھا، البته باجنہ
ہونے کی صورت میں دوسری بیوی کی اجازت سنی، ایک طرف تو یہ حال تھا، دوسری طرف بیشتر
نکاح و متعدد کے بھی اس فعل کی اجازت ہو گئی تھی، گویا قاؤنٹا ناحرام نہ تھا، صرف اس کو منظم
کرنے کے لئے ایک دستور بنادیا گیا تھا، ملا صاحب لکھتے ہیں۔

از شهر بیرون آباداں ساختندہ داں امشیطاً شرے باہر آبادی بنائی گئی مادر اس کا نام مشیطاً پورہ
پورہ نامیدہ ندوں بنا نیز مختلفہ و مشرفہ مداروغہ رکھا گیا، دہاں باخابطہ مخانہ نگران، مداروغہ مقرر تھے

نسب کردن تاہر کیاں جماعت صحبت دارد۔ یا کچھ جو ان سے.... یا گر لیجوانا چاہے اپنا نام
یا بخواہ بسراول نام نسب خود بتویں اند آں گا۔ وہ نسب کھوائے اور ان ملازموں کے اتفاق
اتفاق تھا اچیل جماع ہرجے خواہ کند سے... وجہا ہے کہ،

یہی سے بھی ذیارہ پر طعن فاؤن کا یہ حصہ تھا۔ اگر کے خواہ کہ بھارت آنہا بہ پرم اگر
خواستگار از مقربان نامی استوار و غیر بھر ضریب نہ رخصت از درگاہ بگیرد الانہ۔“ بادشاہ کو
اس سٹل سے اتنی دلپی تھی کہ ”پنجاہی تحقیق“ میں نو دند کہ بھارت آنہا کہ برداشت باشد“ بسراول
کے متعلق اس سلسلہ میں بادشاہ تک پر خبر پہنچائی گئی کہ اذیات ہمہ نہیں گذشت، مگر شدت
محبت سے بادشاہ نے اس کے صور کو محاذ کر دیا۔

رسم ختنہ حالانکہ دین جدید سے پہلے اگر نے اپنے شاہزادوں کا خود ختنہ کرایا تھا، ملا جب
نے اس کو بھی نقل کیا ہے، بلکن ”ہندو مسلم“ کے رفع خلاف کا جب شوق پیدا ہوا تو اسلام کے ایسے
اہم ”شحد“ کے متعلق یہ فاؤن اند کیا گیا کہ

ختنہ پیش از دعا زدہ سالگی نہ کرنے بعد ازاں کبارہ سال سے پیشتر اکوں کا ختنہ نہ کرایا جائے
اختیار دادہ خواہ کند یا نکند۔ م ۲۴
بلدہ سال کی عمر کے بعد اڑا کے کو اختیار ہو گا چاہے
کرے چاہے نہ کرے۔

ظاہر ہے کہ بادہ سال کی عمر کے بعد شکل ہی سے کوئی اس اذیت کے پرداشت کرنے کے لئے
آمادہ ہو سکتا تھا، خصوصاً جب سلطنت کی جانب سے اس کی محبت شکنی بھی ہوتی ہو، گویا سنت ختنہ
کے مقابلے کی ایک تھنی تہ بیرشی۔

میت | دین اتنی میں داخل ہونے والوں کے لئے مرنے کے بعد پر حکم دیا گیا
کہ پہلے از غلہ خام و خشت پختہ بر گرد نہ لبست۔ خام غلہ اور کپی اینٹیس مردہ کی گردن میں باز کر
درآب سسہ و پتندہ بجائے کہ آب اس کو پانی میں ڈال دیا جائے اگر پانی نہ ہو، تو
نباشد مہوز نہ یا بطور خطائیاں بر درختے اس کو جلا دیا جائے یا چینیوں کی طرح کسی درخت

بر جند ند

سے مردہ کو باندھ دیا جائے۔

شاید ڈبوئے یا جلانے لکھانے کا حکم بعد کو بلوا، ورنہ اس سے پہلے جو حکم تھا اس میں
دن کی خالافت نہیں کی گئی تھی، البتہ اتنی ترمیم اس میں بھی تھی کہ
سر مردہ بجانب مشرق و پائے آن بجانب مردہ کا سر شرق کی جانب اور پاؤں مغرب کی جانب
مغرب دن کئندہ۔ ص ۵۵

سلطان خواجہ کا ز جملہ میان خاص نخاص بود، جب مر ہے تو اگر نے علاوہ مذکورہ بالا
سمت کے ایک حرکت پر بھی کی تھی کہ اس کی قبر پس ایک کھڑکی بنادی گئی تھی۔ مقابل نیراعظم
گداشتندہ نافروغ آں پاک کنندہ گناہ اس است و ہر صباح برداشت افتد۔ ملا صاحب لکھتے ہیں
کہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ بزرہ ماں نہ باز آتش نیز رسانیدہ بودند، یہ تھا وہ دین جس میں ہندستان
کے باشندہ میں کافلیں بیرون ہند سے توڑ لیا گیا تھا، اور مٹھیک جس سمت کے بھیہے مردہ کی ماں بگ
اسی جانب رکھی جاتی تھی۔ ضد کی یہ حد تھی کہ
خواب رفتن خود را نیز بہیں ہیات قرار سولے کے وقت بادشاہ اسی ہیئت کے ساتھ ہوتے
داد ند ص ۵۵

کہاں کٹ کھا جائے ایک جزا ہو، دو جزا ہو اس نے تو ابتدا و نہگی سے آخر زندگی پاک
کے صارے قوانین کوالت پلٹ دیا تھا، ملا صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ گذشتہ
بالا جیزوں کے رشیم، سونے کو مردوں کے لئے نہ صرف حلال بلکہ فریب فریب و جوب کی خدک
پہونچا دیا گیا تھا، مگر ماس زمانہ کے وہی علماء جنہوں نے اس "ہندی دین" کو قبول کر دیا تھا،
یا اس کے حامی تھے وہ رشیم کپڑے پہننے تھے، اور خدا کے ایک باعنی کے حکم کی تعییل کرتے
تھے آج بھی کہتے ہیں جیسیں الی احکام کی اتنی قطعاً پردازیں ہے جتنی کہ خدا کے لجن ہنسوں
کی ہے اسی طرح سور کئے کو پاک قرار دیا گیا تھا، نہ صرف پاک بلکہ
برغم اسلام خنزیر و کلب از بھی بودن بلکہ اسلام کے توڑ پر سور اور کئے کے ایک ہونے والے

باز ماند در دن حسرم وزیر قصر نگاہداشتہ سلسلہ ضوخ قرار دیا گیا، اور شاہی محل کے بیچے یہ وہ
ہر صبح نظر برائی عبادت می خوردند۔ (زماں کے) جانور کے جاتے تھے، مسح سورے اس کے
وکھنے کو بادشاہ عبادت خیال کرتا تھا۔

اس سلسلہ میں اکبری عمد کے ایک عالم رفیقی کا حصہ تو لا صاحب نے یہاں تک نقل

کیا ہے کہ

چند رنگ را بیفر ہمراہ گرفتہ طعام آہنا مے چند کتوں کو سفر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ان ہی خونزند، و بخشنے شعراء زبان سگان دردہ ان کنوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے بعض شاعرتوں کوں کی زبان بھی اپنے سرہ میں لینے تھے۔ می گرفتند۔

یہ تھا اس دین کا ایک اجمالي نقشہ جس میں سارے مذاہب کو ایک نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کس قدر عجیب ہے کہ اسلام اور اسلامی احکام کے سوا اور کسی مذہب کے کسی جزو کو ان لوگوں کی عقول نہ رکھتی تھی نہ اس میں خرابی نظر آتی تھی، حالانکہ اسلام کے ساتھ جہاں ان کا یہ برداشت تھا اسی کے ساتھ دوسرے مذاہب اور ان کے رسم کے ساتھ ان کے تعلقات کی نویت پر نہ تھی؛ بمحض میں نہیں آتا ہے کہ آخر ان بازوں کی عقليں کس طرح تسلیم کر لئی تھیں، مثلاً یہی عقلي بادشاہ تھا، جو اپنے انتیں را کھی کے نام سے بخوشی لئے باندھتا تھا، نیز

در دروز عید ششم سنبھلہ بر سرم اہل ہند قشہ مہربنڈ کو جو تیرہ بڑی ناماہماں اہل بنڈ کے رسم کے مطابق کشیدہ بر در دولت خانہ برآمد نہ دو سیانے بادشاہ نقشہ لگا کر برآمد پر مشتملتے تھے، اور ایک جواہر دال کشیدہ از دست بر اہمہ بہر بک دو ری جس میں جواہرات پر مشتمل ہوتے اسکو برہنیوں کے گرفت بر دست لبستند۔

دوسروں کے مغلن حسن طبعی کا یہ حال تھا کہ شیخو راتزی میں رات رات بھر جو گیوں کے ساتھ جا گا جاتا تھا کہ ”سہ پھار بارا ز عمر طبعی زیادہ باشد“

لیکن اسلام کا کھلی جزو قابلِ انتقام دینے یہی نہ تھا، ایک طرف شیر اور بھرپی

کے گوشت کی حلت کافر می دیا جاتا تھا کہ اس سے بھادری پیدا ہوئی ہے اور دوسری طرف حکم
”خیرِ مُحَمَّد گوشت گاڑو گا؛ بیش و اسپ و میش و مشرود“ اسی کے ساتھ یہ بھی ایک

فاذن تھا کہ

اگر کسے باشخپے کے ذرع جانو ز پیشہ او شدہ باشد	جو آدمی اس شخص کے ساتھ کھانا کھائے جس کا پیشہ
ذرع گرنے کا ہے تو اس کھانوں لے کا با تھہ کھاث دیا	طعام خورد دست اوبہ بر نہ د اگر اہل خانہ اور
جانے حتیٰ کا گراں کی بیوی بھی اس کے ساتھ کھائے	بودا گشت اکل قطع نمائندہ
و کھانے کی انگلیاں اس کی بھی تراش لی جائیں۔	۲۶

جس کے دوسرا سعنے یہی تھوڑے کہ ہندستان سے ”لحمی غذاوں“ کو ہبہ بھے کے لئے معدوم کر دینے کا ارادہ کر لیا گیا تھا اور کون جانتا ہے کہ جب تدبیم ہندوی فرمیت ”کی تغیر اس لفظ پر آکر ضم ہوئی تھی، حالانکہ اس کی تغیر میں ایک ایسے شخص کا انتہہ تھا جو اگر کچھ نہیں تو پہنچنی سلطان صدر رکھا اسلام مال اور باب سے پیدا ہوا تھا، لیکن کیا حال ہو گا“ اس قسمیت کا“ جس کی تحریک میان ہاتھوں سے شروع ہوئی ہے، جو صدیوں سے اپنے بیٹوں کو انسانی جذبہ کی بھی نبنتے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ اس وقت بھی کہا بھی جاتا تھا، کہ کسی مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح نہ ہوگی، لیکن کیا جو کچھ جاتا تھا وہ آپ دیکھ کچکے حد تریکے کہ ملا مصاحب لکھتے ہیں کہ ”نجلہ دین جدید“ کے فاذن کے ایک فاذن یہ بھی تھا۔

ذن ہندو اگر بسلمانے فریقہ شدہ در دین	کوئی ہندو بورت اگر کسی مسلمان مردی فریقہ پور کر مسلمانوں
سلمان اور اید جبرا و قبر اگر فتہ باہل اور	کافر ہندو خیار کرے تو اس بورت کو جبراؤ فقر اس کے
گمراہ کو گوں کو پر کر دیا جائے۔	پارندہ۔ ۲۹۶

آخر پر تو ملا مصاحب کی شہادت ہے، لیکن کیا کوئی اس شہادت کو بھی جھپٹا سکتا ہے؟
کفار ہندو بے تھا شاہدم ساجد نے نایندہ ہندوستان کے کنارے تھا شاہجدہ کو ڈھانے میں آنکھا تغیر بعد میں خود سے سازند، وزیر کفار اور ان کی جگہ اپنے منہ بنانے ہیں، اسی طرح کفار ملا

بِرَطْلَامِ رَسْمٍ كُفْرٌ بِجَاءَتْ آنَدْ وَسَلَانَانْ دَرَاجَاتْ
کفر کے رسم انجام دیتے ہیں لیکن سلطان اسلام
اکثر احکام اسلام عاجز اند (مکتبت بھروس نافی جتھے) کے اکثر احکام کے بجاہانے سے بچو رہیں۔

یہ اکبری نہیں، بلکہ جنا بھیری مہرب کے ابتداء کے زمانہ کی روپیت حضرت مجید
الغ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اور یہ باقی قوہ دعییں جن کا براہ راست تعلق
ذہب سے ہے۔

”الغ عدم“ میں تجد د کا جو علم ہندوستان میں لرا یا گیا اس میں سلاماں کے تبدیل
دہنہ بی اجسزا کی حیثیت کیا باقی رہی تھی؟

شہروں کو خستہ کرتے جی چاہتا ہے کہ درد کے ان پیغمبوروں کو بھی سچوڑ لیا جائے،
دوئی کیا گیا تھا کہ سب کو ایک بگاہ سے دکھا جائے گا، لیکن کیا کیا گیا؟ یا کرا یا گیا؟
ٹا صاحب اکبر کی زبانی نقل فرماتے ہیں ایک دن اس نے مجمع کو غاظب کر کے
اپنی رائے ظاہر کی۔

اکنون کتاب مائے ہندی مذاکہ دانا یان	اب ہندی زبان کی کتابیں جو ہندوستان کے تھیں
مرتضی عابد نوشتہ انہو ہم صحیح دنص	دعا بددا نشندوں کی تصنیفات ہیں، یہ سب صحیح اور
قالمع است و مدار دین و اقتداء دیات	بالکل قبیلی علوم پر عادی ہیں اس گروہ (ہندوؤں کے)
و مبادات ایس طائفہ برائیت ترجمہ	اعتقادات و عبادات کا سارا دار و مدار اپنی کتابوں میں
از ہندی بربان فارسی فرمودہ چسما	ہے۔ میں کیوں نہیں ان کتابوں کے ترجمے ہندی سے
نام خود نہ سازیم کہ غیر کرد و تازہ است	فارسی زبان میں اپنے نام سے کرافٹ کہ یا ایسی کتابیں
و ہمہ شرحدادات دینوی و دینی و منیع	ہوں گی جو نادی ہیں کہ رعنون والی زہوں گی۔ بلکہ تازہ
حشرت و شوکت بے زوال مستوجب	حلوات ہوں گے مدد اک سے دینوی و دینی سعادت
کثرت احوال و اولاد است۔	فتح و شوکت حشرت بے زوال کے تباہی محل ہوں گے،
	اول کثرت ملل عادلاد کے پڑیو ہوں گے۔

اس کے بعد فرستاں کر دیا گیا۔ علماء مقرر ہوئے جو ان کتابوں کی اشاعت کا دائرہ دیجی
کرنے کے لئے فارسی زبان میں انکو منتقل کر دیے گئے تھے لیکن شیکھی کے مقابلہ میں:-

عربی خواندن دلائیں آں عیب شد عربی پڑھنا ہری جانتا ہیب قرار دیا گیا، اور فتح
دقیقہ و تفسیر و حدیث و خواضیح آں تفسیر و حدیث کے پڑھنے والے مردوں مطہون
مطہون و مردوں۔
ٹھیڑائے گے۔

اور ان علوم کی جگہ بخوبی و حکمت و طب و حساب و شعر و تاریخ افسانہ رائج و غریب
گویا نہ بسی علوم اور دینیات کی سرپرستی جواب تک حکومت کا شیوه تھا۔ یہ سرپرستی اُٹھائی
گئی، اور اکبری دور کے مدرس میں معاشرین نزدیک دسائیں کی وصلہ افزایی کی گئی، لیکن یہ بھی
چند دنوں کی بات تھی، آخری فرمان وہی تھا جس کی ذائقہ اس کے بعد ہونی پا ہے ماصاحب
لکھتے ہیں:-

دریں سال حکم شد کہ ہر قوم تک علم مزید اسی میلہ فرمان صادر ہوا مگر ہر قوم عربی علوم کو چوڑا کر
نہ دے غیر از علوم مزیدہ اذ بخوبی و حساب صرف علوم نادہ مزیدہ تھی بخوبی و حساب
طب و فلسفہ خواضیح میں طب، فلسفہ پڑھا کریں۔

پھر اس کے بعد کیا ہوا، ماصاحب بیچارے اسلامی علوم کے اس عتیل کو دیکھتے
ہیں اور روئے ہیں،

مدرسہ مساجد مندر میں علماء، اکثر سے جاؤں حد سے دور بھی میں طب میلان ہیں، اکثر اہل علم جاؤں
شدند و اولاد نا قابل ایشان کہ بساند بوگئے ہن کی اولاد نا قابل جس کمکیں رہ گئی ہے۔
بمرور بہ پا جی گیری نام بآ در دند میں پا جی گیری میں نام پیدا کر دیا ہے۔

آخر میں ان دو شعروں پر ان کا ذخیرہ ختم ہوتا ہے۔

مدرسہ از علماء، آن چنان بود خالی کلمہ درود نے خوار غانہ خمار
کنہ مسحعت فاری گرد بوجہ قمار برندختہ لوح ادیبا زپے نزد

او محالہ اسی پر بس نہیں ہوتا ہے، یہ غنیمت ہے کہ اس وقت تک ہندوستان کی زبان سے عزیٰ الفاظ کی جلاوطنی کی خرکیک سا آغاز نہیں ہوا تھا اگرچہ اکبر کا زمان طبع ادھر معلوم ہوتا ہے، ہمئا چیزوں کے نام رکھنے میں وہ ہندی ترکیبیں کو زیادہ لپٹنے کیا کرتا تھا، شلا، اڑپ، تلاؤ، "ستھ پل" "چین گر" "پیر پرشاو" ہائیکی کا نام وغیرہ اس کے رجحانات کا پتہ دیتے ہیں، لیکن کھل کر ابھی دماغ میں اس کے یہ تجویز نہیں آئی تھی، تاہم اسی کے قریب قریب ایک "چیز" اس کے زمانہ میں بھی پائی جاتی ہے، یعنی روزمرہ کی بولی کے بجائے عزیٰ الفاظ کے نکالنے کے مہر، یعنی حروف کو ہندوستان کی عام زبان سے نکالنا چاہتا تھا۔ لا صاحب لکھتے ہیں:-

و حروف خاصہ زبان عرب مثل شا، حاء، بیسے حروف جو عربی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں، عین، صاد، ضاد، طاء، قاء، از تخفظ بر طرف شلائش حجع صَفْحَةَ مَذَّاتِكَو بول چال سے بادشاہ ساختہ مکان نے باہر کر دیا۔

اور اس پر عمل رکھنے کی صورت یہ سکالی گئی تھی کہ عبداللہ را ابداللہ، واحدی را ابدی داشتال آن اگر مبلغتند نوش می داشتند داشتند (الفاظ کو بچا کر) کوئی بولنا تو بادشاہ بہت نوش ہوتے تھے۔

لیکن یہ خدا کی فضیلی تائید تھی، کہ اس کو شش کا دائرہ صرف بول چال ہی تک محدود رہا، در نہ خدا نخواستہ اگر لکھنے پڑھنے میں بھی اس طریقہ کو داخل کر دیا جاتا تو آج اسلام کی مختزوں تک کیا ہماری رسانی ہو سکتی تھی، اور وہ کو شش جو اردہ ہندی کے نام سے آج جاری ہے، اس کا مقصد اس کے سوا اور بھی کچھ ہے، کہ قرآن پڑھنے والی لامت کو قرآنی الفاظ و حروف سے جتنی دور تک دھکیلا جا سکتا، ہو زدھکیل دیا جائے۔ اسلامی علوم کی بر بادی کا ایک سامان تو یہ تھا، اسی کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ

اس دوریں علماء و شاگردوں کے نام کی جو جاگیر مددوں سے چلی آتی تھیں، ان پر
درست اندازی کی گئی،
اویچہا کے ملا صاحب لکھتے ہیں۔

درس ہم آپ دکتب متحیا نہ مٹھا نہ سانش کہ ہم آپ جیسی انسانی کتابوں کے پڑھائیں والوں کو کم دناصد بیگنا کم دبیش بود۔

اور یہ توابع دائی زمانہ میں ملائکہ النبی کے انتہا عمل میں آیا۔ آخر میں تو جیسا کہ خود

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے،

از مجلہ شاعر اسلام تعین قضاۃ است
اسلام کے مجلہ دہرے شاعر دل کے اسلامی آبادیوں
دریا بیان کرنے والے شاعر کی تحریر کیا گیا تھا۔
میں نامیوں کا تقریز کرنا ہے، جو قرن سابق (عمر بن عبد الرحمن)
میں شاید بیان کیا گیا تھا۔

یہ تھی اس "صلح کل" مشرب کی حقیقت جس کا ڈھنڈھورا اس ندر سے پیا جا رہا ہے "خن در آسا یش بود" طباطبائی کے اس جلد کا مطلب اب کھلتا ہے، واقعہ ہے کہ اس انقلاب کے بعد لقول حضرت بحدّ -

غربت اسلام نزدیک ہے یک قرن نبھجے
قرار یافتہ است کہ اہل کفر پر مجرد اجرائے
احکام کفر بر ملا در بلاد اسلام راضی نے
شوند۔ مے خواہند کہ احکام اسلامیہ
باکلیسہ زائل گردند واثرے اسلامان و مسلمان
پیدا نشود، کارتا آں سرحد رسانیدہ
اند کہ اگر مسلمانے اذ شوا لرا اسلام اظہار
نماید پہ قتل مے رسد، ص ۶۷

یہ تھا اسلام کا حال جان گیر کے ابتدائی عہد میں، پھر اکبر کے زمانہ میں جو کچھ ہو گا ظاہر ہے، اس کے بعد اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکبر و جان گیر کے بعد واقعی عدل اور حقیقی رعایداری کے ساتھ جن سلطان بادشاہوں نے حکومت کی۔ ان پر تعصیب اور شدید تعصیب کا ایذام کیوں لگا بجا رہا ہے: ظاہر ہے کہ جہاں ایسی کب طرفہ خواہش عمل کر رہی ہو، اگر اس لکھ میں کسی غیر کے ساتھ کچھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا۔ اس کا نام تعصیب ہی رکھا جاسکتا ہے وہ دشائیں اور عالمگیر کی ایام حکومت میں کیا اکبری عہد کے ان فوائیں کے مقابلہ میں کوئی ایک قانون بھی ایسا پیش کر سکتا ہے جس کا اثر لمک کے دوسرے طبقوں پر وہی پڑتا ہو، جو اکبر کی کرنٹوں سے سنی سلطانوں پر پڑ رہا تھا، اور سچ توبہ ہے کہ «الف ثانی» کی فرضی تحریک کی بگ جن پوشیدہ ہاتھوں میں سچی، آن میں ایک بڑا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو سلطانوں کے سوائے بندوستان کے عام باشندوں کے ساتھ بھی رعایداری کرنا ہیں چاہتا تھا، آخر اکبر سے سلطانوں کے علوم کے انسداد کے بعد جو یہ فرمان نکلوا یا گیا تھا کہ ارادل را از خواندن علم در شرہا، نع کمینڈ فوم کے لوگوں کو علم کے پڑھنے سے شرمنیں آئند کہ نسادہما اذین قومے خیزد مفت^{۲۵۷}، وہ کامیاب کہ اس قوم سے فاد پیدا ہوتا ہے۔ بجز اُن خودروں کے اس کا اور کون نشانہ تھا، جن کے کام میں علم سنبھل کر گناہ میں سیسہ پوا یا جاتا تھا، اور خدا ہی جانتا ہے کہ بندوستان کی کوئی کون سی ملکش فویں ارادل کے تحت میں داخل تھیں۔

بہر حال بات بہت طویل ہو گئی، اور "حروف مدعا" سے پھر بھی میں اب تک دور ہوں، لیکن کیا کیا جائے روشنی کو دہی پہچان سکتا ہے، جس نے انہیں کو دیکھا ہو، ان تفصیلات کی بڑی ضرورت تو یہی تھی، اس کے سوا مدعا ان تصور و تجدوں کو بھی تصوری دیر کئئے ایک تماشا دکھانا تھا، شاید کہ انکو عبرت ہو، اور وہ یہ سمجھیں کہ ان کا دماغ نکن ہے کہ نیا ہوا ان کا دل بھی نیا ہو، لیکن اپنے مشن سے جو انکو اپنا سول و سخربنا تھا ہے وہ

بہت پرانا ہے اپنی گرد (علیم الصلوٰۃ وَالسِّلیم) کے مقابلہ میں اس کے پر جربے بہت پرانے ہیں، ہو سکتا ہے کہ جدت پرستی کے ذوق میں شاید ان فرسودہ دپار نیہ و سو سوں سے ان میں کچھ گھن پیدا ہو۔

اسی کے ساتھ مایوسوں کے سامنے امید کی ایک روشنی ہے، آج جس خطرہ سے ایمانیوں کے دل تھرا ہے ہیں انکو دیکھنا چاہئے کہ، کل کاظمہ کیا اس سے کم تھا، بلکہ سچ تو یہ ہے، کہ اس وقت جو کچھ ہو سکتا تھا اب تو عقلی را ہوں سے بھی اس کا ہونا بہت بعید ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کا درتا بندہ پروردہ "آن غوش موج" ہے، نہ طوفانوں سے کبھی وہ گھبرا یا، اور نہ سیلا ب اس کی رفتار کو دھیما کر کے واللہ صلیم نور و لکرہم الکافرون ۵ یکن انہوں کے ساتھ ایک تلخ حقیقت کا بھی بھے آخر میں اعتراض کرنا ہے کہ "غريب اکبر" د، اصل ابتداء سے "اکبر" نہ تھا، یہی ماعبد القادر جن کے حوالہ سے میں نے سب کچھ نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔

بادشاہ کے جو ہر نصیس و طالب حق ہو، امام عالمی محض ص ۲۵۵

اس کی زندگی کے ابتدائی داھرات سے معلوم ہوتا ہے کہ شدت کے ساتھ اسلامی عبادات کا پابند تھا، نماز تو بڑی چیز ہے، مفرغ و حضرت میں جماعت بھی ترک نہیں ہوتی تھی، سات عالم امامت کے لئے معزر کئے، جن میں سے ایک ہمارے ماعبد القادر بدایوںی ہیں ان کا بیان ہے کہ

ہر زنج دقت برائے خاطر جماعت در دربارہ ہر زنج دقت برسرد بار جماعت کے تسلق سمجھتند، ص ۳۵۴

سفر میں ایک خاص خیر نماز کا ہوتا تھا، جس میں بادشاہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔ علم دین اور علماء دین کا احترام جس مذکور کرتا تھا، اس کا اندازہ اسی داقعہ سے ہو سکتا ہے کہ شیخ عبد النبی جو اکبر کے ابتدائی محمد حکومت میں "صدر جمال" تھے ان کے ساتھ،

بادشاہ از غایت تعلیم و احترام گاہے ہے ہے انتہائی احترام و تعلیم کی وجہ سے بادشاہ کبھی کبھی علم
جنت اجتماع علم حدیث بخانہ شیخ میں فقند حیدر شنہ کے لئے ان کے گھر جاتا، اور ایک دو دن تو
دیکھ دو مرتب پیش پائے ادیم میں اندھہ ۔ جو تیال بھی (شیخ) کے آنچے بادشاہ نے رکھیں۔
علماء و صلحاء کی محبت، اس تقدیر و رُوبِ حقی کی حضرت شیخ سیلم چشتی کے پڑوس میں رہنے
کی خبر میں اس نے فتحور رہی کو دارالسلطنت بنایا، اور مدنی پیادہ پا اجیر شریف
حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا پا کرتا تھا۔ فتحور میں اس نے (اذوب تلاوہ)
کے نام سے تالاب بنوا�ا تھا، اور اس کے ارد گرد علماء میں بنائی گئی تھیں جن کا نام عبادتگاہ
رکھا گیا تھا، طالب العادہ کا بیان ہے، کہ جہاں پر یہ عمارت بنائی گئی، بادشاہ اپنی زندگی
کے ابتدائی دور میں اسی تمام پر ایک پرانے جوڑہ کے پھر پر بیٹھ کر کہ :-
از آبادی یک مواثیقہ نشستہ بر اقبہ آبادی سے در مرائب میں اشول رہتے تھے اور صبح
شمول میں شندند و فیض سحرے رو بوندھ کے فیض کو حاصل کرتے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد اسی عمارت میں علماء کا اجتماع ہوتا تھا، بعد کو یہ موقع اتنا
بڑھا کہ جمعہ کی پڑی رات انہی علماء مشائخ کی محبت میں گذتی تھی، خوشبوئیں
جلائی جاتی تھیں ۔

بیوستہ کار تحقیق مسائل دین بود چہ اور دینی مسائل نواہ صبول سے متعلق ہوں یا فروع سے
اصول چ فروع
بیٹھ انہی کی تحقیق سے سروکار تھا۔

بادشاہ اس مجلس میں حسب استعداد ہر ایک کی معقول خدمت بھی کرتا تھا، اسی کا
تیجہ یہ ہوا کہ مسائل تلاش کر کے علماء مشائخ کی ایک کافی جماعت یا ہاں کئی ہونے لگی،
ٹا صاحب کا اندازہ ہے کہ :-

جهافت مباحثین و مناظرین چہ عقین چہ تعلہ سخت و مباحثہ و ملنگہ کرنے والے، نواہ بخشن ہوں یا
از صد نفر تجاوز بوندھ تعلہ، ان کی تھا وہ سارے یورپ سے تجاوز تھی،

بلا جہاں مولویوں کی اتنی تعداد جمع ہو جائے۔ اور وہ بھی ان دنی ان غراض
کے تحت جوان لوگوں کو یہاں تک کھینچ کر لا لیتیں، اس نجام اس کا وہی ہوا جو ہونا چاہئے
تھا۔ شروع شروع میں پلا جگڑہ اشستگا ہوں پر چلا، ہر ایک بادشاہ سے قریب
ہونا چاہتا تھا، ملا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ

پہلی بخشی تھی جو اس گروہ سے ظاہر ہوئی۔
اگرچہ اکبر نے اس دفعہ ان غراض سے کام لیا، لیکن دل میں غیر شعوری طور پر ان کا
دذن کم ہو دہا تھا آخراً ایک دن جبکہ "جسم بد دور" دین کے ان سنونوں کا یہ عال تھا۔
کہ بایک دیگر نئی زبان کشیدہ در مقام باہم ایک دوسرے پر دبان کی خواریں نکالے
منافی و تقابل بودند اخلاقات بجائے ایک دوسرے کی فنی و تزدید اور مقابلہ میں صورت
رسید کہ تکفیر و تضليل ہدگرے نہ ہو دند۔
کی کفر کرنے لگا تو ایک دوسرے کو گمراہ کرنے لگا۔

اور شاہی دربار میں
مگر گردن علائے دماں برآمدہ آوازہ
ان مولویوں کی گردن کی رگیں پھیل آئیں، اور شروع
بلند و دہمه لبیاں ظاہر شد۔
ہونے لگا، ہفت ہٹا چکی۔

بادشاہ کے تاثر قلب پر ان کی یہ حرکت ناگوار گزد ری۔ بِخاطر اشرف گرال آمد
اس کے بعد طا عبدالقادر کو حکم دیا گیا، کہ آئندہ سے جوان میں ناصقول ہمہ ان کو
جلس میں دا آنے دینا۔ یہ ہیلی خفت تھی، جو اس جماعت کو نصیب ہوتی، اور مگر ان کی آمد وقت
باتی رہی، لیکن ایک ایسے بادشاہ کے دربار میں جوان کی ہر گرفتگی سے بجائے اپاتی قوت کے
سر نظیں میں روز بروز زری کر دیا تھا۔ آخراً ایک کے نزدیک طالب اور دوسرے کے حرام
تھے بادشاہ کو سلطنت دین ہی کے متعلق

درنشک انداختہ حیرت بر حیرت افزود
ٹکریں ڈال دیا، اور اسکی حیرت پر حیرت میں ہنا ف

و مقصود از میان رفت

ہوتا رہا۔ ۱۱ یونکہ جو مقصود تھا وہ ہی سامنے سے بازا رہا۔

اگر کے دربار میں کس قسم کے ملما، جمع نہ تھے، اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے،
کان میں ڈا عبد اللہ سلطان پوری تھے، جن کا عہدہ خندوم الملک کا تھا، بعض اس لئے کرج
ذکر نہ پڑے، فراغتیہ جج کے استفاطہ کا فتویٰ دیا، زکوٰۃ کے متعلق بھی مشورہ ہے کہ شش ماہی
تفصیم والے حیلہ سکام یا کرتے تھے اور آخر سے میں جب ہزارہا ذلت و خواری کے بعد
انتقال ہوا۔ تو بادشاہی حکم سے ان کے مکان کا پولا ہمدرد میں تھا جائزہ لیا گیا،
چندال خزانہ دفاتر اور پیدائشیت اتنے خوب نہ اور دینیتے ظاہر ہے کہ ان خزانہ
کو قتل آئی تھا بے کلید و ہم نہ تو ان کشاد کے ناول کو دیم کی کنجوں سے بھی کھوننا ناممکن ہے
از ان جملہ چند صندوق طلا، از گورخانہ بخملہ ان کے برنس سے بھرے ہوئے چند صندوق
خندوم الملک کے گورخانہ سے برآمد ہوتے ہیں
مرعول کے بجانہ سے، اس نے دفن کیا تھا۔

بودظا ہرشہ ۳۱۱

ادھر حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا عبد النبی تھے
جو عہد اکبری کے سب سے بڑے حدث خیال کئے جاتے تھے، ان ہی کی بادشاہی نے جو تیا
سید ہمی کی نیس اور سارے پندرہستان کے الله و خلباء، دنیروہ کی جاگیروں کا اختیار، ان کو
دیا گیا تھا، لیکن علم کا حوالہ بے تھا کہ شہرِ حدیث الحرمہ سورانہن کو آپ ہمیشہ بجائے نائے
بمحیہ کے رائے چھوٹے تلفاق فراہم تھے، اور جب صدارت کے اختیارات ملے تو پھر کسی
کو آنکھے ہی نیس چھاتے تھے، سارے پندرہستان کے مدھی چاگیرہواروں کو دوڑنا مشروع
کیا، آخر میں یہ حملت ہوئی:-

کہ سائرہ دکلائے شیخ دفتر شاہ در بانا کوگ شیخ کے دیکلوں، ان کے فرانشوں، در باؤں،
و سائشان و حلال خعلان نیز رو تھا لے کلی فاد سائیسوں، حلال خعلوں (ہمتوں) ہمکو رو تھیں دے
و گلیم ازال و مطہ بجد بردے دے کر اپنے کل، اس گرداب سے باہر بکالے۔

خدمتِ الملک اور ملائیقِ النبی دوں میں رقبیانہ کشکش جاری تھی، ہر ایک نے دوسرے کے متعلق رسالے لکھے، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ پونک اس کو باسیر ہے، اس لئے اس کے تجھے نماز ناجائز ہے، دوسرا کتاب ہے کہ نواب پاپ کا چونکہ عاق شدہ بیٹا ہے، اس لئے تیرے تجھے بھی نماز جائز نہیں، الغرض صحیح و شام ثابت ہی کیمپ علماء کے ان دینی ہنگاموں سے گوچتار ہتا تھا، اور بقول ملائیق القادر ایک بڑی صیبیت یہ بھی تھی کہ جاہل اکبر

علماء، محمد خوش را ہمتر از غزالی و رازی سے بھی بہتر خیال تصور نہ رہ بودند رکا کہتا ہے ایشان را دیدہ تیاس نائب برشا ہد کردہ سلف را سلف کا بھی منکر ہو گیا۔	اپنے زاد کے ملک، کو غزالی و رازی سے بھی بہتر خیال کرتا تھا، پھر ان کے چھپورے پن کو جب یاد شاہ نے دیکھا تو سانسے والوں پر غائبون کو تیاس کر کے نیز منکر شدند۔
--	---

آخر اس عہد کا رازی جب حرم کو خرم پڑھتا ہو، اور اس زمانہ کے غزالی کے گھر سے طلاقی ایٹھوں کی قبری برآمد ہوتی ہوں، تو گذشتہ زمانے کے رازیوں اور غزالیوں کے متعلق کیا خیال کیا جاسکتا ہے، اذ قبیل طرح طرح کے شاخ بھی آتے اور اکبر کے سامنے جوئے دھوئے کرتے کبھی کہتے کہ آپ کی فلاں حاملہ حسم کے لامکا ہو گا، بد قسمی سے لاد کی ہو جاتی، ایک بڑی بارہ کامت بزرگ لاہور سے تشریف لانے، جب اکبر نے تھنائی میں استوان لیا اور کچھ پیش نہ چلی تو "پیٹ" کا میلہ ظاہر کر کے دم خود ہو گئے یقیناً علماء کا یہ فتنہ بھی ٹرافتہ تھا، اور بقول بدایوی

اختلاف ملک، کر کیے فعلے را حرام می گفت و دھیگرے بھیلہ سال را حلال می ساخت	علماء کا یہ اختلاف کہ ایکوں میں ایک ہی حل کو حرام کہتا تھا وہ سرکسی حیله سے اس کو حلال نابت کرتا تھا اور اس کے انکار کا سبب بن گیا۔
--	---

لیکن اس سلسلہ کا سب سے دیادہ "سیاہ حلقة" وہ ہے، جو اگرچہ علماء ہی کا فتنہ

تھا، لیکن شدت تاثیر نہ اکبری الحاد کا اس کو سب سے بڑا ذریعہ بنادیا۔

میری مرآد طامبارک ناگوری اور ان کے شہر و آفاق صاحبزادوں سے ہے، ملا صاحب جیسا کہ ان کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے، بڑے پایہ کے عالم تھے، علوم متعدد سے ان کو ہر فن کا ایک مستقل متن: بانی یاد تھا، جتک ناگور میں رہے، زیادہ تر عقولات اور فقہ و اصول اسلامی سر برائے تھا، پھر یہ احمد آباد پور پنچے ہیں، اس زمانہ میں ہندوستان کے ساحلی شہروں میں بجائے عقليات کے دینی علوم کا زیادہ حضور چا تھا، طامبارک کو احمد آباد میں اپنے دینی تجھر کا موقعہ ہاتھ آیا، لیکن دماغ میں نظرتہ خود مشتھی، نذہب اور بعہ اور اس کے اختلافات سے واقعت ہونے کے بعد یہ غیر مقلد ہو گئے، جیسا کہ خود ابوالفضل لکھتا ہے کہ

دبة تکا پوئے سخت پایہ اجتہاد رو نہ د	سخت مدود دعوب کے بعد اجتہاد کے درجہ تک انکی
اگرچہ بہ اتفاق ائے نیا کان بزرگ رو ش	سامی ہو گئی اگرچہ بندگان سلفنکی پیڑی میں ابوحنینہ کی
ابوحنینہ اتساب داشتند... داڑھلید	طریقہ کی جانب اپنے کو توبہ کرتے تھے... میکن تقیہ
برکنا رہ بندگی دیل کرتے، (آئین اکبری)	سے کنارہ ہو کر دیل کی غلامی کرتے تھے۔

اس غیر مقلدی کے سونے پر سما گا یہ ہوا کہ شیراز کے ایک فلسفی ابوالفضل گاڑو نی کے حلقة میں بھی شرکیں ہو گئے اور،

بسیارے نوامض شفا و اشیاء تذکرہ	اور شفا اشیاء تذکرہ محاطی کے بینزے شکلات
و محاطی ماتذکرہ کا فرمودنہ،	کو ان سے عامل کیا۔

اس پر طریقہ ہے تھا کہ ملا صاحب کو تصور کا بھی شوق ہوا اور	اساں بہ تصور و اشتراق برخوازند
اوہ نظر فکر اور خداشناسی کی کتابیں بھی نظرتے	تصویر و اشتراق کے مختلف طریقوں کا بھی مطالعہ کیا،
شہد،	دفر اوال کتاب نظر و تمالہ دیوہ
گذریں۔	

ٹاہر ہے کہ شوریدہ مفرزوں میں جب پیسادی کرامتیں جمع ہو جاتی ہیں تو پھر ان کو بے عاب ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں، جن سے جہور میں ہر ہی پیدا ہونی ہے، اگرچہ ملا صاحب پرمدھیت کا کبھی شعیت کا الزام لگایا گیا، لیکن ابوالفضل کو اس سے انکار ہے، بہرحال عام علماء کو ان سکھنے زور و شر سے صردو نمکایت تھی، اور ان پر مولویوں نے چند کفت ملے بھی کئے، اس کا آسان جواب تو یہی ہو سکتا تھا کہ یہ بھی جواب دیتے، لیکن علم کے غزوہ نے ملا صاحب کو ایک خطرناک اقدام پر آمادہ کیا، خلاف مادت اپنے ذاویہ درس و ارشاد سے نکل کر بیٹوں کی معیت میں یہ لک کی سیاسیات میں داخل ہو گئی، علم کا گھر اتنا تھا، اور پڑھتے ہوئے؟؛ زیادہ دیر نہیں لگی، چند ہی دنوں میں دیکھا جاتا ہے کہ وہی ملامارک جن کے تعلق ابوالفضل لکھتا ہے کہ:-

شیرخاں و سیلم خاں و دیگر بزرگان در مقام شیرخاں (شیرشاہ) و سیلم خاں (پسر شیرشاہ) اور مذکور
آں مشد ند کہ از وجوہ سلطانی چیز بندگوں نے اصرار کیا کہ "سلطانی وجہ سے کچھ
برگیریں۔

لیکن "از انجا کہ ہمت بلند بود نظر عالی سر باز زد" یہی ملامارک، یا کچھ اکبر سے کے بارگاہ جلال میں اپنے دو نوں بیٹوں کے ساتھ جلوہ فراہیں، اس میں شکنیں ہے، کہ مولویوں نے ان کو اور ان کے خاندان کو صردوستیا یا تھا، اور ملا صاحب کو ان کی وجہ سے کچھ دنوں پرے خاندان کے ساتھ در بدزمار امارا پھرنا پڑا، لیکن کیا اس کا شریفیا نہ جواب یہ تھا کہ "بانسری" کے بخوبی کو روکنے کے لئے دنیا سے بانس کے جنگل ہی باود کر دیے جائیں، اور بالغرض انتقام کے خصہ میں اگر یہی کرنا چاہتے تھے، تو پھر جو چوت اہنوں نے پھاڑ سے کھائی تھی، اس کا بدلا یہ گھر کی "سل" سے کیوں لینے لگے، بہرحال تینوں بانپ بیٹوں نے اپنے شخصی انتقام کا نشانہ ہندوستان کے اہل سنت کے مولویوں ہی کو نہیں بلکہ اسلام ہی کو بنالیا، مقصود میں کامیاب ہونے

کے بعد جس وقت "اسلام" کا ایوان اپنے سارے موسیقی کے ساتھ چل رہا تھا، اس وقت لا عبد القادر کا بیان ہے، کہ ابوالفضل کے زبان پر ہر تھوڑی دیر کے بعد حسب ذیل اشعار جاری ہو جاتے تھے۔

آتش بدوست خوش درخمن خوش چون خود زده ام چه نالم از دشنه خوش
کس شمن من نیت منم دشمن خوش لے و لے من و دست من و دامن خوش
الخرف اکبری دربار میں ابوالفضل و فیضی کا فتنہ بھی بیج پوچھو تو یہ علماء سورہ ہی کا
فتنه تھا، کس قدر عجیب بات ہے کہ شخصی اعراض نے بہ تدریج کمی سی سخت قومی اور مذہبی خطرہ
کی صورت اختیار کر لی تھی، اور آج بھی جو کچھ ہوا رہا ہے کون کہ سکتا ہے کہ کن اثرات کے
تحت ہو رہا ہے، ان فی ذلک اعبرۃ

کیسا دردناک نظارہ ہے، کہ خود دین کے معاروں کے ہاتھوں دین کی بنیاد کھدری
تھی، اور کسی کو اس کا خیال بھی نہیں آتا تھا، کہ آخر اس کا انجام کیا ہو گا، علماء و مشائخ
کی عام حالت تو بھی تھی، لیکن اللہ کے بندوں سے زاد کا کوئی حصہ خالی نہیں ہوتا۔ اسی
ہنگامے میں کبھی کبھی ایسے فنوں بھی نظر آجائے ہیں جن کے سامنے دنیا سے زیادہ "آخرۃ"
اور "نقد" سے زیادہ "لذیثۃ" ملزیم ہوتا ہے۔ حضرت یلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ماجزادے
مولانا بدر الدین کا کارنامہ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ متاز ہے، خاندانی حیثیت سے
انکا حکومت اور بادشاہ پر بواتر تھا ظاہر ہے، لیکن جوں ہی بادشاہ کے طرز عمل میں یہ
تغیرات شروع ہوئے، شاہی نوکری سے مستعفی ہو کر لگھ بیٹھ گئے، اکبر نے چند بار خود ایوان
خاص میں بلاؤ کر ان کو سمجھایا، لیکن ہر ملاقات میں ناگواری بڑھتی رہی، انھوں نے قطعی طور پر
"زمیں بوس" وغیرہ رسم کا شدت سے انکار کیا، حکومت نے ان کے ساتھ سختیاں شروع
کیں، آخر تنگ آ کر چپ چاپ

جريدة درعا بالشارة بشرف مجمع شرف شد ایکیا ایک کشی میں بیکر "حج" کے شرف سے مرشح ہے

اور کعبہ کی دیوار کے نیچے کعبہ والے کی امانت بغیر کسی خیانت کے سپر درکر کے
اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے فاللہم ارحمن

درباری امراء میں ایک صاحب قطب الدین خاں تھے، اکبر اپنے دین جدید
کی ان کو بھی تبلیغ کیا کرتا تھا، خاں صاحب نے ایک دن فرمایا۔

بادشاہ ان ولائت چوں اخوند کار روم بغیر دوسرے مالک کے سلاطین شلام کے اخوند کار
ایشان کر ایں سخنان شنوند چہ گوئند، ہمہ (سلطان ترکی) بغیر اگر ان باقی کو سنیں گے تو کب
بیس دین دارند خواہ تقلیدی باشد کہیں گے، آخذہ لوگ ذسب بھی دین رکھتے ہیں
خواہ نہ، خواہ تقلیدی بوا بانہ،

اکبر ان کے اس فخرہ پر بگڑا گی، اور عزیب پر یہ الزام لگا یا کہ تم "اخوند کار روم"
کے دربار میں رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہو، خوب خوب برسا، ایک اور امیر شہزاد خاں تھے،
بھرے دربار میں اللہ کے اس بندہ سے نہ رہا گیا، جب بیرون کو بھی اس نے اسلامی
ارکان پر تحریر کرتے ہوئے دیکھا، بے ساختہ ان کی دبان سے "اے کافر ملعون تو ہم
ایں چیز سخنانے گوئی، نکل پڑا، خاں صاحب کی ان گالیوں کو سُن کر اکبر اپنے سے باہر
ہو گیا اور کہنے لگا کہ "اپسے لوگوں کے منہ پر نجاست بھری ہوئی جوتیاں لگوائیں ہوں"

بھر حال زیادہ تو نہیں، بلکن اسکے دلکش کے بھی لوگ کبھی کبھی نظر
آجاتے ہیں۔ خود مولانا عبد النبی جن کو اکبر نے ذبر وستی کے سقطہ جلاوطن کرایہ بانہ، جب
دوبارہ ہندوستان: اپس ہوئے ہیں، اس وقت حیث وغیرت کی دبی دبائی چنگاریاں
پھر چک پڑھیں، ایک دن برگرفتگو زبان سے چند سخت الفاظ بادشاہ کے رو برد
نکل پڑے، وہی اکبر جس نے کبھی ان کی جوتیاں سیدھی کی تھیں ماعبد القادر لکھتے ہیں کہ
شیء سبتو طبیعت خود برداشت اور زدنہ ایک سخت کہ بادنماف نے خود اپنے ہاتھ سے (شیخ عبد النبی) کے ذمہ
گفت چرا بکار دنی زدنی ملا شیخ صاحب نے کہا کہ چھری سے کیوں نہیں ارادہ تھا ہو،

لیکن بد فیزی کے اس طوفان کا مقابلہ سچلان تکوں سے کیا ہو سکتا تھا؟ قدرت ہمیشہ ایسے موقعہ پر کسی ایسی عظیم سنتی کو بر سر کار لاتی ہے، جو وہی کمالات اور غیری قول سے سرفراز ہوتا ہے، اور یہ مصلح یہ سادی تمہید اسی بزرگ سنتی اور اس کے حکایت العقول کا نام ہے، آئین عزائم دار ادے کی تفضیل ہی کے لئے سنتی، لیکن تمہید بھی اتنی طویل ہو جکی ہے، کہ اب اس کے لئے کسی دوسرے مستقل باب یا "مقالہ" کی ضرورت ہے، بلکہ یہ تو یہ سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالاد اتفاقات اُلد کے دیکھنے کے بعد اب اندازہ ہو سکتا ہے کہ مغلی تخت پر اکبر کے نام سے جو بادشاہ پہچاس سال تک بیٹھا رہا، وہ کیا تھا، اور پھر اچانک محمد جان گیری میں دریا کا رُخ بدلتا ہے، تا آنکہ شاہ بھاں کے عہدہ کم پورا بدل جاتا ہے، اور عالمگیری دور میں تو وہ اسی سمت فرانے بھرنے لگتا ہے، صرتاً اتنی سی بات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پہچانتے کے لئے اس وقت کافی ہو سکتی ہے، جب یہ بتا دیا جائے کہ یہ جو کچھ ہوا، حق تعالیٰ نے اس کا ذمہ دیا ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی سنتی گرامی کو بنایا، میں نے ارادہ کیا تھا کہ واقعہ کے اس رُخ کو بھی تفصیل کے ساتھ تکوں، لیکن میں جانتا تھا، کہ اکبری فتنہ جس کا دوسرانام الف ثانی کا فتنہ ہے، عوام تو عوام خاص بھی بجز چند مشہور یادوں کے واقع نہیں ہیں، یا انکو نہ واقع رکھنے کی کوشش کی گئی ہے مزودت سنتی کہ اس پہلو کو خوب اجھی طرح واضح کیا جائے، خدا کا شکر ہے کہ اس پر ایک سیر ماحل بحث کر لے کا مجھے موقعہ مل گیا، اگرچہ جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، اس کے مقابلہ میں بہت کم ہے، جو واقع ہوا تھا، اور جس کا موارد تاریخ کے منتشر اور اق میں بکھرا ہوا ہے، خود ملاعنة القادر جن کی کتاب سے میں نے ان واقعات کا انتخاب کیا ہے، بندہ خدا نے نہ جانے کس صلحت سے ان کو تقریباً چار سو صفحات میں انتہائی بے ترتیبی کے ساتھ پرآگندہ صورت میں تلمبند کیا ہے، ترتیب میں مجھے کافی دفت اٹھا فی پڑی، تاہم ایک کام

ہو گیا، اب رہا دوسرا ہپلو یعنی حضرت مجدد علیہ السلام کے تجدیدی کارنامے اس وقت
چند کلی واقعات کا ذکر کر کے ہیں اس اپنے صنون کو سوت ختم کرتا ہوں۔

اکبر کی تخت نشینی کے آٹھویں سال ۱۵۷۹ء ہجری میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
کی ولادت باسادات بمقام سرمنہ ہوئی، کم و بیش چالیس سال کا ڈانڈ آپ نے دو راکبی
میں گذارہ، حضرت کی عمر کا پہ حصہ زیادہ تر علوم ظاہری و باطنی اور کمالات بالمنی کے
حصول میں صرف ہوا، جوانی کے ایام میں آپ اکبر آباد (آگرہ) بھی نظریت لائے تھے،
جہاں دربار کے ان دو نوں عالموں ابو الفضل فیضی سے آپ کی خوب خوب ملاقا تیں
رہیں پہنچاہر ایسا علوم ہوتا ہے، کہ جس ارادہ کا ظور بعد کو ہوا، اس کا تخم ان ہی ملاقاوں
کے سلسلہ میں پیدا ہوا۔ ابو الفضل فیضی آپ کی بیرونی قابلیت ذہن و ذکاوت سے
بہت تاثر تھے بلکہ مشورہ تو یہاں تک ہے کہ "سو اطع اللہ ام" جو فیضی کی مشورہ بنے نقطہ تغیر
ہے، اس میں حضرت کی بھی امامہ شریک سقی فیضی کو حیرت ہو گئی، جب ایک دن اصناف
میں جس کا وہ ملزم تھا ہضمون گرفت میں نہیں آ رہا تھا، اس نے حضرت سے ذکر کیا، کہ
جاتا ہے برداشتہ قلم آپ نے اسی صفت بے نقطہ میں پڑی عبارت لکھ دی ان ہی دنوں
کا ایک مشورہ واقعیہ بھی ہے کہ عید کے چاند میں اختلاف ہو رہا تھا شرعی ثبوت سے پہلے
ہی اکبر نے عید کا اعلان کر کے لوگوں کے رفض توڑوادیئے، اسی دن حضرت بھی ابو الفضل
سے ملنے آئے پوچھنے پر ابو الفضل کو معلوم ہوا کہ حضرت توڑوادی سے ہیں، اس نے
وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا کہ چاند کے متعلق اب تک شرعی شہادت فراہم نہیں ہوئی
ہے۔ ابو الفضل نے کہا کہ بادشاہ نے تو حکم دیدیا ہے اب کیا عذر ہے بے ماختہ
آپ کے منہ سے اس وقت یہ جملہ نکلا۔

"بادشاہ بے دین سوت اعتبارے ندارد"

ابو الفضل خفیت سا ہو گرہ گیا، پس بھی اس نے پانی کا پالہ اٹھا کر آپ کے مُ

سے مگایا، لیکن آپ نے ہاتھ جنک دیا، اور اسی وقت غصہ میں گھر جیے آئے، کمالا بھیجا کر اہل علم سے ملنے جانے کا شوق ہے تو ان سے ملنے کے طریقے سیکھو، ابو الفضل نے حافی انگلی، اور پھر آمد و رفت شروع ہو گئی، اس کے بعد آپ پھر والد کے امراء سے سرمند و اپس لوٹ گئے، اور نندگی مکا بعثیہ حصہ اسی قصہ میں گندہ انج گے ارادہ سے ایک دفعہ دہلی آئے، میاں حضرت باقی بالش درحمۃ اللہ علیہ بعض غبی اشاروں کے تحت مادر آنہر سے دہلی پہنچ کر کسی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں

آمد آں یارے کہ مائے خواستم

دولوں میں ملافات ہوئی۔ پھر کیا طے ہوا خدا ہی جانتا ہے اس کے بعد دیکھا گی کہ حضرت عبدالبارہ سرہنہ کی طرف لوٹ گئے، اور وہ ہیں اپنے مرشد کی ذیر نگرانی سلوک کے مقامات طے کرتے رہے، ابو الفضل اور فیضی کی محبت اگرہ میں آپ کے لئے بہت غیر ثابت ہوئی۔ ان لوگوں سے آپ کو "فترہ" کے اسباب، اور ان موڑات کے سمجھنے کا خوب موقع ملا، جس نے بادشاہ اور اس کی حکومت کو اس نقطہ تک پہنچا دیا تھا، اور نائب اور ہیں آپ نے ان حرپوں کا پتہ چلا لیا، جن کی راہوں سے یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر رہے تھے، بتدریج آپ نے ان حرپوں سے اپنے کو بھی سلح کیا،

خلاصہ یہ کہ اکبر کا زمانہ حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیاری کا زمانہ تھا، ادھر اس کا انتقال ہوا اور جان گیر تخت پر بیٹھا، کہ آپ میدان میں از پڑے، بھر حال کتو بات شریعت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جان گیر کے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی آپ نے اپنا کام شروع کر دیا، قریب قریب اس وقت آپ کی عمر جایں میں سال پورے ہو چکے تھے بھر حال یہ ہو سکتا تھا کہ آپ بھی ملک کی سیاست میں مشرک ہو کر حکومت کا کوئی ٹھہرہ اپنے ہاتھ میں پیکر کام کرتے، اور جس قسم کے وسائل آپ کو میرتے، پہنچانا وغیرہ

بھی نہ تھا، لیکن آپ نے بظاہر اپنے کو سلطنت سے بالکل اگ تخلیق رکھا، لیکن مکاتیب اٹھا کر دیکھو! جان گیر کے دربار کا شاید ہی کوئی متاز رکن ہو جاؤ، جس کے نام سے آپ کے خطوط نہیں ہیں، خانِ اعظم، خانِ جہاں، خانِ غانم، مرزا آزاد اب، قلیعَ خال، خواجہ جہاں اور سب سے زیادہ نواب سید فرید صاحب وغیرہم کے نام خطوط ہیں، ان تمام خطوط کا قدر مشترک صرف ایک ہی مقصد ہے، کہ جس طرح ممکن ہو اس نقصان کی تلافی ہونی چاہئے۔ جو اسلام کو اکبری عہد میں پہنچ گیا ہے، یہ بات کہ آپ نے جان گیر کے تخت نشینی کے ساتھ یہ کار و بار شروع کر دیا تھا، اس کا پتہ خود آپ کے خطوط سے چلتا ہے، لَا بَيْكَ جَانِجَرِيِّ دَرْبَارِكَ ایک امیر ہیں ان کے نام والے کتب میں فرماتے ہیں۔

بادشاہت کے شروع ہی میں اگر مسلمانی کا راجح ہو گیا، اور مسلمانوں کا کھویا ہو انتصار حاصل ہو گیا، تو یہ کئے، لیکن العیاذ باللہ اگر اس میں کچھ رکاوٹ یا تاخیر ہوئی تو مسلمانوں کا کام بخت دشواری میں	درابتدار پادشاہت اگر مسلمانی رواج یافت مسلمانان انتصار پیدا کر دند فہما و اگر عیاذ باللہ بمحاذہ در توقف افتاد کار بر مسلمانوں بیار نکل خواہد شد
پڑھا کے گا، "النیاث، الغیاث، النیاث" فریاد فریاد فریاد فریاد	الغیاث ثم الغیاث النیاث آخر میں فرماتے ہیں، اور کتنے خوش و خوش کے ساتھ فرماتے ہیں:-

رکھیں کون ایسا ماحب دولت ہے، جو اس سعادت سے نیز یا بہتر ہے اور کس شاہ باز کی یا ایسی یا انک ہوتی ہے، یہ خدا کا نفضل ہے جسے چاہے دے، اور	مَا كَدَّ امْ صَاحِبُ دُولَتٍ بَإِيمَانٍ سَعَادَتٍ مُسْتَعْدِدٌ كَرَدَ وَكَدَامَ شَاهٍ بَإِيمَانٍ دُولَتٍ دَسَتْ بَرِدَنَا مَدْرَذَلَفَ فَضْلَ اللَّهِ يُوْتِيهِ
حَدَّيْثَ فَضْلِ الْعَظِيمِ	مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

ایک دوسرے کتب میں "خانِ جہاں" کو اسی مقصد کی طرف متوجہ فرماتے

ہوئے ارتقام فرماتے ہیں۔

بہیں خدمت کو درپیش دارند اگر آں را باتیاں یہی نوکری جو تم کرتے ہو۔ اگر اس کو انحرفت مسلم کی
شریعت علیٰ مصادرها الصلوٰۃ والسلام مجعٰ سازند شریعت کے زندہ کرنے کا ذریعہ بناد، تو تم نے
کارا بیمار کردہ باشندہ دین تین رامنڈ گھر پا بیغروں کا کام کیا، دین تین کو دو غن کرفے،
ساختہ و مسحور گردانیدہ افیقرال اگر سالما اور آباد کر دے گے، ہم فقیر دوگ اگر اپنی جان بھی لگا
جان بکنیم دین عسل بگرد شما خاہ بازاں دین جب بھی آپ جیسے شاد بازوں کی گرد تک نہیں
پوچھ سکتے ہیں۔

نہ سیمہ

گوئے توفیق و معاوٰت درسیان انگلندہ اندر سعادت اور توفیق کی گھنیدہ میدان میں بھلکی گئی ہی، میدان کس بیدیاں درمی آئے سواراں را چہ شد یہ کوئی نہیں ازرا تھا، آخر سواروں کو کیا پوگیا ہے؟ اور کوئی بات شریعت میں تو اس قسم کے معنا میں کا ایک ذخیرہ موجود ہے، وہ یعنی
کی بات یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تبارکے ان امرا، پر آخر کس طرح قابو حصل کیا، حالانکہ کوئی زیادہ زمانہ نہیں گھدا تھا، یہ جتنے سچے اکبری کی تفصیلی کے پتے بقیے تھے، ابو الفضل فیضی کے فیض یافتہ تھے ان اسباب کا احاطہ اور استقصاء، اور وہ بھی اس مقالہ میں مشکل ہے، لیکن سرسری طور پر اس عهد کے علماء اتنا تو اندازہ کر سکتے ہیں، کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کھنے کھانے میں کیا دہنگ اختیار نہیں کیا تھا، جو اس عهد کے بڑے سے بڑے انشا پردازوں کا تھا، ایک طرف آپ ابو الفضل کی سخنگاریوں کو رکھتے، اور دسری طرف حضرت بحدود کے زور قلم کو رکھتے، پھر اندازہ بچھے کہ انشا کا ذرکر میں ہے، اسی کے باوجود آپ نے "دینی حوالوں" کی تعبیر میں بھی، اپنے زمانہ کا ساتھ دیا، کہتے وہی تھو، جو تیرہ سو سال پیش تر سے کجا جانا تھا، لیکن کہنے کا ذہب وہ اختیار کیا کہ سننے والے کو عرس ہوتا تھا، کہ شاید کوئی نہیں یا میں سُن رہا ہے، ایک نیا فرض، نئے نظریات، جدید نظام اس کے سامنے پیش ہوا ہے، یہ ہیں بعد ازہنا تھوں کی چاہکہ سیاں جن کے ذریعے وہ اپنے زمانے کے نامی دانوں پر تابو

محل کرتے ہیں، اور قابو پالینے کے بعد تو پھر اختیار حاصل ہو جاتا ہے، کہ اس راہ سے آپ غائب کے دل میں جو چاہئے ڈالنے، جن فنا نہ اور فسیانہ تعمیروں سے اسی اور پیدا کیا گیا تھا، شیخ فاروقی[ؒ] کے خطوط میں دیکھو شیک ان ہی تعمیروں سے وہ براہ راست قرآنی قیلمات، اور پیغمبر نبی مسن کی عطرت قلوب میں اتارتے چلے جاتے ہیں۔

کیا اس زمانہ کے علماء کے لئے اس میں کوئی عبرت ہے؟ یاد رکھنا چاہئے کہ عوام سے مراد کبھی وہ جماعت نہیں ہوتی، جن کا شماراں پڑھے جاہلوں میں ہے، بلکہ ہر قوم کا یہ طبقہ ان لوگوں کے زیر اثر رہتا ہے، جو دنیادی حیثیت سے ناصب وجاہ کے لامک ہوتے ہیں، حضرت مجدد صاحب[ؒ] کا قلم، اسی طبقہ کے نکار میں بڑا اہر تھا، آج بھی عوام پر ان ہی لوگوں کا اثر ہے، جو انگریزی تعلیم پاکر حکومت میں کسی عمدہ یاد فار کے لامک ہیں، عام مسلمانوں کو قابو میں لانے کے لئے مصروف اس کی سختی، کہ علماء، اس طبقہ کو اپنے دائرہ تقدیرت سے نکلنے نہ دیتے، لیکن اس بذکختی کا کیا ملاج ہے کہ یہ صرف مقابل کی ایک جماعت تھیں اگری ہے، علماء، صرف ان لوگوں پر فنا عدت کئے ہوئے ہیں، جو ابھی حکومت سے دور ہیں، یادوں سے لفظوں میں جن پر جدید تعلیم کا اثر نہیں پڑا ہے، لیکن بھری کی ماں کب تک خیر منائے گی، خصوصاً لازمی تعلیم کے بعد کیا آپ امید کرتے ہیں کہ آپ کی قوم میں پھر کوئی ایسی جماعت بھی رہ جائے گی، جس کو موجودہ تعلیم کی ہوا نہ گلی ہو، اگرچہ تینی اوقات کا بہت بڑا حصہ منابع ہو چکا ہے، لیکن پھر بھی کامل ایسوی کی حد تک بات نہیں پہنچی ہے،

لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی اسی وقت کا رگر ہو سکتی ہیں، جب ان سے بھی پہلے کام کرنے والا اپنے اندر اس "یقین" کو پیدا کر چکا ہو، جو بچپن کر کے اس کو کام کرنے کے لئے مضطرب اور بے کل کر دے، وہ کام کونہ اٹھائے بلکہ کام ہی اس کو اٹھائے، مدد مذبذب مٹھنڈے والوں سے آپ اس گرمی کو کماں سے پیدا کر سکتے ہیں،

جن کے شیخ حضرت مجدد کے لفظ لفظ سے پھوٹے پڑتے ہیں، خدا کا غفر ہے، کہ ابھی علا، کے چند افراد ہیں، یقین "کایا یہ ذیخرہ باقی ہے، وہ اس کو دوسروں تک منتقل کر سکتے ہیں، لیکن صرف اس کی صرورت ہے کہ جن کو یہ "یقین" سپرد کیا جائے، ان کو عصری اسکے اور آلات سے بھی تھوڑا بہت سلح ہو جانے کا سامان کر لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اسی "گرد" سے کوئی "سوار" آج نہیں توکل نکل پڑے۔

خیر یہ ایک منی بات تھی، میں اپنے اس مضبوط کو محض ان چند باتوں کے ذکر کے بعد ختم کرتا ہوں۔

مطلوب یہ ہے کہ درباری امرا، کو قابو میں لانے کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء میں بعض دخوار یاں بھی اٹھانی پڑیں، بعض اہل علم جو آپ کو اور آپ کے نسب اعین کو نہ سمجھ سکے، کچھ اپنی جیسی تنگ نظروں سے حضرت کو بھی انہوں نے ہتھم خیال کیا، اور معاصراً زرخیک وحدت کے مسلسلہ میں حسب دستور وہ ہی چند پیشے جو اس جماعت کی طرف سے ہمیشہ ارباب حق کے مقابلے میں نکالے جاتے ہیں، آپ کے ساتھ بھی نکالے گئے، آپ پر بعضوں نے کفر کا فتویٰ بعضوں نے فتنہ کا فتویٰ صادر کیا، بادشاہ کو بھی بدگمان کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ پودوں کا بادشاہ ہے "علا، سو، نے اجبار یہود کی پیروی میں بادشاہ کے کان میں اس کی بھی بھنک ڈالی، امرا، وقت حکام عصر کی آپ کی ذات کے ساتھ گردیدیگی اس یہودیانہ اتهام کی مدد ثابت ہوئی، آخر آپ کو کچھ دن کے لئے اس منزل سے بھی گذرا تاپڑا، جس سے ہمیشہ اس راہ کے چلنے والوں کو گدرنا پڑا ہے، آپ کو گوا لیار کے قلعہ میں قید کیا گیا، زندان کے یہ دن حضرت مجددؓ کے پڑے پر لطف گزرسے، لکھوں بات میں اس کی طرف مختلف مقامات میں اشارہ بھی کیا گیا ہے، کمال بخنسی علی من طالعہ۔

لیکن حق یہ کہ آنتاب کب تک چھپا رہتا، صحیح ہونی اور اس کا دکتا ہوا تجزہ

لوگوں کے سامنے تھا، انشا، اللہ، جب کبھی اس حصہ کی تکمیل کا موقعہ آیا، اس وقت اس کی پوری تفصیل کی جائے گی، بالفضل صرف حضرت کے اس مکتوب گرامی کو اپنے صنون کا خاتمہ بنانا ہوں، جو اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد سعید دخواجہ محمد مصوم کے نام آپ نے دہلی سے اس وقت لکھا، جب "زندان بلا" سے رہائی کے بعد آپ جمانگیر کے دربار میں بعد عزت و احترام حق تعالیٰ کی طرف سے شریک کے جاتے ہیں، اور روزانہ بعد غرب بادشاہ سے خاص صحبت رہتی ہے، یہ تیسرا جلد کا (۳۲) مکتوب

ہے۔

الحمد لله رب العالمين على عباده الذي اطاعه
حوال و اوضاع این حدود مستوجب حمد
است صحبتها بمحب و محبوب سے
گذارند بعنایت اللہ سر برے در میں
گفتگو اے امور دینیہ و اصول اسلامیہ
سابلہ و مامہنہ راہ منی یا بد و ہمان بیان
ک در خلوات و در بیان خاصہ بیان سیگردد
دریں معزکہ با توفیق اللہ بیان بیان می
نماید اگر کب عجلیں را الوسید و فترتے باید
خصوصاً اشتب ک در شب بعثۃ ہم رمضان بو
آنقدر از بعثت انبیاء علیهم الصلوات
والستیمات و از عدم استقلال عقل و از
ایمان با خسرت و عذاب و ثواب در ایان
واذا ثبات ردهت و از خایتیت بیوت
علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ہمدردی کے مجدد اور خلفاء

خاتم الرسل، وادی مجدد ہر ما نہ دان اقتدا، راشدین کی پیروی رضی اللہ عنہم، اور تراویح کا
بنفای راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سون ہونا، تناخ کا باطل ہونا، جن اور جنیوں
کا ذکر ان کے عذاب و ثواب کا مسئلہ، اور ہمی
قسم کی بہت سی باتوں کا ذکر رہا، (بادشاہ) نے خوبی
و حسن کے ساتھ نہ، اسی سلسلہ میں اقطاب و ابدال
و داد نہ اور ان کی خصوصیتیں مثلاً یہ ہیں، ان بالوں
کا بھی ذکر آیا خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ (بادشاہ)
ایک حال میں رہے، اور کسی قسم کا کوئی تغیر (جو بھی
پر دلالت کرے) اس کا اظہار نہ ہو، اسی میان میان طلاقاً
میں حق تعالیٰ کی صلحتیں ہوں۔ اور ان کے اسرار
ان میں پوشیدہ ہوں، بخوبی اس خدا کا جری نہ
مجھے اس بات کی طرف راہنمائی فرمائی ہم اس راہ کو
پانیس سکتے، اگر حق تعالیٰ راہ نہ دکھاتے، بلاشبہ
پہنچوں کی پیغمبر "حق" کے ساتھ آئے۔

دوسری بات، ختم قرآن سورہ عنكبوت تک
پہنچا چکا ہوں، مات کو جب اس مجلس (شاہی مجلس)
سے واپس آتا ہوں، تب تراویح میں شخوں برتاؤں
اور حفظ کی دلتوں جوان پریشانیوں میں (جو میں جمعیت
..... گشت احمد اللہ ولاد آخر، سقی) حاصل ہوئی، احمد اللہ ولاد آخر آخڑا،

غور سے بار بار اس کتب کے ہر لفظ پر عزور کرنا چاہئے، جس تفصیل کا میں نے اپنے
دوسرے غال میں وعدہ کیا ہے، واقعہ یہ ہے، اس کا جمال سب، س میں موجود ہے،

خوب صاف مکتوب میں آپ نے ان معاین کی ایک اجمالی فہرست دیدی ہے، جن پر آپ «الف ثانی» کے فتنہ اکبری کے رد عمل کے لئے گفتگو فرازتے رہتے تھے، مکایاں تقریباً سب ہی آگئے ہیں۔

بہرحال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس کے بعد جاں گیر کی گزر دیدگی اتنی بڑھی، کہ برابر اپنے ساتھ آپ کو شاہی کمپ میں رکھتا تھا، اور آخر میں اپنے ولی عہد شاہزادہ خسروم (شاہ بھائی) کو آپ کے درست حق پرست پر بعیت کرنے کا حکم دیا، اور یون غل اسپاڑ کو خدا کے اپک نیقرنے لے داموں خرید لیا، چاہتا تو اس سے وہ اپنی بادشاہی کا کام لے سکتا تھا، لیکن وہ اس کے بعد بھی نیقرہی رہا بلکہ رجح یہ ہے کہ کتوں بادشاہوں کو بادشاہی کے ساتھ بھی نیقرہی بنائے رکھا، والقصة بظوہر ماد

انشاء اللہ سائز الیها نسلۃ الرحمہ

{ اگلے صفحے سے جو مخفون شروع ہو رہا ہے وہ اس مضمون
 کی دوسری قسط ہے، جو مولانا گیلان مرعم کی ہیئتے
 کے بعد لکھ کے لئے۔
 مرتب

الف ثانی کا تجدیدی کارنامہ

(۲)

تصوّف و صوفیہ

حضرت بعد امام سرہندی قدس سوالعزیز کے متعلق اب تک جو کچھ لکھا گیا تھا زیادہ تر اس کا متعلق حضرت ہی کے نقو

در سلطنت پیشین ملاد بدن صطفوی سخنوم ہچکلی حکومت میں دین صطفوی سے دشمنی اور ملاد می شد (مکتب ۱۵۷۶ فروردین) سخنوم ہوتا تھا۔

کی شرح سے تھا، علام عبدالقادر بیانی (پیش امام دربار اکبری) کی حلقوی شہادت کی روشنی میں اسی مرتع کو بلے نقاب کیا گیا تھا، اگرچہ یہ ماتعہ ہے کہ علام صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف کتوبات میں بھی اچالا اس کا ذکر پایا جاتا ہے، شلام مکتوب بیان میں فرماتے ہیں :-

در قرن اضی (اعماد اکبری) بر سر بابل اسلام چا	سلاموں پر کچھ دو دیں کی کچھ گندگی، اسلام کی ذہن
گذشتہ زبانی اسلام با وجود کمال غربت در قرون	حالی پہلے زمانہ میں اس سے آگئے نگئی سنتی بر سرمان
سابقاً ازین نگذشتہ بد که سلطانان بر دین خود	اپنے دین پر رہیں اور کفار اپنے دین پر لکم دین کم
باشد و کفار بر کم خود کر میہ لکھ دین کم ولی	ولی دین کی آئینے سے ہی صلح ہوتا ہے لیکن گذشتہ
دین بیان این ہعنی است در قرن اضی کلا ر	دور (اکبری) میں کھلے بنیوں، سلطانی سلطنت میں

بر طا بطریق استیلا اجسر ا راحکام کفر در بلاد کفر کے تو این غائب او زنا فذ نتے بھائیک مسلمان
اسلام می کر دند مسلمان ان ا ز انظہار ا حکام اسلامی تو این کے انہار سے عاجز تھے اگر فا ہر
اسلام عاجز بودند اگر میکر دند پتیل رسیدند م۵۹ کرنے تو قتل کئے جاتے۔

کیا غریب تلا کی شہادتیں اس سے بھی زیادہ تیز و تند ہیں اور یہ تو محمد اکبری کا حال
تھا، خود حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زاد کی عینی شہادت ان الفاظ میں قلم بند فرماتے ہیں۔
اسلام ضعیون گشته کفار بند بے تحاشا ہم اسلام اتنا کفر در ہو گیا ہے، کہ ہندوستان کے کفار
بے کھلکے مسجدوں کو گوارہ ہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے خود ساجد ہی نہیں دو د ر آنجا تعمیر سبید ہائے خود
می سازند۔ کتو بات امام ربانی ۱۶۳ م ۷۶

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی بستان میں جو آگ لگی تھی اس کی شعلہ فنا نیاں
کس حد کو پوچھی ہوئی تھیں، کتب ۲۹۲ میں خود اپنے جوار کے ایک جزوی حادثہ کی خبر ان
الفاظ میں دیتے ہیں۔

درخوا میسر و موص کر کھیت مسجدے بود مقبرہ تحا میسر میں کرمیت (غائب اکفر غتر) کے تلاab کے
عزیزیے آں را ہم کر دہ بجا کے آں دیرہ کلائیں ایک مسجد اور ایک عزیز آدمی کی قبر تھی ان کو ڈھاکر
ساختہ انہ کتب بات ۱۶۴ م ۷۶ ساختہ اسی کے دیرہ کلائیں "سنہ" بنا یا گیا ہے۔

کتب ۷۶ میں ایک اور واقعہ کی خبر ان دردناک لفظوں میں درج فرماتے ہیں۔
در زواحی نگر کوٹ بہ مسلمان ان در بلاد اسلام بھر کوٹ کے پاس مسلمانوں پر اسلامی حکومت کے اندر
چہ ستمانوں نے چہ امانتہار سانیدند ان کافروں نے کیسے کچھ نظام ذھاکے ہیں اور مسلمانوں
کی کیسی کیسی توہین و تذلیل کی ہے

۱۶۴ م ۷۶

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے "نقہ" و "مجحت" کی ان کھلی کھلی شہادتوں کے بعد بھی
لا عبد القادر کے بیانات میں کون شک کر سکتا ہے، اگر اس کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں
کی قسمت کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا گیا تھا۔

ہل کفر ب مجرم اجراء احکام کفر بر طا و در بلاد اسلام سفر دامت مرت پر راضی نہیں ہیں کہ اسلامی حکومت ہیں
راضی منی شوند، می خواہند کہ احکام اسلامیہ کھلے بندول ان کے کافرانہ تو این نافذ ہو جائیں بلکہ وہ
ربا الکلیہ زائل گردانہ تباہ ترے از مسلمانی تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی حکام اور تو این سرے نے ناپید
مسلمان ان پیدا نہ کرے جائیں، نکر اتنا شادیا جائے کہ مسلمانی اور
ادنابوکر کریے جائیں،

سلمان کا کوئی اثر اور نشان بیان باقی نہ ہے۔
کہتو بات شریفہ ملک ج ۲

تو اس پر تمجہب کیوں کیا جائے، اور آج دیکھو کہ اسی خونی فصلہ کی شانگی تواریخ مسلمانوں
کے رسول پر لٹک رہی ہے۔ ان کا ب باقی ہی کیا تھا، زبان میں چند الفاظ تھے، اور حاشر
میں کچھ روم تھے، جن سے آئندہ موزخ شاید یہ استدلال کر سکتا تھا کہ کسی زمانہ میں سلمان
نامی قوم سبھی اس سرزمیں پر آباد تھی، لیکن ان الفاظ کو سبھی مٹا یا جارہا ہے اور ان روم کے مح
کرنے کا بحیثیت عزم کر لیا گیا ہے فانا اللہ وانا الیہ راجعون۔

دولت علم، جاہ نہ زمین کی توتوں سے محروم ہونیوالی قوم کا ش؛ اب بھی اتنا سچھیرتی
کہ ایک طاقت اب بھی قسم ہے اس ذات کی جس کے انہم میری جان ہے، اُس کے قبضہ
میں اور صرف اسکے قبضہ میں باقی ہجس کے بعد قدرت اور اس کے سارے قانون کی طاقت اس قوم
کے لئے واجب ہو جاتی ہے، یہ مہ صوفیوں "کامل سورز، اور مولویوں" کا ادعیا افراد زد عوی نہیں،
بلکہ اس کتاب کا نقرہ

کان حقاً علينا نصر المؤمنين ایاں دالوں کی نصرت داعانت ہم پر واجب ہے۔
ہے جس کے کسی لفظ کا انکار ہی نہیں بلکہ اس کے متعلق صرف شک کا حس بیشہ کے لئے اسلام
سے خروج کر کے آدمی کو مرتد بنادیتا ہے کسی عجیب نظرت، کسی حیرت، انگیز پشت پناہی اور
قوت جس کے لئے، نہ یہ اے کی ذکر یوں کی حاجت اور نہ دیوبند کی سند تکمیل کی حاجت،
نہ چندوں کے لئے رسول کے سینہ کے وجہ بننے کی تقدیر براشت کرنے کی مشن دعا رت
نہ صحافی دلکشی شورہ تھنہب (پو پلکندا) کے مقدمان پر دامت امانت و حضرت لئے کی حاجت صرف

یک ذہنی تبدیلی ایک فکری انقلاب تبدیل، اور شلیک کی داعیی کی غیبت کو، فقط ایک قلبی تغییر کی شکل میں بدل دینے کے ساتھ خدا کی قسم آسمانوں سے

استم الاعدوت نہیں اد بچے ہو۔

کی مکونی شا باشیوں کا شور بلند ہو جاتا ہے جب امت کے عام افراد میں حصول قوت کی اس صفت ترین تدبیر کے بخشنے اور سمجھنے سے زیادہ عمل کرنے کی بھی صلاحیت خصود ہو چکی ہے اب اس سے کیا کہا جائے اور کس طرح کہا جائے بعد سابق کے ان ملکی تجربات ہند سے قطع نظر بھی کر لیا جائے جو اس سذھ کے استعمال کے متعلق تواتر کی روشنی میں چل گکار ہے ہیں جس کی داستانوں سے روم دائر آن کا گوشہ گوشہ پا ہوا ہے، تھوڑی دیر کے لئے ان سے اعتماد اٹھا بھی لیا جائے اور بجاۓ اس قرآنی قوت کے مغربی مورخین کے ستم ظرفیات اختصاری اسباب ہی میں ان کا سیا بیوں کے راز کو پوشیدہ فرض کر لیا جائے جو ان کمزور دل کو ان زور اور دل کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھیں جن سے ہندوستان کے سلامان یقیناً زیادہ کمزور نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے سامنے اتنی ہیکڑی دالے ہیں جتنے نہ زور دل سے ان کی ڈبپیڑ ہوئی تھی شامل کر لیا جائے، پارہیہ افساذل ہی میں ان تھوں کو شامل کر دیا جائے میکن اس ہیں کیا صفائحہ تھا کہ جس کے لئے دنیا کی روشنی انہوں نے خریدی ہے، ایک دفعہ اس کا خد ہی تجربہ کر لیتے، سعیار پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نظریہ (خاکم بدہن) اگر کسی کو کھوٹا نظر آتا، تو طے کر کے اس الزام سے العیاذ باللہ اپنی آخری برأت کر لی جاتی۔

کہتے اپنے کی بات ہی، تو میں اس لئے ہم پر غریبی میں کہ ہم سلامان ہیں تلواریں اس لئے ہم پر اٹھتی ہیں کہ ہم اپل ایمان ہیں لیکن کوئی ہوتا کہ جس الزام کی فرد جو ہم پر لگائی جا رہی ہے، آہ کہ حقیقی عذیز ہیں ہم اس کے مرتکب ہی نہیں ہیں، لیکن حماقت سے اس کا انتساب اپنی طرف کر رہے ہیں یا کر رہے ہیں، کاش! ہم اس جرم کے مرتکب ہوتے، اور میری آخری تناہی ہے کہ ہم پر جو الزام تھا پا جا رہے ہے، جس کو تقویٰ کر پا رہے سر کھلنے کا سامان امداد اور باہر کیا جا رہا ہے، یہ

الزم واقعیہ میں بھی ہم پر تھپ جاتا — خون ہو گا آہ ! اور یہ کیا نامی خون ہو گا، کہ جل لازم
یہ اس قوم کا خون بھایا جائیگا، واحشرہا بکہ اس سے اسکا دامن پاک تھا۔

”اس گندہ میں مجھے ماہ کہ گند ٹھکارہ تھا“

کیسا بذخخت ہے وہ جو خاڑی بکرا اگر زندہ نہ رہ سکتا تھا، تو اسے شہید بکر بھی مرنے ضیب نہ ہوا.
ولئن متمن او قتلتم لا الی اللہ الخشرون اگر وہ ایمان کی حالت میر مرتبے یا مرے جاتے تو اپنے اللہ
کے قدموں پر لشکھے

کیا کہا گیا تھا ؟ مخلوقات، ہر قسم کے مخلوقات، ہر طبقہ کی مخلوقات سے عبادت و دعا،
کا، استغاثات، و استمداد کا تعلق توڑ کر اسی نسبت کو صرف الرحمن الرحيم کے ساتھ جوڑ دو۔

ایاکَ لَغْبُدُ وَ ایاکَ لَتُتَعْینُ ہم تجھی کو پوچھتے ہیں اور تجھی سے اعانت چاہتے ہیں
کی جان پر قدم جاؤ، اس طرح جاؤ، کہ جان قابل سے اکھڑ جائے لیکن اپوں اس چنان سے نہ
اکھڑ، عبادت و استغاثات کی بھی کر دئی، یک سوئی توہپلا کمر طیب کا لالہ اللہ اللہ کا ترجیح تھا،
جس کے ساتھ یہ دوں تعلق ہوں اسی کو تو اشد کے سرول (صلوات اللہ علیہ وسلم) نے تھارا، ”اللہ“
بناؤ کر تھا اس پر کیا تھا، وصیت کر کے گئے تھے، تھا اے ان باب دادوں کو جنہوں نے اللہ کے
اس باتھ پر بعثت کی بھی کہ اپنی ہر صرز درست کو اپنے اسی اللہ سے امگنا، نمک بھی جب گھٹ
جائے اور جیل کی گٹھانی بھی جب وہ ٹوٹ جائے — لیکن جو کچھ بھی اپنے نفس کے بصیرتیں
سزا دیر کے پردوں کو پاک کریں اور دیکھیں کہ تمہا را ٹھپلا طیب کملہ تک بھی، کیا واقعی تمہارے لئے
طیب اور پاک رہ گیا ہے، جو جمادات و حیوانات سے آزاد ہیں، وہ جزوں اور ملائکہ کے ساتھ اُبھجے
ہوئے ہیں، اور جنہوں نے ان سے گلو خلاصی کی، وہ مردہ جسموں کی زندہ رو جوں سے کیا اپنے کو
ٹکائے نہیں بیٹھے ہیں ؟

زندہ رو جوں کے جسد جس خاک میں مدفن تھے، جس نے اس کے آگے اتا ہما بیکا، کہا گیا کہ
اس نے اشد کے ساتھ ایک اور اللہ“ کو نظر کیے کیا لیکن جو زندہ رو جوں کے زندہ جسد کے آگے

جھکا۔ اسی سے اپنی اسید بھی قائم کی، اور اسی کے غرر سے وہ دُر تابھی ہے، تو تم نے کیسے کہا کہ اس کا
 اللہ۔ تاب بھی آئندہ ہے، پھر اس گردہ کوئی کیا کھوں۔ جانپتے باپ مادروں کے اس طرزِ قہر پر
 اس لئے قدرتہ لگاتا ہے، کہ جو "اللہ" نہیں تھا، اسکو انھوں نے اپنا "اللہ" بنایا کہا تھا، لیکن شیطان
 کاس ٹھٹھے کی آواز کوں نہستا ہے، جب دعا بینی تالیوں کو پڑیں کہ حلا یا کہ جو "اللہ" نہیں تھا،
 تمہارے اگلوں نے اسکو "اللہ" بنایا، لیکن جو دعا تھی سچا "اللہ" تھا، کیا ان کے پچھلوں نے اس کو
 اپنا "اللہ" بنانے سے انکار نہیں کیا؟ اگلوں کا لا الہ غلط تھا تو پچھلوں کا لا اللہ کوئی نہ
 کب صحیح رہنے دیا، پس جو کسے آذرنے، پھر کیا ان کے پسریں کوئی ابراہیم باقی ہے؟ اور پس سچے
 مک بجانات بجانات کی بولیوں والے جو تم میں بول رہے ہیں، خطا بتاؤ، جو فہرست اور پرہیز ہی گئی
 ہے، کیا اس کے کسی نکسی خانہ میں اس قوم کے افراد نیچھے نظر نہیں آتے ہیں، ان ہی خانوں میں سے
 کسی ایک میں جو ہرگز نہ سکاں کا پلاکہ ان کو روک رہا تھا الاماشاء اللہ و قلیل مَا هم،
 جب عذاب کا سوط، اور خدادند خدا کے جلال کا کوڑا اکثر و اینہا النساء (بکار و حبوب
 انھوں نے بڑھا دیا) کی پیشہ پر برستے گتا ہے، تو اگر تمہارے چند کا لا الہ الا اللہ درست بھی رہے،
 وہ اس کوڑے کو کیسے روک سکتا ہے، جس کی بادشا فولاد کی اکثریت پر مبنی ہے، لوگ باہر میں ارجام لازما
 کے جم کوڑ جو نہ رہتے ہیں، حالانکہ اس کا چشمہ انہوں سے پھوٹتا ہے۔ باہر میں عذاب کے ڈلتے کی
 دعا سے زبادہ اپنے دلوں کے بدنسی کی دعا کرو، تم کنگر دل کو روہنگو ہو، حالانکہ تمہارے قصر کی پہلی
 بنیادی اینیٹ خدا کی قسم ہیں جکی ہے، اور وہ اور پس نہیں اندر سے بیٹھتی ہے، بلکہ ان اور
 انہوں میں نہیں بلکہ ان ذہیری اوتئی ناریک گھریوں میں کچھ لے کیا جاتا ہے، اور ملے ہی کر رکنا نام تو ایمان ہے
 میں کیا لکھنا چاہتا تھا، اور کیا بڑا نکھنے لگا، پھر ڈا ہوا رخ بنتا ہے بنتے دیگیا۔ اُس کے
 بندوں از خمی پر رحم کر د، رہتا ہے تو اسے دو نے دو، بہر حال یہ کہ رہا تھا کہ طاع عبد القادر نے کج
 پوچھئے تو وہی کچھ بیان کیا ہے، جو حضرت مجددؒ نے لکھا ہے، فرق صرف تفصیل دا جمال کا ہے، بلکہ
 بچھے انہوں ہے کہ کوئی شستہ بزر کے لکھنے کے وقت میری نظر اور المفضل کی ان رعوا تکوں پر نہیں پڑی تھی،

جن سے مأبید القادر کے لفظ الفنا کی توثیق ہوتی ہے، خیال ہو کہ کسی دوسری اشاعت یا استقل نمبر میں "دشن عبد القادر" کی شہادت کے ساتھ "دست ابو المفضل" کی روایتوں کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔ لیکن اب وہ مضمون کافی طویل ہو چکا ہے، مجھے اب حضرت بجدد امام کے دوسرے تجدیدی شہروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

غالباً بجدد نمبر والے مضمون میں عبد الکبری کے "اس فتنہ" کے چند درجہ اس باب میں سے زیادہ تر میں نے ذور صرف دو بیوں پر دیا تھا یعنی (۱) حکومت (۲) علماء سو، لیکن داقعہ یہ ہے کہ اگر تخلیل و تجزیہ سے کام لیا جائے تو اس فتنہ کے ابخار نے پھولنے پہنچنے میں علاوہ ان دو بیوں کے پیدا ہم اسباب اور بھی تھے۔

(۱) دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یا نتوں، اور شرف محبت کے سعادت نزول کی تحقیر کرنے والی جماعت۔

(۲) دوسرافہ گردہ جن کی تعمیر بجدد امام کے الفاظ میں "صوفیہ خام" ہے، ہمارے دست مولانا خانی غالباً الفرقان میں بہبیث المثل کے متعلق کافی بحث فراچکے ہیں اور ضمنی طور پر غاکار نے بھی اپنے گذشتہ مضمون میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس وقت میرے سامنے صرف چند چیزوں پر، حضرت بجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کارنالوں کا مجموع اداہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک عمل تجدیدی سے پہلے ہندوستان میں صوفیائے خام کے اسکوں اسلام پر جمیعت واث پڑی تھی۔ اسکو ذیل بیان کیا جائے، میں چاہتا ہوں کہ خود حضرت بجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اس عمد کے ان خام کاروں کی تصور مرتب کروں، اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان غلط فہیموں کا پردہ چاک کیا جائے گا، جن کی گرد آچھا کر حضرت بجدد رحمۃ اللہ علیہ

لے جو زیادہ بچین ہوں وہ اُمیں اکبری کی اس حفته کا مطالعہ کریں جس میں ابوالفضل نے اکبری عقائد و نظریات کو فرمودنہ کے عنوان سے بھیلا کر بیان کیا ہے۔ (۲) منہ عہ افسوس یکاں مہلگیا اور صاحبہ مضمون مولانا گلابی اس دنیا سے اٹھا لئے گئے۔ "وَكَمْ حَرَاتَ فِي بَطْوَنِ الْمَقَابِرِ" (عنایت غفران)

علیہ کے زمانہ میں توبہت زیادہ، اور ایک حد تک اب تک پر غوغائی کیا جا رہا ہے کہ حضرت
مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گذشتہ ارباب معرفت و ملوک کے اہم سلطات کا انکار فرمایا ہے۔
وَاللَّهُ الْمُسْتَعَنُ،

بھر حال ہندوستان میں جس وقت المفتانی کی تجدید کا کام شروع ہوا ہے، اس وقت
”اسلامی شریعت“ یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل آدم کے لئے جو آئین جیات ”خدا
کے حکم سے“ بیش فراہیا تھا، خود اُس کی تبلیغ کے میتوں بلکہ اُسی کے نام کی روشنی کھانے والوں کے
ایک طبقہ کا یہ حال تھا،

اکثر انسانوں ایں وقت بھٹے پر تعلیم بھٹے پر بھجو اس زمانہ کے بعض نہیں بلکہ اکثر لوگ جنمیں کچھ تو بطور
علم بھٹے دیگر بعلم متزوج بذوق و لافی الجملہ تعلیم کے اور کچھ مخفی علم کے ذریعے اور کچھ ایسے بھی
دل بھٹے بالحاد و زندقة دست بامن ایں توحید ہیں جن کے علم ہی کچھ ”ذوقی کیفیات“ بھی شرکیں ہیں
وجودی زدہ اندو ہمہ را از حق می دانند خواہ جقدر بھی شرکیں بولوں اور کچھ لوگوں نے مخفی احاداد
بلکہ حق می دانند۔

کو کہا یا ہے زیجہ یہ نکالا ہے) کہ سب کو حق سے جانئے ہیں بلکہ سب کو خدا سمجھتے ہیں۔
اوہ اس ”توحید“ کا نتیجہ صرف ارباب احاداد و زندقة ہی نہیں بلکہ ان سب نے جن کا تذکرہ

کیا گیا یہ نکالا تھا

گرد نہائے خود اذ ربعہ مختلف شریعی اپنی گردوں کو شرعی فناوین کی پابندی سے اس جملہ کے
المحلہ می کشا نہ دہاہنات درا احکام شرعیہ ذریعہ سے آزاد فرزاد ہے کی کوشش کرتے ہیں اور شرعی
کی نہیں۔ احکام کے ستعلق مذہب و اغماض سے کام لیتے ہیں،

بچاہہ ناس، اعمال شرعی کا تارک اپنی جگہ نادم ہوتا ہے، لیکن دین کے ان پیشواؤں کا
ضمیر اتنا نہ ہو چکا تھا کہ

بایں معاملہ خوش وقت و خود سندانہ۔ اور اپنے اس روධیہ و شیوه سے خوش وقت و مسودہ ہیں۔

کیا تاشا تھا، بیٹھے تھے اس گدَّی پر جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے خلفاء کی گدی قرار دیتے تھے اس لئے بیٹھے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکام کو سلاoval اور نامسلمانوں تک پہنچائیں گے، لیکن یہ کیا شیطانی چرخ تھا کہ حضرت مجدد
برضو اللہ علیہ کو کھلے الفاظ میں اعلان کرنا پڑا،

تصوفان خام و محدثان بے سر نجام در صد و یہ کچھ مونی ما در بے انعام لمداں کے درپے ہیں کہ شریعت آئندہ کہ گردن از رقبہ شریعت بر آرنند و کے طرق کو گلے سے نکال پہنچیں، شرعی احکام کی پابندیوں احکام شرعیہ را خصوص بعوام کے ساتھ غفوم خیال کرتے ہیں، سمجھنے میں نہ کہ خواص مکلف بعرفت اند و بس، ہیں کہ خواص امت مرن "صرفت" اور جان لینے کے مکلف وہ مدار ہیں اس کے لئے گے کچھ نہیں۔

اور اگر بات خود اپنی جماعت تک مدد در کئے تو شاید وہ "صیبیت عنطی" پیدا نہ ہوتی جو ہوئی، جسے دیکھ دیکھ کر حضرت مجدد کا سینہ پھٹتا تھا، فراستے ہیں کہ ان "تصوفان خام" نے از جبل امراء و سلاطین راجتی نیز عمل و انصاف اپنی جمالت سے انہوں نے بلاد شاہوں اور امیروں کو یہ مکلف نہیں دانند و می گوئند کہ مقصود از بادر کار کھا ہے کہ یہ لوگ بھی "عمل و انصاف" کے جاری ایمان شرعیت حصول معرفت ست چوں کرنے کے ذمہ ڈر نہیں ہیں کہنے ہیں کہ شریعت کے آئے معرفت پر شرذہ تکلیفات شرعیہ ساقا گشت مطلب مثرو پر تھا کہ معرفت حاصل ہو جائے جسے فتن مسلیم کوئی تو شرعی قوانین کی پابندی سے کارادی حاصل ہو گئی۔

حضرت مجدد جسے بخوبی صادق کی اس ذاتی شہادت کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ بیچارے اکبر سے جو کچھ سرزد ہو ہے اور بھرا سکی بے راہ روی نے اسلام کو بندہ و مтан میں جس نازک نقطہ تک پہنچا دیا تھا، اس میں اُن "تصوفان خام" کو دھل دیتا، یہی وجہ ہے کہ اپنے بنت الیسویں کتب میں محمد اکبری میں اسلام کی زبانی مالی کی داشتان دہرا کر "دواویلاہ" اور "اصیبتاہ" دا حسرتاہ ادا
واحر ناہ! فرماتے ہوئے جہاں گیری دبار کے ایک امیر کو مطالب فراستے ہوئے حضرت حجۃ اللہ علیہ

ارقام فرماتے ہیں۔

اکثر جملاء صوفی نما اس زمانہ حکم علماء سو، دارند اس زمانہ کے اکثر صوفی نما جمالی بھی علاوہ تو کے حکم میں داخل فرمادا یہا مسندی است مثلاً ہر دلائل جمالی صوفیوں کا بھگاڑ بھی مسند ہے۔

اور یہ ذکلی بیانات ہیں، ورنہ مکاتب کے مختلف مواقع پر، اس گروہ کے کچھ خبرنئی اتفاقادی عملی حالات بھی درج فرمائے ہیں، مثلاً فلسفہ "پدایت" کے صول "ننانی الہل" کے متعلق اپنے کتب ۱۹۳۷ء میں ان خام کاروں کا یہ عقیدہ نقل فرماتے ہیں۔

جیسے از ناصان ایں راه ازاں الفاظ سو ہمہ ناصوں، اور کوتاه بینوں کا ایک گروہ ہے جو "محمد ضمحل" کے موہم الفاظ سے یہ کچھ بیٹھا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے
محمد ضمحل عینی دانستہ اند دبزند قہ رسیدہ اند کہ از عذاب دثواب آخر دی انکار کردی کہ از عذاب دثواب آخر دی انکار
رسیدہ اند کہ از عذاب دثواب آخر دی انکار
نمودہ اند دخیال کردا اند کہ ایچنا نکہ از د حدت
بکریت آمدہ اند سرتہ دیگر ہمیں طور از کفرت
بحدت خواہند رفت د ایں کفرت دراں
د حدت ضمحل خواہند شد جیسے از ایں زنا د قہ
آن کوشدن را "تیامت کبری" خیال کردا
اند از حشر و نشر و حساب د صراط د میزان
انکار نمودہ اند ضلوا خاصلوا
یہ بھی کہتا ہے کہ ہمیں "کام" تیامت کبری" ہے، یہ حشر و نشر حساب، صراط، میزان سب کے شکر ہیں آہ اخو گراہ پرے اور د سرول کو گراہ کیا۔

یہ تھامہ ندوستان میں قرآن کی جنت، دوزخ، قیامت اور حشر و نشر کا نجام، بطف یہ ہو کر ان ہی صوفیوں یہ کسی شہزادہ شاخ کے متعلق حضرت عبده کا ذاتی بیان کتب ۱۹۴۰ء میں یہ ہے۔

بعضی از ملاحظہ کہ بہ باطل سند شیخی گرفت مکم ان بے دینوں یہ بغضہ د لوگ بھی ہیں جنہوں نے جاز تناخ می نایند و می انکار نہ کر نہ سنس

نامہ کے محدث کمال رسید از تقلب ابدان کے قائل ہیں خیال کرنے میں جنتک آدمی کی وحی اپنے اور اجارہ بند دی گوئے چوں بحمد کمال کمال کو حاصل نہیں کرتی ایک بدن سے دوسرے بن رسید از تقلب ابدان بلکہ از تلقن بدن میں چکر کھاتی رہتی ہے اور بکال کے آخری نقطہ تک سکری رہا ہو جانی ہے تو اس کو ایک بلکہ سر سے بڑی کربلے تلقن ہو جاتی ہے۔ فارغ گشت۔

یہ چند مثالیں اعتقادی تاثر کی تجسس، اس طبقہ کی عملی حالات کے متعلق حضرت بعد دہمی کی زبانی گستاخ، "اقمو الصلوٰۃ" و "ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتاً" کے قرآنی فزان کا ترجیح لگانے کے کنارہ یہ ہو گیا تھا کہ۔

گرد ہے از نہان نماز را دو ماہ کا مددانستہ ان لوگوں میں ایک گروہ وہ بھی ہے جو نماز کو دور از خیال ترا بنائی آل ما بر غیرہ غیرہ داشتند۔ ہم جتنا ہے کہ نماز کی بنیاد تو اس پر ہو کہ (آدمی اور خدا دو کنوں پر) جمعہ و جماعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

صوفیہ خام ذکر و فکر را اذ اہم مهام دانستہ پچھے صوفی ذکر ذکر کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور فراغن در ایسا فراغن و شن رہا ہاتھی نمائندہ دمتوں کے متعلق سلسلہ تکمیلی برستے ہیں، چلتے اور دار بیعتیات و ریاضات اختیار نہودہ، ترک مختلف ریاضتیں انہوں نے خدا پنے لئے اختیار کی ہیں جمعہ و جماعت می کہنے ۲۹۶ م ۱۷۵۴۔

اوہ یہ حال صرف "ست قلندرہوں" "بازاری بھنگڑا دل" "کاہی نہیں تھا، حضرت بحد کے معاصر ایک مشہور بزرگ حضرت نظام تھا نیسری ہیں، ان ہی کے نام مکاتیب شریفہ میں ایک کتب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت اپنے مریدوں کے ساتھ عنشاہ کی نماز تجدیکے وقت تکمیل کر فرماتے تھے، اور اپنے دشمنوں کا غزالہ مریدوں کو بطور تبرک پلامتے تھے، اور لہ دمنو کے پانی کے سقعنام ابوجنیۃ نجاست کے قائل ہیں، برعال کم اذکم، اس کے پیشے پلانے کی اجالات تجھیب ہے۔

حدیہ ہو گئی تھی کہ حضرت کو لکھنا پڑا۔

اذ مردم معمتم نقل کر دے اندک بعفی از خلفا شہرا
بفعی عبارت آدی سے یہ حلوم بروایہ کہ تمہارے خلفاء میں کوئی
مرید آن ایشان سجدہ می کرند۔ ص ۲۳
صاحب ہیں جنہوں نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے

اسلامی معتقدات و اعمال کی جزوی طبقہ میں یہ گفت بن رہی ہو، اگر حضرت مجدد ان کے
ستعلق فرماتے ہیں۔

پیران ایں وقت از خود بخیزند ایساں اس زمانے کے پیر فدا اپنے حال سے بے خبر ہیں،
ما اذ کفر جد افی تو اشد کر دے۔ دہ ایمان کو کفر سے بھی جدا نہیں کر سکتے۔

تو اپر کیوں تجھب کیا جائے، اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ نت نئے دعوئے نت نئی دلیلوں کی
روشنی میں پیش کئے جاتے تھے، ان طائف میں لطیف نزدہ لطیف ہے جس کا ذکر حضرت نے اپنے
کتاب ۲۵ میں فرمایا ہے، صوفیوں کی عام مجلسوں میں یہ لطیفہ مشورہ تھا، غالباً مسکین اکابر کے لئے
تراثاً گیا تھا، کہ ایک دن حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر حنفی اللہ علیہ مشورہ عارف اسلام نے این سینا
لطیفی سے دربانت کیا کہ معقصود تک پہنچنے کی کیا راہ ہے، فلسفی نے جواب میں لکھا۔

درائی در کفر حقیقی در آئی از اسلام مجازی کفر حقیقی اختبار کر دو، اور اسلام مجازی سے باہر نکل آؤ۔
”سعدی“ نے ”زلینا“ میں یہ تو جو کچھ لکھا تھا وہ بجا لے خود تھا، لیکن اس کا دوسرا
معرب اس سے زیادہ حضت ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے عین القضاۃ ہدایت کو لکھا اگر، لکھے
سال عبادت می کر دم آنچہ ازیں مکمل این سینا حاصل شد از وہ نہیں شد“ عین القضاۃ نے جواب
یہ لکھا، اگری فہمید نہ مثل ایں بیخارہ مطعون و ملام گرامی شدند“ (یعنی اگر این سینا کا یہ قول
متداری کیجیے آجاتا تو اسی طرح نہ بھی رواد بنام ہوتے) حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس لطیفہ کو نقل
فرما کر جو اکبری دربار کے ایک امیر کی جانب سے پوچھا گیا تھا، از قام فرماتے ہیں۔

”شیخ ابو سعید از عین القضاۃ ببیار مقدم است با وچہ ذمید“

اسی قسم کے خرافاتی بطالف کا نام علم تھا، اور یہی ہوائی یا تیس بیجاءے تنزہ ملی آیات و بنوی روایات کے مسلمانوں کی ذمہ گئی تیغیم کرتی تھیں، ہر بادیوس اپنی ہوسناکبوں کے جواز کے لئے کوئی سند بنا لیتا تھا، انقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے، لیکن ان پیشوایان دین تین کی خلافی بلندی جس حد تک پہنچی ہوئی تھی، اس کا کچھ اندازہ اس سے بوسکتا ہے کٹوبت^{۲۳۶} میں رقم فرمائے ہیں۔
 بعضی از صوفیہ بہ نظاہر جملہ و نغمات تحقیقہ گرفتار صوفیوں میں کچھ ایسے حضرات بھی ہیں جو میں وحیل صورت
 انہوں تخلیل آئندگی ایں جمال و حسن تھارا زکرات اور دلکش گاؤں میں گرفتار ہیں، یہ خیال کر کے کہ یہ حسن
 حضرت واجب الوجود است تعالیٰ و تقدیس کہ جمال و حضرت واجب الوجود سے تھارا ہے اور دلی ان
 دریں نظاہر نظرور فرمودہ است و ایں گرفتاری صورتوں ہادر پکروں میں نایاں ہوا ہے، اور اپنی اس
 رانیک سخن انکار نہ بلکہ راہ و مول تصور گرفتاری کو اچھا و پسندیدہ خیال کرتے ہیں، بلکہ اسی کو
 مکان نامید۔
 رسمی تھن کی راہ سمجھتے ہیں۔

پھر جمال پرستی کے اس آدمیں جو کچھ ہوتا تھا، اس گھنٹے نے منظر کے تصور سے بھی دل
 کا بنتا ہے خدا پرستی، اور خدار سی کی کتنی مقدس اور پاک را بھی تھیں، قریب تھا کہ حق تعالیٰ کے
 ساتھ گستاخی کرنے والوں کی یہ جماعت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بھی، ہوشیار، نذر بنا چاہتی
 تھی، جھوٹ کرنی تھی اور جھوٹ بولتی تھی، حضرت بعد دفتر نے ہیں کہ اپنے کمینہ فعل، اور ایجاد
 فنا، کے جواز میں ر العیاذ باللہ

طلب خود ایں قول راندہ می آرند کے گفتہ اپنے مقصد کے اثبات میں سند یہ پیش کرنے تھے کہ دوست
 ”ایا کم و المر دخان فیہم لون“ کی جاتی ہے، سادہ رخوں (ربی نشوں) سے ہوشیار بنا
 کون اللہ“ کیونکہ ان میں ایک زنگ بہے اللہ کے زنگ جیسا۔

مشور عارفانہ نظریہ ”المجاز فنظرۃ الحقيقة“ کا طلب یہ لیا گیا تھا جیسا کہ حضرت اپنے
لہ مجاز حقیقت کا پل ہے ۱۲

کتاب بہت میں ارقام فراتے ہیں۔

ابہان صوفیہ خامعنی ایں عبارت **الغیثہ** یوتوں کچھ صوفیوں نے اس فقرہ کا صحیح مطلب تو
وگر فتا ریہا بصورت جملہ پیدا کنند و عشوہ سمجھا نہیں اور اجھی صورتوں کی جاہ میں گزنا رہ گئے
دلال اینہا فرنیفۃ گردند بطبع آں کہ آزاد صول اور ان حسینوں کے نازخوں، عشوہ و عزہ پر فرنیفۃ ہیں
حقیقت ساز ندوہ سراج حصول مطلوب یخال کرتے ہیں کہ اپنے اس بazarی عشق کو حقیقت کہونت نہیں
کافر یعنی بائیں گے اور اپنے تقصیہ کا سبی کیعہ پوچھیں گے۔
نہ است۔

حسینوں کی بھری کفل میں جبہ دستار، سُجہ و سجادہ والے چلبے دل بقول حضرت مجددؓ۔

امروز چوں جمال قبے پر دہ ظاہرست
در حیر تم کہ دعده فردا از برائے چیخت

کہتے ہوئے اپنے اپنے قنطریوں کے قدموں پر سردار الدیتے، ادھار جنت کے مقابلہ انکی نقد بہشت
یہی کھی گو! اقل ملومین یغضوان من البصراء ہم، کے زمان الٹی کا ان سے متعلق ہی نہ تھا، خلاصہ
یہ ہے کہ اسلام کے علی نظام کا نام، شریعت، رکھ دیا گیا تھا، اور پھر اس شریعت کے متعلق یہ ہندو
پیٹ دیا گیا کہ:-

شریعت پرست حقیقت سوت و حقیقت نفر شریعت حقیقت کا جملہ کا ہے اور حقیقت شریعت
کا گودا ہے۔

بھاجس کی رسائی سفر تک ہو چکی ہو، اب اسے چھلکے کی کیا پردا بوسکتی ستحی۔ حضرت
مجدد رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ ان میں بعض لوگ ہن ظاہر نہاد و روزہ کی جو پابندی بھی
کرتے تھے، تو اس کی وجہ پر قرار دیتے تھے کہ۔

بندیاں دیں روان ایشان بآن اتسدا، تاکہ بندی اور ان کے پیرواؤں کی اتفاق اکریں یقصد
کنند نہ آنکھ عازماں تھا مجھ بہ عبادت اند۔ نہیں ہے کہ عمار فول لگا کر دہ بھی ان عبادتوں کا
مکلف ہے۔

خذ لہم اللہ (خدا نہیں، سو اکرے) فراکر حضرت فرماتے ہیں کہ ان کا قول تھا کہ
ہم ظاہر شریعت کی پابندی میں ریا کا رانہ طور پر کرتے ہیں، ان کا علائیہ نظر یہ تھا۔

اپری نفاق دمرائی نہ باشد مرید از وے جب تک پیر نفاق اور، یا کامنہ ہواس سے
متغیر نہ گردد۔ م ۳۵۵

دیا اور نفاق جس طبقہ کے فرائض میں داخل ہو گئے تھے، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس
جذبہ کے زیر اثر ہ کن "ناکر دین" کو "کردی" بناتے ہوئے خصوصاً جب یہ علوم ہے کہ اس
زمانہ میں پیری دمریدی کا مقصد بہ قول حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ یہ تھا۔

آنکہ مرید ان ہر چیز دانہ کند، ہر چیز کے مرید جو کچھ چاہے جائے، جو کچھ چاہے کرے جو
خواہند خوند دپیراں سپرا بجاگر دندداز کچھ چاہے کھائے پیراں لوگوں کی دعائیں بجا سیگا
عذاب نگاہ دارند م ۵۵ کتب اہم ج ۳ اور اخیری عذاب سے انکو بچائے گا۔

اسی کے ساتھ "سلب نسبت" کا نظر یہ پیدا کیا گیا تھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ مرید کے
 تمام دینی و دینی منافع اب صرف پیر کی وجہ کے ساتھ دانتہ ہیں، دنیا ہی نہیں بلکہ مشہور
تھا کہ پیر چاہے تو مرید کو دین سے بھی خود مار کے جہنم کا ابدی کندہ بنادے۔ اور اس کے
تعلق طرح کے تھے مشہور کئے گئے تھے، حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتوٹ ج ۲۰ میں کسی
 صاحب کا خط نقل فرمایا ہے، جس سے علوم ہوتا ہے کہ ایک بزرگ حضرت علاء الدین نامی اپنے
 مرید مولانا نظام الدین سے گرال خاطر ہوئے "وازا بشان سلب نسبت کر دند" لیکن مولانا
 نظام الدین نے فوراً حضرت رسالت پناہی کی رو حاصلت میں پناہ دھونڈھی، حضرت پیر
 علاء الدین کو حکم دربار رسالت سے لا۔ "نظام الدین از آن است کے رابر دے مجال تصرف نہ
 باشد" لیکن یہی بیچارے نظام الدین جب بڑے سے ہوئے تو خواجه عبید اللہ اخراج اسے کسی بات
 میں شکر رنجی ہوئی، باوجود یہ کہ نظام الدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آچکے تھے،
 لہ نظام الدین میری تکیت میں داخل ہو چکا ہے اب کسی دمرے کو اس پر تصریح کرنے کی مجال نہیں

لیکن پھر بھی "خواجہ احرار از مولانا سلب نسبت نہ دند" اس عمل پر حضرت نظام الدین سلوب سے یہ لطیفہ نقل کیا جاتا تھا کہ

خواجہ اما اپری یا فائدہ ہرچہ دستم بروند در آخراً ہائے خواجہ (عبداللہ احرار) نے مجھے بڑھا پایا جو کچھ مغلس گردانیز نہ میرے پاس تھا سب چیزیں لیا، اور انہام کا راستے مجھے بالکل غسل بنانکر چھوڑ دیا،

حضرت مجید در حجت الدین علیہ نے مارے واقعات کو نقل فراکر کھا ہے۔

حضرت خواجہ اندس سره می فرمودند کہ غسل ہمارے خواجہ (حضرت ابی باٹلہ) فراستے نئے کر ساختن دلالت برساب ایاں دار داعا ذمۃ اللہ غسل بنانیئے کے قویہ سخنے ہوتے کہ انکا ایاں بھی بحاجہ چھیں لیا گیا، پناہ میں رکھے اس سے اللہ

اس کے بعد آخر میں اس "سلب نسبت" کے لطیفہ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

ایں میں نجیب نزدِ دن بسیار مشکل اس بات کو جائز قرار دینا نہایت دشوار ہے۔

.. راپنا خیال اس واقعہ کے متعلق ان الفاظ میں ثبت فرمایا

ہر دو قول پیش نیادہ کہ ان دو قول تصویل میں سے کوئی نعمت بھی پیش نہیں ہے۔

"برہمن کہہ" ہند میں آزاد اسلام ان ذبحیوں میں جکڑا ہوا تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرد و مرد اس آہنی جاں میں پھر پھر اسی تھی، ذیادہ تر ان تم بیرونی سے غالباً و بھی سُلْطَنَه عل کیا جاتا تھا، جسے عہدِ جاں میں بجاۓ سُلْطَنَت کے اسی کو انسانیت

کا سب سے اہم ترین سُلْطَنَه تھیسا را جاتا ہے

کون کہہ سکتا ہے کہ اس ٹپے لفاذ کا آخزی در حق وہی "ردی" نہیں تھی، جو پرانے

برہمنوں کا کنائت اور نئے پنڈتوں کا مصراحت سب سے بڑا نصبِ العین ہے، حضرت بجد الدافت ثانی

رحمت اللہ علیہ اپنے ایک خلیفہ بجاز کو، جو عَزَلَ وَلَمْ مُرِيدُوں کے متعلق جو اتنی شدت اور

کرخت لجھ میں یہ حکم دیتے ہیں کہ

نیک تاکید نہیں کہ ملے درمیں مرید و قوع در خوب جھی طرح سے اسکو سمجھو کر پیدا کے ال کے ملے اور
منافع دنیادی اوپیدا نشود، ۱۷۰ دنیادی منافع کی اس ذائقے کی طرح لمیں نہ پیدا ہو۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں "پیری مریدی" کا چرخ کب خود پر گھوم رہا تھا، مرض نہ تھا تو علاج کی کیا ضرورت تھی، یعنی وہ پندرہ ثالث بیان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ "اسلامی دائرہ" کا یہ ممتاز طبقہ کس حال میں بتلاتھا۔ میں نے بجاۓ کسی غیر معتبر ہو رخ کے حصہ اپنے بیان کی تائید کے لئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا گواہ بنایا ہے اور یہ سارے اجرا، ان ہی کے مکاتیب طبیبہ سے فراہم کئے گئے ہیں۔

سوچا جا سکتا ہے کہ جس عصر میں ہندوستانی اسلام کے امراء و سلاطین علماء و صوفیاء شریعتی کے اس مقام کم ترزل کر چکے تھے تو پھر اس لام کے عام مسلمانوں کا کیا حال ہو گا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی اس کا فسانہ بھی کچھ مُن بھجئے۔ فان غلط کو خطا لکھتے ہیں اسیں زیادہ زور آسی پڑے ہے؛ احکام کثیرہ اہل کفر در اہل اسلام شو خی پیدا۔ اہل کفر کے بہت سے احکام دروم اہل اسلام میں کردہ است کتو ب ۲۶۶ نایاں ہو رہے ہیں۔

دوسری بُجھہ فرماتے ہیں :- کتو ب ۲۶۶

مسلمان نے با وجود ایمان رسم اہل کفسر مسلمان با وجود ایمان کے اہل کفر کی رسولوں کو بجالاتے
ہی نہیں تقدیم ایام ایشاں میں لکنہ م۳۷ ہیں اور ان کے ایام کی تنظیم کرتے ہیں۔
پھر جملہ ثالث کے مکتب جمل میں اس کی شہادت ادا کرتے ہیں۔

استمداد از اصمام و طائفوت در دفع امراض و ان کے در تاؤں، اور بھوتلوں کی بیماریوں کے ازالہ میں بل اسقام در جملہ اہل اسلام شائع گشتہ است م۴۹۔ اسلام کے جامیں لوگوں کی مدد طلب کننام امام طور سے بھیلا ہو رہے ہیں۔
خصوصاً عورتوں کے متعلق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان یہ ہے کہ :-

اکثر زنان بواسطہ کمال جمل کے وارندیاں اپنے انتہائی جمل کی وجہ سے اکثر بروتیں سحرام و منزع استمداد منزع بتلا اند استمداد دیں بتلا ہیں۔

طلب دفعیہ بلیہ اذیں اسما بے سملی می نایندہ اور ان دبھی دیوتاؤں سے رجن کا نام تو ہے لیکن می
باداۓ مراسم شرک و اہل شرک گز قار نہیں ہے) بلاوں کے ملائیکی درخواست کرتی ہیں، اور
شرک و اہل شرک کی بیویوں کو بھالاتی ہیں۔

چیپک کی بیماری میں ہندوستان کے عام اسلامی گھرانوں میں جو کچھ بوتاتا تھا اس کے
متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

در وقت عروض مرض جددی کہ در زبان ہند چیپک کی بیماری جس کا نام ہندی میں سیتلہ ہے، اسکے
پہ سیتلہ معروف است مشہود و عجوب است سیتل یہ بات شاہدہ میں آرہی ہے کہ کم کوئی ایسی
کم نے باشد کہ اخذ قانون ایں شرک عورت ہوتی ہے، جس کا دل اس قسم کے شرک کی باریوں
خالی بود و بر سے از روم آں در آنجا اقدام سے پاک ہو، اور اس کے متعلق جو روم میں انہیں سے کسی نہ
ذناید۔

غیر اسلامی تواروں کے متعلق مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہو گیا تھا، دلی کے دربار میں جو کچھ
بوتا تھا، اس کا اثر ساے ہندوستان پر پھیل گیا تھا فرماتے ہیں۔

درایام دوالی کفار جملہ اہل اسلام علی المخصوص اہل اسلام کے جبلہ، دوالی کے دنوں میں خصوصاً عورتیں
زنان ایشان روم اہل کفر را بجا می آرند و اہل کفر کی رسیں کرنی ہیں، اور اس کو اپنا توار بنا کر
عید خود میسا زندہ بہایا شبیہہ سجدہ ایائے سناتی ہیں، اور اسدن ہیں تخفیہ تھالف اہل کفر کے باشہ
اہل کفر، خانہ ائے دختران دخواہر ان در زنگ اپنی لاکھوں اور بہنوں کے گھر بھجوئی ہیں۔ اپنے
اہل شرک کی فرستند دظر نہائے خود را زنگ برتوں کو ان ہی بیوگوں سے زنگی ہیں جن سے اہل کفر
کفار در ان موسم زنگ می کھنڈ و بہ برخی اس خاص موسم می رہنگے ہیں، اور سرخ چادلوں کو ان
سرخ آن را پر کردہ کی فرستند۔ برتوں میں بھر کر بھجوئی ہیں۔

عام مسلمانوں کے یہ تعلقات تو غیر اسلامی دیوتاؤں، اور غیر اسلامی تواروں کے ساتھ
تھے، خداوس ناک میں اکثر مسلمانوں نے اپنا بھی ایک سیتل شرک کا نظام قائم کر لیا تھا جنہیں فرماتے ہیں۔

جو انات ماند رشائخ می کنند و پر تیر رائے بزرگوں پر جاند چڑھاتے ہیں اور انکی قبروں پر ایشان رفتہ آں جوانات را زخمی نہیں۔ پہنچ کر ان جاؤ دوں کو ذمہ کرنے ہیں۔

اوہ معاملہ صرف اس منت و مر لغير اللہ نک مدد و دنه تھا، نماز و روزہ جو صرف اللہ کے لئے تھا، ہندوستان کے مسلمانوں نے اس میں بھی دوسروں کو سا جھی بنایا تھا، حضرت کا بیان ہے خصوصاً عورتوں کے متعلق

صیام نہیں پیراں و بی بی بیان نگاہ دارند عورتوں میں سے پیروں اور پیرینوں کی نیت کھٹی ہیں، ان دا کثر ناہماں ایشان را زمزد خود ترا شیدہ پیروں کے نام بھی یہ خود گذاہ لیتی ہیں اور ان ہی روز ہائے خود را بنا م آنہ نیت کنند۔ فرمی ناموں سے روزے رکھتی ہیں۔

لطف یہ تھا کہ ان عجیب و غریب روزوں کے رکھنے کا دستور بھی عجیب تھا، یعنی ہر روزہ کی کھلائی کے لئے خاص طریقے اور کھانے مقرر تھے، حضرت والابی ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ براۓ ہر روزہ خاص بوضع عخصوص قبیں اور ہر روزہ کے خاص خاص طریقے انہوں نے مقرر می نہیں۔

ان روزوں کا مقصود کیا ہوتا تھا، حضرت ہی افرملتے ہیں:-

مطلوب و مقاصد خود را باس اپنے مقامدار اور حاجتوں کو ان روزوں کے ساتھ دا لبہ روزہ امر بوطی ساز نہ د پتوسل ایں روزہ کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلے سے اپنی حاجیں اذینہا وائج می خواہند و رواۓ حاجت خود را طلب کرتی ہیں، سمجھتی ہیں کہ ان کی حاجت برادری ان اذ آنہماں دانند ہی کارزوں کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

بھی میں نہیں آتا کہ آخر ان خاص روزوں کی کھلائی کس طریقہ اور کن کھاؤں سے ہوتی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا پڑا۔

بس است کہ وقت انتظار اونکابھرات سا اوقات ان روزوں کے کھولنے کے وقت ایسے کاموں کی ترکب ہوتی ہیں جو شرعاً حرام ہیں۔

شامان روزوں نیں سے بھن روزوں کے لئے یہ شرط سبق کے بھیک اُنگ کر دیں
بھیک کے ٹکڑے سے روزہ کشائی کی جائے، جیسا کہ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

بے حاجت سوال و گدای کنند و باک افطار۔ بغیر صورت کے بھیک انگتی ہیں اور اسی بھیک کے
نمایند و تضاد حاجت خود را بخوبی ذریعے سے روزہ افظالہ کرنی ہیں، بھبھتی ہیں کہ انکی
بایں کسم می دانند۔ حاجت اسی حرام کے ساتھ افظار کے پر بوقوف ہو:-

اور یہ حال تو "عوام کا لاغام" کا تھا، اچھے پڑھے لکھے لوگ جن کا شمار دیندا رہوں
میں تھا، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی گواہیاں ان کے سعلن بھی قابل عبرت ہیں۔ اور تو اور
خود حضرت بیدر الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس زانہ میں صرف "میاں شیخ احمد سرہندی ململہ اللہ
تعالیٰ" تھے، باوجود یہ کہ اپنے والد مرحوم اور دوسرے علماء کبار سے علوم دینیہ کی باضا بعثہ بکیل
کی سبقی، قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم بستھا سبقاً مامل کی تھی، گویا "سنديافۃ عالم" تھے، لیکن
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی و رسالت سے جو انسانی زندگی کا "دستور حکم" تباہ
ہوا تھا، اور جس کا عام نام شریعت تھا، خود حضرت بھی اس شریعت کے سعلن زانہ کے اثر سے
بیخیال رکھتے تھے، جسے ایک نظم کی صورت لے کر جھوم جھوم کر پڑھتے۔

اے دریغا کیس شریعت ملت اعلمائی است افسوس با پر شریعت اندھونکی ملت ہی نیزادیں
ملت اکافری دلت ترسانی است دین کافری، اور عیاںوں کا دین ہے، اس زیبا
کفر و ایماں زلف دروی آں پری زیماں پری کے زلف اور جہڑہ کو کفر و ایمان لکھتے ہیں۔
کفر و ایماں ہر دندر را مایکتا ہی است اس بگانہ دیکتا کی راہ میں کفر و ایمان دنوں ہیں،
اللہ اکبر یہ تھا ان مجده صاحب کا حال جو تغیر حال کے بعد خانخانہ عبید الرحیم کے نام
عربی میں ایک خط لکھتے ہیں اور اس میں ڈانت کر خانخانہ عبید الرحیم کے نامے فرماتے ہیں۔

کل المحبان الاخر الصادق قد نقلان کس قدر تقبیب ہے کہ ایک پچھے بجا ہی نے مجھے سے بیان

لے شیخ عبد الحکیم محدث دہلوی جو آپ کے ہم قرن وہم پیر تھے ان ہی الفاظ سے آپ کا پنی کن بول میں باذ کرنے ہیں ॥

من حب اہم من الشعرا الفضل من ملقب
 کیا کہ آپ کے ہم شیخوں میں ایک شخص ہو۔ جن کا شمارہ
 فی الشر بالکفری والحال انه من
 ناصل شاہزاد بھی اخہل نے اپنا تخلص کفری کہ
 اهل السادات العظام والنقیاء الکرام
 چوڑا ہے، حالانکہ انکا تعقیل سادات عظام اور نقیاء
 فیالیت شعری ماحملہ علی هذالاسم
 کرام سے ہی، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر تخلص کے ختیار
 کرنے پر ان کو کس چیز نے آمادہ کیا۔ جو نہایت بُرا ہے
 اور ایسا ہو کہ سلطان کو اس سے ہس طرح بھاگنا پائے
 جیسے بشر سے آدمی بھاگتا ہے اور اسکو ناپسند کرنا پائے
 لیکن کوئی خود زیر نام اور اس کا اسمی مددوں اللہ اور اس کے
 رہول کے نزدیک قابل نفوت ہیں ایسے بُرے ناموں
 سے علیحدگی واجب ہے اب انسے میری جانب سے
 انتہا سمجھ کر اس نام کو بدلت کر اپنا تخلص
 قبیلی ان یعنی هذالاسم و مبدلہ باسم
 "اسلامی" رکھ لیں ۔

خیر منه و ملقب بالاسلامی سبق جا

اس زمان کے دینداروں کا حلل ان الفاظ میں فلم بندہ فرماتے ہیں:-

باید دانست کلاکش مردم از خواص دعوام
 سلام ہونا چاہئے خواص دعوام میں آجھل بکثرت
 دریں زمان داداۓ ذوق اهتمام دارند و
 ایسے لوگ ہیں جو فوائل کے ادا کرنے میں توبت ہتھا
 درکنون بات ساہلات می نایند و مراعات
 کرنے ہیں لیکن فراغن میں اہل انگاری برستے ہیں اور
 دن من و ستجات را آں ہا کترمی کفہ و ذوق اف
 سنوں اور تسبیب ہو رکی بہت کم ڈائٹ و گرائی رہتے ہیں۔
 ما عزیزی دارند و فراغن راذلیل و خوار
 پر لوگ ذوق اکیل کو بہت قیمتی خیال کرتے ہیں۔ لگر فراغن کی
 کم سست کہ فراغن را دراد قات ستجہ ادا
 ان کی گلگاہ میں کوئی وقت و عزت نہیں بلکہ انکو خوارت کی
 نہیں، در تکمیر جماعت سنونہ بلکہ در

نفس جماعت تقیدے ندارند بلکہ مکمل و تاہل یہ ادا کرتے ہوں وہ جماعت سفونڈ کی بکیر اولیٰ بلکہ ستر سے جماعت کی پابندی نہیں کرتے اور اس کا ہی دستی سے فراغن ادا کرنے ہی کو فحیث غایل کرتے ہیں۔

مکتب ۲۸۸ ج ۳۹۳

الشراور رسول (صلوات اللہ علیہ وسلم) کی بنائی ہوئی را ہوں کے ساتھ ان کا یہ معاملہ تھا، لیکن انہوں نے خود اپنا جو دین گھٹایا تھا، اس کی پابندی کو فراغن سے بھی زیادہ اہم خیال کرتے تھے، حضرت نے بطور شال کے ارتقام فرمایا ہے۔

و ز عاشوراء و شب برات و شب و نعمت ماہ حب اربعاء شب برات، و رجب اور اس ماہ کے پہلے جمعہ میں حب کا داول شب جو ماہ مذکور کہ آں رالیلة الرغائب نام "ليلة الرغائب" کہا گیا ہے نے ساتھا اور دل کی پڑی نہادہ انکھ کمال تمام مرعی داشتہ بمحیت تمام ذائقی یکسوئی کیا تھا جماعت سے فعل نمازیں ادا کرتے ہیں اور بجماعت میں گزارند و آن رانیک سخن می پذیرا ہم۔ پہنچنے کی شرعاً بہت اچھا خیال کرتے ہیں، حدیہ ہو گئی تھی، کہ نقشبندی طیقہ کے صوفیاء مشائخ جن کا سارا بجا ہو اور ساری ریاضت

صرف اتباع شریعت کے ساتھ محدود کئی، ان کے سبق بھی حضرت کو لکھنا پڑا کہ بعضہ ایں سلسلہ بواسطہ تصویر نظر دیں طریقہ علیہ اپنی کو تھا نظری سے اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے بھی لوگوں نے نیز پڑھتا اختیار نہ دہ اندودہ ایں ملکہ مروم را العلاقہ بھی اس "طریقہ علیہ" میں بخوبی کو ختارت کر لیا ہے، اس بعد اتنکا بہت بجانب خود کشیدہ دایی علیل را بزم خود کے ایکاں سے چاہتے ہیں کہ عام لوگوں کے ملوب کو اپنی طریقہ نیکیلیں اور بخوبی کو خیال میں اس طریقہ کی نیکیل کا ذریعہ کیا جائے کہ کم تر بخوبی کو خیال میں اس طریقہ علیہ گمان بردا (مکتب ۲۲۷)

مکتب ۲۲۷ میں اپنے زمانی کی بھی اون بدعات کا ذکر کرتے ہوئے بعض مشائخ نقشبندیہ میں داخل ہو گئی تھیں، کتنے دنہاک لجھے میں فرماتے ہیں:-

اموس ہزار افسوس کہ اسی چند بیتیں جو دوسرے طریقوں میں بھی قطعاً نہیں ہیں ان لوگوں نے اس طریقہ علیہ میں نکو خل کر لیا ہے شلاموجہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور ارادگرد تہجد را جماعت میں گزارند و اذ اطراف و جوانب درا سے اس با جماعت نماز تہجد کے لئے لوگوں کو اکٹھا

وقت مردم اذ برائے تجدیح می گردد۔ کرتے ہیں۔

کسی عجیب باشہ کے طریقہ نقشبندیہ کے لانیو لے ہندوستان میں حضرت بحد در حیث
علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی بالش رستے، جن کا حال حضرت نے یہ کہا ہے:-

یکے از غلستان حضرت خواجہ ابودرد وقت انتشار ہاں حضرت باقی بالش کے فحصول ہیں یہ کہا تا
طعام و حضور ایشان اکھماشد را بلند گفت، ایشان را کہا تے قوئے شروع میں شر کے ہم اپک کو بلند آواز سے کہا جائز
ناخوش آمد بحدیکہ زوج بیخ فرمودند کہ اور انسن کو انکی پیاس بست ناپسند ہوئی اتنی ناپسند کہ سخت ڈان بنا گی
کہند کہ دلبیس طعام احضر شود مکتب ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ اور حکم دیا کہ بہار کھانیکی ملکیں ہیں اُنڈ پھر پیغام فراہم نہوا کرے
یکن ہندوستان کی جو حالت ہو رہی تھی، جیسا کہ حضرت ہی کا بیان ہے۔

اہل ایں سلسلہ علیہ دریں نیا رمزیہ اقتادہ اند اس سلسلہ علیہ کے دو گھنے ملک میں اجنیموں کی
وابل ایں دیار را بوسٹھہ شیویں بدعت بطریقہ طرح ہیں بدھاتکے راج کی وجہ سے اس ملک کے
ایں اکابر ملزم سنت قلت مناسبت است لوگوں کو اس طریقہ کے بزرگوں سے جو سنت کے سخت
مکتب ۲۲۰۶ بابند ہیں، بہت کم مناسبت ہے۔

اس "مکان بدعت" میں اس طریقہ کا بھی انعام یہ ہوتا ہے کہ حضرت باقی بالش کے صاحبزادگان
کرام یعنی اپنے مخدوم زادوں کو خاطب کر کے حضرت بحد کو لکھنا پڑتا۔

شیندہ می خود کہ مخدوم زادہ اسیل بسر و دارند ایسا ناجاتا ہو کہ مخدوم زادوں کا میلان گانیکی طرف
دلبیس بسر و دقصیدہ خوانی درسیجانے جو منعقد ہو گیا ہے، گاندار تصدیق خوانی کی علیین جمعہ کی شب میں قائم
ہی ماذند و اکثر اداں دریں امر موافقت می کیجا تی ہیں اور اکثر اداں طریقہ نے بھی آپ لوگوں کی
نامند چحب ہزار چحب مریدان سلاسل دیگر
اس باب میں موافقت کی ہے، تبعیب ہزار تبعیب ہے کہ دوسرے
عمل پیران خود بہانہ ساختہ اذکار ایں
سلسلوں کے لوگوں اپنے پیسوں کے عمل کو بہانہ بناؤ کر اسی امری نامند حسرت شرعی بعل پیران فتح
کے ترکب ہوتے ہیں، اور اس طریقہ سے شرعی حرمت کو
می کنند اگرچہ فی الحقيقة دریں حق نباشد اپنے پیروں کے عمل سے کوئی نہ ہوتے ہیں، اگرچہ اس میں وہ پر

یاران دریں اوتکاب چہ محدث نواہنڈ فرمود
نہیں ہیں لیکن ہائے پیر بجا یوں کوکیا ہوا ہے، وہ اُن غلی
حرمت شرعی کی طرف، وغایفت طریقت کو اُنکا ہی مکانہ پیش کر سکتے ہیں شرمی حرمت ایک طرف اور
پیران خود کی طرف، رکتوپ (۲۷) اپنے طریقہ کے پیروں کی غایفت دوسرا طرف ہے
ان چند احوالی نمونوں سے غالباً اس نقشہ کی صحیح تصوریں لگا جاؤں کے سامنے اپنے واضح
خط و خال کے ساتھ ادا، اٹھ بے نقاب ہو جکی ہو گی، جو "عہد تجدید" سے پہلے ہندوستان کے اسلام
اوسلمازوں کا ساتھا، اُن قوت کو اسی نقطۂ کم پہنچا کر اب ہم دوسرا طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جس قوم کے ولادہ و حکام، سلاطین و امراء علماء و شاخ اور ان کے انتظامیہ کی سب
سرنوں والوں کا جب یہ حال ہو، اندازہ ہو سکتا ہے ایسے مہیب نظری طرف اگر کسی کی بصیرۃ و احساس کی
آنکھیں اچانکہ کھول دی جائیں۔ سو جا جا سکتا ہے۔ اس پر کیا قیامت کا سامان گزر جائیگا، ایسے ناک
وقت میں جن سے کچھ امید ہو سکتی تھی، وہ علماء اور شاخی ہی تھے، لیکن یعنی چکے کہ شاخی کا ایک بڑا طبقہ
شریعت سے اپنی گرد نوں کو آزاد کر لئے کی فکر میں لگا ہوا تھا جس کے دوسرا معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکے
ہیں کہ وہ ایک راہ سے انداد پر آمادہ تھا، اور ان میں کتنے تھے جو آمادگی کے حدود دستے تکل کر عملی میدان میں پہنچا
چکے تھے، علماء زبان کو کچھ ہی کہتے ہوں، لیکن جو حالات تھے، ان کو میش نظر کھلکھل کون کہہ سکتا ہے کہ وہ بھی عملی

بعادر میں بتلانہ ہو چکے تھے، بلکہ سچ یہ ہے جیسا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ
در قرن سابق اختلافات علماء عالم را در بنا انداد پہنچلے در میں علماء کے اختلافات نے دنیا کو ایک
وہیان صحبت در پیش است ترددیج چسے صحبت میں بتلا کر دیا تھا، اب پھر وہی بات مانی
گنجائش دار د باعث تحریک دین خواہ ہشد ہے۔ دین کا رواج کیا ہو گا، اسکی بھلاکیاں گنجائش
ہے، بلکہ دین کی بریادی اس سے ضرور ہو گی۔

ب ۲۷

بھلا جس عہد کے علماء تو دیکھ کر حضرت مجدد کو لکھنا پڑا۔

عذیز سے البیس را دید فارغ دبے کار ایک معاون بنی ملوک البیس کو دیکھا کہ فارغ اور بیکار
نشستہ است هر ان را پرسید گفت علماء ایں بیجا ہو ہے پوچھا کہ آخر کیا ماجرا ہے۔ البیس بولا کہ

وقت کارہامی گئند و در انزواد اضلال اس زمانہ کے علماء میرا کام انعام دی رہے ہیں، راه کافی اند ۵۲ ج ۱ مارنے بھکانے کے لئے اب دہی کافی ہیں۔

اُن سے کی خاک تو قع ہو سکتی سمجھی بہنہستان کے سلازوں میں وہ ان سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحاب کی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ وہ ان سلازوں کی زیارت سے وہ سب کچھ من رہے تھے۔ جو اشہد کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارک زبان سے کبھی نہیں سننا گیا، لیکن بجز ان چند کے جنکی سب سے بڑی اُوازِ عزمی یہ تھی کہ منکر کو دیکھ کر جب ہو جائیں۔ بڑا گردہ ان کا تھا، جو سلازوں کو وہی ساتے تھے، جو وہ مُستنا چاہتے تھے، وہی دکھاتے تھے اور قرآن کھول کھول کر حدیثوں کے اور اق الٹ کر دیکھا دکھاتے تھے جو وہ دیکھنا چاہتے تھے،

کیسی کوئی غفرانی ہو گی جب دوستوں نے شمنی کے لئے کمر باندھی ہو، اور راشد کی فوج شیطان کی صفت میں شرکیہ ہو کر ایمان و اسلام کی برجیوں پر دھا دا بول دے یہی زنگ تھا جسے دیکھ کر حضرت مجدد فرماتے ہیں۔

عالم در دریائے بدعت غرق امت و نظمات دینیات کے دریا میں ڈوبی ہوئی ہو اور بدبندی تاریخ پر بدعت آرام گرفتہ کراچی ایجاد کر دم از رفع میں ہے کیسی بحال ہو کسی بدعت کے انعامے کیلئے بدعت زند و باحیلے سنت لب کشاںدا کثر آمادہ ہو، اور کسی سنت کے زندہ کرنے کے لئے لب کشاںی علام، ایں وقت رواج دہندہ اے بدعت کرے اس زمانہ کے اکثر علماء خود ہی بدعت کے رواج اند و گوکتنہ ائے سنت ۵۲ ج ۲ دینے والوں اور سنت کے ملائیں والوں میں ہیں۔

الله اکبر اجو مدسم سے اس لئے نکلا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونیوالوں کا آپ فریب کر گیا، اسلام کا ایک مجدد ان ہی کے متعلق یہ شہادت ادا کرتا ہے کہ یہ علماء دین مردم بذریعہ بدعت دلالت می نمائندہ ہو جاؤں بلکہ آدمیوں کو بدعت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، بلکہ بخسان اوفتوی می دہندہ کتوث اسی کوشش نامن میں قرار دیکھنے والی دینے ہیں۔

شاند ایسا ہی وقت ہوتا ہے جب ہر طرف سے مایوس ہو کر چینے والا جون درستی میں

اس راز کو پھر فاش کرے روح محمد

اس عمد میں اب تیسرا اسلام کو صریح

چینے لگتا ہے اور جب استادی و سجائی، تیاز و اخلاص میں ڈوب کر جنتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ
اس پر وہ راز "فافش" کیا جاتا ہے جس کے بعد تجدید کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ حضرت مجدد سے جو کام بعد کو بن پڑا وہ کسی غیر مرتب، نہ بھی
جو ش دخوش کا ایک غیر شوری نتیجہ تھا۔

یہ سچ ہے کہ کسی کی نظر انٹاب یقیناً حضرت مجدد کے قلب مبارک کو ازالہ میں تاک
چکی تھی، اور جو ایسا ہوتا ہے، ارجمندی و اقبال کا تارہ اسکی پیشائی کو اسی وقت چوم لیتا ہے،
جس وقت وہ اس خالدان میں قدم رکھتا ہے، آئندہ کے نیک سالوں کا پتہ اسکی زندگی کی ابتدائی
ہماروں سے چلنے لگتا ہے۔ آہ و عنان میں ہلال کے سلسلے میں ابو الفضل کا پایہ جو اس کے منہ پر ادا
گی تھا، آوان ہی بہاروں کا ایک بلکا جو نکاتھا جس کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں۔

لیکن اس اوسی پر جب روح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "راز" "فافش" کیا تو اس کے بعد
یقیناً اس کا جو قدم بھی اس راہ میں اٹھا سو جکر اٹھا، سمجھکر اٹھا، دماغ نے عمل کا ایک "لاٹھ" مرت
کیا، اور "دل" نے اس "لاٹھ" کو ہاتھ میں دے کر

دل انگنہیدم بسم اللہ مجریہا درہسا

کئے ہوئے، جو کچھ اس کے پاس تھا، سب کرے کرایک دفعہ ان موچ افزا، طوفانوں، اور بے پایا
سندر دل میں دھیل دیا جس کا ذوبنے والا پھر کبھی نہیں ابھرا، حضرت مجدد رحمۃ اللہ کے ان سماں
کا تصور جب سامنے آتا ہے تو بے اختیار اس وقت اپنے خدم حضرت مجدد (خواجہ
عزیز احسان پیغمبر صوبجات تحدہ خلیفہ خاص حضرت حکیم الامت مظلۃ العالی کا وہ شعر
جو سی "خاص وقت" میں انمول نے سنایا تھا یاد آ جاتا ہے جو کم کہ دیوانے" نے

گرچہ ہے سرعت پڑھے
کشتی دل اس میں ڈالی جائے گی

الاپا۔ ڈالی جائے گی ”پرس بلا کار و حالی زور پوچھا یا گیا تھا، کہ اب تک اس کی کیفیت جب
یاد آتی ہے تو سائز کو مرے ہاتھ سے لینا کہ جلا میں

ہائے! کاش! ”پل پرتا“ لیکن بازو ہی نہیں بلکہ شائد زور قلب سے بھی وہ سعادت

میر نہیں آسکتی جو محض خشنود کی خشش ہی پر ہوت ہو وعسی اللہ ان یحدث بعد ذالک مل
بھر حال یہ بات کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک مستقل طی شدہ مخصوصہ ”تھا، اس کا پیش

خداپ کی تحریر دل سے مٹا ہے، شیخ فزیہ رسید رضا نجاری) جو جاگیری دربار کے متاز ترین رئیس
بلکہ اسی ”پوچھو تو مسلم“ کو جانتے ہی بیٹھے اور مار آئیں (خرو) کا ”مسلم“ (مار گزیدہ) تھا، شیخ جس
وقت اکبر کی روت کے بعد اس سانپ کا کامیاب حل ہوا تو یہی نجاری رسید تھے، جنکی عمل و نمہ بیر
سے مر نیوالا ”مسلم“ جمال گیر بن گیا، انشا اللہ تعالیٰ اس کا تفصیلی ذکر آئندہ آئیگا، ان ہی رسید صاحب
کو حضرت مجدد ایک خط میں لکھتے ہیں۔ یہ خط کیا ہے؟ اسلام اور مسلمانوں کا نوحہ اور مرثیہ ہے سائبن
حکومت کے معاندانہ سلوک پر واویا کرتے ہیں علماء رسول کی چیزہ دینیوں پر نماز کرتے اور شیخ فزیہ
کو آمادہ کرتے ہیں کہ اس ”فتنه“ کے مقابلہ کے لئے تم خود تیار ہو جاؤ۔ اور ہو سکے تو بادشاہ کو بھی کسی
نکسی نہ بیرے اس راہ پر لگاؤ، آخر میں ارقام فرماتے ہیں۔

بانا، علی ذالک این حقیر قیل البخاعت نیز اس بنا پر یخیر ٹپ پنجا ”بھی اپنے کو ”دولت اسلام“
خواہد کہ خود را در جرگہ مدار دولت اسلام اندزاد کے عذگاروں کے جوگہ میں داخل کرنا جاہتا ہے اور جاہتا
دورین باب دست دپائے ذمہ، بج ۱۷۔ ہے کہ اس راہ میں ہاتھ پاؤں مارے۔

کچھ نہیں ہے مبے برگی و بے سامانی کی آخری حد پر کھڑے ہیں، لیکن با ایں ہمہ اس ”بلند مخصوصہ“
کے لئے اپنا مزمہ میش کرتے ہیں۔ کتنے رسید نشگافت لاجہ میں سرمند کا ایک فقیر بغل پا پڑا
کے ایک ”کون رکیں“ کے بغل میں کھڑا ہو کر کتاب ہے،

بِحُكْمِ مَنْ كَثُرَ سُوادُ الْقَوْمِ فَهُوَ مِنْهُمْ بِحَيْثُ مَلَكَ اس ارشاد کے طبق کسی قوم کا سہا جس سے بڑھا کر ایں بے استطاعت را داخل آن جاودہ کرام ہو، وہ انہیں شمار کیا جاتا ہے ہو سکتا ہو کہ اس بے سازندش خود را آن زال می انکار د کر سیاں استطاعت کو بھی بزرگوں کے اس گردہ میں داخل کر دیا جائے تیندہ خود را درملک خریدار اس حضرت یعنی اپنے کو میں اس بڑھیا کے مانند خیال کرتا ہوں جس نے بہت آن علیہ السلام ساختہ بود کرتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے ایک مفصل "منصوبہ" اور ایک تین "نصب الحین" تھا، اگرچہ ظاہر ہے کہ نہ "پروگرام" کا زمانہ تھا، اور نہ "اسکیم" کی دنیا تھی اور اس وقت کیا؟ اخلاص و صدقۃت کا "جہاد" ہمیشہ اس قسم کے پروگراموں سے بنے نیاز رہا ہے جو حضرت پروگرام ہی کے لئے بنایا جاتا ہے، اس لئے یہ ذیع نوبے جا ہو گی کہ میں ان بخوبیوں کی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیش نظر تھیں کوئی دافعی نقل پیش کروں گا بلکہ حضرت کے سکاتب طبریہ کے مطابع و مقابس سے آپ کے "تجددی کامنوں" کی مختلف و متفرق کڑیوں کو مربوت کرنے کی کوشش کر دیگا، و اشتعالی علم د عملہ اتم و حکم،

یعنی قبل اس کے کہ میں آپ کے اس مرتب "منصوبہ" کو پیش کروں، ایک خاص امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس عمد میں بندوستانی سلاؤں کی زبان حاصل اس ذہت میں پہنچ چکی تھیں، وہ گرد پکے تھے، ان کے پڑے چھٹے سب بگلا پکے تھے، آدمی کا کوئی برتن سالم نہیں رہا تھا، اور تن "کا کوئی حصہ داغ سے خالی نہ تھا، تو پیران بے جان لاشوں، بلکہ اس سے بھی ڈر کر جیں محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان "خانہ براندازوں" باعث اسلامی کے اجادے والوں کے لئے آخر حضرت مجدد کے دل میں یہ ہو کر کیوں پیدا ہوئی، ایسون کے لئے وہ کیوں تراپے کیوں کرائے کس نے اس میں کو پیدا کیا، جس کے دلکہ اور کوفت سے بچیں ہو ہو کر وہ سے اپنچھ من گم کر دہام گراز سیماں گمشدے ہم سیماں ہم پری ہم اپرمن پر گریتے دکتو جتے۔

صبت علے مصائب لوانہا

صبت علے الايام صران لياليا (مکتوب ج)

کے ساتھ کیوں وچھتے رہے، جانتے تھے، جیسا کہ ان ہی کی گواہوں سے دکھا چکا ہوں کہ اس ختم کہہ ہند کے ہام جاہل سلمان کافروں کے دیوتاؤں کی وہائی دیتے تھے۔ ان کے آگے صحت و تذری کے لئے ہاتھ پھیلا کر سمجھ کرنگے تھے۔ ان کی عورتی ہند دوں کی وہی دیوبوں کی پوجا کرتی تھیں، سیتلہ الی کی نست انسنی تھیں، اشد کے بانیوں رسول کے دشمنوں کے تواروں کو اپنی اسلامی عیدوں کی طرح نایا جاتا تھا، میسوں اور دیبوں کے نام سے سلمان خواتین روزے کھنٹی تھیں، قبروں پر کبے چڑھائے جاتے تھے، یہ عایموں اور جاہلوں کا حال تھا، — جو دن کی پابندی کے مدعی تھے، وہ اس میں اپنے کو غفاریت پھیراتے تھے کہ فرض کو نفل کا اور نفل کو فرض کا درجہ عطا کریں، اہم کو غیرِ حرم بنانا، اشد اذراس کے رسول کا نہیں، بلکہ ان "دینداروں" کا کام تھا — رہے شائع اور علماء سو، آپ دیکھ کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ان کے نزدیک اتنے مفرز" کا چکلا تھی، جو ان کے "بھیجھے" کے بخارات سے تیار ہوا تھا، جس قانون کی پابندی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی آخری سانش تک کی تھی، باوجود پیغمبر نہ ہونے کے اس کی پابندی ان کے لئے غیر مزدودی تھی، جمال کی تلاش میں شیطان نے جس جمال "میں ان کو بچانا تھا، یہی گندہ و بال ان کا انتہائی وصال تھا، اور علماء" نے تو اپنے "علمی و دینی" کار و بار سے شیطان کے لئے ہوئی ڈی (تعظیل) کا موقعہ ہی بہم پہنچا یا تھا، اور صرف یہی نہیں میں نے شاید پہلے ذکر نہیں کیا، اس زمانہ میں بھی پڑھ کھوں یا تعلیم یا فتوں کی ایک جماعت تھی جو با دعوہ دنواندہ داہل کتاب ہونے کے "علماء" کے لفظ سے موجود نہ تھی، حضرت بجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بھی ذکر کیا ہے، اپنے علم و فضل، نکرد غذنے ان میں بھی وہی چیز پیدا کر دی تھی، جس کی بنیاد پر اپنی "آوارہ و ماغنی" کی تعمیر دہ آزادخیالی

سے کیا کرتے تھے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سلک کی تبیر ایک غصل بیان کے ذیل میں فرمائی ہے، جس کا خلاصہ ان الفاظ میں درج فرمایا ہے۔

جمع احکام شرعیہ راسخوں خود سازد و باولہ تمام شرعی احکام و قوانین کو اپنی مقل کے مطابق بنائے
عقل پر برابر نہیں (سبک ۲ ج ۱۶)

دوسری بُلگہ فرماتے ہیں:-

ہرچہ عقول شان قبول کند و تو انہ دریافت ان کی غلبیں جن باؤں کو ان لیں، باجن کو دریافت کرنے
قبول می نا ائند و ہرچہ درد ک عقول شان نہ ہوں ان ہی کوہ بانتے ہیں، اور جو باتیں (شرعیت) کی
در آئند قبول می نا ائند (مکتب ۲ ج ۲۷) ان کی عقول میں نہیں آئیں یہ نہیں یہ نہیں بانتے ہیں۔
سلمانوں کا یہ گردہ فلسفہ حکمت (سائنس) سا گردیدہ تھا، اور قرآنی بیانات، حدیثی
روایات کو انہی تحقیقات کا تابع قرار دیا تھا، حضرت نے ایک موقعہ پر ان ہی کا ذکر ان الفاظ
میں فرمایا ہے۔

در زمرة الـ اسلام کو زمہ میں اپنے کو یہ اغل کرنے ہیں لیکن باوجود
اہل مسلم کو زمہ میں اپنے کو یہ اغل کرنے ہیں لیکن باوجود
وہ بخنان بر اصول فلسفی خود راسخ اند و بعدم اسکے اپنے فلسفیانہ خیال و نظر پر پوری قوت کے ساتھ
سماوات و کوکب داشال ایں ہا قائل اند و
سمیع بوسے ہوتے ہیں، یہ آسانوں ستاروں اور آسم
بعدم ہلک و فنا اینہا حاکم اند قوت ایشان
کی چیزوں کی قدرت کے قابل ہیں، ان کے فنا و ہلک برآمد
تکنڈیب نصوص قرآنی، درزق شان انکار
و تباہ ہونے کے مکر ہیں، انکی قذامرن قرآنی نصوص کی
ضروریات دین
تکنڈیب اور انکی روزی محض ضروریات دین کا انکار ہے۔

یہ سب کچھ لکھ کر آخ میں عجب انداز میں فرماتے ہیں:-

عجب ہومن اند خدا و رسول ایمان آرنہ و اما آنچہ اچھے سلامان اور ہون ہیں مالک الدار رسول پر ایمان بھی کئے
خدا و رسول او فرمودہ است قبول نہ ارنہ
ہیں، اور جو کچھ اند و رسول نے فرمایا ہے اسے انتے بھی
نمایا ہے لازمیں نہیں گزند (سبک ۲ ج ۲۸)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محدث کے ان آزاد خیال (فری تھنکر)، تعلیم یا فتویں کا نام
”طالب علمان بے باک“ رکھا ہے، فرماتے ہیں:-

”طالب علمان بے باک“ از ہر فرقہ کہ باشندہ علم کے طالبوں میں جو تباک“ یعنی آزاد خیال ہیں جس
تصویح دین اند اجتناب از محبت اینہا نیز فرقہ کے بھی جوں، یہ دین کے پور ہیں، انکی محبت سے
از ضروریات دین است۔ ۲۷۳ پہنچ کرنا بھی ”ضروریات دین“ یہی ہے۔

”طالب علمان“ یا ”تعلیم یا فتویں“ کی اسی جماعت کے چند خاص افراد کا ذکر ایک اور
موقعہ پر این الفاظ میں فرماتے ہیں،

بخت از طلبہ علوم بشومی طبع کے ناشی ان ہی طلباء علوم میں سے بعض لوگوں کی حوصلہ کی بذکری میں
از خبث باطن است بامر اوسلاطین تقرب جست بتلا ہو کر وہ غص ان کے باطن سخچت کا نتیجہ ہے، باطن ہوں
براه خشا مد و آمد و دین تین تسلیکات اور امیروں کا تقرب عامل کر کے خوشاب کا طریقہ اختیار کیا ہے
مزونہ و شہمات پیدا کر دند و سادہ لوحال را اور دین تین میں سے بعد ٹکوک و شہمات پیدا کر کے یہ بیرون
از راہ بر دند ۲۶۴ کمزوبت اور سادہ لوحال کی راہ مار رہے ہیں۔

ہن ظاہریہ اشارہ ادب و انشاء فلسفہ و تاریخ کے ان ہی شخصوں کی طرف ہے جن میں
ایک اپنے زمانہ میں سے

امروز نہ شا اسرد حسکیم و اندہ حداث و قدیم
کا انعروہ بلند کرتا تھا، اور دوسرا اس وقت تک کتنے تعلیم یا فتویں کا اگر جھوڈ نہیں تو مقصود ضرور بنا
لئے صوص لعن کی جمع ہے جو کے معنی چوکے ہیں، یعنی غلط ہو گو یا دین اور علم دین کے صرف جانب سے آدمی کا اس کا ایک
نیس ہوتا، دین کا ایک وہی ہے جو اس پر عامل ہے، اور دنہ جو دین کے طارہ میں صریح علم کے لئے داخل ہوتے ہیں، یہ چوڑ
ہیں بھن اس لئے نبی حملہ کا سطحالہ کرتے ہیں کہ جن نے دو کوئی دنیاوی نفع اٹھا سکتے ہوں، یا اپنے دوسروں کی
توثیق جن چہزار کے ذریعے کر سکتے ہیں، نہیں چراں اس حقیقت یہ ہے کہ ان چدوں کی ایک خاصی تعداد بزرگ
میں رہی ہے اما ذنادش دن خود رہم ۱۷۱۷ء

ہوا ہے، میری مراد ابوالفضل فیضی سے ہے کہ اکبر کی سود و ماعنی میں بہت بڑا دخل ان ہی
دُوْ تعلیم یا فتنہ بھائوں کا تھا،

بھر حال میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو چکی تھی، اور دین سے وہ
اُس دوچھے نسل پر اور دوسرے ہو چکے رہتے، پھر باوجود اس کے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اس شور پیدگی،
وہ بُنگاہِ آزادی کی آخر و جد کیا ہوئی، کیونکہ ان کو بھی وہی خیال لگدا جیسا کہ تُنا جانا ہے کہ اسلام
کے بعض دلدادوں، علم و فضل کے صدِ رشیذوں نے اس ہندو کے ہندو مسلمانوں کے مغلق گندہ لاش
ہوئے کا فتویٰ صادر فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ بہشتی وہ ہے جو ان کے دن میں کوشش
کر لیگا یا اس ملک کے سپاہ و سپید درندوں کی ان مردوں کے نگلنے میں مدد کرے گا۔

اور یہ تو میں نے انہر پاک ان عصمت آب کو خود دیکھا کہ ان کی زبانوں پر مزید مسلمانوں
کی لعنت کے سوا اب کچھ باتی نہیں رہا ہے، وہ مسلمانوں کو اس طرح گالیاں دیتے ہیں کہ گویا ان مسلمانوں
میں یہ خود شرکی نہیں ہیں، وہ ان کو اسی طرح سرتیپ ہیں کہ گویا اس سراپ اور پندھ عاء کے سخنخون
میں وہ خود نہیں ہیں لیکن شاید یہ ہوشیاروں اور فرزاؤں کی باتیں ہیں، پر وہ جو دیوانہ ہے، عقل و
ہوش سے بے گاہ نہ ہے، سنتے ہو، وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سب کچھ سنتا ہے، لیکن با اینہم:-

دادِ ملاہ و اسیتہا و احسترا و احزناہ محمد رسول اللہ
الله صلی اللہ علیہ وسلم کے عرب رب العلمین بورب العالمین کے محبوب ہیں، انکو سچا یقین کرنیوالے
است مصدقان اہ ذیلہ خوار و منکران اور تو ذیل دخوار ہوں، اور ان کے منکر عزت و اعتبار
عزت و اعتبار۔ مکون بے بے جا میں ہوں۔

کے ساتھ چلاتا ہے، چلاتا ہے اور اتنا چلاتا ہے کہ انسانوں کو لزناد تیا ہے، زمیں کا نب پ اٹھتی ہے،
زمیا اٹھ جاتی ہے، اور جو سچا نہیں جا سکتا، آخر وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مرتا ہے، رحمہ اللہ
و طاب ثراه

خدا رحمت گند ایں ماثقان پاک طنزیت را

بیج ہے کہ ہندوستان میں اس عہد کے مسلمان وہ سب کچھ ہو چکے تھے، جو ہو سکتے تھے، لیکن ایک چیز انہیں بھر بھی باقی تھی کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محظوظ رب العالمین ست" اُنکے بعد قول سے ماوراءں کے نام لیوں سے انہوں نے اپنے گواب تک نہیں نکلا تھا، ہو سکتا ہو کہ لغوی طور پر ان کے اعمال و افعال کے لحاظ سے صدقوں کا لفظ ان پر صادق نہ آتا ہو، لیکن انصاف شرط ہے، کیا واقعی وہ اور ان کے باپ نادے جس پیغمبر کی رسالت پر ایمان لائے تھے، کیا اسکی رسالت کو وہ ہمی طرح جعل لائے چکے تھے، جس طرح وہ جعللاتے ہیں جو اس لئے نہیں کہ مشرقي ہیں، اس لئے نہیں کہ ایشیائی ہیں، اس لئے نہیں کہ عربی یا ایرانی ہیں، اس لئے نہیں کہ ان کی کمال کا کوئی خاص رنگ ہے، اس لئے نہیں کہ ان کی کوئی خاص بولی ہے، بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے مسلمانوں کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں سچا سمجھتے ہیں، ہائے! اگر ان کا عمل ان کے اس تصدیق کی تکذیب کرتا ہے، تو آخراں کے ساتھ کیوں بے انسانی کی جاتی ہے، جب اس کا لازم بجا کئے اس جماعت پر نہیں لگا یا جا تا جس کے متعلق حضرت بعد درحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

درقرارِ ماضی ہر جا ہے کہ بر سر آمد اذ شومی ایں گوشتہ دور میں رسول پر جو بلا میں بھی میں اسی جنت کی جماعت بود، بادشاہ را ایشان از راهی بذکری اور نکوت کی راہ سے آئیں، بادشاہوں کو بر نہ سفتاد و دولت کہ راہ صلالت ست

بھی لوگ راہ سے ہٹا کر گراہ کرنے ہیں، بہتر طریقے اختیار کر دہا نہ، اینہا علماء، سو بودند غیر از جو گمراہی کے طریقے ہیں، ان کو جن لوگوں نے بھی اختیار کی، وہ امنی طما، سورہ ہی کے بعد علت اختیار کیا، علماء، ہر کہ بصلاللت رفت کم است کر صلالت کی، وہ امنی طما، سورہ ہی کے بعد علت اختیار کیا، اور قدری بدهیگرے دارد، واکثر جعلدار صوفی نما ایں زمانہ حکم ملدار سو، دار نہ فساد اینہا دوسرے بھی متاثر ہوتے ہوں، اسی طرح اس زمانہ کے صوفی نما جہلابھی علماء سورہ کے حکم میں نیز فزاد تعدادی ست"

داخل ہیں کہ انکا فساد بھی تعدادی ہے۔

آخر جس امت کے پیشواؤں کے متعلق یہ واقعہ ہو کہ:-

اکثر علماء اپنے وقت روایج دہندہ ہائے بعثت انہوں نے اس زمانہ کے اکثر علماء بعثت کے روایج دینے والے ہیں، اور سنت
موعودہ میں سنت مکہم را بعثت و لالات می خانہ نہ کھانا بولے ہیں لوگوں کو بعثت کی طرف راہنمائی کرنے ہیں۔
تو پھر اب اب انصاف کو کیا بیوگیا ہے کہ بجاے ان پیشواؤں کے انکے پس روہل کو وہ کہتے ہیں، وہ اگر
بگڑتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے نکھل دیکھ کر ہے، بلکہ تج
یہ ہے کہ ان کو جو کچھ بھاڑا گیا ہے وہ اسی بنیاد پر بھاڑا گیا ہے کہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رب العلمین سنت
ان کی اور ان کی رسالت کی انہوں نے تقدیم کی ہے، کیا "علم محمدی" کے جانتے، کے مدحیوں نے
انکو حب کبھی بھاڑا جہاں کیسی بھاڑا احتی کا بوقت بھی جو بھاڑا رہ کر ہیں، تو کیا یہی کمکر نہیں بھاڑا رہ کر ہیں کہ
”محمد اور محمد کا رب اب تم سے یہ کتنا ہے“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فَاعْتَرُوا يَا أَوْلَى الْأَبْصَارِ

میں نے بہت تلاش کیا، لیکن بجدیدی تلبک طوفانی تلاطم، اور بے نیاہ ہیجانوں کا سبب سکے طوارکچہ
نہ ملا کہ جو رب العلمین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نزوبتے، انکی خواری و ذلت کے نظارہ کی تاب اس
مرست بادہ است کا دل دیوانہ نہ لاسکا، اور واتھ بھی یہی ہے کہ دوسرا بوجو کچھ جا ہیں سو نہیں،
جس بات سے چاہیں تاثر ہوں، جس جیزیر کو چاہیں، اہم قرار دیں لیکن سر باخوت، بخنوں کے لئے تو
خسر اب ایاں ہی پرستی کنیں۔ محمد بگوئید دستی کنیں۔

کے سوانح تو کوئی سرمایہ خادی ہے اور نہ بضاعت غم، سچ کما جسے کما رحمہ اللہ سے
لی جبیت ہر بی مدنی قرشی کو بودد، دلش ما یہ خادی دخوشی

(تبعها المراء (فہ))

خوس بروہ ناگیلانی مرحوم اس کے بعد اس سلسلہ کی کوئی قطعہ لکھ سکے مستقل
سوانح بجدیدی لکھنے کا ارادہ کریا تھا لیکن اس کے لئے وقت نہیں نکال سے یا انک
کے ایڈ کو پیارے ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضر امام ربانی مجدد الف ثانی کا جہاد تجدید

قال علیہ وعلی الہ الصلوٰت والتسليٰت "کامسلم
بدء غریب اور یعود کما بدئ نطوبی للغرباء" وشروع آخریت
ایں امت از بدایت الف ثانی است از ارکمال آں سرور عالم وعلی زلم
الصلوٰۃ والسلام زیاک منی الف را خاصیتے است عظیم و تغیر امور قاتی برت
قوی در تبدلی و شیا، و چون درین هست فتح و تبدلی بنو دنا چار نسبت
سابقان بہان طراوت و لفڑارت درستا در ان جلوگرگشته است و تائید
فرجیت و تجدید است در الف ثانی فرموده"

(ارشاد امام ربانی در مکتب ملکہ فرقہ اول)

لہ (خلاصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اسلام کس سبھی ہی کی طالث میں دنیا میں آیا وہ آخریں کبھی
ہیں کبھی طالت ہو جائیں اور اس ہست کا آخری درجنوں کی دفات مشریع سے ہزار سال بعد سے شروع ہونا ہے
کونکھ حلات کی تبدلی اور تغیر میں ہزار سال کو خاص دخل ہے۔ اور چونکہ اس امت میں فتح و تبدلی کا دور داؤ
بند ہے، میں لے ساقین ہی کی نسبت اپنی نازگی و شادابی کے ساتھ بعد والمل میں جلوگر ہو گئی ہے اور
شریعت کی تائید اور امت کی تجدید ہی کر رہی ہے۔

مقدس اسلام پر جب پرسے یک بزرگ برس گئے اور اس نے العفتانی (ہزارہ دوم) میں قدم رکھا اُس وقت خاکر ہندوستان میں عرب کے اس سافر پر ہر چار طرف سے فتنہ کی پوشش تھی۔ ایک طرف سلطنت کا الحاد اور اس کی ہندو نوازی بلکہ ہندویت پرستی اس کو پامال کر رہی تھی، دوسری طرف ملکہ، سوکی و سیسہ کا ریاں، اس میں خنثی وال رہی تھیں، اور تیسرا طرف متصوفہ باطنیہ کی ہوائی پرستیاں، اس کی روایت کو منع کر رہی تھیں اور لاوارث اسلام اس طرح اس "شکست" سے غلوب کیا جاتا تھا، اس لامعنی دامخلال، اس کی غربت و کس پرسکی لامتناک پیش چلی تھی۔

خود حضرت امام ربانی مجده العفتانی[ؒ] نے رجنوقدرت نے ان فتنوں کے مقابلہ اور استیصال ہی کے لئے کفر (ایسا تھا) جو کچھ اپنے ماذات اُس عمدہ کے سغلن لکھے ہیں، انہی سے ایک صاحب بصیرت حقیقت حال کا پورا پورا اندازہ کر سکتا ہے۔ چند اقتباسات

(تمام تر اجم بطور ظاہر)
ملاحظہ ہوں :-

غربت اسلام تا بحدے دیدہ است کہ فرار	اسلام کی کس پرسی اس حد کو پیش گئی ہے کہ کفار
بر مطعن اسلام و فرم سلاناں می نمایندہ	بر مطعن اسلام پر اعتراضات اور ملازوں کی نہت
بے تماشا اجراء احکام کفر و ماجی اہل آن	کرنے ہیں، اور بدھر ک کچھ و بازاریں مرآم
در کو چہ دبازار سکنند و سلاناں از اجراء	کفر ادا کرنے اور اہل کفر کی تعریفیں کرنے ہیں۔
احکام اسلام منوع اندور ایمان شرعاً	اور اس کے بعلیس ملازوں کا حکام اسلام کی ادائیگی
نموم و مطعون، سه	سے منع کیا جاتا ہے اور اس پر اعتراض ہوتا ہے

پری نفته رخ و دیور کر شملہ و نماز	— پری منہ چبائے ہوئے ہے اور دیور نما
بوخت عقل ذی حیرت کدایں چہ بابی بلا	پہنچا ہے عقل جیزا ہے کہ بیکا بالمعجزی ہے۔
بسمان اللہ و بحمدہ الشرع تخت السیف	خدائی شان مشور قریب ہے کہ شریعت تلوار کے
گفتانہ درونق شرع شریف اب ملائین و لیتہ	سایہ میں ہے اور دین کی رونق ملائیں و لیتہ

اندھیں سخن گفتہ است و معاملہ انقلاب پیدا
بچے تین یاں سادہ بالکل اٹا ہو گیا ہے کتنی
حرث نہ است اور کیسے افسوس کا مقام ہے۔
کروہ است و احتراہ اندھاتا، دادیا۔

رکوب میڈ دفتر اول (۱)

ایک دوسرے کتب میں ہے: "انقلاب" براں طرح فص کرتے ہیں:-

در قرن اضی کفار بر طاویلین استیلا اجرائے
پچھے دون کتا، بر طائینہ زدہی سے احکام کفران
احکام کفر و دار اسلام میکرہ نہ دسلانا نان
از خلما را احکام اسلام عاجز بودند و اگر میکرہ نہ
تغلیق میر سید نہ، دادیا داد اسیتا داحتا
واحزنا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله
و سلم کے محبوب رب العالمین است محدث قاف
اور ذلیں دخوار بودند و منکران او بجزت
واعظاء سلانا نان بادلما لے رہیں در تعزیت
اسلام بوند و ساندان بخرب و استهزاء بر
جراحتما لے ایشان نمک با شیدند آفتاب
ہمایت و دشمن مثال مسٹور شد و بود دوز
جن در محبب باطل نزدی (رکوب نمبر ۲۷)

ایک اور موقع پوار قام فرماتے ہیں:-

کفار بندے نماشی ہم مساجدے نمایند
ہندوستان کے کفار بادھ رک سبھ مل کر گرا کر
ادن کی جگہ اپنے مند بنا تے ہیں اور
بر طاویل مسلم کفر ادا کرتے ہیں او بخرب سلان بخرب
احکامہ سلامی کے داد اکنے سے عاجز ہیں ہندوؤں

کا وشی ہنود کے ترک اکل و شرب سے نماہند ہتھاں کے بہت کے دنوں میں یہ اہتمام ہوا ہے کہ دن را نہ کہ دراں روزہ رہلا د اسلام پیج مسلمانے میں کوئی مسلمان مولیٰ نہ پکائے اور نہ فرودخت کرے । اور اس کے برعکس ماہ رمضان مبارک میں در روز نماں نہ پڑے فرودخت د در ماہ مبارک میں رمضان بر طال نماں د لھام سے پڑنہ سے فرودختہ ہے بر طار دی کھانا نیچے جیں اور اسلام کی کسی پرچم بیکھس از ز بونی اسلام منع آس نے زاند نمود کی وجہ سے کوئی ان کو نہیں مل سکتا انسوس انہوں صد ہزار افسوس (کتب ۲۹ دفتر حومہ میں) صد ہزار افسوس

حکومت کی بے راد روی اور بہنڈو دوازی کی وجہ سے اسلام اور فرودختان اسلام پر اُس وقت جو کچھ گلدار ہی تھی، اور بہنڈو ستان کی دین باد بود اس کی دعوت کے ان کے حق میں جس تقدیر تنگ کر دی گئی تھی اس کا اندازہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے انہی اعلیٰ بیانات سے ہو سکتا ہے — یہ تو بیر فی بلائق جو بستی سے حکومت اور آہ کہ، ہنی حکومت کے انہوں سے سلطہ ہو رہی تھی — اس کے علاوہ اندر وہی رخنوں نے کیا حال کر رکھا تھا؟ اس کو بھی

خود حضرت مجدد ہی کی زبان حق ترجمان سے گئے۔

الف ثانی اور کفر و بدعت کی ظلمت

بعد از ہزار سال ظلمات کفر و بدعت کی تاریکیاں مسلط ہو گئی ہیں اور اسلام و نہت نعمان پیدا کر دہ۔ رکنوب نمبر ۲۹ دفتر حومہ میں (۱۴)

ایک دوسرے کتاب گرامی میں ارتقام فرمائے ہیں:-

دریں وقت عالم بواسطہ کثرت خلود بدعت اس وقت بدعت کے عالم شروع کی وجہ سے سارا در زنگ دریائے ظلمات بہ نظرے در آید۔ عالم تاریکیوں کے دریائی طرح نظر رتا ہے۔ ایک اور موقع پر فرمائے ہیں اور کس قدر لوسوی سے فرماتے ہیں:-
عالیم دریائے بدعت مشرق گشته است نظمات ماری دنیا دیائے بدعت میں ڈبی ہوئی ہے

بدعت آرام گرفتہ کراچیل است، کو دم از اور بدعت کی تاریکیوں نے سامنے عالم کو آفوش رفع بدعت زند و باحیا صفت لب کثایدا۔ یہ لے لیا ہے کس کی بجائے کہ بدعت کی بعاثت اکثر عملاء ایس وقت رعایج دہنہ لئے بیلت اور صفت کی حیات میں زبان کھوئے اس وقت کے اکثر بولوی بد عنوان کے رعایج دیئے وائے اور اکتوبر نمبر ۵۵ دفتر دوم ص ۲۳) سنتوں کے شانے والے ہیں۔

یعنی وہ حالات جن کے درمیان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا گیا اور جن کی اصلاح و تبدیل کا عظیم الشان کام آپ کے پسروں کیا گیا، اس کی طرف خود حضرت مجدد قدس سوؤں نے بھی اپنے مکاتیب میں مخدود جگہ اشارے فرمائے ہیں، ایک موقع ملاحظہ فرمائیے۔

اپنے صاحبزادہ، اسرار و معارف مجددیہ کے دائرہ حضرت خواجہ محمد حصوص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لکھتے کے بعد کہ — میں مقام محبویت اور تمام علمت کو باہم دگر جو زد دینے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں — از قام فرماتے ہیں :-

اے فرزند باد جو داییِ معاملہ کہ خلقت من فرد نہ من! با وجود اس حالہ کے جو بیری آفرینش مرد و طبودہ است، کارخانہ عظیم دیگر بن والہ سے وابستہ ہے ایک اور بہت بڑا کام میرے پسروں کیا گیا ہے جسے بیری مردی کے لئے اس دنیا میں نہیں لایا کیا، اور نہ میرے وجود سے ارشاد و تربیت مقصود ہے معاملہ کچھ اور ہی ہے اور قدرت کو مجھ سے کچھ اور ہی کام لینا ہے، اس میں جسیں جس کو ناسابت ہو دیں فیض بھی حاصل کرے جو کام قدرت کو مجھ سے لینا ہے اس کے مقابلہ میں یہ اصلاح امریت، پھر ملروع فی الطرق؟
اکتوبر نلا دفتر دوم ص ۲۱) وارثاد کا کام بالکل بیچ ہے۔

یہ "کارخانہ عظیم" اور "معاملہ دیگر" کے جو کے ساتھ تکمیل وارثاد کی بھی کوئی حقیقت

نہیں، بخوبی "احیاء تلت" اور "اقامت دین" کے اور کبھی ہو سکتا ہے، فی الحقیقت آپ کا اصل کام پسی تحاک کا اسلامی دنیا کی کاپی ملٹ دیں، اور حق جو باطل کے پروں میں مستند ہو گیا تھا، اس کو اصلی صورت اور اس کی اصلی شان میں دنیا کے سامنے رکھ دیں، ملکہ اللہ پھر غالب ہو، اور کفر و بدعت کے غیظہ باری، اسلام کے افق سے کیسے چانت دے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی نہزادی میں نازل ہوں آپ کی روح پاک پر کہ آپ نے مجددانہ عوامیت اور بجا ہدایہ جدوجہد کے ساتھ اس کام کو انجام دیکھ پہنچایا اور دیکھنے والوں نے وہ بچھو دیکھ لیا جس کی اس وقت کوئی ایمید نہ کی جاسکتی تھی۔

اس پھرمن میں آج ہم کو صرف یہ بتلانا ہے کہ اس مجدد دین و تلت نے کس طرح ان خد سے زیادہ بگڑے ہوئے حالات کو سنبھالا، اور بلا کسی اور حکومتی اقتدار کے کنٹرا بیر سے پورے ملک کی فضا کو بدل کے رکھ دیا اور حتیٰ کہ خود حکومت میں بھی آپ پر وہ انقلاب ہو گیا جو بنطا ہر صرف انقلابی ذرائع سے ہی ہو سکتا تھا بلکہ بسا اتفاقات اور بروت۔ انقلابی تحریکوں سے بھی ایسا انقلاب رونما نہیں ہوتا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے ان فتنوں کے سرجنوں کو دہبافت کیا تو دیکھا کہ اصولی طور پر صرف یعنی راستے ہیں جن سے گراہیوں اور تباہیوں کے پسیاب آرہے ہیں۔ ایک اراب حکومت، جن کو حالات داتفاقات کی ایک خاص رفتار اور سیاسی مفاد "کے ایک غلط تصور اور غلط توقعات نے" اسلامیت "سے بیگانہ اور لاحدہ بہیت بلکہ بندوقیت سے اشتباہی کیا ہے۔

دوسرے وہ علماء، سو، جن کا سطح نظر صرف اچھی طرح دیا گیا تھا، ارباب اقتدار اور امراء اوقت کی خوشنودی اور رضا جوئی میں سامنی رہنا کا در ان کی خاطر بہر شکر کو معروف نہادیا اور اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے اسلام میں گنجائش پیدا کرنے ہوتا ہے۔

پیسٹرے وہ گمراہ اور بخود غلط صرفی جو شریعت کو «ظاہر پھستوں» کا لعلونا بھئے ہیں اور «طریقت و حقیقت» کے مقدس ناموں سے انہوں نے اپنی ایک الگ دنیا بنائی ہے جس میں آدمی خدا بھی بن سکتا ہے اور خدا کا بیٹا بھی اور جس میں «عادت»، «کامل» بننے کے باوجود ہرگناہ اور لذت نفس کے ہر طریقے کے لئے پوری گنجائش ہے۔۔۔ یہ نئے فتنوں کے قبیل چشمے جن میں سے ہر ایک کا دروس سے اتصال تھا۔

حضرت مجدد قدس سرہ نے بس اپنی کو قابو میں لانے اور انکار میخ صحیح کرنے کے لئے اپنی پوری حکمت اور قوت صرف فرمادی۔

اپس ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اس جدوجہد کی کوئی کمل بلکہ فیر کمل تاریخ بھی موجود نہیں جس سے اس سلسلہ کے دافتقات کی پوری ترتیب معلوم ہو سکے خود حضرت ہی کے کمزوباع سے بس اتنا سعوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے بہت سے اسکان سلطنت اور حاکمیت کو منصب سے خاص ربط پیدا کیا۔ بلکہ زیادہ صحیح نہنہوں میں ان کو پناہ گز دیدہ بلکہ علام بنایا، لیکن یہ کیونکر ہوا؟ اور ایک فقیر بے نواسے کس طرح اس میں کامیابی حاصل کی اس کی تفصیلات اپس ہے کہ بالکل نہیں ملتیں۔

بہر کریم جو صمدت بھی اختیار کی گئی، بھی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے لئے حق تعالیٰ نے پرستہ پیدا کر دیا اور اس اپ کی غلطیت «فلاکٹ» اور موروث و بخت کچھ ایسے قلوب میں ڈال دی جن کے انہوں میں سلطنت کا کام و بار تھا اور جن کو حکومت میں ہاتھی روشن حاصل تھا۔۔۔ آپ نے ایک طرف تو خداون کی تعلیم و تربیت فراہی اور ان کے خیالات کو دست کر کے اسلامی زندگی کا اصلی نصب لیں ان کے سامنے رکھا اور دوسری طرف ان کے ذریعہ حکومت کی شریک کے عکوئی صحیح کیا۔ پس اسکان سلطنت جن کے ذریعہ سے حضرت علیہ الرحمۃ اپنا یہ انقلابی پیغمبر امام ہمارہ ہے نہ ان میں سے بعض وار اس سلطنت آگرہ ہی میں اور بعض دیگر مختلف صوبوں میں تھے اور حضرت ہر ایک کو برابر بھائیت دیتے تھے جوست ہوتی ہے کہ اس وقت

جبکہ دل درسائل کے ذریعہ بہت ہی محدود تھے۔ جبکہ تاریخی طالیہ جاں اور ریلوے کاموں میں موجود اتوت
نظام پھیلا ہوا ذہناں دقت یہ نقیر مکس طرح سرہند کے ایک گوشہ میں بیچکر پریب کچے
کر رہا تھا۔

آپ کی اس نہاد اور خالق انقلابی کوشش کا کچھ دھنہ لاسان قشہ جن مکاتیب
سے حلوم ہوتا ہے ان ہیں سے چند کے اقتباسات ذیل میں لاطخہ ہوں،
اسلام کی غربت اور کس پرسری اور حکومت وقت کی اس کے ساتھ بے ہمی کا ذکر
کرنے کے بعد حکومت وقت کے ناصر رکن خان عظیم خاں کو لکھتے ہیں :-

”امر و زد جود شریف شمارہ نعمت می ستریم د اس نازک وقت میں جبکہ جبارا پکہ کر رہا ہے اور یہم
بازی ہدچکے میں آپ کے وجود کو ہم غنیمت سمجھتے
شار ائمہ عن سماونہ و تعالیٰ موبید و
ناصر شما باد بحرۃ النبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم
الصلوات والسلیمات واللذیات والبرکات
”لئن یومن احمد کم حتی یقال انه
محجنون“ درینوقت آن جزوں کے مبنائے
آل فطر غیر اسلام است در نہاد شا
حوس است احمد اشد بسماونہ علی ذا اک
امر و زد آن روز است کہ ممل قلیل رہا جسے
جزیل باشنائے تمام تھول مے فرا یسند
ایں جاد قولی کہ امر و زد شمارہ ایسر شدہ است
جادا کبر است نعمت ماینہ دہل من مزیدہ“
بگویند د ایں جادا کفتون را بہ اذ جادا کشت
جادا اکبر ہے اس کو غنیمت جانو اور مزین کے طالب

دانید مثال امردم فقراء بے دست پا ازیں رہو، جیاد بالسان جماد بالسینت سے نسل ہے
 دولت حرمہ نے ہم میسے بے دست پا فقراء رکھی دبایا۔ شاہی تک
 دادیم ترا از گنج مقصود نشان یا نہیں، اس نعمت سے حرمہ ہیں۔ ہم نے
 گرماز سیدیم تو شاید بر سی؛ تم کو خدا نے کا پتہ درید یا ہے اگر ہمارا ہاتھ اس تک
 رکنوب نبرہ، مت دفتر اول) نہیں پیغام کھا ہے تو خابدم ہی، اس کو پالو۔

بیڑا سلام کی کمزوری مسلمانوں کی ذلت و خواری اور بے اعتباری، اور کفرا کی
 چیزوں دستیوں کا حال لکھنے کے بعد لا آبیگیٹ کو خدمت دین اور اعلاء حق کی ترغیب دے ٹئے
 ہوئے لکھتے ہیں۔

اگر اس وقت کو حکومت کا آنا ہے، سلامت نے
 اذ ابتداء باد شاہست اگر مسلمانی رواج پا نت
 مسلمانان مبتدا پسیدا کر و ند فہما و مگر عیاذ باللہ
 سخا نہ در توقف افتہ کار بسلمانان بسیدار
 مشکل خواہ بشد، الغیاث، الغیاث ثم الغیاث
 الغیاث؛ الکدام صاحب دولت بایں سعادت
 مستعد گرد و الکدام غاہ باز بایں دولت
 دست بر ذاتا یہ ذالک فضل اللہ متویہ
 من یشاء اللہ ذوالفضل لعظمیم
 بشتنا اللہ فایا کم علی متابعة سید المسلمين
 علیه وعلی الہ من الصلوات فضلها
 ومن التسلیمات اکملها، والسلام

لہ یہ لا آبیگ جہا نجیر سے بہت سخت تھے اور اس نے صوبہ بخارا کا نام نظم دشمنی کے پرد کر دیا تھا
 رکنوب نبرہ، مت دفتر اول) گوایہ بخارا کے گندم نے ترذک جہا نجیری، ۱۲

صلوٰۃ جہاں کو کچھ دعائیں دینے اور عہد اکبری کی دینی بر بادی کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

اکنون کا انقلابِ دول بنپور پیو سستہ و
دوسرت مزاد اہل ملل بر ہم شکستہ بر اہل اسلام
الصدا اسلام و علماء کرام لازم است کہ تمام
ہمت خود را صروفِ روانچ شریعت غراء
ساختہ در بادیت امراء کان اسلام مندم
را بر پاسانہ نہ کہ در توں یعنی خیریت ظاہر نے
شود ولما اے عزیزان اذیں تاخیر و مهرب
شد تھا است ہرگاه بادشاہ را
گری ترویج سنت سنبھ سلطنه یعنی ماجھا
الصلوات والتحیہ بنا شد و مغربان ایشان نیز
و دیں اب خود مامحات وارند و حیات چند
رد زہ را عزیز شتر نہ کار بر فخر نے اہل اسلام
بسیار تنگ دیرہ خواہد بود، ان اشہدا نا ایشان
آنچہ امن گم شدہ گراز سلیمان گم شد
ہم سلیمان ہم پری ہم اہر من نگریست!
دکوب نمبر ۹۱ دفتر اول

لہ جا گیر صدر جہاں کو بست اتنا تھا یہ بھپن میں اس کے گمراں قبیم بھی دھے تھے، عہد اکبری میں ہلاں کا خصب
بہت سوچی تھا، اور قaudde کے بیان اس سے اسی سوچی پر ترقی ریجا سکتی تھی لیکن جا نگیرنے ضابطہ قaudde کی دعا تھا
نکرتے ہوئے ان کو ایک دم چارہ بڑا دی خصب پر سرفراز کر دیا تھا۔ (تذکرہ جہا نگیری) ۱۷

خان جہاں جو سلطان وقت کے مغرب میں خاص میں سے نئے اور جہانگیر جن کی بات
کر سنا اور مانتا تھا، ان کی اصلاح کی طرف حضرت بحدود علیہ الرحمہ کو خاص توجہ تھی مکتوبات
کے نیز و دفتروں میں آپ کے نام بہت سے مکاتیب ہیں دفتر دوم میں ایک طویل مکتب
گرامی ہے جس میں آپ نے دین کے نام سمات، تمام ضروری عقائد امداد کان اسلام کو پڑی خوبی اور
ذخیر اصولی سے صحیح فرمادیا ہے۔ اور بلا بالغہ کما جاسکتا ہے کہ ایک شخص کو دین، اسلام اور
طریقہ اہل سنت و جماعت سے واقف کرانے کے لئے بھی مکتب گرامی کافی ہے

اسیں دین کے حقیقی نام صدروی بانیں لکھنے کے بعد حرف مطلب کو اس طرح ادا فرمائے ہیں۔
خی بجا ہے و تعالیٰ نے آپ کو جس دولت عظیم سے مناز
کر رکھا ہے کہ عام آدمی سے امداد فرمائے ہیں بلکہ
بہت ممکن ہے کہ خود تم کو بھی اس کا احساس دھو
یہ ہے کہ جبکہ باد شاہ وقت آپ کی بات سنتا
اور انتلی ہے تو کتنا اچھا موقع اور کیسی نہیں ہے
کہ مراثیا یا اشارثا تاجب جیسا موقع بھا جائے کل
حق یعنی حضرت اہلسنت و جماعت کے سخنداں کے
موافق اسلامی تعلیمات ان کے لئے ہیں ڈالی جائیں
اور اب حق کی باتیں دہانہ تک پہنچانی جائیں بلکہ ہبہ
وقت اس کے منلاشی اور منظر ہیں کہ کوئی موقع
ذریبی اور دینی گفتگو کو ٹکڑے ناکہ اسلام کی
خواہیں اور کھڑا اور اہل کفر کی خسرابیاں بیان
کی جاسکیں۔

رد لئے کہ حق بحاجتہ تھا لے شمارا بآں متاز
ساختہ است در مردم اذان دولت غافل
اند بلکہ نزدیک است کہ شما ہم آنے اور نباید
آن است کہ باد شاہ وقت ہرگاہ
خون فتمارا بخون انتقام میغزاید و بیغول نمی
سمے نماید جو رد دولت است کہ بحر نجع بالا اللہ
کلہ حق یعنی کلمہ اسلام کو موافق مقصدات
اہل سنت و جماعت است نکر اللہ عیسیم
گوش نہ داشتاں نماید و ہر قدر کہ گنجائش
داند خون اہل حق را عرضہ دا زند بلکہ ہموارہ
ستر صد و شفاظرا شندہ کہ تقریبے پیدا
شندو خون مذہب دولت در میان آیے ۱۷
از امداد حقیقت اسلام نزدہ آید و بیان کفر و
کافری کردہ خود ۱۸

پھر بندی ابتد پرستوں اور شیعوں کے عقائد بالله پر ایک مختصر تبصرہ فرمائے
کے بعد (کہ حکومت کو اس وقت یہی دلچسپی لگئی ہوئے تھے) آخر کنوں میں سپراپنے مطلب
پر آجائی ہیں اور فرماتے ہیں:-

بر اصل حق رویم و گویم که معلوم ایشان است که سلطان کا لر دوح است دسازه انسان کا بخند اگر روح صالح است بدین صالح و اگر روح فاسد است بدین فاسد پس در صلاح سلطان کوشیدن در صلاح جمیع بجز آدم کوشیدن است دصلاح در انظمار اسلام است بهر دو شک گنجائش وقت باشد و از گذشت کل اسلام از معتقدات اهل حق دو جماعت نیزگاه دو بے کلام گوش زدن با پیمانه و در آن ذہب نمایافت باید نموده و اگر ایں دولت پیسرگرد و راشت غلطی از انبیاء و علیهم الصلوٰت والسلیمات بدست آید شمار ایں دولت هفت بدست آمده است تعداد آن پیمانه را

رکتوپ نمبر، ۶ دفتر دم میں) رہی ہے اس کی تقدیر جانی چاہئے۔

ہنسی خان جمال کو ایک اور مکونب میں ارتقام فرماتے ہیں:-

ہمیں خدمت کے درپیش دار نہ اگر آنرا بانیان
یہی خدمت اور یہی مصب جس پر آپ ہیں اگر
اُس سے شرعاً عیتِ مصلحتوی کی تائید و تردیت کا
شریعت صلیفہ اعلیٰ مصدر ہا الصلوٰۃ والسلام

وَالْحَقِيقَةُ حَمْ سَادْ نَكَاراً بَنِيَا أَكْرَدَهُ بَاسْتَشَندَ
بِلِيمْ اصْلَاتَ وَالْمَسِيلَاتَ وَدِينْ تِينَ دَنْدَورَ
سَاخْتَهُ وَسَهُورَ كَرْ دَانِيدَهُ مَا فَيْرَالَ أَغْرَ سَالَسَ
جَانَ بَكْنِيمَ دَرِينَ عَلَى بَكْرَ دَشَا شَاهِبَازَ الَّ
مَرْسِيمَهُ
گَرَّئَ تَرْفِيَنَ وَسَعَادَتَ دَرِيَالَ نَلْكَنَهَ اَنَهَ
كَسَ بَيَادَ دَرَنَهَ آيَدَ سَوَادَ اَزَراَچَ شَدَ
الْتَّحَمَرَ وَقَنَالَ المَاحَبَ وَتَرْضَنَيَّ
(مکتبہ دفتر سوم ص ۳۶)

اگر اپنی جان بھی ختم کر دیں گے جب بھی اس کام
یں آپ جیسے شاہزادوں کی گرد نہیں پا سکتے،
بس، تو فتنہ و سعادت کی گیند سائنسِ ذالدی گئی ہے
لیکن کوئی خوش نہ کنست میدان میں نہیں اترتا ہے
علوم بواروں کو کیا ہو گیا۔ ”اے اللہ، اپنی
رضیات کی ذہنی دے۔

بَرْگَاهِ سُلْطَانِی کے مَنَازِ مُقْرَبِینِ مِنِ اَبَکِ شَیخِ فَرِیدِ بَھِی سَخَّنَهُ، ان کے نام بھی حضرت
کے بہت سے مکاتیب ہیں ایک مکتب میں دعا میں دینے کے بعد ارتقام فرماتے ہیں:-
بادشاہ نسبت بجا لم در زگ دل است بادشاہ کو دنیا سے دہی نہیں ہے جو دل کو مسام
نہیں بہ بدن کہ اگر دل صالح ہے تو بدن بھی صحیح، اور اگر
صالح ہے اگر فائدہ نہیں، ماسد، بیر حال
بصلاح بادشاہ صلاح عالم است و بفاد بادشاہ کی صلاح و فناد سے دنیا کا صالح و فناد
نہاد عالم.....
مرد تک زوال اُنچھے عولت اسلام و باوشاہ اسلام کی تخت لشیٰ کی خبری عام و خاص
بنارت جلوں بادشاہ اسلام گوش خاص و کوئی بھی بیل اسلام نے بادشاہ کی ارادہ و امانت
لہ نزک جہاں گیری سے حلوم نہ تا ہے کہ جا بیگر کے دل میں ان کی بہت عزت اور عظمت سمجھی جائیں ہے
مخصوص پر فائز تھے۔ ۱۲

لہد ترقیتیک شریعت اور نعمت ملت کے بارہ میں
اس کی رہنمائی اور اس راہ میں ہر قسم کا تقاضا
لازم و ضروری ہا جانا۔ اور ادب میں احادیثی
ہے کہ سائل شریعہ اور کتاب و سنت و جامع
امت کے مطابق حقائق اسلامیہ سے ان کو
بآخر کریا جائے تاکہ کوئی متبدع اور کوئی گراہ غلط
راہ پر لجایا کر کام خسرو ادا کر دے..... جب
دلائے نوچ ہے کہ جب خدا نے آپ کو باادشاہ
کا فرب اور پیر کلہ حق کرنے کی استطاعت اور
قدرت وی ہے تو خلوت اور جلوت میں شریعت
کی ترویج کے لئے مزدور کوشش فرمائیں گے^۱
اور مسلمانوں کو اس کس ببری کے عالم سے مزدود
نکالیں گے۔

عام رسید اپل اسلام برخود لازم و اشتند
کے مدد و معاون پادشاہ باشند و برتر و تک شریعت
و نعمت ملت دلالت نمایند این امداد و نعمت
خواہ بزرگ بزرگ خواہ بست سالن
ترین دولت مدعا تبعین مسائل شرعیہ ہست
و امام اعلیٰ عقائد کلامیہ بطبیت کتاب و سنت و
جامع امت تابندی و ضالی و میان آمدیا
راہ نبرد و کار بسادنہ انجام متوجه از
جانب شریف ایشان آنست کر چوں احتمات
و قرب بادشاہ بوجہ اتم ایشان راحی بسخاذ و تعالیٰ
برساختیا و خلا و ملا و تر و تک شریعت
محروم طبیہ و علی الہ من مصلحت افضلیاد من التسلیما
اکملیا کوشند و مسلمانان را از غربت برآرند
کو توب مکا و فراول صفت

پھر اس سے اگلے کتب میں کہ وہ بھی انسی شیع فرمیکے نام ہے ان تمام فرمائے ہیں کہ
مقصود اذیعت است ایں اکابر تبلیغ شرائع است
آن (کابرا ابیا، درل) کی بعثت سے غرض شریعت
کی تبلیغ ہوئی ہے بس بسمی بری بیکی بیسی ہے کہ
شریعت کی ترویج کا وظیفہ حکام الیہ کے اجراء کے لئے
کوشش کی جلک بالخصوص اس زمانہ میں کہ اسلامی
شارع مندم ہو گئے ہیں، «شد کی راہ میں کردہ ازدواج
فریج کرنا اس کی برابریں ہے کہ احکام شرعیہ میں

رواج دادن چہ دریں فضل اقتدا بانیا
سے یک حکم کو رواج دے دیا جائے کیونکہ اس
امت کے بزرگترین خلوقات الْعَلِیُّم الصلوات
کام میں حضرات، بنا، علیهم الصلوات و السلام
و اسلیمات مشاکت است آں اکابر۔ کی اقتدا اور یک گونہ ان کے ساتھ مشاکت ہے۔

د کتب نمبر ۲۶ دفتر اول ص ۷

پھر اس سے بعد اسے کتب میں کردہ بھی انہی شیخ فرید کے نام ہے تحریر
فراتے ہیں۔

اذن بسماۃ الرحمۃ الرحیمة آیہ کتب رسول
عن سجاد و تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندگان اہل
بیت بنوی کی اولاد ہم کے ذریعے سے شریعت
کے ارکان اور ملت کے احکام رواج پذیر ہوں۔
”بس یہی اہل کام ہے اس کے سواب صحیح ہے“
گمراہی کے اس طوفان میں مزبا، اہل اسلام کو
نجات کی امداد آج بھی اہل بیت بنوی بھی کشتنے سے
ہے حضور پیری الصلاۃ و اسلام کا ارشاد ہے، ایرے
اہل بیت کی شالِ نقی لوح کیسی ہے جو اس پر حوار
ہو گیا، اس نے نجات پائی اور جو ہمکہ ہاؤہ بلاک
ہو، جس پنی بند بہت کو بنال و کمال اسی پنگوئی
کر (چیا، ملت اور ترقی صحیح شریعت) کی یہ سعادت
حائل ہو خدا کے فضل سے خلقت وجاہ اور غوث کو
وجہا و جلال و نعمت و نعمت کو میراث
اگر یہ دولت بھی میراگئی تو پھر سعادت کے میدان

وجہا و جلال و نعمت و نعمت کو میراث
با وجود شرمندی اگر ایں علاوه آں نغم غود
خشمی را بدست آئندہ بعثات اللہ بسماۃ الرحمۃ الرحیمة
جلہ و جلال و نعمت و نعمت کو میراث
با وجود شرمندی اگر ایں علاوه آں نغم غود

گوئے سبقت پوچھاں سعادت از پہرہ پیش
میں سب ہی سے بازی لے گئے، پیغمبر نامہ دلت
اور توہنی شریعت کے متعلق اسی فرم کی ہے تیں
خداوند تائید و ترویج شریعت حق متوجہ
نمکان درتا یہ دل خداوند شریعت حق متوجہ
پیش خدمت کرنے کے لئے حاضری کا قصد
خدمت ایشان است۔
کر رہا ہے۔

نیز انہی شیخ فرید کو ایک اور کتب میں لکھتے ہیں۔

پیدوت پنا ہا! اکرم! امر و ز اسلام بیار غوب
میرے سیادت پناہ! کرم آج اسلام بڑی بھری
کی حالت میں ہے اس وقت اگر ایک سزادہ اکی
است اجتنبل کہ مزدور در تقویت آن صرف
مے کند بکر درہ استحرنہ، تاکدام خاہ باز بایں
دولت عظیمی شریعت مازنہ، ترویج دین و
تفویت ملت درہماں وقت از ہر کس کہ بوقوع
آید ذیبا است در عنہ امدادی وقت کہ غربت
اسلام است ازانہ شما جو امن و امان اہل
اہل بیت دیباز درہما تراست کہ ایں دولت
خاذزاد غانم ان بزرگ شما است از شما
ذاتی است دا ز دیگران عرضی، حقیقت
درافت بنوی علیہ ولی اللہ من الصلوات نصلیما
و من التحیات اکلمہار تحصیل ایں اعلیٰ طیم القدر
و است سہ
گوئے توفیق و سعادت دریان انگنہہ اند
کس بیدان درمی آید سواراں را چہ شد
پڑا بیدان میں ہر گینہ تو برقی و سحدت کا
بٹایا ہے دوسوم کفر کرد قرن سابق پیدا شدہ بود

کفر کی جو بائیں پچھلے دو ریس پیدا ہو گئی تھیں اب
اس وقت جبکہ بادشاہ اسلام کو اپنے کفر کے ساتھ
تو بہ نہیں رہی ہے، انکا کچھ بھی باقی رہنا مسلمان
کے دل کی پرخت گران ہے، مسلمانوں پر ضروری
ہے کہ بادشاہ کو ان بدکشیوں کی وحشاست کی
قباحت پر مطلع کریں اور ان کے شانے کی پوری
کوشش کریں، جو کچھ ان میں سے باقی رہ گئی ہیں
ان کا باقاعدہ اسی وجہ سے ہو کہ بادشاہ کو انکی
خرابی کا علم نہ ہو۔ بحال شرعی سائل سے
بادشاہ کو مطلع کرتے رہنا نہایت ضروری ہے جبکہ
یہ نہ کہ بادشاہ کے تقریباً اور علماء اسلام پر احکام ایجاد
رہے گا اگر اس سلسلہ میں کسی جماعت پر منابع
ہو جائے اور کوئی تکلیف پہنچے تو پڑی سعادت ہے
ابنیاء طیمہم السلام نے احکام شرعی کی نیلخنچ میں کیا
کیا تکلیفیں نہیں اٹھائیں اور کیا کیا شفقتیں بددت
نہیں کیں مددے نبویں کے سردار آقا نے نامدار
ملی اللہ طیبہ وسلم کا ارشاد ہے:-
کسی پیغمبر کو اتنی تکلیفیں نہیں ہیں جیسیں جس قدر کہ
نمحی دی گئیں ہے

دریں وقت کہ بادشاہ اسلام را آں توجہ
باہل کفر نہادہ است برہ لامائے سلمانان
بسیار گراں است بر سلمانان لازم است کہ
بادشاہ اسلام را از زشتی روم آن بدگشیان
اطلاع بنخشند و درفع آں کوشند شاید
بقایاۓ اینہا بستنی باشد بر عدم علم بادشاہ
بر شنی آنہا..... بہر طل از حقیقت
سائل شرعیہ اطلاع و ادن مزوری است
تا اس واقع نشور عمدہ بر ذمہ علماء و مقرئان
حضرت بادشاہ است، چہ سعادت ک
مد گفتگوئے ہما ماذ اور سند انبیاء
علیهم الصلوٰۃ والتحیات در تبلیغ احکام
شرعیہ جے آذارہا کشیدہ اند و حب
محنتہا ندیدہ بہترین ایشان علیهم من الصلوٰۃ
انضیلہا و من التحیات اکملہا فرمودہ
«ما اذی نبی مثل ما اذیت»

عمر گزہ شت و حدیث درد ما آخر نشد
شب پا خوشہ کنوں کو تکنم اپانہ را

د کتب ۱۹۲

عمر گزہ دی پر نہ قصہ درد کا پورا ہوا
رات آ خر ہو گئی اب جھوٹ تاہوں لجرا

اس فہم کے مکاتب جو حضرت نے مغرب ان سلطانی کو وفات فرما لئے ہیں، دفاتر کتو بات میں پچا سوں موود ہیں، پیران میں صرف یہی نہیں ہے کہ بادشاہ تک کلخ پہنچانے والے کو راہ راست پر لانے کی طرف ہی ان کو توجہ اور ترغیب دلائی ہو، بلکہ اکثر مکاتب میں تو ان سائل کو بھی خود ہی وضاحت اور تفصیل سے نہایت لذتیں طریقہ پر کھدبا ہے۔ کفر و شرک اور سوم کفار کی تردید و تسبیح، اور اسلام و شعائر اسلام و تعلیمات اسلام کی تائید و تسبیح اس طرح کی ہے کہ ایک صاحب فہم او منعف مزاج کی اصلاح اور درستی خیالات کے لئے باکل کافی ہے، ان مکاتب کے مطالعہ سے انہا زہ ہوتا ہے کہ حضرت بادشاہ کے ان ہم غیرین اور مغربوں پر اچھی طرح قبضہ کر لیا تھا اور گویا ان کو اپنار بیکار ڈبنایا تھا کہ جو ایسا اور اصلاح کی وجہ اداز آپ بادشاہ تک پہنچانا چاہتے تھے بس ان میں بھروسیتے تھے اور پھر وہ ان کے ذریعہ بادشاہ وقت کے کانوں تک پہنچ جاتی تھی۔

اس تدبیر سے آپ نے اتنی کامیابی حاصل کی کہ چند ہمیادنوں میں بادشاہ کے رجحانات میں نایاں تبدیلی پیدا ہو گئی اور "فریب" اسلام کی طرف بھی توجہ کی جانے لگی۔ اور نوبت بائیکار سبید کہ ایک ملن شیخ فرید ہی کو سلطانی حکم طاکہ دربار کے لئے چار دیندار عالم رسیا کئے جائیں جو سائل مشریعہ بتلا یا کریں تاکہ کوئی کام خلاف شرع واقع نہ ہو۔"

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو جب یہ خبر پہنچی تو بیجد سرت ہوئی لیکن آپ کی بجدد اذن فطر نے اس بلکہ کیک تر خطرہ کو بھی فوراً ہی محبوس کر لیا جو اس سراپا خیر بخوبی میں سختم تھا، آپ کے حافظہ میں واقعات کی پوری ردود افعال موجود تھی اور یہ حقیقت آپ کے سامنے تھی کہ اکبر کو اسلام سے برگشته کر کے "اکفر" بعض نفس پرست اور جاہ پسند علماء سوہی نے بنایا تھا۔ اگر خدا انکرده اُسی دلائپ کے "مولوی" پھر دربار میں جمع ہو گئے تو کہیں یہ کی کرائی منت بھی برپا دنے جائے۔ آپ نے فواد شیخ فرید کے نام ایک مکتوب بگرامی لکھا اس میں شیخ موصوف کو

وہ نا میں دینے اور اس خیر فرحت اثر پر سرت و خادمانی کا انحطاط کرنے کے بعد ان قام
فراتے ہیں،

اکھو شدہ بجا نہ ملی ذا لک سلانان را بازیں الحمد للہ مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی ہوگی
چہ بشارت دیا تم زوگاں را بازیں چہ نویداً اور اتم نہ عوں کو اس سے زیادہ کیا خوشخبری، لیکن
لیکن پوں حبیر بوساطہ ہیں عرض متوجہ پونکھ فیروزی عرض کے لئے آپ کی طرف متوجہ
خدمت علیہ است چانکو کمر را لٹھا آن ہے اس لئے اس معاملے میں ضروری باتیں کرنے اور
خودہ بطور دعا میں باب از گفتون و زشن لکھنے سے بحث نہیں رکھ سکتا، مجھے سذھر کجھیں
حافت نہ اہد فاشت، امید است کہ مدد در سلام ہے کہ عرض دلالا تو روایات ہوتا ہے۔ عرض
خواہند فرمود، صاحب الغرض بمحظیں — کرتا ہے کہ ایسے دیندار مل، جو کو جاہ دیال کی
معوض بیگر راند کہ ملدا، میندا را ذ خود، قل چاہست باہل نہاد جو کے ملئے تو تج تشریف
قلل ان کہ از حب جده ریاست گذشتہ باشندو اور احیا، ملت کے سوا کوئی نصیب یعنی نوبت ہی
و مطلبے غیر از ترویج شریعت دنائید تمت کم بلکہ کم سے کم ہیں، اور مغل اپنے کہ ملدا ہیں، اگر
ندداشتہ با خند پر تقدیر حب جاہ ہر کہ امہازیں نسب اور عزت کی خواہش ہمیں تو ہر ایک لہ پنی
ملدا، طرفے خواہند گرفت دا لٹھا فضیلت خود طرف کہنچنا چاہئے گا اور وہ پنی بڑائی جنمائے کی
خواہند نہو۔۔۔ و مخنان اختلافی دریں ایان کوشش کرے گا اور پھر ان میں اختلافات ہوں گے
خواہند آؤ دو، و آزا تو سل فربت باہ شاہ اور منہ کو یہ تقرب بلو شاہی کا ذریعہ بنائیں گے
خواہند ساخت نا چار میں دیں لہر خدا ہد لا حالہ بھر معاملہ بگرد جائے گا، دور سابن میں ملدا،
خود دفن سابن اختلافات ملدا، عالم را دو سو، کے اختلافات ہی نے دنیا کو بیا میں دالا تما
بلاند اخشدہ بیان بھت و رمیں است اب وہی چیز بپرورد پیش ہے دین کی ترویج کیجا
ترویج چہ گنجائش دار دکہ باعث تحریب کیں پھر تحریب نہ دا لعیاذ باللہ، اگر بجاے چار
دین خواہد شدہ العیاذ باللہ سکانہ من ذلک کے ایک ہی عالم کو اس کے لئے انتقام کریں تو

بہتر ہے، اگر علماء و بانی میں سے مل جائیں تو کیا
کہناں کی محبت تو کبریٰ اور ہے اور اگر کوئی خالص
اسਥدا لامیس رخوت پھر ذب خود فکر سے جس کو
بہتر کیجیں اس کو اختیار کریں جس طرح
خلق کی نجات ملنا، کے دخود کے ہے اسی طرح
لگوں کا خزان بھی انہی سے دامتہ ہے، بہترین
علماء بہترین خلافت ہیں اور بدترین علماء بد خوبیں
خواہن۔ ہدایت اور گمراہی انہی سے دامتہ ہے
ایک بزرگ نے بلیں لیں کو دیکھا کہ بیکار اور
مُنْتَبِح ہیا ہے اس سے اس کی وجہ پر چھپی اس نے
کہا کہ اس زمانے کے علماء میر امام انجام دیر ہے
ہیں اور دنیا کو گراہ کرنے کے لئے کافی ہیں ہے
کام جس مالیم کا ہو رکھا غلط دن پر دری
اور کی دو کس طرح پھر کر سکے گا اور ہبھری
میرا مقصود یہ ہے کہ اس حالت میں اچھی طرح خود فکر
کر کے کافی قدم اٹھائیں جب بات انتہے تک جاتی
ہے تو پھر کوئی طلاق نہیں ہو سکتا ہے۔

دن فتنہ العلامہ الرسووہ مگر کیک را برائے ایں
غرض نشکاب کشید بہترے نہاید، اگر از علماء
آخڑت پیدا شد چہ سعادت کے محبت داد کبریٰ
اہم راست و اگر پیدا نشود بعد از نماں مجمع
بہترین این جنس را اختیار کنند
ہمچنان کہ خلاصی خلن بوجوہ ملنا، است خسان
عالیم نیز را ایشان مرووط است بہترین علماء
بہترین عالم است بدترین ایشان بدترین
خلافت ہدایت و هنال را ایشان مرووط
ساختہ اند، عزمیزی میں عیسیٰ را دید کے
فارغ و بسیار رشتہ است ملزا پر سید گفت
علماء را یوقوت کار مایکنند و در انوار و مہلا
کافی اند ۷

عایم کہ کامرانی و قن پر دری کند
او رشتہن گم است کر اور ہبھری کند
غرضیکہ دویں باب فکر مجمع و نماں صادق مری
داشتہ اقدام خواہند نہو دچوں کار راز دست
برو علاج ہے پزیر دا
(دکنوب نبرہہ ص ۱۲ دفتر اول)

اس سلسلہ میں ایک گرامی نام آپ نے صدر جہاں کو بھی لکھا ہے اس میں فتنا لائے کی
حمدشنا اور عوات صالحی کے بعد اذ قام فراتے ہیں:-

شنیدہ شد کہ بادشاہ اسلام از حسن استعداد سنگیا ہے کہ بادشاہ اسلام ای رجھات کی
اسلامی خواہاں علماء اندہ احمد شد بحاجہ علی
وجہ سے کچھ علاوچا ہے میں (احمد اللہ علی ذالک)
ذالک "علوم شریف" است کہ در قرن سان
آمد دین باب تفتح تمام مرعی داشتہ از علماء
ہر فارسے کہ پیدا شد از شوٹی علماء سو لفظ ہو
علما اسری کی کجھی سے پیدا ہوا تھا مذہ اس بارے
آمد دین باب تفتح تمام مرعی داشتہ از علماء
میں خوب تھیق و تلاش کر کے دیندا اعلیٰ اک انتخاب
علماء، سو، صوص دین اند، مطلب ایشان
فرمایا جائے ہلما دن دین کے جو رہیں اور ان کا
حب جاہ و دیاست و فنزلت نز و خلق است
سلیح نظر مرف نصب اور پسیہ اور لوگوں کے نزدیک
ذی هزت ہونا ہے رخدان کے فتنے سے محفوظ
و العیاذ باللہ بحاجہ من فتنہم، اورے بہترین
رکھے) ہاں ان میں جو اچھے ہیں دہ نفضل ترین
ایشان بہترین اند، ایشانہ کہ فرد ائے
خلن میں دہی وہ ہیں کہ اوز قیامت ان کی دو شنبی
تیامت سیاہی ایشان زا بخون شد ائے فی
شدا، کے خون کے ساتھ زولی جائے گی اور اس
سبیل اللہ و ذن خواہند کر دو پڑے اپنی سیاہی
مشددا کے آپ بھائی رہے گا۔
مشناقی کا پلہ بھادی رہے گا۔
دو گوں میں سب سے بذریعہ علما، ہیں
خواہ چربید، شرالناس شرالاعلماء وغیر
الناس خیار، العلماء" (مکتب رہنماء ۱۹۵۶ء)
اوہ سب سے اچھے اچھے علما، ہیں۔

ان چیزوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت بخود نے کس قدر خوش تحریری
اور کشی دورانہ بیشی کے ساتھ حکومت کا رخ کفر سے اسلام کی طرف پھرا۔ بہت سے ارکان
حکومت اور علماء مسلطت پر تو آپ پہلے ہی براہ راست بعضہ کرچکے اور ان کو اندر اور باہر
سے کامل سدا بنا چکے تھے، بہر انہی میں سے بعض کے ذریعہ خود بادشاہ وقت کو بھی بدل
ڈالا۔

بان اس سلسلہ میں یہ چیزوں کے رو گئی اک تیدے رہائی کے بعد کچھ دنوں آپ بادشاہ
کے ساتھ ایک شاہی نظر پردا یا خاہی ہمان کی عیالت سے رہے یا کے گئے تھے اس موقع

سے بھی آپ نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حضرت کے بعض مکاتب ہی سے معلوم ہوتا

بہر حال حضرت بجد و علیہ الرحمہ کی یخ خلصانہ اور بحد فانہ مسامی بہت جلد پار آور ہوئی اور پھر کمال یہ کہ یہ سب کچھ اتنی خاموشی سے ہوا کہ آج مقصون کے لئے سلطنت خلیلیہ کا پچھاپ "انقلاب" ایک ناقابل حل مختا بنا ہوا ہے ۔

حکومت کے مورچہ کو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اس طرح فتح کیا، اب رد گئے علماء، سو، اونٹش پرست گراہ کن صوفی ان کی قوت بھی آپ کے اسی ایک فارسے بہت کچھ ختم ہو گئی کیونکہ ان کا فتنہ صرف اسی لئے رو بہ ترقی تھا کہ حکومت کی زندگانی اس کے مناسب مرزاچ سنی۔ جب حکومت ہی کا دارخ بدل گیا تو باطل کی یہ دو دن قوتیں بھی کمزور پڑ گئیں —

با اینہمہ ان کی گمراہیوں کے خلاف بھی آپ نے مستقل جنگ کی
علمادسوں نے گمراہی کے دو پڑے مدعاوے کھول رکھے تھے۔

(۱۱) ایک باد جو نماہیت اور ناخدا ترسی کے ادھار اچھتا وادھا اور نصوص کتاب و سنت میں تحریف منزہی کر کے نت نئے عقائد و خیالات کا اختراع اور پھر خدا و رسول اور قرآن و حدیث کے مقدس ناموں سے ان کی ترویج و اشاعت را بالاضغت دغیرہ نے ابکر کو سب سے پہلے آسی ماہ پر دالا تھا اور خداون کی گمراہی کا پہلا رینہ بھی یہی تھا)

کہو باتِ مشریف میں ان معدنوں چیزوں کے ٹلان جس تدوہ واد مرجوں ہے اگر اس سب کو کیجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، یہاں صرف بطورِ نہنہ اذ خروادے۔

چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ایک مکتب میں اوقام فرماتے ہیں :-

سادات آنار آپنے بر ما و شما لازم است
عائد کو کتاب و سنت کے مطابق اس طور پر کہ
علماء اہل حق نے کتاب و سنت سے بھا اور اخذ
کیا ہے صحیح کریں، کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان
حضرات کی رائے کے مطابق نہ تو قابلِ اعتبار
اس لئے کہ ہر بیتی اور مگر اپنے باطل خیالات کی
بیانات قرآن و حدیث ہی پر رکھتے ہے اور وہ ہیں سے
ان کو اخذ کرتا ہے حالانکہ ان سے کوئی یقین
حاصل نہیں ہوتا۔

تصحیح عقائد است بمقتضای کتاب و سنت
بر نجیکہ علماء اہل حق شکر اللہ عیم از کتاب
و سنت آن عقائد را فہیدہ اندعا ذ آنجا
اخذ کردہ چہ نہیں داشتما ذ خیر اعتبر
ساقط است اگر موافق افہام ایں بزرگواران
بنائشہ ذیاکہ ہر متبع و مخالف احکام باطلہ
خود را از کتاب و سنت می فهمدو اذ آنجا
اخذ می نماید والحال اندلاعی میں کتن شیباً

(مکتب شہزاد فرماں)

ایک دوسری جگہ اوقام فرماتے ہیں :-

مخالفین ضروریات بر ایات تکلیف تصحیح عقائد
اہل سنت و جماعت کی رائے کے مطابق اپنے
عقائد و سنت کریں کیونکہ نجات اخودی ہی کے
اتباع سے ولبھے ہے اور فرقہ ناجیہ وہی ہیں
اوہ ان کے پیرو کیوں نکہ وہی آنکھ فرست صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ پر ہیں۔
اور کتاب و سنت سے جو علوم مستفاد ہیں ان میں
سے وہی سبتر ہیں جن کو ان بزرگوں نے وہاں
سے بھا اور اخذ کیا ہے وہندہ ہر بیتی اور ہر

است بر و فتن آراء علماء اہل سنت و
جماعت شکر اللہ تعالیٰ عیم کہ نجات
اخودی و ابتدہ بات ایسا اے مواب
نمائے ایں بزرگواران است و فرقہ ناجیہ
ہم ایشان و ایشان ایشان و ایشان نہ کہ
بر طریق آں سرورہ دم حاب آں سرور اند
صلوات اللہ و تسلیمات علیہ و علیہم اجمعین) و
از ملوك ملکہ از کتاب و سنت مستفاد اندھاں

گراہ اپنے عقائد فاسدہ کی بیاد کتاب و سنت ہی پر رکھتا ہے اپس قرآن و حدیث سے جو شخص جو سی نکھے وہ سب معتبر ہی نہیں ہیں۔

معتبر انہ کہ ایں بندگواراں اور کتاب و سنت اخذ کرہ وہ اند و فہیدہ ذیرا کہ ہر تبع و ضال عقائد فاسدہ خود را از کتاب و سنت اخذ کنہ سپ ہر معنی اذ معانی مفہومہ اذ نہیں ستر نیباشد" (مکتبہ ۱۹۲ ص ۱۹۲ فتنہ اول)

ایک اور موقع پر تحریر فرماتے ہیں:-

خدامت کو نیک پڑا ایت دے اور صراحت استیغم پڑھلاتے تھیں علوم ہونا چاہئے کہ مزور بات طریق میں سے ایک اتفاقاً صحیح بھی ہے جس کو علا، اپنی سنت نے کتاب و سنت اور شارط فرمودہ اند۔ کتاب و سنت را جموں و اشتن بر معانی کہ جھوڑ علا، اہل حق یعنی علا، اپنی سنت و جماعت آں سنبھی را از کتاب و سنت فہیدہ اند نیز ضروری است و اگر بالفرض خلاف آں معانی مفہومہ بکشف و الہام امر نے ظاہر شود آزرا اعتبار نیاید کردا زان استغاذہ پا یہ نہو... چہ معانی کہ خلاف معانی مفہومہ ایشان است از حیزا اعتبار ساقط است ذیرا کہ ہر تبع و ضال عقادات خود را از کتاب و سنت میداند ریا ندازہ انہام رکیکہ خود را زان معانی نیز مطابقے فہمہ یضل بہ کثیراً

و بعدی بہ کثیر لوا آن کے گفتم کہ معانی
مغورہ علماء اہل حق معتبر است و خلاف آں
معتبر نیت بنابر آن است کہ آں معانی را
از فرع آثار صحابہ و سلف صالحین و مولانا اللہ
 تعالیٰ علیہم السلام اخذ کر دہ اندواز اذار
نجوم پاہیت ایشان اقتباس فرمودہ اندھا
نجات ابدی خصوصی ایشان گشت و فلاح
سردی نصیب شان آمد اولئک حزب
الله الات حزب الله هم املحقون ه

دکتو ب نمبر ۲۸۶ و نظر اول (۲۲۳)

میں نے دعویٰ کی کہ علماء اہل حق ہی کے سچے
ہوتے معانی معتبر ہیں اور آن کے خلاف کسی اور
کے سچے ہوتے معتبر نہیں تو یہ اس واسطے کہ علماء
اہل حق نے ان معانی کو صحابہ کرام اور سلف
صالحین کے چشمہ نیوض سے حاصل کیا ہے اور
آنکے اذار سے اقتباس فرایا ہے اسدا
نجات ابدی اور فلاح سردی انہی سے لے کتے
ہے وہی خدا نی گردد ہے اور خدا نی گردد ہی
فلاح پانے والا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا، فائز کتبات میں اس موضوع پر بہت سے محفل اور مصل
کتابیں موجود ہیں جن میں گمراہی کے اس چشمہ پر بند لگانے کی کوشش کی گئی ہے —
ذرا عنود و نکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ آج یہی جو شئی نئی خطرناک گمراہیاں امت میں
پیدا ہو رہی ہیں ان کی مصل و بنیاد یہی ہے کہ ہر "ب الوہی" اپنے کو "ابو حنیفہ کوئی" اور سعیان
نوری، ابو الحسن الشعرا اور ابو منصور ماتریدی، ابن تیمیہ حزاںی اور امام غزالی کے مہرس بھٹا
ہے اور بلا ادنی اتمام و تردد کے کتاب و سنت ہی کا نام لیکرنے نئے فتنے برپا کرتا ہے۔
پنجمیت، مرزاںیت، چکڑا لویت اور مشرقیت کیا یہ سب اسی گمراہی رفعیہ سلف سے آزادی
کے کرشمے نہیں؟

"بدعت حسنة" کا نظریہ بھی جس کے پروہ میں اس عہد کے علماء، سونے اپنی خواہشات
نفس کو جزو دین بنادر کھاتا، حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی نظر میں سخت خطرناک تھا اس لئے

آپ نے اس نظریہ ہی کے خلاف جنگ کی اور بلا خوف لومہ لائیں با محل بحدادہ انداز میں
کسی بدعت کے حسن ہونے ہی سے انکار فرمایا،
خواجہ مفتی عبدالرحمن کابلی کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:-

از حضرت حق بحکام و تعالیٰ به تضرع ذرا دی پر فیر فی بحاجات تعلق سے نہایت عاجزی اور
مسئلت سے نماید کہ ہرچہ در دین محدث شدہ
ذرا دی کے ساتھ دعا کرتا ہے کہ دین میں جو
استدعا بدیع گشته کہ در زمان خیر البشر و
نئی بائیں پیدا کی گئی ہیں اور جو برسیں ایجاد
خلفاء راشدین اور بنو وہ علیہ و علیهم الصلوٰۃ
کی گئی ہیں جو آنحضرت اور آپ کے طفقاء کے
ذلیں میں موجود نہ ہیں اگرچہ وہ روشنی میں
والسلیمات اگرچہ آن چیز در دشمنی مثل
زمیں میں موجود نہ ہیں اگرچہ وہ روشنی میں
غیر تابع اعلیٰ محدث نہ گرداناد... گفت اند
سینی میں صبح کی طرح ہوں پھر بھی اس
کے بعد نہیں... کہتے ہیں کہ بدعت کی دفعہ میں ہیں
نہ کرے.... کہتے ہیں کہ بدعت کی دفعہ میں ہیں
کہ بدعت بردود نوع امت حسنہ دینیہ۔
این فقرہ متعین بدعت اس میں بدعتہا حسن و
حسنہ دینیہ.... یہ فقرہ آن بدعتات میں سے
کسی بدعت میں بھی حسن و فرمانت نہیں دیکھتا
اور بھر نظمت و کلامت کے ان میں کچھ نہیں
محوس کرتا..... سرکار بنی آدم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جو ہمارے دین میں ایسی بات
ایجاد کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ چیز مردہ
بے پس جو شے مردود ہو گئی اس میں حسن کیسا
نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے "تم
بچو فدا ایجاد باتوں سے کیونکہ ہر فدا ایجاد بر بدعت
ہے اور ہر بر بدعت ضلالت پس ہونی حسن در
باشد ہر بدعت ضلالت پس جب ہر فدا ایجاد بدعت

بدعت چہ بود" اخ

رکنوب نمبر ۱۰ دفتر اول)

ایک اور رکنوب میں ارقام فرماتے ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِلٰهِ الْعٰلٰی صَاحِبِ الْجٰلٰیةِ وَالصٰلٰیةِ وَالسٰلٰمُ
وَالْجٰلٰیةُ طَلَّاتُ بِدِرْهَمٍ هَا سَوْرَةُ سَاهَةِ الْمَدِرْهَمِ
مَلَتْ حَصْنُوْبٍ لِلْمَلِیِّ صَاحِبِهِ هَا الصَّلٰیةُ وَالسٰلٰمُ
وَالْجٰلٰیةُ كَمَدِدَتْ أَوْرَمَدِدَشَ خَلَائِقَ غَرْدَانِبَدَهُ
عَجَبَ مَرَآنِكَهُ جَسَنَ آنَ مَدَثَاتُ دَامَسَخَنَهُ
سِيدَاتِهِ دَالَّ بِلَهَهَا رَاحَنَاتِهِ، هَكَارَندَ
مَكْبِلَ دِنِ دَعِيْمَ مَلَتْ دَازَنَ حَنَاتِهِ
جَرِينَدَهُ دَرَاتِيَانَ آنَ اَمَورَ تَرَفِيْبَ مَنْ نَابَنَهُ
هَبَاهِمَ اَشَدَهُ سَهَادَهُ سَوَادَ الْعَرَاطَهُ، مَگَنَهُ دَانَهُ
كَهُ دِنِ پَیَشَ اَزَبَ مَدَثَاتَ کَامَلَ شَدَهُ بَودَ
وَنَمَتْ تَامَگَشَتَهُ دِنَهَا حَرَضَتْ حَنَ سَجَادَهُ
وَتَعلَلَ بِحَصَلَ پَیَسَتَهُ کَما قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی
"اَبِيَّمَ اَمَلَتْ لَكَمَدَهُ بِنَكَمَدَهُ اَنْمَتْ
عَلَيْكُمْ لَغْمَتِي دِرَضِيَتْ لَكَمَالِ اَسَلَامُ
دِيَنَا" پَسْ کَمالِ دِنِ اَزَبَ مَدَثَاتَ حَبَنَهُ
فِي تَحْقِيقَتِهِ، هَكَارَنَوْدَنَ هَسَتْ بَعْقَنَاءَ اَهِي
کَرَبَهُ۔ (رکنوب نمبر ۱۰ دفتر اول متن)
ایک اور موقع پر ارقام فرماتے ہیں :-

ہر زمانے میں ہر کما اور غربتِ اسلام کے اس دور میں
خوہ صادین کا بغاود قیامِ سنوں کی توجیح اور
بدعت کی تحریب سے دل بھے ہے جس انگلوں نے
بدعات میں کوئی حسن دیکھا ہو گا کہ اس کے بعد خدا فراز
کو انہوں نے مُحکم فراز دیا، اس فیقر کو اُن سے
اس سُلے میں انفاق نہیں۔ میں کسی فرد بدعت
کو احسن نہیں سمجھتا اور وہی مُحلت و کو وہی
سمجھے ان میں کچھ نہیں محسوس ہوتا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کل بدعتِ ضلالۃ دہر
بدعت گراہی ہے افیقر کے نزدیک اسلام کی
اس غربت کے زمانے میں سلامتیِ سنت سے
اور خرابی اور بُرادی بدعت سے مابتدی ہے
خواہ کوئی بدعت ہو، بدعت اس فیقر کو گدال
کی ہوتی میں نظر آتی ہے کہ یہ اسلام کی بنیاد
کو ڈھارہ ہی ہے اور سنت ایک دخشاں تارے
کے زنجیں دکھائی دیتی ہے جو گراہی کی شب
تاریک میں رہنمائی کرتا ہے۔ خی بسماں دتعال
علماء وقت کو تونق دیے کہ کسی بدعت کے حسنے
ہونے کے متعلق زبانِ ذکر مولیں اور کسی بدعت کے
کریکافتوں کی نہ دیں، اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں
”ملقِ معیح“ کی طرح روشن ہو کیونکہ شیطانی مکروہ

ہمہ وقت خصوصیات دیں اور ان فتحت اسلام
اقامتِ مراسمِ اسلام مسٹاط بہ تزویجِ سنت
است و تحریب بدعت لگڑشہگان دربیت
حنے دیدہ باشد کہ بعض افراد آذیستن
داشتہ اندام ایں فیقر دریں مسلکہ باشان
مرا ففت ندارد و تبع فرد بدعت و احسن
نیدان در جو علمت و کدو رت در ایں حساس
منی ناید تعالیٰ علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والسلام
”کل بدعة ضلالۃ“ و میے یا بد کہ دریں
غربت و ضفت اسلام سلامتی مسٹاط باشان
سنت است و خسرابی مر بوط بمحضیل بدعت
ہر بدعت کہ باشد بدعت را در انگ سکنہ میڈا
کہ ہدم بنیاد اسلام میے ناید و سنت را
در زمک کوکبِ رخشان میے ناید کہ در شب
میکوہ ضلالۃ بہارت بیفر ما ید علما وقت را
حق بسماں دتعال لے تو نین دا د کہ حسن تبع
بدعت لب کشا نید و باشان تبع بدعت
فتوی نہ مہنگا اگرچہ آن بدعت د نظر
شان در زمک ملت میں روشن در آ پڑھے
تسویلات شیطان را داد و دراث سنت
سلطان غیظم است دویں وقت

عالم باسطہ کثرت نبوود بعدت در زنگ مادا سے سنت میں بھائی تھا ہے

دریاۓ ظلماًت بے نظر می آید و نور سنت
ساراً عالم کثرت بدعات کی وجہ سے تاریکیوں کے
بانزہت و ندرت دراں دریاۓ ظلامی دو
ریگ کر کہاۓ شب افراد میوس سیگردہ
عمل ب بعدت از دریا د آن ظلمت نے ناید و
تفصیل نور سنت کی سازد عمل سنت باعث
تفصیل آن ظلمت است و مکث آن نور فرعون
شاء فلیکث ظلمة الیه دعه ومن شاء فلیکث
نور السنه د من شاء فلیکث حزب
الشیطان د من شاء فلیکث حزب الله
الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون
والا ان حزب الله هم المظلومون
(کتبہ ۲۷ ص ۹۳ دفتر دوم)

اس موضوع پر بھی ذخائر مکتوبات میں بیسیوں بلکہ بیجاسوں مکاتیب ہیں یہاں مرف
ین ہی مکتوبوں کے ان اقتباسات پر اکتفا کیا جاتا ہے اس کو تو ارباب نظر ہی کچھ سمجھ سکتے
ہیں کہ حضرت محمد الف ثانیؑ نے "بدعت حسنة" کا انکار کر کے کہتنی مگر ایوں کا دد داڑہ بنہ
کر دیا جزا اہل اللہ تعالیٰ اعن الاسلام و عن المسلمين جزاً حسناء

دینی اور خوبی اور مذہبی فتنوں کا نیسر رحیمہ، بطال صوفیوں، کا گروہ تھا اس نے
اسلام کو جس قدر منع کیا تھا اس کا اندازہ کچھ وہی حضرات کر سکتے ہیں، جن کے سامنے اس
"نیز اسلامی تقوف" کی پوری تائیتھی ہے۔ اس طبقہ کی مگرا ہیوں کی اصلاح کے لئے حضرت

بجد دلیلہ الرحمہ نے جو کچھ عملی، اسلامی، اور قلمی کوششیں فرمائیں اگر ان سب کو لکھا جائے تو ایک خنجم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ بیان ہم اس باب کی بھی صرف چند ہی جزئیات پیش کر سکتے ہیں:-

ان لوگوں کی سب سے بڑی گمراہی "انجاد و حلول" کا وہ معقیدہ تھا جس کی بنیاد "وحدة الوجود" کے نظر پر رکھی گئی تھی اصل واقعہ یہ تھا کہ بعض منقذین اکابر طرفی سے غلبہ حاصل اور شکر کی حالت میں کچھ ایسے کلمات مزدوجہ ہوئے ہیں جن میں "مدت" کی جملک پائی جاتی ہے۔

پھر بعض حضرات (خیخ اکبر ابن عربی و عزیرہ) نے اس نظر پر ہمہ اوس (کو علمی زندگی میں بھی لکھا) اُن حضرات کی جو مراد تھی اس کو تو تا صریح کیا سمجھتے، میں ہر "مدتی" نے "حلول" و "انجاد" کا دعویٰ متروک کر دیا، اور پھر اس ایک اصل سے نہ علوم گمراہیوں کی کتنی شانجنگ تکلیفی بہت سے دعیان بنتے کہا، عالم یہا جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے از میں بھی خدا ہے، آسمان بھی خدا ہے بخوبی جو بنا نات و جادات خاصہ ربیطہ اور ان کے مركبات عرض سب خدا ہی خدا ہیں (معاذ اللہ) وکاحول وکا خوتہ الا بالله)

واحستا! اکس قدر دن تاک ہے یہ منظر کہ خدا کے مارے پیغمبر یہی بتلانے آئے کہ عالم میں جو کچھ ہے وہ غیر ارشد ہے اور اشد ان سب سے دراواکورا، ہے جو وحدۃ لا شریک ہے، لیکن شیطان نے اونہی کے اتیوں نہیں نہیں بلکہ ارخاد و ہدایت اور بکیل نعمتوں میں انہیں نیا بہت وجہ شینی کے مدعیوں سے کملوا یا کہ۔۔۔ عالم میں جو کچھ ہے سب خدا ہی ہے۔۔۔

حضرت بجد دلیلہ الرحمہ نے اس گمراہی کے خلاف بھی سخت جنگ کی اور پہاڑوں پر لومہ لائیں کہ الحاد اور زندقة قرار دیا۔ دفتر دوم کے پہلے کٹوب میں فرماتے ہیں:-
مکن راعین و اجب گفتہ تعالیٰ شانہ و عکن کوئین و اجب کتنا اور اس کے انفال و صفات صفات و انفال اور اعین صفات و انفال کے انفال و صفات قرار دیا

او قل لی اس اختن سر، ادب است دا الحادہ سخت بے ادبی بلکہ اللہ عزوجل کے اسماء
است در اسماء و صفات او تعالیٰ" صفاتیں الحادہ ہے،

پھر اصل مسلمہ (وحدت الوجود) کی تتفق اور اس میں شیخ اکبر و فیرہ کے اور اپنے
نظریہ کے اختلاف کی توضیح فرمائے کے بعد مکتب گرامی کو ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں:-
پس با عالم او ما ہے یعنی وجہ ممکن است د باشد پس حق تعالیٰ کو اس دنیا سے کوئی نسبت نہیں
«ان الله لغنى عن العالمين» اور سچا ہے
با عالم عین و تحد ساختن بلکہ نسبت دادن رجہ جائیکہ الحاد و عینیت، اللہ پاک تو تمام عالم ہے
بینیاز اور دارالولاہ ہے اس کو عالم کے عین اور
محمد کنا بلکہ کوئی نسبت بھی اس سے دنیا اس فقر
بریں فیر بسیار گران است رع آن ایسا ند و من چشمیم یا رب
سمحان ربکش دبل لعزۃ عما یصفون ہ وہ اسی حیال کے ہیں اور میں اس نقطہ پر ہوں "۔
بُشِّكَ اللَّهُ دُبَلَ لَعْزَتُهُ پاک اور بری ہے اس سے
جود دلگاتے ہیں"۔

ایک اور موقع پر ارقام فرماتے ہیں ۔ ۱-

ذہار تبریات صوفیہ مخفون نگردی دینیر خروار ہرگز «صونیوں» کی ان بیوہوں باقیوں
و فریفیتہ نہ، اور نیز خدا کو خدا نہ کبھی
وں راجل سلطان دھن نہیں ۔

(مکتبہ نمبر ۲، ۲۳۵)

ایک طرف نو حضرت نے اس گراہی کی قباحتوں کو ظاہر فرمایا اور اس کو الحاد و زندقة
قرار دیا، اور دوسری طرف اُن اکابر کی سر اوزانا ہر کی جو دحدہ الوجود اور "ہمہ ادست" کے
سائل ہوئے ہیں، اور بتلایا کہ ان کا معصداً سفیم کے کلمات سے یہ ہے کہ عالم میں جو کچھ ہے
سب اس کی قدرت کا ظہور ہے، یا یوں کہے کہ بس اس کا وجود حقیقی اور مسلی ہے اور باقی تمام
 موجودات کا وہ دعمنی ٹھیک ہے جو قابل اعتبار والائی شمار نہیں، چنانچہ ایک مکتب یہیں

فرماتے ہیں:-

حضرم صوفیا نے گرام میں سے بولگ دحدہ الوجود
کے قائل ہیں اور یہہ اوس کئے والے ہیں اس سے
ان کی مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ شیاء حق تعلیٰ
جل و علا کے ساتھ با محل مخدہ ہیں اور محاذاۃ اللہ وہ
مرتبہ تنزیہ سے اُنکردار اُشیبہ میں آگیا ہے
اور جو واجب تھا وہ مکن بن گیا ہے کہ یہ بچھے
کفر والخادیہ کے ادارگمراہی و ذمۃ نقہ سے بلکہ ہر
اوسمت کے معنی یہ ہیں کہ اور رب فیض ہیں
اور صرف وہی موجود ہے۔ (تعالیٰ و تقدس)

از صوفیہ علیہ ہر کہ بوجدت و جوہ قائل ہے
و اشیاء راسین حق مے بنید تعالیٰ و حکم بھے
اوسمت سیکنڈ مرادش ایں فیض کہ اشارہ حق
جل و علامت مخدہ انہ و تنزیہ تسلیم نہ دو
تبییہ گشتہ است و واجب مکن شدہ بیوں
بیوں آمدہ کہ ایں ہر کفر والخاد است و ضلاع
وزندقہ بلکہ حقیقیہ اوسمت آنست
کہ ایشان فیضند و موجود اوسمت تعالیٰ و تقدس

(مکتوب ملکہ دفتر ددم ملکہ)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:-

جو صوفیا، گرام ہے اوسمت کے قائل ہیں وہ عالم کو
حق تعالیٰ کے ساتھ مخدہ نہیں جانتے اور حلول و
سرپاں ثابت نہیں کرتے ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں
ظلیلت کے اعتبار سے کہتے ہیں ذکر وجود و تحقق کے
لحاظ سے لاگو چہ ان کی عبارات کے ظاہر سے انکاد و جو
کاشیہ ہوتا ہے گر جا شاکہ ان کی وہ مراد ہو کر وہ ذکفر
و اکلاد ہے اور چون کہ اکا یہ کتنا ظہور کے لحاظ سے تھا،
ذکر نفس وجود کے لحاظ سے اس لئے یہہ اوسمت کے
حقیقیہ از اوسمت ہی میں اگرچہ غلبہ حال میں وہ یہہ
اوسمت کہہ جاتے ہیں لیکن ان کلات سے ان کی

صوفیہ کہ قائل انہ بکلام ہمہ اوسمت عالم را
بانی جل و علامتی زندہ انہ در حلول و سرپاں
ثبات میکنند و حلے کئے نامیند باعتبار ظہور
ظلیلت است تبا عنبار وجود و تحقق و ہر چندہ
از ظاہر عبارات شان اتحاد وجودی تقویم
شود اما حاشا کہ مراد شان آں بود کہ کفر و
انکاد است و چوں حل کیے بر دیگرے باعتبار
ظہور گشتہ نہ باعتبار وجود ہعنی "ہمہ اوسمت"
ہمہ از اوسمت و ہر چندہ وظیله حال ہمہ اوسمت
گویند اما فی اکتفیت مراد شان ازاں بارت

پہمہ از دست باشدہ

مرا دخالیا ہمہ از دست ہر تما۔

(کتب ملت فرقہ سوم مصلحت)

او باب در حدة الوجد کے اس قسم کے کلمات کی آپ نے اور بھی لطیف توجیہات
کی ہیں مان جس سے ایک بی بھی ہے کہ
بیٹھنے دیگر راحت نہیں ایں احکام غلبہ محبت
بعض دعسوں سے یہ بات غلبہ محبت کی وجہ
است کہ با سلطہ استیلاں عجب محبوب غیر
سے سرزد ہوئی ہیں کیونکہ محبت کا اس بنا، عجب کی
محبوب از نظر عجب می خیزد و حب محبوب آنچ
نظر سے اسوائے محبوب کو غائب کر دیتا ہے اور
نے بیند نہ آنکہ در نفس الامر غیر محبوب آنچ
اے محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ملیا کہ
ذیست کہ آں مختلف حس عقل و شرعاً است
نی ہلا قع سولے محبوب کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں
(کتب ملت فرقہ اول)

اعرضن ایک طرف تو آپ نے ان اکابر کے کلمات کا سقصد اور فشا، بیان کیا۔ و
”در حدة الوجد“ اور ”ہمساوست“ کے قائل ہوئے ہیں اور دوسری طرف ”دورۃ الوجود“
کے اس گمراہانہ بلکہ ذمہ دیوانہ نظر پر کو صریح الفاظ میں المحادہ اور کفر بتلا یا جس کو دادا مابعد کے
”دعیان یخیز“ حضرات اکابر کے کلمات سے سند پکڑ کر موافم تک میں پھیلارہے تھے اور
کائنات کی ہر چیز کو بے دھر ملک خدا بنائے تھے۔

اہی ڈاپ کے لیعن صوفی ہر چیز کو تو خدا نہیں کرتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ ”غیر“
جب کامل ہو جاتا ہے تو اس وہ خدا سے مخدود ہو جاتا ہے اور اس کی سہی گریا خدا کی سنتی
بر تحلیل ہو جاتی ہے، اوس کی سند بھی لیعن عزما، کے کلام سے پکڑی جاتی تھی جنہیں
بحدہ طبیعتی الرحمۃ نے اس کا بھی رده فرمایا اور اس کو بھی کفر و ندقہ فرار دیا، اور فداء فرماتے ہیں۔
اوتعالیٰ لیعن چیز سند نشوہ و سبیس لیعن چیز حق خدا لایکی چیز کے ساتھ سند نہیں ہوتا مادہ نہ
با و سکا نہ مخدود نہیں گرد دا نہیں از لیختے عبارات کوئی چیز اس کے ساتھ سند نہیں ہے اور لیعن صوفیہ کی

صرفیہ اتحاد میں وہ میشود خلاف مراد ایشان بعین جبارات سے بظاہر و اتحاد سا ہنوم ہوتا
ہے وہ انکی مراد اور فشا کے خلاف ہے اذکار طلب
است زیرا کہ مراد ایشان اذیں کلام کہ موبہم
التحاد است (اذا تم الغفر فو الله) آن است
کہ چون نفر تام شود و نیتی بعض حاصل آید
باتی نے اند گمرا اللہ تعالیٰ نہ کہ آن فقیر
بخدا تحد شود کہ آن کفر و زندقة است تعالیٰ
بمحاد علایت و معلم الطالبون علواً بکیراً و
اکتوپ ۲۷۴ فڑاول مکا (۲)

بعن مرفاہ کے کلام میں "خو" و "امھال" کے الفاظ آئے ہیں، ان گمراہ ہوئے
اس کو بھی اپنی سند بنایا اور سمجھے کہ اس سے "خو و امھال" یعنی مراد ہے یعنی عارف کا خدا
کی سنتی یہ تحلیل ہو کر من تو خدمت من خدمتی کا صدقہ ہو جانا۔ اس کے متعلق حضرت
محمد قدس سرہ ارجام فرماتے ہیں، ۱۔

در جبارات بعینے از مشائخ قدس اشراہ او جم
بعن شائخ کرام کی جبارات میں وہ "خو و امھال" کے
لغائے ہیں تو اس سے ان کی مراد صرف خونظری
ہے ذکر خونظری اور ذاتی، اور اس سے ان کا طلب
یہ ہے کہ سالک کی نظر سے اپا وجہ شخصی اور جعل ہو جانا
ہے نہ یہ کہ فی الواقع وہ باقی نہیں رہتا کہ ایسا خیال
کرنا قائم کا دوزندقہ ہے، اس راه کے بین ناقصین
اس قسم کے شہبیں ڈالنے والے کلمات سے وہ

خونظری است نہ خو یعنی یعنی تعین سالک
از نظر اور تنفع میگردد نہ آنکہ نفس الامر خو
میشود کہ آن اتحاد دوزندقہ است بحیثی
از ناقصین ایس راه اذیں الفاظ سو ہمہ
خو و امھال یعنی داشتہ اند وہ بہ زندقة

د سیدہ اندر کے از عذاب و ثواب اخروی
 انکھا بندوہ اندو خیال کر دہ اندر کے بھنان
 کے از عذاب بکثرت آمدہ اندر مرتبہ دیگر
 ہیں طوراً ذکر ثابت بودت خواہندافت،
 دا بس کثرت دا ال د حدت ضمحل خوا ہد
 شد، وجہے اذبیں ذنا و فہ آن حوشدن را
 قیامت کبریٰ خیال کر دہ اندو از حشر و نشر
 د حساب د صراط و میران انکار مفرده،
 ضللو و فاضلوا اکثیر لمن الماس
 گر کوہ نہ نئے بینندہ کے از بیع کا ملے عجز و
 نفس د احیاج زامل نقہ د است پس
 رجوع وجودی بودت چہ باشد، دا گر
 رجوع ابوددت بعد اذ موت خیال کر دہ
 اندر کافر زندگی اندر کے از عذاب اخروی
 انکار دار ندو ابطال دعوت انبیاء
 نے نایند علیهم الصلوات والستلیما
 اتمهادا اکملہما۔

(مکتب ۲۷) و فردا ول مبتدا)

اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے جو تعلیم دی
 اس کو غلام سمجھتے اور ان کی دروت کو باطل جانتے ہیں۔

یہ قوان زند یقون کا رود ہوا جو ساری کائنات یا کم از کم عرفانے کا طین کے خدا یا
 خدا سے مخدہ ہونے کے قابل ہیں۔ میکن اسی قبیل کی ایک گمراہی یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام

یا خاکر حضرت سید الابنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بھاندھ تعالیٰ کے ساتھ متعہ سمجھا جائے
جیسا کہ آج بھی ہمارے کام کبھی کبھی اس قسم کی صداییں سن لیتے ہیں وہ
وہی جو ستونی عرش تھا خدا ہو کر اُڑ پڑا ہے مدینہ میں صطفیٰ ہو کر
اپکا اور صاحب فرماتے ہیں ۔

شریعت کا ذر ہے نہیں صاف کھڑا ۔ خدا خود رسول خدا بن کے آیا
حضرت بجدد علیہ الرحمۃ نے اس گمراہانہ اور مشرکانہ عقیدہ کو بھی نیخ دبنے سے
اکھڑ کر چینک دیا۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں ۔

محمد بندہ ایسیت مخدود دتنا ہی دا و تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بندے ہیں مخدود دہ
و تقدس غیر مخدود است دنا تنا ہی۔

(کتبہ ۹۵ و فتویٰ اول ص ۳۷) (بھراں میں کیسی بیانیت اور کیا نسبت؟)

ایک احمدی موقع پر ار قام فرماتے ہیں ۔

اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود
آلمہ مسلم باں ملٹو شاں بستر بود بدائع حدوث اس قدر بندی مرتبہ کے بشر نئے اور حدوث
و امکان ستم (کتبہ ۹۴ و فتویٰ اول ص ۳۸) و اسکا نکے داغ نے داغدار۔

ان گمراہ تصوفین کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی تھا کہ خدا کی عبادت بس اس وقت ہے کہ
ضروی ہے، جنکہ کسرفت حاصل نہ ہو صبول سرفت کے بعد عبادت کی حاجت نہیں، اس کے
ستعلیٰ حضرت بجدد علیہ الرحمۃ ہوئے غصباً کہ ہو کر لکھتے ہیں ۔

تصوف ان خام مثداں بے سر انجام بستے کچے تھوڑے اس بیت در رامان ملدوں کا جایا
..... خیال سے کنند کرو اس مکلف بحرفت ہے کہ خواص صرف مرتبت الہی کے مکلف ہیں۔
اندوں دیگر یہند کہ مقصود اذایتاں و اور کتنے ہیں کہ شریعت پر عمل کرنے سے ختم ہو تو

شرعیت حصول صرفت است و چون معرفت حاصل
بیس رشد نکلفات شرعیہ ساقط ہو گئے اور آبیت کر رہے
کرمیہ واعبد ربک حثیٰ پامیک المیقین
بمشهدے آزاد دینی انتہائے عبادت تا
حصول صرفت حق فعلیٰ است
خذ لہم اللہ سخانہ ما اجْعَلْهُمْ - آن
اشدان کو رسموا کرے کس قدر جاں ہیں، عبادت
کی جس قدر مزورت عارفول کو ہے بند بند کو
عشرہاں مر بندیاں را ازاں احتیاج حاصل
نمیت۔ (کتبہ و فتاویٰ مفت) ۲۵۸

اسی طرح ان بطالوں کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ صرف "باطن" "درست ہنا چاہئے"
اعمل نہا ہر (نماز اور روزہ وغیرہ) کی اللہ والوں کو کوئی صرورت نہیں حضرت مجده علیہ الرحمہ
اہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

سلامتی قلب اذال تقاضات بہا سوائے او
ول کام اسوائے حق سے خالی ہونا اور وہ اعمال
تعالیٰ و اعمال صالح کہ بہ بدن تعلق دارند صالحہ بدینکہ شرعیتے جن کا حکم دیا ہے ان کا
و شرعیت باتیاں آن امر فرمودہ ہر دو کتابیہ فلہم ہی چیزیں مزوفہ ہیں بغیر ان
لئے اس آبیت میں یقین کے معنی موت کے ہیں اور بعض اہم آبیت میں بھی یقین موت کے معنی میں مشتمل
ہو اہے شلار حقی اتنا یقین، بہ حال مرنی زبان میں یقین کے ایک مشہور معنی موت کے بھی ہیں،
یعنی جو لوگ اس سے ناواقف ہیں یا وہ یقین کے معنی "علم یقین" ہی جانتے ہیں اوسکوں نے اس
آبیت میں بھی وہی معنی کبھی احمد فتحی پنکھا کا کہ عبادت میں اس وقت کہ مزوفہ ہے کہ معرفت
کا طائل ہو جائے، حالانکہ مطلب آبیت کا یہ ہے کہ عبادت مرتے دم تک کرنی چاہئے ۱۷

اعمال صالح کے سلامتی قلب کا دعویٰ ہے عرض
باطل ہے جس طرح کہ اس دنیا میں روح کا بلا بان
کے چونما نامکن اور غیر مخصوص ہے..... آج کل
کے بہت سے مخدوس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں خدا
ہم کو بھیضل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
ان کے پرے یعنی دعویٰ سے محفوظاً رکھے۔

دکار است، دوائے سلامت قلب بے
اتیان اعمال صالح بدینہ باطل است بمحضان
کہ روح دمیں نشانہ بے بدن غیر مشحون است
بیارے از مخدان ایں وقت ایں قسم
دعوائے می نمایندہ بخاننا اللہ سبحانہ
عن مقصود انہم المسوی بصدقۃ حبیبہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام ۴

(رکتو ب ۹۲ دفتر اول ص ۵۲)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:-

ہر کوہ باطن پر داڑو اور ظاہر دنہ ملک دست
دواہل باطن است درج او بیند علامت
محبت حال باطن اہتمام تکلی ظاہر است
با حکام شرعیہ ۵

(رکتو ب ۱۵۷ دفتر دوم ص ۱۵۶)

ہذا ہے۔

ارباب تصرف کی ایک عام غلط فہمی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے شائع طرین کے سکافٹا
اور معارف کو اصل سمجھتے تھے، اور اپنے اعمال کی بنیاد اسی پر رکھتے تھے خواہ وہ ظاہر شرعاً
سے تصادم ہی کیوں نہ ہوں، حضرت مجدد قدس سرہ نے اسی کے خلاف بھی بہ دانہ جڑت
و نزدیکیت سے لکھا۔

معترض اثبات احکام شرعیہ کتاب دست است ۶
احکام شرعیہ کے اثبات میں بہر کتاب دست کا احتیاج ہے

او قیاس و اجماع است بھی ثبت احکام ہیں۔ ان چار ادله شرعیہ کے بعد کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے احکام ثابت ہو سکیں، اور لیکے کرام کے امام تے کسی چیز کی علت یا ورثت ثابت نہیں ہو سکتی اور ارباب بالمن کا کشف کسی چیز کو فرض یا سنت ثابت نہیں کر سکتا، عبہدین عظام کی تقدید کے باعہ میں ارباب ولایت خاصہ عام مومنین کے رابر ہیں اور ذہن و وزن صحری وہا یزید بسطامی و جنید و شبی اس باب میں موامیں زید و عمرو و بکر و فالد کے ہم مرتبہ ہیں، ہال ان بزرگوں کو نویری حیثیت سے بڑی نسبیت مالی ہے۔

پیاس و اجماع امت نیز بحقیقت ثبت احکام است بعد اذیں چهار ادله شرعیہ، ایجع دلیلے ثبت احکام شرعیہ نے تو انہ شد المام ثبت حل و حرمت بند و کشف ارباب باطن اثبات فرض و سنت نہ نامندر ارباب ولایت خاصہ با عالمہ مومنان در تقلید محتمدان برابر آندہ..... ذہن و وزن، بسطامی و جنید و شبی بکر و فالد کے از عوام مومنان آندہ در تقلید محتمدان در احکام اجتماعیہ مساوی آندہ اک سفریت ایں بزرگوار ایں در امور دیگر است۔ (مکتب ۲۵ دفتر دوم ص ۱۰)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:-

علوم لدنیہ کی صحت و مقبولیت کی علامت، صریح علوم شرعیہ کے ساتھ ان کی مطابقت ہے اگر بال رابر بھی تجاوز ہوا تو سمجھ لو کہ اس کا فنا نہ کر ہے اور حق وہی ہے جو علماء اہل سنت و جماعت کی تفہیق ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے یا احاد و بید نی ہے یا سکراور غلبہ حال نہ ہاشی ہے

بعض سے جاہل صوفی طریقہ سنت و شریعت سے منکر یا اضافیں احمد بخاری پر کرتے تھے اور اسکو وصول الی اللہ کا ذریعہ سمجھنے تھے اور اسی وجہ پر ہے، حضرت مجده قدس سرہ اس کے متعلق فرمائے ہیں۔

ریاضات و بجاہدات کے باوارائے تطییریت
دریجہ سنت سے بہٹ کر جو ریاضیں اور بجاہے
اختیار کرنے معتبر نیت کے جو گیہہ و برآہہ ہندو
وگ کرنے ہیں ان کا کچھ وزن و اعتبار نہیں،
فارسی زبان و دین امر شرکت وارند و آن
ایسی ریاضیں زمان کے طبقی اور ہندوستان
ریاضات درحق ایشان جز مثالات نافرایہ
کے بہمن اور جو گی بھی کرنے ہیں میکن سوائے
غمراہی اور خلاصہ کے ان کو ان سے کچھ حاصل نہیں
و بغیر خاردت رہانے نمایہ۔

(کتب ۲۷۰ و فتوائل ۲۳۸) ہوتا۔

نیز حضرت قدس سرہ نے مخدود مکاتیب میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ ان غیر
شرعی ریاضات و بجاہدات یا اسی قسم کے درمیان امشرو عذیبوں سے جو مکاشفات و
تجسسات اور جو احوال و مراجید حالی ہوں وہ خدا کا اغام نہیں ہیں بلکہ وہ استدراجات ہیں
اوہ خدا کے دشمنوں (جو گیوں سادھوؤں وغیرہ) کو بھی حالی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک
موقع پر فرماتے ہیں،

احوال و مراجید کہ بابا باب نامشروع
لامشو عطیوں پر جو احوال و کیفیات مترتب
ہوں وہ فیقر کرنے دیکھ استدراج کے تبعیلے سے
ہیں کیونکہ اہل استدراج کو بھی احوال و کیفیات
ہاتھ آتے ہیں... جملے زبان اور ہندوستان
کے سادھو اور جو گی اس عالمہ میں شرک ہیں اول
و کیفیات کی بجائی اور سبقیت کی مظاہمت حرام اور
مشتبہ اور سے کمل پرہیز کے مانند ساتھ علم شریعہ
محمد و مشتبہ۔

پرسی مسلم میں سامع و قص اور لفڑاہ سرود کے سلطان (جو اس طبقہ میں جائے ہام کی
جیتیں رکھتا ہے) فرماتے ہیں:-

سماں و رقص نی کھیقت لود لعب میں داخل ہے
..... اور اس کی حرمت کے بارے میں آئیں مخفی
نغمی روایات اس کفرت سے ہی کہ اس کا شمار
بھی مشکل ہے کسی زمانہ میں بھی کسی نیقہ نے
سرد و رقص کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے
اوہ صوفیوں کا عمل حلقت و حرمت میں کوئی سند نہیں
بھی بہت ہے کہ ہم ان کو مدد در کیسی اور ہلت
نگریں اور ان کے حامل کو حق تعالیٰ کے پر کر دیں
..... بھاں تو امام ابو حنفہؓ امام ابو سعید اور امام
محمد رحمۃ اللہ علیہما کا قول معتبر ہے ذکر کہ ابو بکر شبیلی
اوہ اجسون نہیں کامیل۔ اس زمانہ کے کچھ معرفی
اپنے پیروں کے عمل کا بھانکر کے مسودہ رقص کو
اپنا دین و مذہب بنائے ہوئے ہیں اور اس کو
ٹامت و عبادت کیجئے ہوئے ہیں ۔۔۔ آہ ۔۔۔
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا دین لود لعب
بنایا ہے ۔۔۔ (کتب لٹھ فقراء م ۲۳)

انہی صوفیان خام، پرستاران سرد و نغمہ کی کوتاہ نصیبی پرہ در صری جگہ اس طرح نہ
فراتے ہیں ۔۔۔

اسیوں اس طالہ معرفیہ میں بہت سے بیسے ہیں
جا بُنی بے چینی کا علاج سماں و نغمہ اور وجد و
تاجد میں ذہن نہ تے ہیں اور اپنے محظوظ کو

جم غیر ازیں طائفہ تکین اضطراب خود
را در پردازے خود جو جد تا جد میتند و
مطلوب خود اور پردازے نظر مطالعہ

نحو زندگانی مقصود را دیدن خود کر فتنه
ہا آنکو شنیدہ باشند ما جعل اللہ فی
الحسام شفاء اگر فتنہ از حقیقت
صلوٰتیہ برائیاں نکشف شدے هرگز دم اذ
ساع و فتنہ نزدندے و
بوجاتا تو هرگز ده سلرع و نفر کارم نہ بھرتے —
جب حقیقت کا راست انکو نہیں مل اونغلہ راست پڑی تو
برادر عزیز جنما فرق نماز اور نعمت میں ہے اسی تدریج
فرق نماز سے ماحل ہونے والے کالات اور نعمت سے
پیدا ہونے والے احوال میں سمجھو، میں عاقل کو انشا و
کمالی ہے

چوں مرید زندگانی مقصود را افسانہ زندگانی
اے پلور ہر قدم کے فرق درمیان نمازوں نعمت
ہماں قدر فرق درمیان کمالات کے مقابلے
آن نمارا است و کمالانیکہ مقابلے آن نعمت
است بہماں العاقل نکفید الا شارہ
رکنوب (۲۷۷ دفتر اول ص ۲۷۷) کمالی ہے

و مصلی ان متصوفہ کی ان تمام غلط فہیموں اور گمراہیوں کی اہل داداں اس ایک ہی سنبھلی
کہ یہ شریعت و طریقیت کو الگ الگ سمجھتے تھے، اور ارباب معرفت و مالکین را و طریقیت
کے لئے ظاہر شریعت کا اتباع ضروری نہیں جانتے تھے، اس لئے حضرت مجده قدس سرہ
نے اس بنیادی گمراہی کے خلاف بہت زیادہ روڑ قلم صرف فرازیا، آپ کے کمزیات کا اگر
تجزیہ کیا جائے تو جتنی بحث اس سلسلہ پر نکلے گی غالباً اتنی کسی موضوع پر نہ ہوگی، یہاں صرف
بطور نونہ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں،

و صول یا بن نعمت مظلہ والیہ ایتھے اتباع
سیداً ولیم و آخرین است علیہ و علی آله
من اصولات افضلہا و من المیات اکملہ
تا تمام خود و اور شریعت گم نہ زد و باستھان

اس نعمت عظیمی کا ماحل ہونا سردار اولین و آخرین
خاتم انبیاء و مرسیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
سے مابینہ ہے سالک جنتک کہ پنے کو شریعت
ہیں بالکل گم نکر دے اور اپنی زندگی کو بالکل شریعت

ادامرو انتہا از فوادا ہی مخلی بگرد بوسے کے مطابق دبنا لے اس نعمت کی خوشبو بھی
ازیں دولت بشام جاں اوزرسد۔
(مکتب رہ، نزراول سنت)

ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں۔

اے فرزند اپنے فرد ابکار خواہ آمد تابعت
صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے
دانی احوال دیکھیا تو ہو علوم و حادثات
و مذہب اگر آن تابعت جمع غرند فہاد نعمت
و الاجر خرابی و استدرائج ایسچ نیست۔
(مکتب سنت، نزراول مہم)

ایک کنوب ہیں، ارشاد فرماتے ہیں۔

پیشیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کی پیروی
نمیت مرد بایمان شریعت او علیہ الصلوٰۃ
و السلام شکا خواب یہم وہ ذے کہ اور قرئے
ایں تابعت واقع خود از کر کر دعا ایسا یا
کہ پیغماز تابعت است دعا و فضل است۔
(مکتب علیا جلد اول م۱۲۵)

الغرض حضرت بعد الدفۃ ثانی ندرسہ نے تصوون کے متعلق پرہلان کے علاوہ اور
بہت سی مسلمانین فرمائیں اہد حق یہ ہے کہ سیکڑوں برنس سے جو آلاتیں وہ میں باہر سے داخل
ہو گئی تھیں اُن سب کو چانٹ کر نہایت صاف اور سخراً اسلامی تصوون دینا کسی کے دماغ نہ پہنچ کر لے۔

فلسفہ ارض و فضیلیت

کے خلاف

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا جہاد

اس سے پہلے بعض مخالفین کے ممن بیس اول مباب کی طرف اشارات لگ رکھے ہیں
جن کی وجہ سے عوراً اکبری یہ شیعوں کو مغلیہ حکومت کے اندر عمل دخل کا موقع ملا۔ اور عہد
جہانگیری میں ”نور جہاں“ کے طفیل حکومت کی باغ ہی شیعوں کے ہاتھ میں چل گئی بلکہ صحیح
یہ ہے کہ جہانگیر کے نام سے ”نور جہاں“ کا شیعی گھرانہ ہی اس وقت ہندوستان پر حکومت
کر رہا تھا، خود جہانگیر کا اعتزاز ہے۔

درود لوت پادشاہی من حالا در دست میں اب سیری ساری بادشاہی اسی سلسلہ رفتہ جہاں لاد
سلسلہ است، پدر دیوان کل، پسر کمیل مطلق اس کے گھروالوں کے ہاتھ میں ہو اس کا باپ دیوان
وفقرہ پر ازاد صاحب، کل ہے، اور بیٹا نور جہاں کا بھائی آصف خاں) کیلی

(تذکر جہانگیری) مطلق ہوا اور میشی (خود نور جہاں) ہم لندہ ہم محبت۔

جبلہ تاج و تخت پر اس طرح شیعیت کا تبصرہ تھا تو کوئی وجہ نہ تھی لہذا الناس علی
دین مذکومہ کے ضری اور طبعی اصول پر حمام میں روض کے جواہیم نہ پہنچتے۔ چنانچہ شیعی خیالات
عوام سینوں میں بھی سراہی کرنے لگے۔ — حضرت علی مرتضیٰ کی افضلیت مطلقاً ملکہ کا عقیدہ اور
جن صحابہ کرام کے آپ سے اختلافات ہوئے ان کی طرف سے بعض دعاوات اور اس قسم کے
شیعیت کے دوسرے بادی بھی وباۓ عام کی طرح سینوں میں پہنچنے لگے،

حضرت بددافت شفافی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ کھڑے ہی اس لئے کئے گئے تھے کا اس قسم کے تمام فتوؤں اور ساری گراہیوں کا قطع قمع کے دین کو پھرستے ترقیات اور ملت کو از مردہ زندہ کر جس اس لئے اس فتنہ تشیع کے استعمال کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ بندول فرمائی اس سلسلہ میں آپ کی کوششیں یعنی طرح نہجور پذیر ہیں،

(۱) شیعی علماء سے آپ نے عام و خاص گلبجوں میں بالشافہ مذاقہ اور مبالغہ کئے جن میں ان کو فاش نہ کیتیں دیں مادور حق یہ ہے کہ آپ کے اسی اقدام نے شیعیت کی ترقی کو بڑی حد تک دو کروما اور اسی ایک ضرب نے اس کی کمر توڑ دی۔

(۲) شہداء کے بعض شیعی علمانے اور رواۃ النہر کے سنتی علماء کے ایک رسالہ کے جواب میں ایک نہایت پُرفزیب اور سراپا متروک رسالہ مکھا جس کا حاصل خود حضرت مجدد کے لفظوں میں "حضرت خلفاء رشیدین کی تکفیر اور حضرت عائشہ صدیقہ کی نعمت دشمنی تھی" ۔۔۔ اس رسالہ کو بندوں تلوک کے شیعوں نے خوب پہمیلا یا اور خصوصاً امرا و حکام اور ارکان سلطنت کی بجالس میں اس کو خوب شہرت دیجئی یا یہاں تک کہ ہر طرف اور ہر جگہ اسی کا جرچا ہونے لگا ۔۔۔ حضرت مجدد علیہ السلام نے پہلے تو خاص گلبجوں اور عام جمیعوں میں اس کا رد بیان کرنا شروع کیا اور اس کی مخالفت آفریشیوں اور رابلہ فرزیوں کا پردہ خوب خوب چاک کیا۔ پھر اس کے بعد ایک مستقل رسالہ اس کے جواب میں لکھ کر شائع کیا۔ اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے جلیل القدر امام نے اس کی شرح لکھی ہے،

(۳) آپ نے سینکڑوں مکاتیب میں حضرت بددۃ نے شیسی ہمیں دخیالات کی نہایت مدل اور متفاہنہ تروید کی اور شیعوں کے بے پناہ پروپگنڈے کی وجہ سے جو غلط خیالات خود شیعوں میں پیدا ہو رہے تھے نہایت حکمت کے ساتھ کتاب و سنت اور عقل سیم کی روشنی میں ان کی اصلاح فرمائی ۔۔۔

اور معلوم ہے کہ آپ کے مکاتیب اگرچہ کسی خاص ہی شخص کے نام لکھے جاتے تھے اور بظاہر

من کی جیشیت بخی خلود ہی کی ہوتی تھی لیکن ان کی اشاعت، تداہل اور نقل و نقل کا
ایسا اہتمام تھا کہ گویا وہ غیر اخباری زمانہ میں آپ کے بیان سے "بجد و گوث" ہمکھنا تھا
آپ کے خلفاء، تمام اطراف تک جس بلکہ ہندوستان سے باہر مادرا نہر، پنجاب، خراسان
توران اور طالقان و بنیوہ و بنیوہ میں بھی پھیلے ہوئے تھے، یا اپن کئے کہ ایک خاص نظام اور
لقدی کے طبق ان آپ نے ان کو مختلف مرکزوں میں بھیاد یا تھا اور سب ہی مختلف ذرائع سے
کمزبادتی کی تفصیل ماحصل کرتے رہتے تھے، سب لئے آپ کے مکانیب کی جیشیت
فی الحیثیت بخی نہ تھی، بلکہ درحقیقت و تبلیغ و اشاعت کا ایک نہایت تنظیم اور روزہ رسلسلہ تھا
— برکت اس سلسلہ کے ذریعے بھی آپ نے فتنہ رضی کی بڑی رہک تھام کی، اور اس
وقت کے حالات کو پیش نظر کہ کریمین کے ساتھ کام جاسکتا ہے کہ اگر حضرت محمد و حضرت اللہ
علیہ اس طرف متوجہ ہترے تو اگری الحادیہ جو مسلمان پہنچے تھے ان میں سے لکھر شیعیت کے
جالیں چنس پکھے ہوتے رہے۔

اس سلسلہ میں حضرت علیہ الرحمہ نے متفرق طور پر جو کچھ ادفام فرمایا ہے، اگر اس سب
کو جمع کیا جائے تو ایک فیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے، یا چند عنوانات کے انتہا آپ کے
کمزبادتی کے چند ہی مقتباً سات پیش کئے جاتے ہیں وہ

"فی زماناً إِنْ بَجْدَ دِيْنِي اِرْتَهَا دَاتُكُمْ اِنْ لَّتَ بَحْرَى مَرْدَى هِيَ ہے کہ آج کل
بعض تجارت پیشہ مدیان نقوص صورت" اپنی تجارت کی گرم باری کے لئے، اور بعض روڈوں
پر یہاں پہنچتے وہ بھری اور ہوئی پرستی کے باہم اور عما، "شیعیت و خیث" کے
ساتھ ساتھ اونٹی تھام و خیالات کے حامل بلکہ سلیمان بنے ہوئے ہیں جو وہ راگری اور عہد
جاتا گیری میں بڑی چالاکی اور بوشیاری سے شیعوں نے سنیوں میں پھیلائے تھے، بلکہ اپنے
پوری بلند آہنگ کے ساتھ یہ دعوے بھی کئے جا رہے ہیں کہ ہبھیت سے اویادگرام اور صوفیا،
عظام کا یہی مشرب رہا ہے، حضرت محمد و حضرت علیہ کے ان ارشادات کے طالعہ سے نافری

کرام کو علوم ہو جائے گا اک اہل اللہ اور عزما، امت کے نزدیک اس باب میں سلک صحیح
اوصر اک استقیم کیا ہے، اور اس مقدمہ کی نظر میں یہ خیالات اجنب کو آج بعض طفولوں میں
لازمہ تصورت کھا جانے لگتے ہیں، کس درجہ مراہنہ اور صحیح اسلامیت سے دور ہیں و اللہ یعین

من دشائے الی صراط مستقیمہ

افضیلت شیخین (رضی اللہ عنہما)

شیعیت کی بہلی سڑھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کا اعتقاد ہے
اور چالاک روافض عوام سینوں کو سب سے پہلے اسی عقیدے پر جانے کی کوشش کرتے ہیں،
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی مرتضیٰ کی قرابت فریبہ اور بعض دوسری وجہوں
کے وہ اس الجہ فربہ ہیں کسی قدر اساسی سے کامیاب بھی ہو جانے ہیں۔ پھر جب ایک شخص
اتھی بات کو ان لیتا ہے کہ حضرت علیؑ بلا استثناء تمام صحابہ کرام میں نہیں تھے تو لازمی طور پر
وہ اس نتیجہ پر بھی پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے خلافت کے انتخاب میں ان کے ساتھ بھافی
کی باکم ازکم یہ کہ صحیح انتخاب نہیں کیا۔ اور جمیور صحابہ سے بدظنی اور بعض دعا دوت ہی شایعی نہیں
کامنگ بنیاد ہے، بہرحال شیعیت کا پلا دروازہ یہی عقیدہ "تفضیل" ہے حضرت مجتبی
علیہ السلام نے بلا مبالغہ پچاسوں جگہ اپنے کتو باتیں اس پر روشنی ڈالی ہے جن میں سے
مرت چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ دفتر دوم کے پندرہ صوریں کتبہ گرامی میں جو حکام بلده
سآزاد کے نام کھا گیا ہے ارقام فرمائے ہیں۔

فضیلت حضرات شیخین باجماع صحابہ و مابین	حضرات شیخین (سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر) کی افضلیت
ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ آنہ	صحابہ و مابین کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اہل
جماعت اذ اکابر امّہ کریمہ اذ ایشان امّ	امّہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل کیا ہے جن میں
شافعی است قال الشیخ ادماہد الحسن	سے ایک امام ثانی بھی ہیں، اور امام ابو الحسن
الامشیری ان تفضیل ابی بکر شد عمر	مشیری نے ذرا ہے کہ حضرت مسلم بن ناوار و قی

علی بقیۃ الامم قطعی و قد کا تو کی فضیلت باقی نہام است قطبی (غیر مشتبہ اور غیری) عن علی رضی اللہ عنہ فی خلافتہ مکرمی صلکتہ، و بین الجماعین من شیعیتہ ان ابا بکر و عمر بن ابی ذر مفریں ایک طویل کتب آپ نے کن سلطنت خان جان کو لکھا ہے جس میں آپ نے نام مزدودی عقامہ تحریر فرمادی ہے ہیں بلکہ اس بحاظت سے اگر اس کو مجتبی عظامہ نامہ کیا جائے تو بجا ہو گا۔ اس میں خلافت راشدہ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم (جعین) کے متعلق فراہم ہیں۔

حضرت خاتم الانبیاء، علیہ وآلہ وسلم الصلوات والاسلامات) کے بعد خلیفہ مطلق اور خاتم برحق حضرت ابو بکر صدیق بن عوف رضی اللہ عنہ، اور ان حضرت کی فضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے یعنی سب سے پہلا درج حضرت صدیق کبڑا کا ہے ان کے بعد حضرت عثمان بن عفیان کے بعد حضرت عمار بن عقبہ (کا بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا درجی اللہ عنہم (جعین) کی فضیلت صحابہ و تابعین کے جامعہ اتفاق سے ثابت ہے۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہ فرمائے ہیں کہ وہ کلمی بھی حضرت ابو بکر و حضرت علی پر فضیلت دی گئی وہ سخری ہے اور وہیں اس کو کوڑوں کی سزا دلوں کی سزا دلوں کا جنمی

امام برحق و خلیفہ مطلق بعد از حضرت خاتم ارسل علیہ وآلہ وسلم الصلوات والاسلامات حضرت ابو بکر صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب است بیویان ذوالثورین است میںی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب است بیویان اللہ تعالیٰ علیہ وفضیلت زیشان برتریب خلافت است فضیلت حضرات شیعین با جمیع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است..... حضرت امیر کرم اللہ وجہ بیگرامی کیکھ مل رابی کیروں غرضیں بد ہد سختری است اور انا زیاد زم چنانکہ سختری

رابو نند" (کتب فہرست دفتر دوم منتال) افرا کرنے والوں کو دیکھتی ہے۔

بعض المائی معارف

فضلیت شیخین اور حضرات خلفاء، اربعہ کے باہمی فرق مراتب کے تعلق کیسے کیسے آپنے "رسی علوم" اور "اصطلاحی دلائل" سے گذرا کر "اسرار و لطائف" کے زندگی میں بھی کلام کیسا ہے مجده ان کے دفتر اول کے ایک کتب میں تو اسی زنگ میں اتنا کہا ہے کہ گویا "المائی معارف" ساچشہ ہی پھوٹ پڑا ہے، یہ کتب حضرت خواجہ مخدوش کا بیوی کے نام ہے، اس کے بعد ہے تو عام انعام، بلکہ متصرفین کی عقول سے بھی بالاتر میں اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو اوساط اس بھی کجو سکتے ہیں ہیاں اسی حصہ کا اقتباس دعویٰ کیا جاتا ہے (ترجمہ بطور حامل مطلب عرض کیا جائے گا)

حمد و صلوات اور تبلیغ دعوات کے بعد برادر بساد خواجہ مخدوش کو علوم ہو کہ حضرات خلفاء، اربعہ رضی اللہ عنہم چھین کے نسائل و کالات کے تعلق ہن مناسع علوم و معارف اور حق تعالیٰ کے نئے نئے بحیرہ و مزیباً اسرار و لطائف حوالہ قلم کرتا ہوں توجہ سے نہیں۔ حضرت مدین اکبر حضرت نادر نقشبندی (رضی اللہ عنہما) کو اگرچہ کالات ہری حاصل ہیں اور یہ حضرات دلایت صفوی کے دلایات اگرچہ کرچے ہیں، تاہم انہیں سایہ چین میں ان کو بخدا خدا دلایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے اور ہمارہ عوت (جو مقام نبوت سے تعلق ہے) حضرت موسیٰ سے مناسب اور مشابہت حاصل ہے	بعد الحمد والصلوة و تبليغ الدعوات علوم اخوی ارشدی خواجه مخدوش بادجھنے اذ علوم غریبہ و اسرار محبیبہ و موابہب لطفہ و معارف شرفیہ کہ مکثرا نہما تعلق بسائل و کالات حضرت شمسیں رذی النورین، حسید کراڑ داشتہ بکب فہم قاصر خود میتوسید بگوش ہوش ائماع فرامیند کہ حضرت مدین نادر نقشبندی بادجود حصول کالات محمدی و مصوی بدرجات دلایت صفوی علیہ ملی الصلوة و السلام دریا ایسا یا ما تقدم و طرف دلایت مناسبت حضرت ابراہیم صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسیلہ میتھا علیہ دارند و بعد طرف دعوت کے مناسب مقام نبوت
--	---

است نابہت بحضرت مسیٰ دارِ صلوٰت اللہ اور حضرت غوث ان ندویں فتویٰ رضی اللہ عنہ کو «ولادت» تعالیٰ و تسلیماً علیٰ نہیں اعلیٰ و علیہ و حضرت ندویں فتویٰ دو طرف نابہت خاصہ ہے اور حضرت علیٰ مرغیٰ کو نبوت دو ہر دو طرف نابہت بحضرت فوج دارند صلوٰت اللہ تعالیٰ و تسلیماً علیٰ نہیں اعلیٰ و علیہ و حضرت امیر دہڑو طرف نابہت بحضرت علیٰ دارِ صلوٰت اللہ تعالیٰ و تسلیماً علیٰ نہیں اعلیٰ و علیہ و چوپنکو حضرت علیٰ روح اللہ اسٹ و اولگہ اللہ ہیں اس لئے بہبیت جنت بنت نبوت کھان میں ولادت کی جنت نالیب ہے اور اسی نابہت سے حضرت علیٰ مرغیٰ میں بھی ولادت کی نابت نالیب ہے۔

پھر ایک دوین تحقیق کے بعد فرماتے ہیں ۔ ۱۔

حضرت صدیقؓ اور حضرت غارقؓ علیٰ فرقِ مرائب بنت حمری کے بار کے حال ہیں اور حضرت علیٰ مرغیٰ نابہت عیسوی اور ظلیل جانب ولادت کی وجہ سے ولادتِ محمدی کے بار کے حال ہیں اور حضرت غوث ان ندویں فتویٰ اپنی دو سیانی چیختیؓ کی وجہ سے بنتِ محمدی اور ولادت محمدی اعلیٰ نسبتوں کے مال ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہیں ملنا سے بھی ان کو فتویٰ نہیں گویند۔

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں ۔ ۲۔

و چوپنکو حضرت علیٰ مرغیٰ پر ولادتِ محمدی کی نسبت کا اکثر سلاسل اولیاء باشان نسبت گشت و

کمالات حضرت امیر بیش، از کمالات حضرت
شیخین بر اکثر اولیاء عزت که کمالات ولایت
محضوں اند نظاہر شد اگر نہ اجماع اہلسنت
بر افضلیت شیخین بودے گفت اکثر اولیاء عزت
بانفضلیت حضرت امیر حکم کرد سے دیراکہ کمالات
حضرات شیخین شبیہ کمالات انبیاء است علم
الصلوات والسلیمات ارادت ارباب ولایت
اندا مان آن کمالات کو نہ استاد گفت ارباب
گفت بہ اس طبق علود رجات آئنا و رواه کمالات
ولایت در جنب آن کمالات کا مطروح
فی الطریق انہ کمالات ولایت زینہ انداز
بر لئے عروج بر کمالات نبوت پس سعد آ
را از مقاصد چہ خبر و دو مبادی را از مطالب
چہ خود امر و زاد ایں تھن بہ اس طبق بعد عمد نبوت
بر اکثر سے گرانست داز قبول دور نیکی چہ
تو ان کرد سے

در پس آئینہ طوی صفحتم راشته انہ
آپکے استاذ ازیل گفت ہمہ میگویم
آماں الہ فلذ سجادہ و المنشیہ کہ درین گفتگو
بعلاۓ الہنست مشکر اشد تعالیٰ اسیم موافق
دہ بہ اجماع ایشان تحقیق استدلالی ایشان را بن

سبت رکھتے ہیں اور بہت سے گوشہ گیرا دیا پڑنے کے
صرف کمالات ولایت ہی سے حصہ طاہر ہے (اور کمالات
نبوت سے ان کو نہ ابتد نہیں ہے) حضرت میرزا کے
کمالات، حضرات شیخین سے زایدة نظاہر رہتے ہیں۔
حتیٰ کہ اگر شیخین کی فضیلت پر اہل سنت کا جامع نہ تا
تو ان اکثر اولیاء کا گفت حضرت علی رضا ہی کی فضیلت
کا فیصلہ کرتا۔ کیونکہ حضرات شیخین کے کمالات انبیاء
علیهم السلام کے کمالات کے مثابہ ہیں اور ایمان ارباب
ولایت کی دسترس دہنے کے نہیں ہے، اور نیز ان گفت
والوں کے گفت کی پرواہ بھی اون پیغمبرانہ کمالات“
کی جزوی سے پنجھی ہی پنجھی ہے، اہل؛ اہل؛ کمالات
ولایت اون کمالات نبوت کے مقابلہ میں بالکل پنج
اور بیش پا افتادہ ہیں، کمالات ولایت تو کمالات
نبوت کی جزویں تک پنجھن کے لئے زینے ہیں اور
ان دونوں میں تقدیمات اور تعاقد، ایمانادی اور
مطلب کی نسبت ہے، نبوت کی رشتنی سے دوری کے
باعث بہت ممکن ہے کہ آج یہ بات بہت سوں پر
گواہ پوچھ دہ اس کوہانے کے لئے تباہ نہوں لکھن میں
کیا کوؤں اور کیا کارکرداں ہوں میری شال تو طویل کی سی
ہے سکھانے والے نے جو اس کو سکھا ہیا ہو دیا اس نے بول دیا
بھر حال اللہ کا انکراؤ اس کا احسان ہے کہ میں اس بارہ

میر حضرات ملا، جنت کی رائے کے موافق ہوں اور ان کے
 اجماع سے تحقیق ہاں انکو جو چیز استدلال سے علوم ہوئی
 تھی بھپر اسکو نکشناز کروایا گیا ہوا اور جو بیان انکو بلا جا
 دریافت ہوئی تھی وہ بھپر انتصیل ٹھاہر کر دی گئی ہے
 اس فقیر کو وجہ بکر بول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبریت
 اور اپنے لفظ میں کامات تمام بیوت تک پہنچانیں
 دیا گیا اور ان سے کافی حصہ نبایت نہیں فرمادیا گیا
 کشفی طور پر فضائل شیعین کی طلاق ہی نہیں میکھی
 اور اس بارہ میں سوائے تقدیم کے کوئی راء ہی نہیں
 دکھلائی گئی اپنے حمد ہے اس خدا کو جس نے ہم کو بیان
 دی اور اگر وہ رہنمائی نظرنا تو ہم را دیاب نہیں بوسکتے تھے
 یک دن ہمایک شخص نے سعل کیا کہ کشفیہ الون نے کہا
 ہے کھضرت علیؑ مرتفعی کا نام نہای جنت کے دروازے
 پر کھا بولیے، لمبی خیال تھا کہ پھر سمجھ کر حضرات شیعین کو
 کیا خصوصیت حاصل ہو گی؟ تبعیس علوم ہوا کہ جنت
 میں ہم امت کا دخلہ امنی ہبڑہ بندگوں کی تجویز اور
 صواب بدیسے ہو گا، کو یا صدقیت اکبر جنت کے دروازہ
 پر کھڑے ہیں مادہ بندگوں کا دخلہ تجویز کرتے اور حضرت
 قادر حق گریا تھا کہ پھر کوئے کے اندر بجا تے ہیں اور یہ
 نظر آتی ہے کہ گویا ساری جنت حضرت مدنیؑ کہر کے ذمے
 نہ ہے، اس حقیر کی نظر میں حضرات شیعین کی شان تھام صفا

کشخے ساختہ اندو اجاتی را تفضیلی۔ ایں فقیر را
 تماز ما نیک کمالات تمام بیوت بتا بعثت پنیر
 خود نہ رسانیدند و اذال کمالات بہرہ ۲۴ م
 ندادند بر نصائیں شیعین بطور کشف طلاقع ~
 نہ بخشیدند و غیر از تقلید ربے نہ نزد مدد ،
 الحمد لله الّذی هدانا الّهذا داما کنا
 لحمدہ ولادی ولادی هدانا اللہ لقدر
 جاوہت مُرسِل سر بنا با الحق ۔

روزے شخصی نعل کرد کہ نوشتہ اند
 کہ نام حضرت امیر برادر بہشت ثبت کردہ اند
 بخاطر رسید کہ حضرات شیعین را خصالص
 آں موطن چہ باشد پیدا نوجہہ تام ظاہر شد کہ
 دخول ایں امتدادر بہشت باستصواب
 و تجویز ایں دو اکابر خواہ بود گوئیا حضرت
 صدیق برادر بہشت ایستادہ اند و تجویز
 دخول مردم بے فرمودند و حضرت فاروق است
 گرفته بدر دن بے بزمد و مشہود سیگرد دو کہ
 گوئیا تام بہشت بندو حضرت صدیق ملکہست
 در نظر ایں حقیر حضرات شیعین را دیں
 جمع صحابہ شان علیحدہ است و درجہ منفردہ
 گوئیا بسیج احمدے شاکر ندارند ۔

حضرت صدیقؑ با حضرت پنیبرہ میں بے الگ اور بالکل رہا تھا جس کی کوئی
علیہ الصلوٰۃ والسلامات گویا ہمنا نہ شرکت نہیں۔

حضرت صدیقؑ اب تر تو گویا ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہم خانہ میں ناد فرقن ہے تو مرد بچپنا درا پر کا دینی
حضور بزرگ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بالآخری منزل میں ہیں اور
حضرت صدیقؑ اسی کل کی تھانی منزل میں اور حضرت نافعؓ
بھی بفضل حضرت صدیقؑ اس دامت سے مشرف ہیں، اور
بانی تمام محلہ کو آنحضرت ملکی اللہ علیہ وسلم کیا تھا مرد
ہماری یا ہم شرمنے کی نسبت حاصل ہے، پھر اوسی،
امت کی دہائی کیا رہا تھا اور ع

ہے یہی کافی کہ آئے دور سے بگ جس
بس یہ ارباب ملائیں جبکہ شجین کی منزل سے اتنے دور
ہیں قوان کے کلاالت کا کیا اور کہ کر سکتے ہیں؟

”این بسکہ رسمند و در بانگ جسم“
بس اینہا از کلالات شجین چہرہ یا بند“

پھر جنپڑ سلمہ کے بعد فرماتے ہیں :-
”شجین بعد از موت نیزا از حضرت
پنیبرہ جانشند و حشر نیز و میان ایشان
خواهد بود چنانچہ فرمودہ، پس افضلیت
بواسطہ قربیت ایشان زابود۔۔۔ ایں
تمیل البضاعت از کلالات ایشان چہرہ کوید
و اذ فضائل ایشان چہرہ بیان ناید، ذرہ
ماچہ یارا کہ سخن از آفتاب گوید، و قطہ
پناچیز حضرت شجین کے فضائل کے تعلق کیا بیان گرے

حضرت شجین توانات کے بعد سبی آنحضرت ملکی اللہ
علیہ وسلم سے جدا ہیں ہوئے اور حضور قبرسراک سے
ہی حال ہیں شجین گے کہ ایک جانب حضرت صدیقؑ
ہو گے اور دوسری طرف حضرت نافعؓ ہیسا کہ خود
آنحضرت شیخ محدث میں اسکی خبر دی ہی، پس اس
نزوکی بحمدہ اللہ عضوری یکیوجہ سے نظریت انہی کو ہی،
پناچیز حضرت شجین کے فضائل کے تعلق کیا بیان گرے

راچہ بحال کہ حدیث بحر عمال بر زبان آرد
 اور کپنے کر لب کشائی کرے، فہر کو کماں طاقت کیا تاب
 اولیا، کہ برائے دعوت خلق مرجوع
 کی باقی کرے اور قدر کی پیاسنی کے عمان کے خطر منہ کے
 انداز ہر دو طرف وابستہ دعوت
 متعلق زبان کو لے اور اولیا، کرام جنکو "دعوت خلق"
 بھرہ دار نہ، علماء مجتہدین اور تابعین
 سہ کام ہو رہے، اور خوبیں دلایت و دعوت، "وَمَنْ لَهُ حِلْزُونٌ
 سے حصہ و افراد اپے انہوں نے کشف مجھ کی ششی میں اور
 صادقة و اخبار تتابع فی الجملہ کمالات
 تابعین و تبع تابعین میں سے ائمہ مجتہدین نے اپنی فرمات
 شیخین مادر یافتہ اندھہ، و شمہ از فضائل
 ایشان شناختہ ناچار حکم افضلیت شان
 مورودہ اندھہ بر ایں معنی (جماع فرمودہ اندھہ
 و کشته کہ برخلاف ایں اجماع ظاہر شدہ
 بر عدم محبت محل مورودہ اعتیاز نکر دہ اندھہ
 دقد صحیح في الصدیس الاول افضلیتها
 کمادوی الججادی عن این عمر قال
 کتنا في ذمن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم لا نغدرل بابی بکر احادیث
 شد عمر شمش عثمان شمش نترد
 اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لآن فاضل بینهم" — وفق روایۃ
 لابی > اور قال کتنا نقول در رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتی فضل
 امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ
 اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اس

ابو بکر شد عمر شد عثمان
دنیا میں وہ نی افراد تھے تو ہم کما کرتے تھے کہ ہس
امت میں خصل تین ابو بکر پیغمبر علیہ السلام، عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

رکوب ۲۵ مئی ۱۴۶۱ (رمضان ۱۴۶۱)

فضیلت شیخین کے سلسلہ پیغمبران اور اکابر میں بھی حضرت محمد علیہ الرحمہ نے
اس نام کے معاشر ارتقام فرمائے ہیں، لیکن ہم یقیناً اخصار بیان انھیں انتباہات پر اکتفا
کرتے ہیں، اس آخری رکوب کے انتباہات سے مدرسے نادر نوائی اور عجیب و غریب ہمراہ
ولطائف کے علاوہ ناظرین کرام کو اس سوال کا جواب بھی علوم چوگی ہو گا، کہ اکثر سلاسلِ اولیٰ
اللہ کا انتساب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیوں ہے؟ اور یا ماہ را بابِ ولایت کو جناب
مرتضوی اسی سے دیادہ مناسبت کی وجہ کیا ہے؟ اور نیز اس رکوب شریف سے
پہنچنے والی جعل ہو گیا کہ بعض اربابِ ولایت پر حضرت علیؑ کے فضائل و کمالات بہ نسبت
حضرات شیخین کے جزو زیادہ مذکشف ہوتے ہیں تو اس کا سبب اور فنا کیا ہے؟

حضرت محمد علیہ الرحمہ کی تحقیق (صرف عنہ ذکر و الی تحقیق نہیں بلکہ الہامی تحقیق) اور
ربانی تعلیمین اکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات شیخین کو چونکہ مقام بُوت سے دیادہ قرب ہے اور نسبت
کمالات بُوت کا ذیادہ غلبہ ہے اس لئے ان کے کمالات خاصہ تکمیل کیا اُن عالم اربابِ ولایت
کی رسانی ہی نہیں ہوتی جن کی پرہاد صرف مقامِ ولایت تکمیل ہے، اور چونکہ حضرت علیؑ
مرتضیٰ میں ولایت کی جبت ہی غالب ہے اور اپنے کمالاتِ ولایت ہی کا غلبہ ہے اس لئے عالم
اربابِ ولایت اُن کے کمالات و فضائل کا ادا، اک خوب کر سکتے ہیں، اسی واسطے حضرت امیر فہر
کے فضائل و کمالات بہ نسبت حضرات شیخین کے اون پر زیادہ مذکشف ہوتے ہیں، اور اسی
قرب و مناسبت کا یہ اثر ہے کہ اولیا، اللہ کے اکثر سلاسل حضرت علی مرتضیٰ سے نسبت
رکھتے ہیں۔

عن تعالیٰ حضرت محمد علیہ الرحمہ کے مرقد پاک کو منور فرمائے اس تحقیق ایقان نے

کتنی اچھیں صاف کر دیں اور کتنی تاریکیوں کو روشنی سے بدل دیا۔ نوح بخدا شاد باد! حضرت علیہ الرحمٰن اپنے مخدود مکاتیب میں نہایت منظومی کے ساتھ یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ "فضلیت شیخین کا عقیدہ اہل سنت کے ضروریات" اور اجماعیات میں سے ہے اور اس سے اختلاف کرنے والا اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ ذفتر اول کے مکتب ۲۷ میں اقتام فرماتے ہیں:-

کیکہ حضرت امیر را افضل از حضرت مدنیت جو کوئی حضرت علیہ الرحمٰن کو حضرت مدنیت اکبر سے گویدا تو جرگہ اہل سنت سے برآیہ افضل کے وہ گروہ اہل سنت سے خارج ہے۔

حضرت عثمان کی افضیلیت:-

علوم بوجپکا ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرات خلفاء رابعہ کی فضیلیت کی ترتیب بھی وہی ہے، جو خلافت کی ترتیب ہے، یعنی جس طرح شیخین کے بعد خلافت کے اعتبار سے حضرت عثمان بن عزریں کا نمبر ہے اسی طرح فضیلیت کے لحاظ سے بھی ان کا ایسا مرتبہ ہے اور حضرت علیہ الرحمٰن فضیلیت کے نمبر پر ہیں (رضی اللہ عنہم جمیع)۔ لیکن بعض حضرات اہل علم سے حضرت عثمان کی فضیلیت کے باوجود اس تردید اور وقت بھی ظاہر ہوا ہے بظاہر تو یہ ایک غیر اہم سی بات ہے لیکن وحی حقیقت اس کا نتیجہ بھی جلیل القدر صحابہ کرام کا تخلیق ہے کیونکہ حضرت علیہ الرحمٰن فضیلیت کے ہوتے ہوئے خلافت (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل نیابت و جانشینی) کے لئے حضرت عثمان کا انتخاب جلیل القدر صحابہ کرام کی ایک عجیس شوری ہی نے کیا تھا، اگرچہ اس عجیس شوری نے (جس میں خود حضرت عثمان و حضرت علیہ الرحمٰن فضیلیت میں شامل تھے) آخر کار انتخاب کے پرے اختیارات عبدالرحمٰن بن عوف کو دیدیئے تھے لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے تنہا اپنی رائے سے فیصلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اس وقت مدینہ طیبہ میں ان کی نظر میں جو صاحب آراء اور قابل مشورہ حضرات سے خفیہ طور پر اونہب سے فرواؤ فرداً انہوں نے رائے حاصل کی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے دو شخص بھی ایسے نہ لے جو حضرت علیہ الرحمٰن فضیلیت کو حضرت

عثمان پر ترجیح دیتے ہوں۔۔۔ اور اس لئے انہوں نے حضرت عثمانؓ کو ہی خوب خلافت تفویض کر دیا۔

بہر حال حضرت عثمانؓ کی فضیلت اور بیان حضرت علیؓ مرضیؓ کے اُن کی فضیلت بھی گوایا جہو رحمہ کرام کی تصنیف رائے ہے، پس اس سے اختلاف کرنے کا ناگویا نام صاحبہ کرام کو خاطری قرار دینا ہے اور جا شہری خیالات کے دل میں گھسنے کے لئے یہ پہلا چور دادا زہ ہے۔ اس لئے حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اس کا اسناد ابھی ضروری سمجھا۔ اور صاف ارقام فرمایا:-

اکثر علماء اہلسنت بالا نامہ کا فضل بعد از شیعین ہے۔ حضرت علامے الحنفیؓ اس ملک پر ہیں کہ حضرات شیعینؓ عثمانؓ است، پس علیؓ و مذہبہ المٹہ اربعہ مجتبیہ بن نیز ہیں است و توفیق کو فضیلت عثمانؓ اذ امام الک فضل کردہ اندقا ضی عیاض گفتہ کہ اور رجہ علیؓ کردہ است اذ توفیق بسوئے تفضیل عثمانؓ و فرمدی گفتہ است ہوا لاصح انشاء اللہ تعالیٰ علامہ قرطبیؓ نے بھی اس کی تصدیق اور تعمیح کی ہے۔

{یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس باعہ میں حافظہ علامہ ابن تیمیہ نے "منہاج السنۃ" میں اس کے متعلق حضرت امام الکؓ کا بواب ایک مقولہ نقل کیا ہے، اس کے بعد تو سکوت یا توفیق کا اختصار باتی ہی نہیں رہا، منہاج میں امام الکؓ کا ارشاد حضرت عثمان و حضرت علیؓ کے باہمی تفاصل کے باب میں پہ مقولہ سے "لا اجعل من خاصن فی دماؤالملسمین کم نلم تخفیض فی یہاں" اس کے بعد حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے حضرت امام عظیم ابوحنیفہؓ کے ایک ارشاد سے پیدا ہونے والے ایک شبہ کا جواب دیا ہے، اس شبہ اور اس کے جواب کا ماحصل یہ ہے:-

"کہ حضرت امام عظیمؓ نے ارشاد فرمایا ہے، کہ اہل سنت و جماعت کی علاالت

میں سے شیخین کی فضیلت کا انعام ادا ختنیں رحمت عثمان و رحمت علیؑ
سے محبت رکھنا بھی ہے۔"

بادی منتظر ہے اس سے شہہر ہوتا ہے کہ رحمت عثمان اور رحمت علیؑ، کہ مراتب میں شاید کوئی
فرق نہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت محمد علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"کہ جن لوگوں کو پیشہ ہوتا ہے انہیں لے حضرت امام کے اس ارشاد کی
نفع، اور اس کے محل کو نہیں سمجھا، اہل بات یہ ہے کہ، خلافات اور فتنے
سوہانیق سے حضرت عثمان اور حضرت علیؑ ہی کے زمانہ میں ہوئے ہیں
اس وجہ سے بعض لوگوں کو انہیں لوگوں کی طرف سے بے طلاقی اور کوہ رت ہے جدا
ہو سکتی ہے حضرت امام نے اس صورت حال کو پیش نظر کئے ہوئے فتنیں رحمت
عثمان و رحمت علیؑ کی صرف محبت و مدد کو خواہ اہل سنت میں سے فراہ
دیا ہے، اور اس جگہ ان ہر دو بزرگوں کے باہمی فرق مراتب سے فیضیا یا اختاباً
کوئی بحث بلکہ اس کا کوئی لحاظ بھی نہیں ہے۔"

آخر میں حضرت مجدد فرماتے ہیں:-

کیف و کتب الحنفیہ مشحونۃ بان افضلیتہم علی ترتیب خلافتہم
یعنی اور زبلا حضرت امام اعظم کے متعلق توقیف با عدم تفاصل ما ہیں حضرت عثمان
و حضرت علیؑ کا خیال کیوں نکر قائم کیا جا سکتا ہے، حلا نکہ کتب حنفیہ اس
نصرت کے بھری پڑی ہیں کہ ان کی فضیلت علیؑ ترتیب خلافت ہے۔"

اینہرے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ حضرت عثمان
کی فضیلت حضرت علیؑ وغیرہ دیگر صحابہ کرام پر اس درجہ یقینی اور قطعی نہیں ہے جس وجہ
کہ حضرات شیخین کی فضیلت مجمع صحابہ کرام پر چنانچہ اسی کتب میں فرماتے ہیں:-
با محلہ افضلیت شیخین یقینی است افضلیت۔ اما میں حضرات شیخین کی فضیلت یقینی ہے اور حضرت

حضرت عثمان دون اوت است اما اوت آن عثمانؑ کی فضیلت اس سے کم درجہ کی، تاہم زیادہ حسناً است کہ نکران فضیلت حضرت عثمان را بلکہ اسی ہو کہ فضیلت حضرت عثمان کے نکل لکھے حضرات فقین کی فضیلت کے بھی نکل کوئا فخر نہ کہا جائے ہاں افضل شیخین رانیز حکم بکفر نکینم و مبدع ہم اس کو صاحب بہعت اور گراہ جائیں گے۔ دفال دائم،

بعض "صلح کل" اور "رہاداری" و "و سمع انجیالی" کے مدعی کما کرتے ہیں کہ تفضیل کی بحث ہی فضول اور غوبہ ہے، ہم تمام صحابہؓ کو برابر سمجھتے ہیں، آجھل اس نام کے "و سمع انجیالی" کی بڑی کثرت بے حضرت مجید علیہ الرحمہ ایسوں کے متعلق اسی مکتب شریعت میں فراہتے ہیں، آنکھہ ہمہ برابر داند، فضل یکے بر دیگرے اور جو شخص کسب کو برابر جانے اور اون کے باہم فضولی انکار دوں افضل است عجب، تفاصل اور فرق مطلب کو فضول سمجھے وہ خود عمن اور بالفضولی کہ اجماع اہل حق راضضولی فانہ بے افضول ہے اور عجیب عمن کہ تمام اہل حق کے اجتماعی سند کو "فضول" کہتا ہے۔ (مکتب متن ۲۶ ص ۳۳)

مشاجرات صحابہ اور صحابہ بن علی (رضی اللہ عنہم)

شیعہ صاحبان جن پہلوؤں سے عوام سینوں کو درغذا با کرنے ہیں اُن بیس سے ایک سند صحابہ کرام کے اُن نزاعات اور محابیات کا ہے، جو حضرت علی مرضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں واقع ہوئے، حضرت علی مرضیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب اور معاہدہ قرابت پر اُن کے نصائل و کمالات، اور اُن کی اسلامی خدمات، ان چیزوں کی وجہ سے ہر سلان کو جتاب مرضیٰ سے جو عقیدت و محبت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔ چالاک شیعہ اسی راہ سے ناواقف اور عوام سینوں کے دلیل میں اترتے ہیں، اور صحابہ کرام کے اجتہادی اختلافات و نزاعات اور مشاجرات و محابیات کو اپنی حاشیہ آرائی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ابتداء اُن کے مادہ ذہن میں بس یہ بھائے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ میں گویا دُپار ٹیاں"

تیس ایک پارٹی "حضرت علی کرم اللہ جیہے کی اور دوسری پارٹی" ان کے نام لفین کی اور یہ دوسری پارٹی حضرت علیؓ سے بس خلافت چیننا چاہتی تھی اور جل و صفين کی لڑائیاں اور دوسرے اختلافات میں اسی سلسلہ کے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام بے تفصیل و اتفاق اور مصلحتانے سے بخوبی ہوتے ہیں اوناں کے ساتھ ان کو حضرت علیؓ مرتفعی رسمی اللہ عنہ کے ساتھ بچی محبت اور تکرہ عزیزت ہرگز نہ ہے وہ حضرت علیؓ سے اختلاف کرنے والے صحابہ کرام بینی حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ذییرؓ، حضرت طل甫ؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت عاصیؓ وغیرہ سیکردار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بذلن ہو جاتے ہیں، اور کبھی بے ذلتی بخش و بدگوئی تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت محمد علیہ الرحمہ نے اس اصولی گمراہی کے انداد کے لئے بھی پورا زور قلم
مرفت کیا ہے اور بلا بالغہ بیسوں پچاسوں کتابات میں ان مشاجرات و محابات کی مجموع
زیارت پر رشتنی ڈالی ہے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں،

کتابات کے دوسرے فقرے میں حضرت کا ایک طویل مکتوب (وجودہ مخفی پر ہے
اور اس میں سائل شیعہ اور شہادت شعبہ ہی پر نکتہ ہے) خواجہ محمد تقی کے نام ہے (یہ
حکومت وقت کے علیؓ عہدہ مارئے جیسا کہ خود مکتوب کے ابتدائی حصہ سے معلوم ہوتا ہے)
اس مکتوب میں صحابہ کرامؓ کے ان نزاعات اور مشاجرات کے متعلق ارتقام فراستے ہیں،
اپنے نکرا اسے عیم مشاجرات و مذاہات اپنے صحابہ کرامؓ متوالی اللہ علیم جمیں کے نزاعات
صحابہ خیر البشر را بر محاذ نیک محول میدانہ دانہ ہوا و تصب دو رمیداں،
نواہیں فضائی و تصب و فیروزے مور کجھے ہیں
زیرا کہ نغوس ایشان در محبت خیر البشر کیونکہ حضرت خیر البشر
علیہم السلام الصلوات والتحيات مزکی اثرے ان کے نغوس صاف ہو گئے تھے اور سینے
مشدہ بود و سینہمائے ایشان از عدادت خدا توں اور کینوں سے قطعی پاک۔

دیکھنے پا گئے غایت افی الباب چول
بیش از بی نیست کہ ان ہی سے ہر ایک کی یہک
لائے تھی اور اپنا پنا اجتہاد اور علم ہے کہ ہر مجتہد
پر اپنے اجتہاد اور صوابید کے مطابق عمل کرنا واجب
ہے پس اختلاف آراء کی وجہ سے یہ نخالفت اور خلافت
ماگزیر ہوئی اور ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق عمل
کرنے ضروری بجا لیا ان کی یہ نخالفت رائے عن ذکر ہو افت
کے دنگ میں تھی نہ کہ نفس امار کی خواہش سے۔
در زنگ موافق براۓ حق بودہ ذراۓ
ہوا دہوں نفس امارہ —

(کتبہ ملتہ فتویٰ دوم ص ۵)

پھر چند سطر کے بعد ارتقا فراہتے ہیں ۱۔

جان گھلوں کے حضرت ملیٹ سے زیارات ہوئے اور
صحابہ اسلام و ائمہ اسلام و ائمہ اصحابہ اسلام کی بہت کثیر
جماعت ہے اور انہیں سب سے بہت ہر جبل القدر صحابی ہیں اور
انہیں کو شخص تورہ ہیں جو کو دنیا ہی میں زبان بیوی کے
جنت کی بشارت مل چکی ہے، ان کی نکفر و بیل بذا ان کو
بڑا بھلاکنا کوئی مسوی بات نہیں ہے... دین و شریعت کا
قہیانی صحن حصہ ایسا ہو گا جو انہیں کی وصالیت است کو پہنچا
ہے، گرہی بھی بڑھ دھون ہو جائیں تا اے حاریں بے انبار ہو جا۔
کبرت کلمۃ تخرج من افواهہم،
فریباً صفت دین و شریعت را
نزویک است کہ ایشان تبلیغ کر دے باشند
اگر ایشا بآن ملعون باشند اعتصاد از شرط
دین سے خیزد" ۱۔

پھر اسی کتبہ میں چند سطر بعد فراہتے ہیں ۱۔

باید داشت لازم فیت کا امیر غردد حجیح اموہ
سلام ہونا چاہئے یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اختلافی امور
یہ حضرت ملیٹ ہی سرفی ہوں اور ان سے اختلاف

دز امری کار بحق بجانب امیر بودہ زیرا کہ کرنے والے ناخواستہ اگرچہ پسلم ہے کہ ان جنگوں
بسا است کہ درا حکام خلافیہ صدر اول
علما راتا بعین فائٹہ الجہادین مذہب غیر
امیر را اختیار کردہ اندھ حکم آپ مذہب
کردہ اگر حق بجانب امیر تعین بودے
مخلاف آپ حکم نہ کر دے پس
برخالفت امیر غیر گنجائیش اعتراض نباشد
و من الغان ملعون و ملا م نباشدند ۲۰
پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے اور ان اخلاقان کر نبواللہ
طعن و ملامت کرنا رواہ انہیں ہو سکتا،

اسی دفتر کے مکتب رکھا میں جو حضرتؐ نے خان جہاں کو لکھا ہے اور جو نام ضروری
عقائد اہل سنت پر حادی ہے فرماتے ہیں۔

اوہ صحابہ کرام رضیم اللہ عنہمین کے درمیان جو باطنی ہمیگی
کمار بابت و نازعات کہ درمیان اصحاب
کرام علیہم الرضوان واقع شدہ اندھ مشل
خاربہ جمل و مفین بر محامل نیک صرف
باید نود و از ہوا و تھسب دور باید داشت
چہ لغوس ایں بزرگوار ان درجتہ خیر البشر
علیہ علیہم اصلوات و المیمات اذ ہوا
ہوئی مزکی شدہ بودند و از حرص و کینہ پاک
گشند اگر صاحبت دارند بر لئے حق دارند
و اگر ناذعت و خاجرت است بر لئے

حق اصلت ہرگز دہی پے بہ مقننائے اجتہاد
 ملے پکے و سروں کو اپنے سے دفع کیا، پس ان کا
 حال یہ ہو کہ جس کا اجتہاد ان ہر سے فیک تھا، اسکو
 نہ دربے اور ایک قول کے مطابق دش دہبے
 ثواب میگا اور جس سے ہبھلوئیں نہیں ہوئیں ایک درجہ
 ثواب کو وہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔ فرض جن لوگوں کو
 اجتہاد میں غلطی ہوئی وہ اسی طرح الحسن و حامت
 سے دعہ ہیں جس طرح کہ فرمی تھا میکد جیسا بتایا
 گواہ بھی کہا ذکر ایک درجہ ثواب کے سخت
 ہیں۔ ہاں علماء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ ان
 جمکوں میں حق حضرت ملی ہی کی طرف تھا اور
 آپ کے ناگفین سے اجتہاد میں غلطی ہوئی۔
 باس یہاں پیڑوں نہیں کیا جا سکتا اور ذکر کیا ملت
 ہی کی گنجائش ہے کہا یہ کہ کفر یا فتنہ کی ان کی
 طرف نسبت کی جائے خود حضرت علیؓ فتنی کرم اللہ
 وجہ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔ یہ ہمارے بھائی
 ہیں ہم سے باخی ہو گئے ہیں نہ وہ کافر ہیں نہ فتنی
 کیونکہ ان کا یہ اختلاف تاویل پر بنی ہے جو کفر
 و فتنہ کے لئے مانع ہے۔ اور ہمارے پیڑوں
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم پوچھو یہ سے مجاہد
 کے اختلافات میں دخل دیتے ہے۔ ”پس ہم کو تما
 اصحاب کرام کی تنظیم کرنا اور رسوب کو اچھے نفقوں

حق اصلت ہرگز دہی پے شاہی
 خود میں نہ داندہ مختلف را بے شاہی
 تھب..... از خود دفع کردہ اندہ ہر کہ
 در اجتہاد خود مصیب است دو درجہ
 و پر قویے وہ درجہ ثواب دار دو آن
 کر غلطی یک درجہ ثواب اور انقدر وقت
 است پس غلطی مددگر محبب از ملامت
 در است بلکہ اسید و مجه از در جاہت
 ثواب دار علماء فرمودہ اندہ کہ در ان
 مکار بات حق بجانب امیر بودہ است
 کرم اللہ تعالیٰ درجہ و اجتہاد نما لفاف
 از صواب دو روپوہ سچ ذاکر مواد مضمون
 نیستند و گنجائش ملامت نہاد نہ چہ جائے
 آن کے لذت کفر یا فتنہ کردہ شود، امیر کرم
 وجہ نہ فرمودہ است برادران ماہا باشی
 گشتند ایشاں نہ کافر آمند نہ فاسق۔
 زیرا کہ ایشاں را تاویل است کہ
 شمع کفر و فتنہ می ناید۔ حضرت پیغمبر
 مانع میں نہ داندہ مصلی اللہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
 والسلام ایا کم و ما شکر بین اصحابی
 و محب اصحاب پیغمبر علیہ و علیہم الصلوٰۃ

دالیلہات بزدگی بایداشت وہمہ را بہ سے باہر کرنا چاہئے اور ان میں سے کسی کے حق میں بگول
شیکی یاد باید کرد و در حق استحی یکے اور بدگانی شکری چلہئے بلکہ ان کے ان اختلافات
کو دوسوں کی صفات سے بترا کجنا چاہئے نجات ازیں بزرگوار ان بد بنایہ بود و گسان
اور کامیابی کی یہی را فہمے، کیونکہ صحابہ کرام فرموا اللہ
علیہم جمعین سے بعثت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وی کے واسطہ سے ہے، ایک بندگ (حضرت شیخ
شبیح فرمائے ہیں کہ جس نے اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم اکی ذوقی رفعیم نہیں کی وہ گویا حضور پر ایمان
والیلہات۔ بزرگے فرمایہ صاحب من برسول
اللہ من لم یوقر اصحابہ۔

صحابہ کرام کے متاجرات کے تعلق اس قسم کے مفہایں مکتبات مشرفین میں بکثرت ہیں
یہاں بقصد اخشار ان ہی چند اقتباسات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ہاں اسی کے ساتھ یہ بھی
بتلاو نیا ضروری ہے کہ حضرت محمد علیہ الرحمہ لے صرف اس مولی بحث ہی پر اکتفا نہیں کیا
ہے بلکہ جن صحابہ کرام کے حضرت علی مرضی سے زیارات اور محلہات ہوئے ہیں ان کے
فضائل و مناقب بھی آپ نے اپنے مکتبات مشرفین میں بڑے اہتمام سے کھے ہیں جن کے
سطالہ کے بعد کوئی سمع الا یا ان ان بندگوں کی طرفت کبھی بدمگان نہیں ہو سکتا، ملاحظہ ہو۔
حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا)

حضرت علی مرضی کے بخارین میں ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی
ہیں، حضرت محمد علیہ الرحمہ ان بخاریات ہی پر کلام کرتے ہوئے ایک موقعہ پر امام فرماتے ہیں:-
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ اعنہا حضرت عائشہ صدیقہ جو عبوب رب العالمین حضرت
کہ جیبہ جبیب رب العالمین بودہ است خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیہ اور اخیر الحکم
ذ مالب گورنیۃ مذکورۃ او علیۃ الصلة دلماً حیات تک حسن کی نظر و نظر دیں اور جن کے جھرہ

بلکہ کیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات
 طبیب کے آخری دن گذرا دے اور آخر کار جن کے
 آنوش میں حضرت نے لامہ ملک کو حکم فرمائی اور
 انہی کے جوہر مقدسہ میں آپ آجتنکہ لام فرمایا
 ہیں، اور پھر علاوه ان تمام حنود و حنفیاں و
 خاصہں کے علم و جنہل میں بھی ان کا بایہ نہیں پت
 بلند تھا اور حضرت رسالت کا ملی اللہ علیہ وسلم نے
 ضعف دین کی تبلیغ و اشاعت اونکے سپرد کی تھی
 اور صحابہ کرام شکل ممالک اور اہم سائل میں ان کی
 طرف رجوع کرتے تھے اور انہی سے ناقابل حل
 گتیاں جل کرتے تھے۔ پس اسی صدقیۃ مطہرہ کو
 من حضرت ملی تحریک سے اختلاف کرنے کی وجہ سے
 سطون کرنا اور زہرہ اپنی اونکی ہدف نسب کرنا بت
 نامناسب اور ایمان سے دور ہے ہے
 ہرگز مام بادرنی آیزدہ دوئے اعتقاد
 ایس ہے ہا کردن دین پیغمبر مسیح
 حضرت ہی ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد
 اہل اپ کے پیاز لد بھائی ہیں تو حضرت صدقیۃ اپ کی
 نوبت مطہرہ اور نسب دین شرک نہیں۔ اب
 سچے جوہر مال سے پہلے نیقر کا یہ طریقہ تھا کہ اگر حضرت رسالت
 مسلم کے ایصال قواب کے لئے کھانا پکانا اور خصوصی اللہ

بودہ و حضرت پیغمبر مرض موت راجحہ اور
 بودہ و درکنار او جان دادہ و درجہ مطہرہ
 اور مد فون گشتہ سے ذکر اشرف حضرت
 صدقیۃ عالمہ و مجتہدہ بودہ است و پیغمبر
 علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بیان شطر
 دین را با وحالة داشتہ و اصحاب کرام درستکات
 احکام و جرعے میں نہود ندویں خلفات
 از دے در بافتند ایں جنیں صدقیۃ مجتہدہ
 را بوساطہ مخالفت حضرت امیر مطلعوں
 ساختن و اشیائے ناشائستہ را بوسے
 منتسب نہون بسیار نامناسب است و
 دعا دا ز ایمان ب پیغمبر است علیہ وعلیٰ آله
 الصلوٰۃ والسلام امیرگر داما حضرت پیغمبر
 است و پسر مسلم است حضرت صدقیۃ فوجہ
 سطہ و است علیہ وعلیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ
 والسلام و عبیبہ مقبولہ اور علیہ وعلیٰ آلا الصلوٰۃ
 والسلام پیش ایں بچند سال و اب فیقر آں
 بودہ کہ اگر طعامے پخت مخصوص برداخیات
 سطہ اہل عبادی ساخت دیاں سرو و حضرت
 ایشہ و حضرت فاطمہ و حضرات اما مین
 راضم میکرہ طیبہم الصلوٰۃ والمتسلمات

شبے درخواب میں بیند کہ آں سرور حاضرات
علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نظر بیان عرض
سلام سینکند متوجہ فقیر نبی شوندوہ رو بجانب
دیگر دارند درین اشنا بغیر ذمود نم کہ من یاعاً
درخانہ عائشہؓ می خودم ہر کہ مرالعاصم فرستہ
بنخاڑ عائشہؓ فرستہ ایں زمال فیض دریافت
سبب عدم وجہ برشریت ایشان آن بودہ
کرنے فقیر حضرت صدیقہ را در ان طعام شرک
منی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ
ساز از واج مطہرات را کہ ہاں اہل بیت
اند شرک می ساخت و مجتمع اہل بیت
تو سل می خود پس آزاد را ایذا کہ حضرت
پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام از راه
حضرت صدیقہ بر سر زیادہ ازاں آزاد را ایذا
ست کہ از راه حضرت امیر بر سر
بر عقلاءؓ صاحب انصاف ایں معنی نخنی
نیست۔

اس فرق کو کچھ سکنا ہے۔

(مکتب ۲۳ دفتر دوم ۱۹۵۰ء)

حضرت طلحہ وزیر (رضی اللہ عنہما)

جن صحابہ کرام سے حضرت علی مرتفعؓ کے خاربات ہوئے ان میں حضرت طلحہ وزیر
منی اللہ عنہما بھی ہیں، ان دونوں حضرت کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمہ اسی مکتب میں

ارقام فرماتے ہیں۔

حضرت علیہ فضیلۃ عنہا خلیل العبد محابیکرام ہیں
سے ہیں اور عشرہ مشرویں دخل ہیں اُن پر کسی قسم کا
معن ردا نہیں اور مگر کوئی بد تصریب ان بنیہ گہرستیوں
پر ہفتہ دلامت تکرے تو اسکی یقینت و حالت خود بہر
نویگی یہ ہی طلحہ اور زبیر ہیں کہ جنکو حضرت خواروق
غلمان نے ان جہادیوں میں داخل کی تھا جن کے سلسلہ
فرما باتھا کہ یہ اپنے میں سے کسی ایک کو میرے بعد خلیفہ
 منتخب کر لیں، ان دونوں حضرات نے باقتدار خود اپنے
نام و اپنے لئے اور صاف کر دیا۔ ترکت خلیفی
یعنی ہم خلافت نہیں چاہتے اور یہ وہی تو طلحہ ہیں
جنہوں نے اپنے سگے باپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان ہیں بے ادبی کی وجہ سے قتل کر دیا تھا اور اس کا حضور
کے قدموں میں الکڑا لالہ بیا اور قرآن مجید میں اُن کے اس
تعلیٰ پریس و آفرین کی آیت نازل ہوئی۔ اور یہ
زبیر وہی زبیر ہیں کہ فی عادت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اُن کے قاتل کے مذکوٰحیوں کی و بعد سنائی تھی
جیسا کہ حدیث میں آیہ کہ: قاتل زبیر فی النّار، یعنی
زبیر کا قاتل جہنم میں بائیگا، میں کتابوں کے حضرت
زمرہ بیوی میں کرنے والے بھی اسکے قاتل سے کہ نہیں ہیں
(اور ان کے لئے بھی بہذا بنا تصریب ہے) پس خبرداران
خبردار ایکو بھو، ان حضرات

طلیعہ وزیر فضی اللہ عنہما از کبار اصحاب
اندو در عشرہ مشروہ کشت ملعون و شیعہ ایشان
نامناسب است لمعن دطر دایشان عایدہ
لامعن دطار دہمان طلحہ وزبیر اند که حضرت
فاروق خلافت را بعد از خود در میان شش
نفر شوری لگداشت طلحہ و زبیر اد اخیل
آہنا ساخت و بر ترجمح کیے بر دیگرے دلیل
و افعی یافت طلحہ وزبیر با اختیار خود تصریب
خلافت را گذاشتند و ہر کی ترکت خلیفہ
وہمان طلحہ است کہ پدر خود را بواسطہ سو،
ادب کے نسبت باں سرور علیہ ولی آل الصلوٰۃ
والسلام از دے کے بوجو دا مده بود کشنہ است
و سردار اور ملازمت آن سرور آور دہ
بوجو در قرآن مجید ثنا می اور بی نعل
آمدہ وہمان زبیر کے خبر صادق علیہ
ولی آل الصلوٰۃ والسلام قاتل اور اد عید
بہ روزخ فرمودہ حیث قالی علیہ و
علی الہ الصلوٰۃ والسلام قاتل زبیر
فی النّار: لامعن ولاعن زبیر از قاتل او
ایتیح کی نہار د فالحد رالحد ز شور الحد ر
احسن سر احمد رالحد راعن طعن

اکابر الدین و ذم کبار الاماللذین
 بد لواحدہم فی اعلاء کلمة الاسلام
 و فخرة سید الانوار فما نفقوا
 اموالمعلمات سید الدین بالليل والنهار
 و فی الصرد الجملاد ترکوا الحب الرسول
 شاٹرهم و قبائلهم واد کادھر
 داز راجھم واد طانهم و ماسکنهم
 دیسو نہم وزر و عہد و اشجارہم
 و انھارہم و اشزو الفتن المنهل
 علیہ و علیهم الصلوۃ والسلام
 علی النضم و اختاروا الجبته علی بعثتهم و
 محیت، امرالحمد و ذریاتهم
 و هم الذین نالوا شرف الصحابة
 دفاع و امنی صحبتہ ببرکات النبوۃ
 دشاددا الوجی و شرفوا الجھنور
 الملک و را و الخوارق و المعجزات
 حتی صار غیبہم شهادة و علمهم
 عینا و اعطوا من البقین مالا یعطی
 لاحد من بعدہم حتی لا یبلغ انفاق
 غیرہم مثل احد ذہبیں اسلام انفاق
 مد شعیرہم ولا نصیفہ و هم الذین
 کا بروں احمد سالم کے پیارے ایذاز خرزند طکی
 بگئی سے پچھوں نہ ملک کن اللہ کے لئے اپنی
 کوششیں ختم کر دیں وہ ضریت میں ہالم ملی یعنی علیہ
 دلم کی ضریت و خالق احمد دین ائمہ کی تائید حادیت
 کے لئے اپنی بجان دل کی باری الگادی اور رات دل
 خیہ و ملائیسی تصدیک کے لئے سرگرم ملی ہو رسانی ہے
 اور انھوں نے صرف نہ مل، شہ صلی اللہ علیہ و سلم
 کی بنت کی ظاہرا پنے کہیوں قبلیوں، اپنے دل کے مکونوں
 لوکوں نہ در لگکیوں، بیولیں احمدہ سرے نہستہ طاریوں
 کو چھڑ دیا اس لپنے طزوں ہار گھوں ایسا پنے چھوں
 اور کھیوں اور نزول اور باختلا کو فیرا کہیدا۔ اور
 نہت اور خطرناک ہو گوں پر جعل نہ مل، اللہ علیہ سلم
 کی بجل بکا اپنی بجاوں کے دیلوں عزیز بھا اور
 اپنی بخت، اپنے مل ہار گھوں کی بخت کے تقابل میں خون
 کی بنت کو زخمی دی نہیں ہیں کہ نکو جھجھوی کا
 شرن طال ہو اور بہلات بخت ان کی حق میں آئے،
 انھوں نے وحی کیا تے دیکھا فرشتہ دل کی حاضری سے وہ
 شرف ہوئے اپنی اسکھوں سے انھوں نے حضور سعید
 وہ آپ کی دش نشانیں دیکھیں تھیں کو جنیب تھا۔
 ان کے لئے ثابت ہو گیا اور جعل یعنی تسامہ یعنی یعنی
 ہے بدل گیا، اور ان کیا میان حاتیان کا مسحیح مکال ہے

اشی اللہ تعالیٰ اعلیٰ میں فی القرآن
 ان کے بعد کسی کو نہیں ملی ہے سکتا حتیٰ کہ خود سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آئندہ آئیوا الـ
 کوئی سلطان اور پادشاہ باہر سونا بھی اللہ کی راہ میں
 خروج کر دے سو تو وہ میرے صحابے کے کمک میر کی آدمی
 میر کو کی را بھی نہیں۔ اور اس لیے نہ دعیوں کی وجہی
 جماعت ہمجن کی تعریف خلائق نے قرآن مجید میں نالی
 کی اور اعلان کر دیا کہ میں ان سے ماضی ہوں اور وہ مجھ سے
 انشی ہیں۔ اور دوسرے وو تو ہر فرمایا کہ یہ آنکھا حال تکھا
 جا پکھا ہے تو وہا میں اور لاکی فیال انہیں میں یہ ہے کہ
 کھستی کی طرح ہیں کوئی کھلاس کا اکھوا بھراں ہیں طاقت
 آئی چڑھوٹی ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے تذہب پر یعنی کھوٹی
 ہو گئی جس کو وہ کیوں کر کا شکار دیں کوئی خوش ہوتی ہے یہ اس لئے
 کہ جیسیں اونہیں کچھ سے کفار ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اُنھے
 جلن اور مداد رکھنے والوں کو کافر قرار دیا ہے اسدا
 ادعا کے لیے دعویٰ دعویٰ سے ایسا ہی پوینڈر کرنا چاہئے
 جیسا کہ کفر سے کیا جاتا ہے، جو جماعتِ سی مرتبہ کی ہو
 اور اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نسبت مانی
 ہے جن دعویٰ میں اس کے افراد میں اجتہادی
 اخلاق ہو جائے کہ دوست زراعت کی پیغام۔ اور ہر ایک اپنی رسم کو اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے تو اس میں
 کسی کو ملعون داعتر ارض کی گنجائش نہیں بلکہ حق و صواب اس موقع پر اخلاق ہی ہے کہ کوئی ماصاحب اجتہاد و مسرے
 کے اجتہاد پر عمل نہیں کر سکتا ۱۴

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم السلام (اعبین) کے حضرت علیؓ مرضی سے اختلافات ہوئے اور جنگ و تعال کی ذہبت آئی ان میں سے ایک حضرت معاویہ بھی ہیں، اور جنکے حضرت علیؓ مرضی سے ان کی بنگ دیر تک ہی، اور خلافت دار ارتان کے خاندان میں بہت دنوں تک رہی اس لئے ان کے خلاف معاذان پر و پگنڈہ حضرت عائشہ و حضرت علیؓ و زبیرؓ کی بہت بہت زیادہ کیا گیا اسی کا اثر ہے کہ بہت سے اپنے کو سنی کئے اور سمجھنے والے بھی اگرچہ حضرت صدیقہ اور حضرت علیؓ و زبیرؓ کے سی قسم کا سوراخ نہیں رکھتے، لیکن حضرت امیر معاویہ کی طرف سے بدگانی رکھتے ہیں، اور ان کی فان میں بے ادبی کی جرأت کر جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی فرض کا ایک شبہ ہے، اس لئے حضرت مجتبہ علیہ الرحمہ نے، حضرت معاویہ کے فضائل و مناقب کی نشر و اشاعت اور ان کی یوں شیئں صاف کرنے کی طرف بھی خاص وجبہ بذکر فرمائی ہے۔ چند اقتباس ملاحظہ ہوں اور فراؤں کا مکتب نمبری ۱۵ و فواجہ محمد اشرفؒ کے نام ہے جو اسی قسم کے مباحث سے بھرا ہوا ہے اور جس کے بعد اقتباسات تفضل شیخین کے عوام کے ذیل میں گذرا ہی چکے ہیں اسی میں حضرت امیر معاویہؓ کے بارہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ ۱۔

شیخ ابو شکور سلمی در تہذیہ تصریح کر دے کہ اہل شیخ ابو شکور سلمی نے اپنی کتاب "تہذیہ بیت تصریح" کی سنت و جماعت برآستہ کہ معاویہؓ با جمیع ہے کہ حضرت معلویہؓ اور صحابہ کرام میں سے ان کے دو دو اصحاب کہ ہمراہ اور بودند پر خطاب و ذمہ دنقا، جو جنگ میں ان کے ساتھ نئے اگرچہ خطا پر جو لکھی و خطاب ایشان اجتہادی بعد، و شیخ ان کی یہ خطا اجتہادی تھی، اور ابن حجر نے موافق تحریت میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ سے حضرت معاویہؓ کا نزاع با امیر از روز کے اجتہاد بودہ ایں قول را اجتہاد پر بنی تھا، اور اسکو انہوں نے الہبنت کے عقائد از معتقدات الہبنت فرمودہ۔ میں شمار کیا ہے۔

اس کے بعد شارع محاافت کی ایک سو ہم بار ارت پر تہذیہ احمدان کی غلطی کی اصلاح

فرمانے کے بعد اتفاق فرماتے ہیں:-

قد صحیح ائمہ کان اما معاویہ لائی حقوق بیانات مفت کے ساتھ معلوم ہے اور پاہی نبوت کو اللہ سبحانہ و فی حقوق المصلیین:- پہنچ چکی ہے کہ حضرت معاویہ حقوق ائمہ اور حقوق اسلامیین دعویٰ کے پو را کرنے میں خلیفہ عادل تھے۔

بھر جنڈ سترک بعد فرماتے ہیں:-

اور احادیث بزرگ میں ثقہ راویوں کی مندی کو دار دھجایا جائے دوسرے احادیث بڑی پاسناد ثقافت آمدہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق معاویہ دعا کر دے اند اللہ علیم علیہ الکتاب والحساب دقة العذاب و جائے دیگر در دعاء فرمودہ اند اللہ چھا جعله هادیاً مخدیاً و دعائے آنحضرت صلیم مقبول ہے۔

بھر جنڈ سترک بعد فرماتے ہیں:-

و امام الکٰٹ کے اصحاب تابعین میں سے ہی (۱) اور اپنے زمانہ علماء مدینہ شاہ تام معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دملود بن العاص را القتل حکم کر دے اسے دایینا ششم اور اور زنگ ششم ابی بکر دعمرد خشمان ساختہ است اسے برادر معاویہ تھنا دریں معاملہ نیت لفظاً ذا اصحاب کرام دیں معاملہ بادے شرکیہ اند پس محابا بان امیر گر کفرہ یا نفقہ باشند اعتماد از شطرون می خیزد کہ از ماہ تبلیغ ایشان بمار مبدہ است ائمہ معاویہ کے حکم میں قرار دیا ہو ریونی ان کے نزدیک ایمان دعویٰ جرموں کی سزا قتل ہی اے بھائی! یہ معاملہ تھنا ایمیر معاویہ کا نہیں ہے قریباً سخت محابا بکرام ائمہ معاویہ میں پشتکیں ہیں، پس اگر حضرت علیؑ

و تجویز نکنداں میں معنی را گز نہ یہ کہ مقصود شیخ سے جنگ کرنے والوں کو لا فریانا فاسنگ کیا جائے تو اسے بالطال دین است۔

پھر چون پسر کے بعد ار قلم فرماتے ہیں بہ امام غزالیؒ نظر تھے کہ آن نما زععت بر امیر خلافت ہو وہ بلکہ راستیفا، تصاص در بدء خلافت حضرت امیر ثوب دشیخ ابن حجر عسکر نیز اس معنی ماذ عقدات الہست گفتہ است۔

جس نے بھی اس کو الہست کے عقائد سے لکھا ہے۔

پھر چون پسر بعد فرماتے ہیں:-
 اے برادر طریق اسلم دریں موطن سکوت اذ ذکر مشاہدات اصحاب پیغمبر است علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلیمات واعراض اذ تذکرہ نما زعات ایشان پیغمبر فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام «ایا کم و ما شجر بین اصحابی نیز فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ و هم غرضنا»
 (رسانیب ۱۵۱ ص ۴۳-۴۴، دفتر اول)

شرف صحبت:-

شیعہ اور الہست کے نقطہ نظر میں ایک اصولی اختلاف یہ یہ ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک "صحبت رسول" کی کوئی خاص اہمیت نہیں، جبکہ صحابہؓ کو تو عاد اشد وہ مون ہی تسلیم نہیں کرتے اور جن میں چار حضرات رحمت مقدمہ، سلمان فارسی، ابوذر غفاریؓ، زیدؓ

بن اُرقم) کے ایمان کے وہ قائل ہیں اور ان کی جو نعیم و توقیر وہ کرتے ہیں تو وہ بھی اس لحاظ سے نہیں کہ وہ "امحاب رسول" ہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ ان کے نزدیک حضرت علیؓ نعمتی کی پارٹی میں شامل اور ان کے ناصروں مددگار رہتے، بہ حال نفس محبتِ رسول کی ان کے نزدیک کوئی خاص و قوت نہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ محبتِ رہات کی حقیقی غلت اگر کسی کے دل میں قائم ہو جائے اور اس کے واقعی فضل و شرف کو وہ سمجھے تو کبھی تیش کا لشکار نہیں ہو سکتا، اس لئے حضرت محمد علیہ السلام نے اپنے کنوپات میں اس ہدیل پر بھی بہت زیادہ نظر قلم صرف کیا ہے دفترِ اول کے کنوب علیہ میں فرماتے ہیں:-

بل و ند کہ اصحاب پیغمبر علیہ وآلہ وسلم نے نامِ محبوب
کرام و اجب النعیم ہیں اور ہم کو چاہئے کہ ان سبکو عزت و
غلت کی ساتھ یاد کریں خطبۂ حضرت انسؓ سے راوی ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے ساری حقوق میں سر مجھے چنان اور پیر پیر کئے اصحابِ منتخب
کئے اور ان میں سے میرے شستہ طاروں اور مددگاروں کا
انتخاب کیا ہے جس نے اُنکے بام سے میرے حق کی دعا
کی اسکی اللہ تعالیٰ پیامت بریگاہ اور جس نے اُنکے بائی میں
بلبل دکھایا اسکو ایسا کوئی نہ اپنیجا بینگا۔ اور طبرانی ابن
عباس سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فراجعہ نے مرے اصحاب کو گھاٹی روی اپر اشک اور فرتوں کی
ہدایت کی دیکھ کی لعنت، اور ابن عدی نے حضرت معاذؓ سے
دعا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری میت
میں بتریں ہیں جو پیر اصحاب کے آؤں میں زیادہ بے باک ہیں۔

وابن عدی از عائشہ ثہ دعا میت کند
شی اللہ تعالیٰ علیہ کہ رسول فرمود علی اللہ علیہ السلام
سلام ان شر اداشتی اجر امهم
علی اصحابی۔

نیز اسی دفتر کے کتب میں ارقام فرماتے ہیں:-

وَفِضْلَةُ الصَّحِّيْهِ فَوْقُ جَمِيعِ الْفَضَائِلِ وَالْمُكَلَّاتِ
وَلَهُدَى الْمُرِبِّعُ اَلْمِسْكِنِيُّ الَّذِي هُوَ خَيْرُ
الْتَّابِعِينَ هُرْتَبَهُ اَدْنَى مِنْ صَحِّيْهِ عَلَيْهِ الْمُصْلَقُ
طَلَامُهُ فَلَا تَعْدِلُنَّ بِفِضْلَةَ الصَّحِّيْهِ شَيْئًا
سَلَانًا مَا كَانَ فَانًا يَا حَمْدُ بِرْكَهِ الصَّحِّيْهِ مُغَزِّلٌ
الرَّجُيْلِ يَصِيرُ شَحُودًا يَا رَوْنَزَ اَهْلَ مَهْرَهِ

اور اس سے پہلے کتاب میں فرمایا۔

<p>سئل عبد الله بن المبارك رضي الله تعالى عنه</p> <p>حضرت عبد الله بن المبارك رضي الله تعالى عنه سوال کیا گیا کہ حضرت معاویۃ</p> <p>ایمما افضل معلویۃ احمد بن عبد العزیز</p> <p>۔ احضرت میر بن عبد العزیز میں سے کون افضل ہے؟ اپناد فرمایا</p> <p>کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہماری میں معاویۃ بن جوہر کو</p> <p>مقابل الغبار الذی دخل الفت فخر من معاویۃ</p> <p>مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من</p> <p>عمر بن عبد العزیز کذا امرأ (ص ۱۲۴)</p>
--

نیز اسی دفتر کے کتب نہ لایں ارتقاب فرمائے ہیں:-

لا تقدل بالصحبة شيئاً إياها كان إلا ترثى
 أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وبarak
 ففضلوا بالصحبة على من بعدهم سوا الانبياء
 عليهم السلام وإن كان أديساقرنا وأعلم
 مرؤانا مام بل عنهم مانهايته الدرجات و
 وصولهم مغايات المكالات سوى الصحبة فنلام
 صار خطأ معاذري تخيراً من صوابها بغير كلام
 محبت کی برکتی بھی جیز کو نٹھیرا ذکیرا نہیں دیکھتے ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام محبت ہی کی
 وجہ سے اسوال نبیا کے اور بھیر نو ترتیل لگے اور اوسی
 ترقی اور عمر بن عبد الرحمن حیرزادی جیسے حلیل الفدھ صفات
 سے بھی نفضل ٹھیرے۔ حتیٰ کہ محبت بنوی ہی کی برکت سے
 ایم سلیمانی کی خلاڑائے اور کردن بن المعن کی بھول پوکا لوئیں
 ترقی اور عمرزادی کی صوبیدیدا اور صحیح رائے کے نفضل ہوئی۔

دسوی عفر بن العاص فضل من موابعہ ما
 کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان، شرمنجت، و دیدار حضرت
 ملت، اور عالم و جو اولاد کے، اور شاہد مسجدات
 خواق کی وجہ سے شہودی ہو گیا اور بعد والوں نے
 جو کمرن سنا اسکو انھوں نے ٹھوپا اپنی آنکھوں سے
 دیکھا، اور جلد درسویل کو یہ جیزیں جو تمام فضائل و کمالات
 کی صلی و بنیاد بین کمال ضریب ہوئیں اور اگر حضرت
 امیں ترقی کو محبت کی فضیلت ان خواص و برکات کے
 ساتھ علوم ہر جائی تو وہاں کے مقابلہ میں کسی جیزی کو بھی
 ترجیح نہیتے اور بھرنا کو کوئی ضرورت بھی حاضری بارگاہ
 بروت سے نہ رکھ سکتی تیکن۔ ائمہ جس کو جاہتا ہے
 اپنی رحمت سے خالص کرتا ہے اور مفت فضل کرم ملا ہے ۷
 سکندر کو نہیں سیتے ہیں پانی
 نہیں لئی بزردار و زریہ دولت
 لے ائمہ اگرچہ تو نہ کوئی ہنس عمدیں پیدا نہیں کیا،
 لگ آرخت میں اُنکی جماعت اور ان سکردوں میں ہمارا خشنہ رہا
 "زمیان و المیامات" (د فرا دل ش)۔
 صحبت نبوی کی فضیلت و اہمیت کے سلسلہ کے ستم کے ایمان اور ذمہ داریوں میں کمتر بات تشریف
 میں بکھرتا ہیں جن کے مطالعہ کے بعد کوئی شخص بعض کی گمراہی کا شکار انشا و اللہ کبھی نہیں
 ہو سکتا یہاں ہم حضرت محمد علیہ الرحمۃ کی ذکورہ بالادعا، پر امیں کہنے ہوئے بقصہ اختصار
 انہی چند انتباہات پر اتفاق ہوتے ہیں۔

سارے مطاعن کا ایک اصولی جواب

شیعوں کے پاس گمراہ کرنے کا سب سے بڑا حریت مطاعن ہیں اور مکالمات و مباحثات میں بھی دیکھا گیا کہ وہ جب کسی مبحث میں عاجز آتے تو میدان کلام کو اپنے لئے تنگ پاتے ہیں تو فوراً مطاعن صاحبہ پر آ جاتے ہیں اور اسی مبحث کو وہ اپنا سب سے بڑا ہمایہ کہتے ہیں، مصحابہ کرام کی طرف سے بُرگانی "اور ان سے بعض و مدد و تفضل فرض کی صلی و اسas ہے۔ اور اس گمراہی میں دوسروں کو بھی شریک کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی "مطاعن" کی انشاعت ہے، اس لئے "مطاعن" کے جوابات کی طرف بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے خاص ذریعہ مدد و فرمانی اور شیعوں کے ان شہور "مطاعن" کے غصل جوابات جن کو شیعہ بہت زیادہ اچھاتے ہیں آپ نے اپنے رسالہ "ردو و افضل" کے علاوہ متعدد مکاتیب میں بھی سپرد فلم فرمائے ہیں اور غصیل جوابات کے علاوہ آپ نے تمام مطاعن کا ایک اصولی جواب بھی دیا ہے جس کو مخواہار کہتے کے بعد اس سلسلہ کی ساری بحثیں کافر مہرجانی ہیں، اور یقین واثق کے ساتھ کہ جا سکتا ہے کہ صنفین شیعہ نے اس باب میں ہود فتن کے دفتر یا ہ کے ہیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہی ایک اصولی جواب ادن سب کو گاکست کر دینے کے لئے کافی ہے۔

دفتر دوم کے مکتب ۹۷ میں واقعہ فراس پر کلام کرتے ہوئے ارقام فرمائے ہیں:-	
بدان ارشد ک اشرقا لی وہاں ک سوا اصر اط	حق تعالیٰ تم کو پڑیت دے اور بیدعہ راستہ پر چلائے اتم کو
ایں شبہ و امثال ایں شبہ را ک جمع حضرت خلفاء	علوم ہنا جلہئے کہ یہ شبہ اور اس جیسے اور شہادت جن کو
شلثہ ضلی اللہ تعالیٰ عنہم و بر سلی صاحبہ کرام ربی اللہ	فرمہ شیعہ کے لئے حضرت خلفاء شلثہ اور دیگر نام مصحابہ کرام
تعالیٰ عنہم ایرادے نہیں دیاں پر والد کرتے ہیں اور ان شکوک و اغترافات سے ان کو
تشکیلات و ایشان ہی نہ اہنڈاگر بر سر الفاف	بوجوہ و سلوک کرنا چاہتے ہیں، اگر یہ کچھ اضافات سے کام میں
بیانید و شرف محبت خیر البشر اعلیٰ اہل الصلة	اور حضرت خیر البشر اعلیٰ اہل الصلة
والسلام قبول نہیں دیاں	و اہمیت کو قبول کر لیں اور جان ہیں کہ حصہ کی محبت میں

در محبت خیر البشر علیہ وعلیٰ آله الصلوٰۃ والسلام از ہوا و ہوس مزگی شدہ بودند و سینہ ہائے ایشان از عداوت و کینہ پاک گشتہ دا تند که ایشان انہ اکابر دین و گبرائے اسلام کو بذل نہیں دادند طاقتہ نے خود را در اعلاء کلہ اسلام از برائے ناید و بن شبن و ملیل و نہار و در سر و چہار و گذاشته اند عشا ر و قبائل خود را و اولاد را زداج خود را و اد طان دساکن خود را عین و زود می خود را و اشجار دا نہار خود را از جہت نبیت رسول علیہ و علیہم الصلوٰۃ والستیفات ایشان نہیہ اند نفس رسول را بر نفس خویش، اختیار کر ده اند محبت رسول را بر محبت خویش بر محبت ذریت دا موال خویش، دایشا نند مشاہد ان وحی و ملک، بنید ہائے بجزات و خوارق ما آنکه غیب ایشان شہادت گشتہ است و علم شان یعنی شدہ همدالذین لا شنی اللہ علیهم فی القرآن المجید رضی اللہ عنہم و رضوا عنه ذالک سلتم فی التوراة و مثلهم فی الانجیل۔ ہرگماہ مجمع اصحاب کرام

د کرآن کے نفس ہوا و ہوس سے صلت اور ان کے سینے کیوں اور کندہ توں سے پاک ہو گئے تھے، اور کچھ لیں کیہ وہ بندگان دین اور عطاۓ اسلام ہیں جنہوں نے دلن اور رات خفیہ اور علائی نیز خرض ہر وقت ہر طرح دین سینک تائید و حمایت اور اعلاء کلتہ اسلام کیلئے اپنی تام کوششیں اور طاقتیں صرف کر دیں، اور حضور رسول مقبول میں اشہد علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے کنبے قبیلوں، اپنے بال بچوں، اپنی چیتی بسیوں کو چھوڑ دیا، اپنے عزیز و ندویوں اپنے آبادگروں کو، اپنے چشمیں اور کھینچ کا اپنے دخزوں اور باپی نہروں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہتا اور انہوں نے رسول اشہد میں اشہد علیہ وسلم کے نفس خدا کو اپنے نفس پر ترجیح دی اور حضور کی محبت کو اپنی اور اپنے اموال فادا لاد کی محبت پر تقدیر کیا، اور انہوں نے دھی کو ارتستے اور فرشتوں کو آتے دیکھا، حضور کے بھیزات اور تکمیلی روشن نشانیوں کا انحراف نے بچشم قدم شاہدہ کیا، یہاں تک کہ غیب ان کعی میں شہادت بن گیا، اور ان کا علم ایقین سین ایقین سے بلیگیا۔ دہی دہ غوث غیریب بین کی مدح و شناون تعالیٰ نے قرآن مجید یعنی شدہ همدالذین لا شنی اللہ علیهم فی

متنہ ذالک سلتم فی التوراة و مثلهم فی الانجیل۔ ہرگماہ مجمع اصحاب کرام

وہیں کرامات شریک باشند از اکابر تمام صحابہ کرام ان خاص و فضائل سے نشرت ہیں
محابہ کے خلفاء راشدین باشند از تو پھر خاص اکابر صحابہ عینی حضرات خلفاء راشدین کے متعلق کیا کہا جائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔
بزرگیہائے ایشان چہ داناید۔

پھر چند سطور کے بعد ارتقام فرماتے ہیں:-

اگر ان اعتراض کرنے والوں کی نظر میں کچھ اضافات ہو بعد از حصول نظر اضافات و بعد از تبول شرط
اوہ یہ حضرت خیر البشری اشطلیہ وسلم کی محبت کی نظرت
کو ان لیں اور صحابہ کرام صنی اللہ ہم کی بزرگی اور
عاليٰ مرتبی کو جان لیں تو زیادہ بصیرت نہیں کہ یہ خود
ہی اپنے ان شبہات کو ملحوظ شدہ مخالطوں اور فسیل
کے زمگ میں دیکھنے لگیں، اور انکو درجہ اعتبار و اعتماد
سے باقاعدگریں اگرچہ خطا فہمی کے نشا کی قصیں درکیں
اور قریب بادستھن کے عمل کو انگلی رکھ کر زبانا سکیں
یکن کم اذکم اجالاً اسقدر ضرور سمجھ لیں گے کہ یہ
شکوک و شبہات لا حامل ہیں بلکہ بہت ہی بدیہی
اور کعلی ہوئی حقیقتوں کے خلاف اور کتاب دست
سے مردود مطرود ہیں۔

بعد از حصول نظر اضافات و بعد از تبول شرط
محبت خیر البشری و علی الصلوات و التحيات
بعد از داشتن بزرگیہائے ایشان چہ داناید
عیلهم الصوان آن جماعت امتحان کشندگان
ذشکیک سید اور نہ گان نزدیک است کہ
ای شبہات مادر زمگ غالطہ اے و فسلہ اے
نزد اندودہ تصور نہ نہیں فاڈر جہہ اعتبار ساقط
کشند اگرچہ ادہ غالطہ را در شبہا شکیں کشند عمل
سفطہ راقین نہ نہیں کلا اقل مجملہ
ایس قدر شاید ما نہ کرد مودا اے این شکیات
و حامل ای شبہات بے ماحصل است بلکہ
معادم بناہت و ضرورت اسلامیہ است
و مردود و مطرود بکتاب و نت است ۹۷

اس نہیں کے بعد حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے واقعہ قطاعس پر چند تقدیمات تامہ کر کے مفصل
کلام فرمایا ہے اور اُس سے متعلق شیعوں کے مشبوہ اعتراض کا تفصیلی جواب دیا ہے اور گویا اس کے
خدمات کی تحلیل کر کے انگلی رکھ رکھ کے بھی بتلا دیا ہے کہ کمال کمال اس میں فریب دیا جاتا
ہے۔ اس کے بعد بھراوسی اصولی زمگ میں فرماتے ہیں:-

ایں قسم شہمات و تشكیل کات نزد فقیر در
نقیر کے نزدیک ان ٹکوک و شہمات کی خال باکمل ہی
زندگ آنست کشفے ذی فوز نزد جماعت
ہو کہ کوئی جا لاک اور پر فی شخص یونونوں کی کسی جماعت
کے پاس پہنچے اور اپک پھر و جس کو دعا پی آنکھوں سے
دیکھ رہے ہیں اپنے پر فرب بلال اور ملح شدہ تصریفات
سے سوانح ثابت کرے اور یہ بیخارے اس کے پڑ
تزویر دلالت کے جواب سے حاجزا ہونے اور بعض د
تشخیص کے ساتھ اس کی خلیلی نہ پکڑ سکنے کی وجہ سے خود
شہبیں پڑ جائیں بلکہ اپنے مشاہد کے خلاف اس کو
سوانحیں کرنے لگیں۔ اور اپنے احساس و ادماک کو
ناقابل ہتھا دیج کر پیشہ دال دیں۔ لیکن عقلمند اور شعبدار
آدمی کا حکام پر ہو کلیے مرتع پاپی حص اور اپنے اداک
کی بذابت پر اعتماد کرے اور مان ملح شدہ وہی مقدمات
کو ناقابل ہتھا بکھے۔ باکمل بھی حال مند زیر بحث کا ہو
کہ حضرت علیہ السلام کتاب مجاہد کرام کی بنگی اور عالی
مرتبی قرآن و حدیث کی رو سے جانی وجہی بلکہ ایسا آنکھ
دیکھی حقیقت ہو جس میں کسی نک و شبہ کی گنجائش
نہیں، لیکن یہ اتفاق کوش جماعت اپنے ملح شدہ دلالت سے
انپر طعن و قدح کرتی ہی وہ بس انکی وجہ ح و قدر بامجل
ایسی ہی وجہیے کہ کوئی بھی اپنے باتوں کے پتھر کے مکار کو
سوانح ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اپنے «مشق» دلالت
سے سینے مل دگوں کو یہ قوت بنا پس

بہ نہد"

وَبِنَا لَا تَرْعِقُ قُلُوبُنَا بَعْدَ ازْصِدِتِنَا اے رب ہمارے اہمیت کے بعد ہمارے لئے لوں کو
 دَهْبُ الْنَّامِنَ لِدَنْكِ رَحْمَةٍ، أَنْكِ بھی ہمارے سے محظوظ کہ اونہم کو اپنی رحمت سے فناز
 تُوْ ہِيْ سُرْفَتُكَاهُ نَخْشِنَدَ الْأَهْبَهِ!! انت الوهابہ
 دِرْحَمِقَيْتُ شَيْوُونَ كَتَنَامَ مَطَاعِنَ كَيْ حَقِيقَتُ بَهِيْ اوْ صَرْفُ بَهِيْ اے اور اس کے جان لینے
 كَيْ بَعْثَيْتُ كَاسَارَ اَظْلَمُ ڈُوثْ جَانَا اور اُنَّ كَيْ اَبْلَهَ فَرِبَيْوُونَ كَا پُرْدَهَ تَارَهُ جَاتَاهُ -

حضرت مجده قدس اللہ سو العزیز نے فتنہ رفع اور اس کے مختلف شعبوں کے خلاف اپنے
 سُتْقَلَ رِسَالَةَ رِدَادِنَفْضٍ "کے علاوہ مکتباتِ خَرْفَنَ میں بھی جو کچھ متفق طور پر لکھا ہے، اگر اُس
 سب کو جمع کیا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم کتابِ مرتب ہو سکتی ہے، اس خضر عالمیں ہم نے جو
 اقتباسات پیش کئے ہیں، درحقیقت ان کو سمندر سے صرف کوڑہ بلکہ قطراہ کی نسبت ہے۔
 اس "ایرانی فتنہ" کے خلاف اس نلمی جہاد کے علاوہ آپ نے ملائی جنگ بھی بڑی پا مردی
 سے کی اور اگرچہ فتنہ حکومت وقت کے آنحضرت میں تربیت پادھا تھا اور گویا شاہی محل ہی
 اس کا سرحدیہ بنا ہوا تھا پھر بھی آپ نے باہر ہائی وسیع الشہاد عالم عرکوں اور خاص خطلوں میں
 مناظروں اور نظریوں میں اس کی تاریخ و سمجھیت میں کوئی دلیقہ نہیں چھوٹا، اور لفین کے
 ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ہی کی ان مجدهات سامنی اور بجا ہدایت سرگردیوں لے عالم مسلمانوں
 کو اس سیlab میں بینے سے پکالیا اور نہ آج ہندوستان کے ذکر وہ "مسلمانوں میں" اعداد
 ابو بکر و عمر کی تعداد صرف پہکاں سالمہ لاکھ ہی نہوتی۔

اللَّهُمَّ لَوْزِرْ مَنْ قَدَّ كَوْبَرْ زَمْ مَعْجَنَهُ وَاحْشَرْ نَامَعَهُ

امام ربانی

از

حضرت مولانا محمد عبده الشکور صاحب فاروقی مجددی
مظلمه العالی

یہ مقالہ بعد دالف ثالثی نمبر ۲۵۳ میں الحنفیۃ الشوئیہ
نے حضرت المجددیہ کے عنوان سے شائع ہوا تھا اب صاحب مقالہ
حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب مظلہ کی اجازت سے اس کا ترجمہ
”امام ربانی“ کر دیا ہے۔

حضرت بعد دالف ثالثی قدس سرہ کے قدیم و جدید تذکرے کتابی
عکل میں موجودہ ہیں یہ مقالہ حضرت امام ربانیؒ کے تذکرہ میں ایک خاص
امتیاز رکھتا ہے جس کو اصحاب علم و نظر ناظرینِ کرام انشاء اللہ محسوس
فرمائیں گے۔

”مرتب“

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدًا وَمُصَلَّىٰ

مجتبی المکرم جناب رسولی محمد بن نبیو صاحب مدیر الفرقان "بریلی مسلم ائمہ تعالیٰ" و اکرمہ کے اصرار سے اس ابھم او رقدس کام کا داعیہ دل میں پیدا ہوا۔ گو طبیعت کی نادستی او رضفت د افسوسگی سے قلع نظر کر کے کسی طرح اس کام کی مہیت اپنے میں نہیں پاتا۔ کہاں نائب شفیع یوم نشور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں ایک بندہ بہزادگناہ شرمندہ سرتاپا خطاب قصوراً يَنْهَا مِنَ النَّارِ وَإِنَّ الْمُخْدَنَ فِي السُّجُونِ إِنَّ الظُّلْمَةَ مِنَ النُّورِ وَإِنَّ الظُّلْمَةَ مِنَ الْكُحُورِ

با این ہمہ نابالی محض اسی کی مدد پر بھروسہ کر کے جس نے یہ داعیہ دل میں ڈالا قلم
ہاتھ میں لیا ہے۔

از شیر شوق مے کنم سخنے در نہ مدحش چہ حد ہم چونے
ہبھو اور سزد معرفت او در جہاں پک ہبھو اورے کو
قرہباد و آسائ گردد تاچو اور اخترے عیاں گردد
عمرہ ا بر کرمت باردا تاچو اور گوہرے پیدا آہد
اللہ تعالیٰ ا پلیغیل حضرت مددوح کے اپنے نضل و کرم سے اس بفاعت مزجا کو

لئے ان اشلاء کا زر جدلا خذہ ہونہ۔ اپنے شوق مجتبی میں کچھ یا تیس کرہا ہوں۔ در نہ مجھ جیسا شخص اس کی تعریف
پیدا کر سکتا ہے۔ اس کی تعریف کے لئے بھی اسی جیسا شخص ہذا چاہئے۔ لیکن دنیا میں اس جیا ہے کہ آسائ
سد اسل گردش کرے تو اس جیسا ستارہ ہیں ہو۔ ا بر کرم مدعاۓ دراز تک عزت و نیشن کا پان
بر سائے تو اس جیسا ستاری پیدا ہو۔

تول فریلے تو زہبے سعادت دماد لک علی اللہ یعنی پڑھ

وَأَنْعَمْ ہو کہ حضرت امام ربانی بحدود نور العثماںی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی
روضی اشیاعی عنہ دعمنہ شیاعہ و اتباعہ و اصحابہ اکے تذکرہ میں بہت سی صفحہ اور
بے نظر کتاب مالیت ہو چکی ہیں جن کے مؤلفین بڑے بڑے علماء ہیں جن میں اکثر خود
حضرت امام کے خلفا یا خلفا کے خلفا ہیں یہ شکا آپ کے خلیفہ اعظم حضرت آدم بنوہی نے
ایک کتاب تالیف فرمائی حضرت آدم موصوف خود ایک مسلم کے امام ہیں جس کا نام مسلم
آدمیہ ہے اور اس مسلم میں حضرت مولانا خاہ ولی اللہ عدالت دہلوی جیسا امام فلک ہے
یہ مسلم بخارا کی طرف بنت ہے اور ایک خاندان ڈیرہ اسمبلی خان میں بھی معلوم ہوا ہے
اور شکا مولانا بدر الدین سرہندی نے کہ وہ بھی حضرت مرح کے خلیفہ ہیں ایک مختین کتاب
دو جلدیں میں تالیف فرمائی جس کا نام حضرات القدس ہے اور شکا مولانا محمد اششم کشمکشی نے
کہ وہ بھی آپ کے خلیفہ ہیں ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام پرکات احمدیہ ہے اور شکا مولانا
محمد امان خلیفہ حضرت خواجہ محمد بیرم حمد اللہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام —
روضۃ القیویہ ہے وغیرہ ذکر مایہ میں ذکر ہا۔

فارسی زبان کے علاوہ مرلی اور ترکی زبان میں بھی آپ کے ناقب کی کتابیں ہیں

جن میں سے بعض صوبہ بیرونی طرف طبع ہو گئی ہیں ۷

وَعَلَى اقْتِنَ دَاصْفِيَه بِصَفَه يَقْنَى الزَّمَانَ وَفِيهِ مَالِمَ بِصَفَ

اس خیر نے کتب ذکورہ سے صرف انہیں چند حالات کو لیا ہے جن کا ذکر خود حضرت
امام ربانی کے کثرت باتیں ہے اور ان میں بھی اس قدر اختصار کا لحاظ کیا ہے کہ جو نسبت
قطرو کو سند رہے ہے وہ بھی نہ ہے۔

لہ دموج دت انش کرنے والے طرع طرح سے اس کی تعریف کرتے ہیں لیکن ذمہ ختم ہو جاتا ہے اور

(بن میں وہ باتیں باقی رہ جاتی ہیں جن کی تعریف مذہبی)

اہ سلسلہ میں حضرت مسیح کے کمزورات قدریہ کی کچھ بیارات بھی سلازوں کے
کان تک پہنچا دیئے گئے ایک ذریعہ ہاتھ آگیا کچھ عجب نہیں کہ ان کے پڑھنے اور سننے سے
کسی حادث مند کا کام بن جائے کیونکہ وہ نسبت عالیہ جو کبریٰ احرار سے بھی زیادہ عزیز الوجود
ہے کمزورات قدریہ کے ہر ہر لکھ میں اس طرح جلوہ گر ہے جیسے گلب کی خوشبو اس کے پھول
کی ہر ہر پتی میں سے

د رخ نہیں شدم اند بو دیگ گل
ب رک دار از دیم د رخ نہیں بین د مر

بس اب اصل مقصد شروع کیا جاتا ہے۔ وَحَسْنَا اللَّهُ وَلِغَمْ الْوَكِيلُ، وَلَا حَوْلُ

وَلَا قُوَّةُ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

نام و نسب نام مبارک آپ کا احمد آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبدالاحد نسب
خرفیں آپ کا اٹھائیں واسطہ سے امیر المؤمنین فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
یہ کم پہنچتا ہے۔ اس نسب افسوس پر خود حضرت کو بھی ناذہ تھا، مکتبہ نہاد فراول حصہ
دم میں ماحسن کشیری کے اس سوال کے جواب میں کہ اللہ تعالیٰ کو عالم النبی کئے سے
فلان بزرگ نے منع کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے فراتے ہیں :-

نوشہ بودند کہ شیخ عبد البکر یعنی گفتہ است آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ شیخ عبد البکر یعنی نے
کہ حق بحاذہ تعالیٰ عالم الغیب نسبت نہیں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔
نیقر راتاب اشماع اثال ایں سخنان نسبت میرے خود مفقر کو ایسی بائیں سننے کی تاب دلت
بے اختیار رگ فاروقیم درج کرتے آیدو۔ نہیں ہے ہنس کی بازوں سے میری رگ فاروقی
فرست تاویل و توجیہ نے دہد قائل ہیں بے اختیار پھر کم اٹھتی ہے اور ان کی تاویل و توجیہ

لئے میں اپنے کلام میں اس طرح پوشیدہ ہمہ جو طرح پھول کی خوشبو اس کی ہر پتی میں جو شخص بھکر
دیکھنے کی آنہ درکتنا چوہہ میکو میرے کلام میں دیکھے

سخنان شیخ بکر بنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام کی بھی سمع نہیں دیتی۔ ان باؤں کے کئے وائے شیخ۔
بکر بنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی درکار
ہے نہ کلام محبی الدین عربی و مصلح الدین قونیوی و
عبد الرزاق کاشی، ہمکو فص شتری سے کام ہے نہ کرام
فص سے، فتوحات مدینہ نے ہمکو فتوحات
یلغیں فتوحات مدینہ از فتوحات گئیست غنی
ساختہ است
کیہ سے بے نیاز بنا ہیا ہے۔

اور کتب رضا حسنه ششم دفتر دوم میں یہ خبر سنکر کہ تسب ساند ضلع لہ ہیا نہ میں خلیب
نے خلیبہ مجده میں خلفاء راشدین کا ذکر صورہ ترک کر دیا فراستے ہیں:-
چون استماع این خبر و حشت انگلیز، شورہ من آورد
شورہ من پیدا کر دی اور میری رنگ فارقی بڑو کا دی
درگ قادر و قیم راحسر کرت داد بچند کر
اقدام نمود
اس لئے یہ جند کلے خنزیر کر دیے۔

آپ کے آبائے کرام میں بڑے بڑے علمائی کاملین اور فرقائے دلیلین گذے ہیں
خصوصاً آپ کے والد ماجد حضرت نخدوم عبد الواحد بہت بڑے عالم اور سلسلہ حشیۃ میں بڑے
صاحب شبہ بندگ تھے حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خلفاء میں سے تھے اور طریقہ
 قادریہ میں بھی صاحب اجازت تھے۔ تمام کتب درسیہ مسکوفات اور معقولات کا درس دیتے تھے
اور مریدوں کو فیوض باطنی سے سیراب فرایا کرتے تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

وطن اور ولادت سراپا بشارت | وطن قدیم آپ کے آبائے کرام کا بعد مدینہ طلبہ
کے شہر کابل تھا مگر کوئی بزرگ ہندوستان تشریعی لائے اور تمام سرمندان کو پسند آیا وہیں
سکونت پذیر ہو گئے۔ اور وہیں آپ کی ولادت باسادت ظہور میں آئی اور وہیں آپ کے اولاد
بعضیں احکم اور فتوحات کیہے شیخ محبی الدین عربی کی دو کتابوں کے نام ہیں اس عبارت میں انہی

و احاداد کا دت اور اذ مک قیام رہا۔

سرینہ اُس وقت ایک بڑا شہر تھا لیکن اب صوبہ پنجاب ریاست پیارہ میں ایک
قصبہ ہے جو حضرت نے اپنے کمزورات میں جا بجا اس شہر بارک کی عظمت اور برکت کا بیان فرمایا ہو
چکا چکہ کنوپ ۱۹۵۶ھ سوم دفتر اول میں فرماتے ہیں۔

”سرینہ کے اعظم بلاد اسلام است چند سال سرینہ میں جو ایک بڑا اسلامی شہر ہے، کئی
ست کے قاضی ندارد“

اور کنوپ ۱۹۵۷ھ حصہ ششم دفتر دوم میں فرماتے ہیں:-

بلده سرینہ گو باز میں اچھے من است ک
برائے من جاہ عیق تاریک را پر کردہ صفحہ بلند رخنه
اندو بر اکثر بلاد دیقاع آن را ارتفاع داده
و ذرے دراں زمین مدیعہ گشته کہ مقتبس
اذ نوبے صفتی و بے کیفی کا ذرہ دوست
کہا ز میں معدہ بیت اللہ صالح و لاجھت
(پھر فعاصلہ چند سطور) و بعد از مدتے ظاہر شد
کہ آں ذرہ مدع لمحہ ایست ازانہ اقلبیہ
ایں فیراز میں جا انتباں نفعہ دراں زمین
افروختہ اندر ذرگ آنکہ چرانے از مشعلہ
و افزونہ قل کل محن مدد اللہ اللہ ذر السمعوا
والادھن - سجحان ربک رب رب العزّة
عما يصفون و سلام علی المرسلین
والحمد لله رب العالمین

اوہ تمام تعریفیں ہیں یہ اس اللہ کی جو کل جہاں کا رب ہے۔

ولادت سر اپنا باتھت ۱۹۷۲ء ارشاد لوم جمعہ بوقت غفت شب ہوئی۔

آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ تمام جہان میں نسلت بھیلی ہوئی ہے۔ سوراہ رب نبند اور رچھ لوگوں کو ہلاک کر دے ہے ہیں یا کیا کیا میرے سینہ سے ایک فونکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا اسی تخت پر ایک شخص تکہ لگائے بیٹھا ہے اس کے سامنے تمام طالبوں اور زندیقوں اور مخدوں کو بھیڑ بھری کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے۔ اور کوئی شخص بلند آواز کہ رہا ہے جاءہ الحج و ذہق الباطل ان الباطل کان ذہوقا۔

صحیح کو حضرت مخدوم نے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتعلیٰ سے دریافت کی انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ایک لاکا پیدا ہو گا اس سے اکا دد بدعوت کی نسلت دور ہو گی۔ سبحان اللہ کیا سچا خواب نہما و کیسی صحیح تعبیر نہی۔

تحصیل علم | حفظ قرآن عبید سے فارغ ہونے کے بعد جس میں آپ کا بہت کم وقت صرف ہوا تحصیل علم میں مشغول ہوئے اکثر کتب درسیہ اپنے والدین زادگار سے اور کچھ سرمند کے دوسرا علماء سے پڑھیں۔ تصویت کی کتابیں بھی شل تعریف اور عوارف المعرف اور فصوص الحکم و فیروز کے اپنے والدہ ہی سے پڑھیں۔ ان اطراف میں مولانا کمال کشیری اسقولات کے پڑھانے میں مشورہ تھے اُن سے صفتوات کی بعض کتابیں پڑھیں۔

كتب حدیث کی سند حضرت شیخ یعقوب کشیری سے حاصل کی۔ اور اس ذات میں ایک مقدس عالم حضرت فاضی بہلوں بدختانی تھے ان سے حب ذیل کتب کا درس لیا اور سند حاصل کی۔ امام واحدی کی تفسیر بیط اور تفسیر رسیط اور رساب اث الرذول اور قاضی بصیادی کی تفسیر اور دوسری تصنیفات مثل نہماج الوصول اور الغایۃ القصوی وغیرہ کے اندہ امام گماری کی صحیح اور دوسری تایفات مثل ثلثانیات اور ادب المفرد اور افعال العباد اور تاریخ کے اور مشکوہ المصابع اور شائل

لہ حضرت شاہ کمال کیتعلیٰ جنت اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے پیرزادہ اور بڑے بامال بزرگ تھے حضرت امام ربانی سے مقول ہے کہ فراتے تھے سلسلہ قادریہ میں شیخ عبد القادر جیلانی تھر رہہ کے بعد شاہ کمال کیتعلیٰ کا خل کم نظر آتا ہے ۱۷

ترنہی اور جائیں میر طیوفی اور قصیدہ بردہ غرضیکہ ہر علم و فن کو اس کے شور اور استدامتہ سے
ماں کیا اور سندی۔

تحصیل طریقیت | ابتداء آپ نے طریقہ حضیرتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بعیت کی اور اس کا
سلوک نام کیا۔ پھر طریقہ قادریہ سمجھی اخذ کیا۔ بعیت اور تعلیم طریقہ قادریہ کی اپنے والد سے باقی
اوخر سرقة خلافت حضرت شاہ مکنڈ نبیرہ حضرت شاہ کمال یعنی سے حاصل ہوا۔ المختصر سرہ برس
کی عرضیں آپ جامع کیا لات نظاہری و بالطفی بذکرا پنے والد کے سامنے ہی کتب و رسیہ کی تعلیم اور
طریقہ کی تلقین فراہنگے۔

آن دن ایام میں سلسلہ بکر و پیکے ایک شور و لی اللہ حضرت مولانا یعقوب صرفی تھے ان
آپ نے طریقہ بکر و پیک سمجھی حاصل کیا۔

با ایں ہر کلاس طریقہ نقشبندیہ کی طلب آپ کے قلب الہمی محبوب ہوئی اور یہ
طلب بڑھتے بڑھتے عشق کی حد تک پہنچ گئی اور یہ عشق اندر ہی انداپنا کام کرنے کا یہاں تک
کہ شتمہ میں جبکہ آپ کے والد بزرگوار نے اس دارفانی سے طست فرمائی اور آپ بار ادا
حج بیت اللہ اپنے دلن بارک سے روانہ ہو کر ہمی پہنچ تو ماحسن کشمیری سے ملاقات ہوئی
جن سے غالباً پہلے کی شتنا سائی ستحی۔ انہوں نے بسبیل تذکرہ حضرت خواجہ باقی بالله نقشبندی
لہ حضرت شاہ مکنڈ رغۃ اللہ طریقہ کے متعلق امام ربانی سے مخول ہو کفرماتے تھے آنتاب کو توادی کسی طرح
دیکھ بھی لیتا ہے گو حضرت شاہ مکنڈ کے طلب پر بوجہ ذرا نیت اور حکم کے کسی کی نظر نہیں پہنچ سکتی ॥

لہ بندوستان کی سنجیں نسبت نقشبندیہ کے بالکل ہجوم ستحی اس سلسلہ عالیہ کیہے ہے پہنچ بزرگ آپ ہی ہیں جو بندوستان
نشریحت لائے چاہیے غدو فرماتے تھے ایں تھم پاک راز نہیں سکر قندہ بنگار آور دیم و درز میں برکت آئیں ہندیں احمد شد
کہ لعایت الہی شجرہ طیبہ صلیماً نابست و فرمائی اسماً نظاہر شد "ولادت آپ کی مقام کا بل شتمہ میں ہوئی یہی سن ولادت
حضرت الامد باقی ساہی اور بھر کن ایس سال بعد ز شبہ ۲۵ ربیع الاولیہ ۱۳۷۰ھ بعاصمہ ہلہ فاتحہ باقی مزار بیانک ہلہ
یہیں بیرون اجیسی اور عازہ ہے قریب مزار بیانک کب چھوٹی سی نو صورت سمجھتے ہیں جس میں نگ بصری کے سونک ہیں ॥

اخراجی رحمة اللہ علیہ کا ذکر کیا اس ذکر کو من کر حضرت امام ربانی کا بھی حال ہوا سرد بیان
یاددا نیدن ایک مشورہ شل ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آپ خواجہ سے ملنے کے بعد بیعت کرنا چاہئی دہلی میں قیام کرنے کا اس وقت
خیال بھی نہ تھا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ پسند کو جائیں پیغمبری پائیں

حضرت خواجہ کی طبیعت بہت دیرآشنا تھی گر غلافِ عادت حضرت امام سے پہلی ہی
ملات میں بہت بُشراشت و محبت سے ملے اور حج کا ارادہ سنکر فرمایا کہ حج تو رجب سعادت
داریں ہے لیکن کوئی مانع نہ تو کم سے کم ایک سویں پانچ ہفتے ہیاں ہماری محبت میں قیام کرو۔
حضرت امام نے بلاعذر قبول فرمایا۔

حضرت خواجہ کی محبت نے اس قدر تبریزی کے ساتھ اثر کیا کہ دو ہی دن کے بعد آپ نے
بیعت کی درخواست کی حضرت خواجہ نے خلافِ مول بلال شخار فوراً آپ کو داخلِ سلسلہ کر لیا اور ذکر
کی تلقین فرمائی تلب پر توبہ کی۔ قلب اسی وقت ذکر میں مشغول ہو گیا اور یوں نہیں بلکہ لخطہ بلخطہ
حالات باطنی میں نرقی شروع ہوئی اور انہما میں پوچھکر جو حالات پیش آئیں وہ تمام لا عین
مرأت اول اذن سمعت کا سلسلہ ہیں۔

حضرت امام ربانی نے دعائی سینہ دہلی میں قیام فرمایا۔ اس فلیل مدت میں نسبت
نقشبندیہ کامل طور پر شامل ہو گئی نسبت نقشبندیہ نام ہے دوام حضور داگا ہنی کاجس کے ساتھ
نبہت بالکل نہ ہوا سی بیڑی کو حدیث بنوی میں کائنات تراکہ سے تعمیر فرمایا گیا ہے۔
اس کے بعد حضرت امام دو مرتبہ اور سرہنڈ سے دہلی اپنے مرشد کامل کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ یکل تین مہینیں اپنے شیخ کی آپ کے لئے کافی ہو گئیں۔

پہلی مرتبہ حضرت خواجہ نو شجری سالی کہ تم کو نسبت نقشبندیہ کامل طور پر شامل ہو گئی

اور تقرب الہی کے بڑا فیروزی کرنے کی امید ہے۔ دوسری مرتبہ خلعت خلافت عطا فرمائی اور طالیان خدا کو قبیل مطريقت اور ارشاد و پدایت کی اجازت دی اور اپنے مخصوص ترین صحاب کو تعلیم طریقت کے لئے آپ کے سپرد کیا۔ تیسرا مرتبہ حضرت خواجہ بعد ردو پر تاب تیر کے پیشوائی کے لئے آئے اور بڑی بڑی غلیظ اشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ اور اپنے حلقة توجہ میں آپ کو سر حلقة بنائکری ٹھیجا یا اور مریدوں سے فرمایا کہ ان کی وجودگی میں کوئی شخص ببری طرف متوج نہوا کرے۔ نصت کرتے وقت فرمایا کہ اپنے صفات بہت علوم ہوتا ہے امید جات بہت کم ہے اور اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ عبید اللہ و حضرت خواجہ عبد اللہ کو کہ اُس وقت شیر فارس تھے اپنے سامنے حضرت امام ربانی سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ ان کی اُوں کو کبھی نامباذ توجہ دنبھے چنانچہ آپ نے توجہ دی اور توجہ کیا اثر بھی اسی وقت ظاہر ہوا۔

کون بات قدسیہ میں یہ واقعات جستہ جستہ ذکور ہیں چنانچہ کونبڑ، دفتر اول حصہ چارم میں اپنے پیرزادوں یعنی خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبد اللہ کو لکھتے ہیں:-

ایں فقیر از سر تا قدم عرق احسان نہاد اللہ بزرگوار	یہ فقیر از سر تا قدم آپ کے ولد بزرگوار کے احسانوں
شماست دریں طریق سین العف بے ازیشان	یہ عزیز ہے اس راہ میں الف بے کامیق انسی سے لیا
گرفته است و تبھی حروف ایں راہ ازیشان	گرفتہ است و تبھی حروف ایں راہ ازیشان
آئونختہ و دولت اندر راج النہایتہ فی البدایہ	اوہ بندیاں ایں راہ ایں اس راہ کے مدارج عامل ہے نے کی دولت
بیرکت محبت باشان حاصل کر دہ و سعادت سفر دہ	آنکی محبت کی بركت سے حاصل کی ہے اور سفر در دہن
دہن را بالصدقہ خدمت ایشان یافہ توجہ شریف	کی خدمت انسی کی خدمت کے صدقہ میں پائی ہے

لہ یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے سر اسلسلہ خواجگان حضرت خواجہ عبید الحمال غجد مانی نے آٹھ اصطلاحات مقرر فرمائی تھیں طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد اسیں آٹھ چیزوں پر ہے وہ آٹھ اصطلاحات یہ ہیں:-
ہوش دروم۔ نظر رقدم۔ سفر در دہن۔ خلوت دہ نجمن۔ یاد کرد۔ بازگش۔ بحمد افت۔ یاد داشت
اگر مسکو ارشاد و طریقہ ملے تو کتنے اس تھہ سے مس موحد ہے یہ۔

ایشان در دو نیم ماہ ایں ناقابل را به نسبت
 نقشبند یہ رسانیدہ و حضور خاص ایں اکابر
 راعطا فرمودہ و درین مدت تقلید آنچہ از
 تجلیات و طہورات والوار والوان و بے
 ریگیها و بے کیفیا کہ بظیل ایشان رو داده
 چہ شرح و بد و چہ بیان تفصیل آن نماید میں
 توجہ شریف ایشان کم دقتیہ نمذہ باشد در
 سعادت توحید و اتحاد و قرب و معیت و احاطہ
 و سریان کہ بریں فقیر نکشاد نمود از حقیقت آں
 اطلاع نہ دادند، شهور و حدت در کثرت
 شاہدہ کثرت در وحدت الخدمات و
 سعادتی دین سعادت است۔ بالجملہ آنچہ کہ نسبت
 نقشبند یہت و حضور خاص ایں اکابر نام ایں
 سعادت بر زبان آوردند و نشان ایں شود و
 شاہدہ را بیان نمودن از کوتہ نظری است۔
 کارخانہ ایں اکابر بلندست بہر زانق و رقصے
 نسبت ندارند و ہرگاہ ایں طور دولتے رفیع لقہ
 از حضرت ایشان بایں فقیر رسیدہ باشد اگر
 مدت ملک سرخود را پاکمال اقدام خدمۃ عتبہ عالیہ
 شکار کرده باشد بیچنگ نکرده باشد۔ از تقسیرات
 خود چہ عرض نماید و از شرمندگیها کے خود چہ

آن کی توجہ شریف نے لاطائی اہ میں اس ناقابل
 کو نسبت نقشبند پر تک پوچھا دیا اور اکابر نقشبند یہ
 کا حضور خاص عطا فرمایا۔ اس نظری مدت میں جو تکلیف
 نہ پڑا، انوار، الوان اور بے ریگیاں اور بے کیفیاں
 حاصل ہوئیں ان کی تصریح و تفصیل کیا بیان کی جائے
 حضرت کی توجہ شریف کی برکت سے، معاشرت
 توحید و اتحاد، قرب و معیت اور احاطہ و سریان
 یہی سے شاید ہی کوئی دتفیعہ ایسا ہو جو ان پھر
 پردا فرع نہ ہوا ہو اور اس کی حقیقت کی اطلاع
 نہ دی گئی ہو۔ کثرت ہیں و حدت کا معاملہ
 اور وحدت میں کثرت کا مشاہدہ تو ان معاشرت
 کی ابتدائی بائیں ہیں بہر حال جس جگہ نسبت
 نقشبند یہ اور اس کے اکابر کا حضور خاص موجود
 ہو ان معاشرت کا نام زبان پر لانا اور اس نہ ہو
 شاہدہ کی نشان دہی کرنا کوناہ نظری ہے۔ ان
 اکابر کا کارخانہ بننے ہے جو کسی حیدرگر و تماں کے
 کار و بار سے کوئی نسبت نہیں رکھتا جب اس فقیر
 کو ایسی بلند مرتبہ دولت آپ کے والدین دگوام سے
 حاصل ہوئی تو اگر یہ فقیر عمر بھر آپ کے دربار عالی
 کے خدام کے قدموں میں سرپا مال کرے تب بھی
 اس نے کوئی حق ادا نہ کیا۔ یہ فقیر اپنی کوتاہیوں کو

انہار نماید۔ امساوات آگاہ خواجہ حام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کرے امداد پنی شرمندگی کو کیا ظاہر کرے
ساخت آگاہ خواجہ حام الدین احمد کو اللہ تعالیٰ ہماری
اطن سے جذبے خیر طاہر کرے کہ انہوں نے ہم تصور
کرنے والوں کا باخود اٹھایا اور خدام دہار عالیٰ کی خدمت
کے لئے کمہت باندھی اور بہم دور افتادہ لوگوں کو
اس کو سبکدوش کیا۔ اگر میرے جسم کا ہر بیان زبان بنے
ادا کرے لفان کے ہزار نکروں میں سے کب غلکبھی ادا
نہ ہو سکے! نفیر کو قین مرتبہ حضرت کے دریافت کی
مرتبہ بوسی کا شرف حاصل ہوا جب آخری مرتبہ ذات
بوکی توارثاً فرمایا کہ مجھ پر ضعف بدن غلب آگیا ہے
باب) امید حیات کم رہ گئی ہے تم بچوں کے احوال سے
بانجھرہ نہ لاد پھر، آپ کو اپنے ملانتے طلب فرمایا اُس
وقت آپ دودھ پینے پکتے تھے، من فقیر کو حکم دیا کان،
توجه دو حضرت کے حکم سے ان کی موجودگی میں میں نے
آپ کو توجہ دی یا خنک کر کے اثر بھی طاہر ہمہ اس کے
بعد حضرت نے فرمایا کہ ما جزا وہ کی والدات کو بھی
غائبانہ توجہ دو جناب کو ان کو سمجھ غائبانہ توجہ دی گئی امید
ہے کہ حضرت کی موجودگی کی برکت سے اسی توجہ کے بھی اچھے

نتائج ظاہر ہوں۔

(یہ کتاب اسی بہت باقی ہے اگے چل کر صاحبزادوں کو شریعت و طریقت کے تعلق
بہت باقی تعلیم فرمائی ہیں اور فہم اعلم کلام کے بڑے اہم مسائل آگئے ہیں)

کتب دعے دفتر سوم حصہ نہم میں فرماتے ہیں :-

اردت من بے محمد رسول اللہ علی ائمہ علیہ وآلہ وسلم سے
حضرت محمد رسول اللہ علی ائمہ علیہ وآلہ وسلم سے
میری ارادت بہت سے واسطوں سے ہے طریقہ
نقشبندیہ میں اکیس لٹا داسٹے دریان میں ہر طریقہ
 قادر یہ میں بچپن واسٹے وہ طریقہ حبیتہ میں
تا میں داسٹے میر سلسلہ جانی ہے کیونکہ میں جتن
کابنڈہ ہوں میر راب رحمن ہے او میر ساربی
ار جم الراحیں بہ طریقہ سبحانی ہے کیونکہ میں
تنزیہ کی راہ سے پوچھا ہوں اسم و صفت
سے خصود سوائے ذات حق کے کچھ نہیں
ہے۔

حضرت مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے
سلسلہ کثیرہ مت بر طریقہ نقشبندیہ
بیت دیک و اسٹد و ریان است وہ طریقہ
قادر یہ بیت و جنگ وہ طریقہ حبیتہ بیت و
ہفت رپھربہ فاصلہ چند سطوں (سلسلہ من
سلسلہ جانی است کہ من عبد الرحمن ام پر رب
من رحمن است دربی من ام جم الراحیں و طریقہ
من طریقہ سبحانی است کہ از راہ تنزیہ رفتہ
ام واذ اسم و صفت جز ذات اقدس تعالیٰ
خواستہ۔

کتب دعے دفتر اول حصہ اول میں فرماتے ہیں :-

یہاں تک کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے بعض اپنے کرم سے
تآنکھی خیالی کر کر خوبی کی خصوصیت کو اپنے کرم سے
اس نیقر کو ارشاد پناہ، خانق و حارف آگاہ،
مود الدین، الرضی شیخنا و مولانا و قبلتنا مکمل رہا
قدس اللہ سرہ کی خدمت اقدس میں پوچھایا اور
انہوں نے اس نیقر کو طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم دی
اور اس سکین کے عال پر توجہ بلیغ فرمائی۔

تآنکھی خیالی کر کر خوبی کی خصوصیت کو اپنے کرم سے
خدمت ارشاد پناہی خانق و حارف
مکمالی مود الدین الرضی شیخنا و مولانا و قبلتنا
محمد الباقي قدسنا اللہ تعالیٰ بسره رسانید
داشیاں بہ نقیر طریقہ علیہ نقشبندیہ تعلیم
فرمودند و توجہ بلیغ بحال ایں سکین مری شستہ

کتب دعے ۲۹ دفتر اول حصہ بیہم میں اپنے مرید مولانا محمد اشرم کر لکھتے ہیں :-

بسم اللہ الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على سيد المرسلين وآلہ واصحابہ الطيبین

وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْمُطَهَّرُونَ وَالظَّاهِرُونَ -
 بِمَا نَكُونُ طَرِيقَةً كَمَا قَرُبَ اسْتَدَقَ دَاءِنَ وَادِنَ
 وَادِنَقَ وَاسْلَمَ وَاحْكَمَ دَاصِدَقَ دَادِلَ وَاعْلَى
 وَاجْلَ وَارْشَقَ وَامْكَلَ طَرِيقَةً عَلَيْنَهُ تَقْشِبَنَدَ يَهَتَ
 قَدَسَ اللَّهُ تَعَالَى اَرْوَاحَ اَهْلِيَهَا اَسْرَارَ
 سَوَالِيهَا اِنْهَا بَزَرَگَيِ اِنْ طَرِيقَنَ وَعَلْوَشَانَ
 اِنْ بَزَرَگَوَارَانَ بِواسْطَهِ التَّرَازَمَ تَابُوتَ سَنَتَ
 سَنَيَّةَ اَسْتَعْلَى صَاحِبَهَا الْصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ
 وَالْحَمْيَةَ وَاجْتِنَابَ اَزْبَعَتَ نَامِرَضِيَّهَ
 رَبِّهِنَبَا صَلَهْ جَنْدَ سَطَورَ اَسْتَبَرَادَ اَشَدَكَ اللَّهَ
 تَعَالَى اَلِي سَوَا، الصَّرَاطَ اِنْ دَرْوِيشَ رَأْچَوَنَ
 مُوسَى اِنْ رَاهَ بَيْدَ اَشَدَ عَنَيَّتَ خَدَادَ نَدَى جَلَّ
 عَلَهَا دَى كَارَأَوْكَشَتَهَ بَخَدَتَ وَلَاتَ پَنَاهَ
 حَقِيقَتَ آَگَاهَ هَادَى طَرِيقَنَ اَنْدَرَاجَ النَّهَا يَهَ
 فِي الْبَدَارِيَهَ دَالِي اَسْبَيلَ الْوَصَلَ اَلِي درَجَاتَ
 الْبَلَاهَيَهَ سَوِيدَالَدِينَ الرَّضِيَ شِيشَنَادَوَرَلَنَادَ اَماَنَهَا
 دَاماَنَا اَشْيَخَ مُحَمَّدَالَبَاتِيَ قَدَسَ اللَّهُ تَعَالَى
 سَرَهَ كَيَيَهَ اَذْخَلَفَائَهَ كَبَارَخَافَادَهَ حَضَراتَ
 اَكَابَرَقَشَبَنَدَ يَهَ قَدَسَ اللَّهُ تَعَالَى اَسْرَارِهِمْ بَوَهَ
 اَندَهَ سَانِيدَهَ عَلَيَشَانَ اِنْ دَرْوِيشَ رَادَ كَرَاسَمَ
 ذاتَ جَلَ مُسَلطَانَهَ تَعْلِيمَ فَرِودَغَهَوَ بَطَرِيقَ سَهُودَ

الظاهرون نوب جان لوک جو طریق سب طریقوں
 یں اقرب، اور سب سے سابق، سب سے زیاداً
 (کتاب و سنت کے) مخالف، سب سے زیادہ قابل
 القبول، سب سے زیادہ محفوظ، سب سے زیادہ مفہوم
 سب سے زیادہ سچا، سب سے زیادہ راہ بتانے والا
 سب سے برتر، سب سے بزرگ، سب سے بلند،
 سب سے کامل ہے وہ طریقہ نقشبند یہت ہے ائمہ تعالیٰ
 اس طریقہ پر چلنے والوں کی اولاد کو مقدس اور اس سے
 بھت رکھنے والوں کے اسرار کو پاکیزہ بنائے اس طریقہ
 کی یہ تمام بندگی اور اس کے بندگوں کی یہ سب علوشان
 (خن دزو جووں سے ہے ایک) انسان سنت بنویہ
 کے الترازام علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام، (عدمرے)
 بدعت نامرضیہ سے اجتناب (جنڈ سطروں کے بعد) اے
 بُرَادَ خَدَادَجَلَکَوْرَمَلَکَتِیْمَ رَچَنَا نَفِیْبَ کَرَے جَبَ اَنْ فَقِیرَ
 کو اس راہ کا شرف پیدا ہوا تو نیات خداوندی نے اسکی
 رہنمائی فرمائی اور اس کو ولایت پناہ حیثیت آگاہ،
 هادی طریق اندراج ائمہ ایتی فی البدایت، و سہر درجات
 ولایت، مولید الدین الرضی شیخنا دو لکنا و اما نا
 شیخ محمد الباقی قدس سرہ کی فدمت بارکت میں پوچھا یا
 جواہر نقشبند یہ کے خاندان کے خلفاء کیا ہیں سے تھے
 حضرت والانے اس روشنی کو ذکر اسم ذات کی تعلیم دی

اد راس طریقہ کے بزرگوں کے موافق و خوبی
یہاں تک کہ اس ذکر میں محکمہ پوری لذت ملنے گئی
اد کمال شوق میں گریہ وزاری کی بعفیت پیدا ہوئی
پھر ایک روز کے بعد وہ نبودی کی بعفیت پیدا ہوئی
جو ان بزرگوں کے نزدیک نہیں ہے اور جس کا نام انکی
اصطلاح میں بخوبیت ہے اس بخوبی کے عالم میں
محکمہ ایک دریائے بخط انتظام رہا تھا اور اس میں دنبا
کی شکلیں اور ہورتیں سایہ کی طرح حلووم ہو رہی تھیں۔
ذہن رفتہ مجھ پر اس نبودی کا غلبہ ہوا اور دیر تکمیل
کی بعفیت رہنے لگی کبھی ایک پھر دن تک یہی بعفیت
رہتی اور کبھی دوپھر دن تک اور بعض اوقات تام
رات یہی حالت رہتی جب میں نے حضرت مالا سے
انہا حال برض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم کو ایک
قسم کی ننا حاصل ہوئی ہے اور ذکر سے سخ فرمایا اور
اس آگاہی کی لگاہ داشت کا حکم دیا اور روز کے بعد
تناۓ اصطلاحی حاصل ہوئی جب میں نے حضرت
الا سے برض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اتنے کام میں لگے رہو۔
یہ خط سولہ صفحہ کا ہے آگے چل کر معادر سلوك بیان فرمائے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں۔

اوے پیاروں حضرت خواجہ مرالا
دانستہ اجازت تعلیم طریقہ کی اجازت دی اور طالبان
کمل سمجھکر تعلیم طریقہ کی اجازت دی اور طالبان
راوکی ایک جماعت ہے پسرو زیانی تو اس وقت
محکمہ اپنے کمال و تحصیل میں ترد تھا، حضرت والا

نے فرمایا کہ تردد کی بات نہیں ہے کیونکہ مثال نئے
عظام نے ان مقامات کو کمال و تکمیل کا مقام فرمایا
ہے اگر اس مقام کے تمام کمال و تکمیل ہونے میں
تردد کیا جائے تو ان مثال نئے کے کمال میں تردد لازم
آتا ہو جو حضرت کے حکم کے طبق طریقہ کی تعلیم شروع
کی اور طالبان راہ کو توجہ دینے لگا۔ پھر ان طالبان راہ
یں بڑے اثرات خوب ہوتے حتیٰ کہ سالوں کا کام
ساعتوں میں پڑا ہوا (جند مطہری کے بعد) حضرات
خواجگان نقشبندیہ قدم محدث اسرار ہم کے طریقہ کا
حائل یہ ہے کہ عقائد اہل سنت و جماعت کا معتقد ہو
اوی حضرت مسروہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنزوں کا تابع
اور بدعت دہلوائے نفسانی سے بچنے تاحد امکان
مزید پر کار بند اور خست سے عزز زیستی
اوی فنا کی کیفیت پیدا کرے۔ اولاً جذبات کی
نما (پھر نماۓ کمال) اسی طبیتی اوی فنا کو حضرات
نقشبندیہ عدم کرنے ہیں اور اس نماۓ بعد جو لقا
حائل ہوتی ہے اس کو حضرات وجود عدم کرنے ہیں۔

حضرت امام ربانی جب تیسری بار حضرت خواجہ سے خصت ہونے لگے تو حضرت خواجہ
نے فرمایا کہ جب میں نے ہندوستان آئیکا ارادہ کیا تو استخارہ کیا۔ استخارہ کے بعد حلوم ہوا
کہ ایک خوبصورت طوطی جو بہت میٹھی باقی کرتا ہے میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا اور میں اپنا
لعاں دین اس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنے نقارہ سے نکر میرے منہ میں فی رہا ہے۔

تردد نیت شاخ نظام ایں مقامات را مقام
کمال و تکمیل فرمودہ اندکا کہ ترددے دری
مقام پیدا شود ترددے درکالیت آن
مثاٹ لازم آید حسب الامر شروع در تسلیم
طریقہ نو دم و توجہات در کار طالبان
مرعی ساخت دوسترشد ان اثر ہائے عظام
محوس شد حقی کہ کار نہیں بہ ساعات قرار
یافت۔ (پھر فیصلہ چند سطور) بدان کہ حمل
طریقہ حضرات خواجہ کانی قدس است تعالیٰ
اسرار ہم عقائد اہل سنت و جماعت است
وابتاع سنت مطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
والتحیۃ واحتیاب است اذ بدعت و
ہوای نفایہ عمل بغير نیکت امورہما اکن
واحترازاد اعمل بحسبت و استھلاک و اصحاب احتلال است
او لاد حبیت جذبہ داں استھلاک را بعد عدم تحریر کردہ
اندو بقاۓ کہ دریں جہت پیدا شود بعد اذ تحقق
ایں استھلاک بعمر و جود عدم است ان

میں نے اپنے پیر مرشد حضرت شہزاد خواجہ ملکی سے یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت پیر مرشد نے فرمایا کہ طویلی ہندوستان کا جائز ہے۔ ہندوستان میں تھاری تربیت سے کوئی ایسا شخص ظاہر ہو گا جس سے ایک عالم سزد ہو جائے گا اور تم کو بھی اس سے حصہ لیگا۔ حضرت خواجہ نے اس تعمیر کا مصدقہ امام ربانی کو فرمایا۔ نیز حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب میں ہندوستان آتے ہوں شہر سرہند پہنچا تو دو اوقات میں یہ علوم ہواؤں گے میں ایک قطب کے پڑوں میں اتر اہول اور اس قطب کا جیسے بھی بچھے بتا یا گیا صبح کو جس قدر درد نہیں اور گوشہ نشین لوگ سرہند میں تھے میں سب سے ملا لیکن نہ دہ طیکے کسی کام تھا نہ تعلیم کی کوئی صفت کسی میں پائی خیال ہوا کہ خایداں شہر کے لوگوں میں آئندہ کوئی ایسا شخص ظاہر ہو جب تم کو دیکھا تو تھارا حلیہ بھی دہی پایا اور تم میں اس منصب کی فاظیت بھی عوسم ہوئی۔ نیز حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے (ماقہ میں) دیکھا کہ ایک بڑی مشعل آفتاب کے مثل میں نے سرہند میں روشن کی ہے اور یہ عوسم ہواؤں گے اس کی روشنی لمحہ لمحہ ترقی کر رہی ہے اور لوگ اس سے چراغ روشن کر رہے ہیں۔ یہ اشارہ بھی تھارے ہی عاملہ کی طرف ہے۔

مرید تو اپنے پیر کی تعریف کیا ہی کرتے ہیں حتیٰ کہ بطور ضرب المثل کے یہ سقولہ دنیا میں رائج ہے کہ:-

"پیران نے پرند مریدان میے پر اندا"

گراہیا کم ہوا ہے کہ پیر اپنے مرید کی تعریف کرے اور تعریف بھی ایسی جیسی کہ حضرت امام ربانی کی ان کے پیر نے کی جو آئندہ صفات میں انشا اللہ تعالیٰ منتقل ہوگی۔ بلاشبہ یہ چیز

لہ حضرت خواجہ ملکی اپنے والد حضرت مولانا درد نشیخ محمد کے خلیفہ ہیں اور وہ امام الائمہ حضرت خواجہ عبید اللہ احوال کے خلیفہ ہیں حضرت خواجہ ملکی حضرت شاہ نقشبندی کے قدم بعدم چلنے میں فرب ارشل تھے اور اس زمان میں بعض بدعات طریقہ میں رائج تھیں خل ذکر باہر اور جماعت تجدید کائن بدعات سے کامل پر بنیز رکھتے تھے

ولادت آپ کی شانہ جیسی اور وفات شانہ جیسی ہوئی تھے یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے۔

حضرت امام کے خاص میں سے ہے۔

حضرت کے بعض ظاہری کمالات حضرت امام ربانی کو حق تعالیٰ نے ظاہری دباطنی صوری و معنوی ہر قسم کے کمالات کا مجموعہ بنایا تھا چند باتیں بطور مثال کے ذیب رقم کی جاتی ہیں۔

(۱) حسن الحاقین نے آپ کی ظاہری نشکل و صورت بھی ایسی عجوب بنائی تھی کہ جو دیکھ بیتابے اختیار اس کا دل کتا کہ تبارک اللہ احسن الحاقین راقم الکردوں نے مقام پیرائج میں سلسلہ مجددیہ کے ایک بزرگ کے یہاں حضرت امام کی مستقل جو یون کی زیارت کی تھی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قد مبارک متوسط تھا۔ چہرہ انہوں کا زنگ گندم گوں مائل بفیدی بیان کیا گیا ہے۔ پیشانی کشادہ تھی ماءِ سی لگنی تھی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ صورت افسوس پر الازم ولایت نمایاں تھے ماحصل کے ساتھ ساتھ بیب دو بڑے بہت تھا۔

(۲) طلب معاش کی فکر کبھی آپ کے قریب نہیں آئی۔ باوجود یہ کہ بادشاہ مہدود تان جو اس وقت دنیا میں غلطیم اشان بادشاہ تھا۔ آخر میں آپ کا غلام بن چکا تھا مگر کوئی مستقل ذریعہ آمد نہیں کا اخیر تک آپ کے یہاں نہیں رہا۔ اپنے محضوں خدام میں کسی کو فکر معاش میں پریشان دیکھتے تو اس کو ضریحہ فرماتے چنانچہ کہتے ہیں دفتر دہم صفحہ نهم میں مرلننا محمد ہاشم کو لکھا کہ:-

امور دنیا احمد لا طالی سست، دنیا دمائیما نیں ہے کہ انسان احوال آخوت کی یاد رک کر کے ان فضول بائیں میں شخول ہو اگرچہ تمہاری نیت بخوبی ناید، ہر چیز نیت شا بخیر خواہ بود اما ہو گا بہر حال احوال باطن ہیں متوجہ رہیں طفیلی را دوئیا	کرامی آن نے کہ کہ تذکر احوال آخوت را گذاشتہ کے بہ خویاں استغفار نیکن تم نے حنات الابرار سیارات المقربین کا سخول نہ حنات الابرار سیارات المقربین
---	--

شندہ باشد بحال توجہ حال باطن باشندہ
کوں ایک امر ضروری بھیں اور قاعدہ ہے کہ
طیبی راضوری و اندھا ضرورت تقدیر بقدرها۔
ضرورت بقدر ضرورت ہوتی ہے اس سے زیادہ نہیں)
اللہ تعالیٰ کا فکر و احسان ہو کہ سیاں کے نقراء بادجو یوچے
لہ سجنان احمد والمن کے فقرائی ایں جائی ہر
وزق چین نہیں رکھتے ہیں لیکن پھر بھی بغیر سی
چند زرق علوم نہ دارند اما بے سی و بے کوشش
بفرا غفت و وعث میگز راند زیادہ اذ قدر
کفاف میرسد رو بیزو رو زی ذ نقشہ وقت
ہیں کافی سے زیادہ ان کو روزی پہنچتی ہے، نیاز
نئی روزی کی دولت ہم کو ہر وقت مامل ہے۔
ماست۔

(۲) آپ کے علم و عمل دو نوں کی تعریف آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باشندے
جن بلند کلمات میں فرمائی ہے وہ انشا، اللہ آئندہ منقول ہوں گے۔ باوجود اس علم کا مل کے
آپ تقلید سے خپنی سے تقلید کو اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے اور امام اعظم امام ابو حییین
رحمۃ اللہ علیہ کے علم و اجتہاد کی رفتہ اور ادراں کے درج اور عبادت کی عظمت جا بجا اپنے مکتوبات
میں زیرِ قلم فرماتے ہیں مکتب ۲۶۴، ۲۶۵ دفتر اول حصہ بیجم میں فرماتے ہیں۔

قیاس و اجتہاد اصلی ست ادا صول شرعیہ قیاس شرعی اور اجتہاد، اصول شرعیہ میں سے ایک
اہل ہے جس کی تقلید کا ہم کو حکم دیا گیا ہو برخلاف کشف
کہ ما تقلید آن ما ہو، بیم بخلاف کشف والامام
و المام کہ ان کی تقلید کا ہم کو حکم نہیں دیا گیا، ایک
المام درسرے پر جنت نہیں لیکن عجہد کا اجتہاد تقلید
برغیر جنت نہیں، واجتہاد بر تقلید مجتہد مت
پس تقلید علماء عجہدین باید کرد۔
گزنا جائے۔ (ذکر کشف والامام کی)

مکتب ۲۶۴ دفتر اول حصہ چہارم ص ۱۶۳ میں ہے:-

عمل صوفیہ در حل و سرمت مذکور نہیں ہیں
کسی شے کی حل و سرمت مذکور نہیں ہیں
بس نہیں کہ ما ایشان راسعہ دردار یہم و

طلامت نکیم و امر ایشان را بحق بسما الله تعالیٰ
بغض داریم، اینجا قول امام ابی حنفیه
وامام ابو یوسف و امام محمد معتبر است نہ
علم ابی بکر شبلی وابی حسن فوری کاگل

کتب ۱۵۵ دفتر دوم حصہ بقیہ ص ۲۱۴ میں ہے :-

مثل روح اللہ شل امام عظیم کو فی سنت
رحمۃ اللہ علیہ کہ ببرکت درجع و تقوی و بدلت
تابعہ سنت درجہ علیا دراجتہ ادو
استباط ایافت امت کہ دیگر ان در فہم آن
ما جز دقاصر انہ (پھر فاعصلہ چند سطور) و
ذرا سست امام شافعی برکشمہ از دقت نقاہت
اوعلیہ الرضوان دریافت کر گفت "الفقهاء
کلهم عیال ابی حنفیه" (پھر فاعصلہ چند
سطور) بیشتر بتکلف و تعصی گفتہ می شود
کہ ذرا اینیت ایں ذرا ہب خفی بنظر کشفی در زنگ
دریافت عظیم می نماید و سائرہ ذرا ہب در زنگ
چاپن دیداںل بنظر ہے آئند (پھر فاعصلہ چند سطور)
محب معاملہ سنت امام ابو حنفیہ در تقلید
سنت از پمہ پیش قدم سنت دا حادیث
مرسل را در زنگ احادیث هند شايان
تابعہ می داند در رائے خود قدم سعاد

بھیں اور طامت نہ کریں اور ان کا معاملہ حق
بسما الله تعالیٰ کے سپرد کر دیں، ان یا توں میں حل
و مرمت میں) امام ابو حنفیہ، امام ابو یوسف اور امام
محمد کا قول جائز ہے کہ ابو بکر شبلی اور ابو حسن فوری کاگل

ذبحتیں قول صحابی راجو اس طہ شرف سنت مجہت
 خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
 برائے خود تقدم میدار دو دیگران نہ چنیں
 اند (بھر بغاصلہ چند سطور) بالی فتح ابوحنین
 سنت وسر حصہ از فتحہ اور اسلام داشتہ اند
 در لیح باقی ہمہ شرکت دارند وے صاحب
 خانہ اوست دیگران ہمہ عیال وے اند۔
 با وجود الترام ایں مذہب مرزا با امام شافعی
 گویا بعثت ذاتی سنت و بزرگ میدامن لہذا در
 بعضی اعمال ناظمہ قلیلہ مذہب او مے نام
 اما چہ کنم کہ دیگر ان را با وجود و فور علم و
 کمال تقویٰ در جنب امام ابی حنینہ در زنگ
 طغوان سے یا بم دا کام الى اللہ بخانا۔ پاتا ہوں۔

(۲) پابندی شروعت کا بے نہایت اہتمام، پیروی سنت کا بے اندازہ حسریں
 بخطات سے بید نفرت اور بے انتہا احتراز آپ کے خصائص حمیدہ میں سے تھا۔ ہمیشہ
 عزمیت پر عمل کرنا ذہنست کے قریب نہ جانا آپ کا نایاں شعار تھا اور رہوانی آیہ کریمہ و جعلہا
 کلمہ باقیہ فی عقبیہ یہ چیزیں آپ نے اپنے خلفاء و نوسلیئن کے لئے میراث چھوڑ دیں۔
 عادات میں اور ذرا ذرا سی با توں میں اتابارع سنت کا اس قدر اہتمام فرمائے
 کر کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے پھرنے غرض کسی چیزیں کوئی فعل انکا خلاف سنت کسی نکر
 اور معاند نے بھی نقل نہیں کیا۔

ایک مرتبہ کسی خادم سے فرمایا کہ فلاں مقام پر نیگیں رکھی ہیں کچھ داشتے ہے آؤ دوہ چھ

دانے لے آیا اتنی ذرا سی بات میں ترک سنت آپ کو ناگوار ہوا اور ناخوشی کے لمحہ میں فرمایا
کہ ہمارے صوفی کو اب تک یہ بھی سلام نہیں کہ عدالت کی رحمائیت سنت ہے اللہ و تردد و محبت
الوتن، فرمایا کہ میں تو دعویٰ میں نہ دھوتے وقت یہ خیال رکھتا ہوں کہ پہلے داہنے خارے
پر پانی پڑے کیونکہ تیاس بھی سنت ہے۔

کتب ۱۷۴ دفتر اول حصہ بیجم ۱۶۱ مولانا محمد اسماعیل کو اس سوال کے جواب میں کرتے
کاچاک گریبان سانے سینہ پر ہونا سنون ہے یا شاذ ہو لکھتے ہیں :-

بدانند کہ ہم دریں باب تردد و ایم الی عز	آپ کو سلام پڑنا چاہئے کہ ہم کو بھی اس باب میں
پیرا ہن پیش چاک مے پوشندا آنزا سنت	تردد ہو اہل عرب سانے کے چاک گریبان کا
کرتا پہنچتے ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں اور بعض	مے دانند و اذ بخست کتب خفیہ خہوم مے
شود کہ پیرا ہن پیش چاک مرداں را نباید	کتب خفیہ سے سلام ہوتا ہے کہ سانے کے چاک گریبا
سما کرتا مردوں کو نہ پڑنا چاہئے کیونکہ یہ سوریل کا باس	پوشنید کہ لباس ڈنال سنت۔

اس کے بعد کتب فقیہ کی عبادتیں نقل کی ہیں اور ایسی تحقیق یہ بیان فرمائی ہے کہ چاک
گریبان کے لئے کوئی خاص ہیات سنون نہیں ہے اور احادیث صحیح میں سوریل کے شابہ لباس
پہنچ سے من فرمایا گیا ہے لہذا جن مقامات میں سوریل کے کرتے ہیں چاک گریبان سانے رہتا
ہو وہاں مردوں کو شاذ ہو چاک رکھنا چاہئے جیسا کہ علمائے اور النہزاد علمائے ہند کی
وضع ہے چنانچہ حضرت کے کرنے کا چاک بھی دو ذوال شاذوں پر رہتا تھا۔

علامہ سعید بعریق سنون بامدھتے تھے اور مجعہ کے دن نیز عیدین میں عده مbas
استھان فرماتے تھے۔

کتب ۱۷۵ دفتر دوم حصہ بیجم ۱۶۱ میں اتباع سنت کے سات درجے بیان فرمائے
ہیں حضرت سے پہلے شاید اس تدریخ و خوض اس سلسلے میں کسی نے نہ کیا ہو، اس کتب کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اتباع سنت کی کیسی غلطیم الشان ابہیت آپ کی نظر میں تھی اور نظر

آپ کی کس قدر عین سنتی۔

مکتب مذکور میں اتباع کے تیرے درج کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ یہ عدجہ بغرا کے نہیں حاصل ہو سکتا کہ بدعت کے نام سے بھی پرہیز کریں حتیٰ کہ جن چیزوں کو بدعت حسنہ کا جاتا ہے اُن سے بھی دور رہیں، بھر ساتوں درجے بیان کر کے خاتمة مکتب میں لکھتے ہیں۔

باجملہ ہر دو لئے کہ آمدہ ست اذ بر اُمیٰ
حاصل کلام یہ کہ جو دولت بھی اُنیٰ ہے انہیا، علیهم
الصلوٰۃ والسلام کے لئے اُنیٰ ہے یہ اُستول کی حادث
ہے کہ انہیا علیهم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں اس
سعادت اتنا نیک کہ بظیل انہیا علیهم
الصلوٰۃ والمتسلمات انہا دولت بصرہ
دلت سے برو و رہوں ہے

پابند و اذ الشیش ایشان تناول نما بند سہ
درقا فللہ کہ اوسٹ دا نم زم
یں جانتا ہوں کہ جس قافلہ میں وہ ہیں میں اس
تمکنیں پوچھ سکتا ہیں کہ لئے یہی کافی ہے کہ دوسرے
ان کے جرس کی آواز جو تک پوچھنی ہے۔

تابع کامل کے سوت کہ بایں بفت درجہ
تابعیت محلی شود و آنکے بعضی از درجات
تابعیت داد و بعضی ندا و تابع نی ابجلہ ست
علی تعاوٰۃ الددرجات علما نطاہر بدرجہ
ادلی خرسندہ کاش آں درجہ را ہم سرانجام
بدینہ تابعیت رامعصرہ بر صورت شرعیت
داشتہ اندھڑا ای آن امرے دیگر نہ امکان است
طريقہ صوفیہ کا کسیلہ حصول درجات
تابعیت سوت بیکار تصور تجوید اند دا کشر
شان پیر و مقتدا ی خود را غیر د ہا یہ د
کھال چونے کا ذریعہ ہو، بیکار کجھتے ہیں۔ انہیں اکثر

دبردودی نہ دانتے اندھے
اپا پیر و تقدیساوے بایا اور بڑُّ دُوی کے کسی کو نہیں جاتے۔

چو آن کرے کہ درستگے نہارت
اس کیڑے کے مانند جو کسی پھر میں پوشیدہ

زمین و آسمان اوہاں ست
ہو کہیں وہی اس کا زمین و آسمان ہے۔

(۵) آپ کی کثرت مبادت بھی ایک غیر معمولی شانِ رحمتی تھی جس کی تعریف آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باشہ فرمایا کرتے تھے جیسا کہ غقریب اشارہ اللہ معلوم ہو گا
نماز پنچگانہ کے علاوہ تجدید اشراق چاشت فیضِ الہاں نوافل بعد مغرب جن کو عام طور پر
لوگ ادا بین کرتے ہیں ان میں نمازوں کی پانبدی فرماتے تھے۔ شروع شروع میں ان نفل نمازوں
میں سورہ بیسیں پڑھتے تھے جس کی تعداد اسی تک پہنچتی تھی گرما فرمی خست قرآن کا مسئلول
ہو گیا تھا۔

سنن حصہ اور سنن قبل مذاہبت کم تر کی فرماتے تھے جو دعائیں خاص اوقات کے لئے
احادیث میں وارد ہوئی ہیں شلا صبح شام کے وقت ہوتے اور بیدار ہونے کے وقت وغیرہ وغیرہ ان
دعاؤں کا ایسا اتزام تھا جیسے کسی سے طبعی نعل بے قصد و بے ارادہ مادر ہو جائے۔

تجدد کے لئے نعمت شب سے اٹھنے کا مسئلول تھا اور ہر بعد کعبت کے بعد توہہ و استغفار
اوہ درود شرعیں اور دعاویں کے بعد مرائبہ فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ فجر تک قائم رہتا تھا فجر کی نماز
جماعت سے پڑھنے کے بعد اشراق تک اپنے اصحاب کے ساتھ مرائبہ میں بیٹھتے تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت خارج نمازیں خود بھی کرتے تھے اور حلقة کے وقت کسی حافظ سے
بھی سنتے کا مسئلول تھا اور یوں جب کوئی قاری لاچھا پڑھنے والا آ جاتا تو اس سے بھی پڑھتے
تھے۔ قرآن مجید کے ساتھ آپ کے شفعت کا حال پڑھ کر مولانا جامیؒ کا یہ شرعاً مادہ آتا ہے۔

صلوٰتِ نیتِ مراسیری اذال آپ حیات

صلوٰت اللہ بہ کل زمان عطشی

ملک اس آبی حیات سے پیر سیر ہو نا مناسب نہیں اللہ تعالیٰ برلن بیری اس پاس میں اضافہ کرے۔)

نماز جاشرت کے بعد جو فقراء حاضر خانقاہ ہوتے ان کو کھانا تعیین ہوتا اور خود بھی اسی وقت تلیل مقدار میں کچھ کھا کر قبیلہ فرماتے۔

ہر روز تقریباً ایک سو علماء و صلحیاد خاناظ کو آپ کے باور بھی خانہ سے کھانا ملتا تھا، رمضان مبارک کے روز سے کام براہ اہتمام فرماتے تھے اور پورے مسینہ میں تراویح پڑھتے تھے اور کم از کم ایک ختم قرآن تراویح میں صرفہ ہوتا تھا بین رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ کبھی رمضان کا مسینہ حالت سفریں آ جاتا تو بھی سر لات میں ذمکی نہیں۔ ادا نے ذکرہ میں سال گذشت کا انتحار نہ فرماتے بس وقت آپ کے ہاتھ میں کچھ روپیہ آ جاتا اُس کا چالیسو ان حصہ نکال کر کہ لیتے اور تعین ذکرہ کو دقتاً فرما دیتے رہتے۔

جع کا ارادہ ہر وقت آپ کے مل میں رہتا تھا مگر کبھی تو روپیہ نہ تھا اور بھی دوسرے مواد و مہمات پیش آ جاتے تھے۔

حقوق عباد کے ادا کرنے میں بھی ذرہ برابر کوتا ہی نہ فرماتے۔ بیانوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے جنہوں میں شرکت فرماتے۔

اہل و عیال کی خبر پر یہ اصحاب اجزاء میں کی اور مریدوں کی تعلیم و تربیت اعلوم شرعیہ کا زبانی اور کتابی درسی پھر اپنے نفس مبارک کے حقوق کا سب کا عمل کو رونماز بحسن و جوہ انجام دیتے۔

فَهُوَ أَوْلَيُهُ إِنَّهُ رَكِّعَ لِلَّذِي أَبْسَى بِرَبِّكَ عَطَافِرَهَا تَاهٍ كَمَا كَانَ كَرِيمًا
کے شامل مُنْكَرِ عَقْلِ هِيرَانٍ ہو جاتی ہے اور کچھ میں نہیں تاکہ دن رات کے چوبیں گھٹتے ان تمام کاموں کے لئے کس طرح کفایت کر سکتے ہیں، خصوصاً وہ لوگ جن کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا *يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحِجَوَةِ الدُّنْيَا* لذلک مبلغهم من العلم ان بیاناتاً کو بالغہ پر محول کرتے ہیں، نعمہ باشد من شروع انسنا۔

بلاشبہ اوقات کی بُرکت غلیم الشان خرق عادت اور غلیم الشان کرامت ہے جن لوگوں

نے ایسا کوئی مقدس نمونہ دیکھا ہے ان کو تو کوئی تردید نہیں ہو سکتا، اور جنہوں نے نہیں دیکھا
ان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر خلوق کو اپنے اد پر قیاس نہ کریں۔

بلے اور فیت ترا وجد آنے سعید باش و بیار ایمانے
۴۶) امر معروف و نبی منکر میں آپ ایک ماوراءن اند کی سی شان رکتے تھے کسی
لامات کرنے والے کی لامات کا ذرہ کسی اینما کا خوت، کوئی بُبے سے بڑا خطرہ آپ کو اس فرضیہ
کے اداکرنے سے روک نہیں سکا۔

حضرت امام کے زمانے میں ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت تھی اور سلطنت اپنے
پورے جاہ و جلال پر تھی۔ آپ کی عمر کا ابتدائی حصہ جلال الدین اکبر کے عہد سلطنت میں گزارا اس کے
بعد نور الدین جہان شیر کا زمانہ آپ نے پایا۔ پہلی سلطنت گولانہ ہبہت کے زنگ میں ٹوپی
ہوئی تھی گرہنہ و نہ ہب کے ساتھ صلح و آشتی رکھتی تھی جو کچھ عناد یا ناخالفت تھی وہ دین اسلام
کے ساتھ تھی، آج بھی مسلمانوں میں جو لوگ لانہ ہب ہیں وہ اور نہ ہب کے ساتھ تو بڑی اولاد اور
برستے ہیں گرہ سلام اور مسلمانوں کے ساتھ اچھی خاصی دشمنی کا برداشت کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو
آزادِ خیال اور غیر متصب سمجھیں۔ دوسرا سلطنت کو نص سلام کے ساتھ کوئی عناد نہ تھا مگر
سلطنت بادشاہت کا تسلیم بڑھ گیا تھا اور نئے بادشاہ پر الشباب شعبۃ من الجون
کا جن بھی سور تھا حتیٰ کہ شاہی دربار کی تغظیم یہ تھی کہ لوگ بادشاہ کو سجدہ کریں، سجدہ تغظیمی
کے حوالہ کا فتویٰ بھی بزور سلطنت حاصل کر لیا گیا تھا۔

ان سب باقی پر طرہ یہ تھا کہ بادشاہ کی محبوبہ ملکہ نور جاہ بیگم جس کے ہاتھ میں بادشاہ
نے سلطنت کی بگ دے کر ہی تھی نہایت غالی شیعہ تھی جس کا ادنیٰ کر شہ یہ تھا کہ نور اللہ
خواستہ جیا دریدہ وہ بن سلطنت کا قاضی القضاۃ بنایا گیا تھا، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان
دوں سلطنتوں کے اثر سے عام مسلمانوں کی کیا حالت ہو گی عوام تو عوام پیشہ ور علا، اور
دو لا ندار صوفیہ جن کی کفرت خیر الفردون کے بعد یوں نیوں اتر قی پر ہے کہاں سے کہاں پورے بھی

ہوں گے الناس علی دین ملوکهم

حالت یہ تھی کہ ایک طرف شرک اور بُرتی کی رسیں سلافوں میں رائج ہو رہی تھیں اور دوسری طرف بدعتوں کے بادل سروں پر منڈالا رہے تھے اور تیسرا طرف سے یہ آوازیں آرہی تھیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طلاقیت اور چیز ہے

ذہب عشق ازہمہ ذہب جداست ماشقان رانہب دلت خدا است

اور چوتھی طرف نفس کی گرم بازاری ترقی کر رہی تھی تفضیلیت تو برخلاف شایع تھی اور خفیہ خفیہ صحابہ کرام کی بدگونی بھی ہوتی تھی خصوصاً ان صحابہ کرام کی جنے سے حضرت علیؓ ترقی کرم اللہ وجہہ کے یار بات و شاجرات واقع ہوئے تھے بلکہ حضرت عثمان رضیؓ ائمہ عنہ کی بدگونی تک پہنچگئی تھی۔ غرض کہ ہندوستان کے سلان خصوصاً اور ساری دنیا کے سلان عوام اپنے غلط علم اشان صاحب میں متلاشئے چاروں طرف سے اپنی کی فوجوں نے ان کا حاصلہ کر لیا تھا۔ وہ چار حقانی علماء یا کوئی ربانی درویش اگر تھے بھی تو ان کو بہت زیاد ترقی کر کے پر نہن وقت میں بکٹا لیا گریں اور حق بات زبان یا قلم سے نکال کر اپنے کو ظلم اور ملت حماقانہ بنائیں۔ دنیا میں جب کبھی اس قدر ظلمت طاری ہوئی تو حق تعالیٰ کی رحمت نے کسی بھی کو بھیجا لمنا اس وقت بھی کسی بھی کو بسوٹ ہونا چاہئے تھا مگر بہت حضرت میر الابصار صلی اللہ علیہ وسلم پرستم ہو چکی تھی اس لئے آپ کی امت میں ایک شخنی الف ثانی کا بجتہ نہ نایا گیا اور اس نے دی کام کیا جو ایک امور من اللہ بنی کرتے اور اسی بہت دستقلال سے کیا، اور حق تعالیٰ نے نتیجہ آپ کی صافی جیلی کا ایسا نلہ ہر فرزاں کہ باید و شاپد۔ علا کی بھی اصلاح ہوئی اور صوفیہ کی بھی بادشاہ اور ارکین سلطنت بھی خواب غفت سے بیدار ہو گئے۔

آج ہندوستان میں خدمات دینیہ کی جو صورتیں بھی نظر آرہی ہیں یہ سب حضرت ہی کی سی نشکور راستی تھے ہیں۔ بخواہ اللہ تعالیٰ عن الدسلاد داہله خیر الجزا۔
کمزبات قدسیہ کے مطالعہ سے اس زمانے کی حالت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور

اپ کی سامنے شکوہ کا بھی۔ کتب م۳۳ دفتر اول حصہ اول م۲۹ میں لکھتے ہیں۔

عمریزے شیطان لعین را دید کے فارغ
ایک عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہے
نشست است و اذ تضییل و انوغما خاطر جمع
او لوگوں کو بہکانے اور بے راہ بنانے کے کام سے
ساختہ آن عمریز سرآل را پر سید لعین گفت
سلطان ہے، اُس عزیز نے شیطان سے پوچھا کہ اس
کیا زمانہ ہے؟ شیطان نے جواب دیا کہ اس زمانے کے
کر ھلائے سو، ایں وقت دریں وقت باس
خود مد عنیطم کر دندہ مرادیں ہم فارغ شقہ
ھم سے بکدش کر دیا۔ بھی بات یہ ہے کہ اس زمانے میں
واحیٰ درین زمان ہستی و ماحنت کہ در اور
شرطیہ واقع شدہ مت وہر فتوہے کے در
اور جونقصان دین و ملت کی اشاعت ہیں پیدا ہو گیا ہے
ترویجِ مت و دین ظاہر گشتہ مت ہے اذ
شومنی علائی سوہنہ دفہ ایات ایشان۔

کتب م۳۳ دفتر اول حصہ دوم م۶۱ میں شیخ فرید کو جو بادشاہ کے ٹبے تقرب و صاحب
خاص نہیں لکھتے ہیں۔

بادشاہ کی درستگی سے عالم کی درستگی ہے اور بادشاہ
صلاح بادشاہ صلاح عالم است و فاد
کے نام سے عالم کا نام اپ جانتے ہیں کہ زمانہ منی
او فاد عالم۔ بد، نند کہ در قرن مااضی (عنی
حمد اکبری) بر سر اہل، اسلام چہا نگرستہ
زمانہ اسین میں جبکہ اسلام کی نعمت حدکو پوچھی جوئی
ست زبونی اہل اسلام باوجوہ کمال
نعت و در قرون سابقہ اذیں نگداشتہ بود
کہ مسلمانان بر دین خود باشد و کفتار کیش
خود کریمۃ الکرم دینکم دلی دین بیان ایں
ماضی (عنی حمد اکبری) میں تو یہ حال ہوا کہ تھا رہ تو بر طلا
پورے غلبہ کے ساتھ دار الاسلام میں احکام کفر
استیلا ا جدائی احکام کفر دردار اسلام

جاری کرتے تھے اور مسلمان احکام اسلام فاہر کرنے سے بھی ہما جزو فاقر تھے اور اگر خلابر کرتے تھے تو نسل کے جاتے تھے (چند سطون کے بعد) دینا دا علما، جن کا مطلع نظر صرف یقین و ذیل دنیا ہے ان کی محبت زیر قائل اور ان کا فائدہ فساد محتدی ہے۔ جو عالم صرف اپنی دنیوی کامیابی و قن پروردی میں خود رہتا ہو وہ خود گمراہ ہے دوسرا سے کی رہبری کیا کر سکتا۔ اس زمانے میں (یعنی عہد اکبری میں) جو صیبیت بھی مسلمانوں پر آئی وہ اسی جماعت کی بذکختی کا نتیجہ تھی یہی وجہ بادشاہ کو راہ راست سے ہٹاتے ہیں وہ بہتر فرستے جو گمراہ ہوتے ان کے پیشوای یہی علمائے مُور تھے جب کوئی یزیر عالم گمراہ ہوتا ہے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس کی گمراہی سے دوسرا بھی گمراہ ہوں لیکن ایک عالم کی گمراہی بیٹوں کو گمراہ کرتی ہے۔ اس زمانے کے صوفی نما جاہلوں کا سالہ بھی علمائے مور جیسا ہے۔ ان کا فساد بھی محتدی ہے۔

کم تر ۲۵۰ دفتر اول حصہ دوم میں انھیں شیخ فرید کو ریسٹنکر کہ بادشاہ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ علماء ان کی محبت میں رہیں اور انھیں شیخ فرید کو حکم شاہی ملا ہے کہ چد عالم منتخب کرو (لکھتے ہیں ہے) علمائی دین دار خدا تعالیٰ تھیں انکے از جب جاہ دریافت کر شدہ باشندہ مطلبے غیر طلب ریاست سے بالا تر ہوں اور سوائے تزویج

سے کر دند مسلمانان از اظہار احکام اسلام عاجز بودند و اگر میکر دند تقتلے رسیدند (پھر بنا صدھ چند سطور علمائی دنیا کے ہفت ایشان دنیائی دینیہ سنت محبت ایشان نہتر تعالیٰ سنت و فساد ایشان فساد محتدی) عالم کے کامرانی و تن پروردی کند اد خوشتن گم سنت کراہ رہبری کند مدقرن ماضی ہر بلائے کہ بر سر آمد از خو می ایں جا عد بود بادشاہ ان را ایشان از راه سے برند، مفتاد و دولت کہ راہ صلالت اختیار کردہ اند مقتدا یا ان اینہا علمائے سو بودند۔ غیر از علماء، ہر کہ بصلالت رفت کم کر کے صلالت او بدیگرے تقدی کند و اکشر جملائی صوفی نمائے ایں زمان حکم علمائی سو، طاوند فساد اینہا نیز فساد محتدی ست۔

از تردی شریعت و ناید ملت نداشتہ
شریعت اور ناید ملت کے اور کوئی غرض نہ رکھتے
باشد بر تقدیر حب جاہ ہر کدام ادیں ملاد
ہوں اگر ان میں حجت جاہ ہے تو ان میں سے جرم عالم
کو بھی اس میں سے کچھ حصہ لے لیگا اور وہ دوسروں پر اپنی
فضیلت ظاہر کر لیگا اور اختلافی باقی زیر عرف لا لیگا
اور انہی کو باشناہ سے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیگا
لا محلا تردیج دین کا کام ابتہ ہو گا گذشتہ دور میں
زبدشاہوں سے قرب حاصل کرنے کے لئے عمار کے
اختلاف نے ایک عالم کو صیبٹ میں ڈال دیا تھا
ویسی باشناہوں کی محبت اس وقت بھی در پیش ہے
اسیی حالت میں تردیج دین کی کمان گنجائش ہو گی
بلکہ یہ محبت تو دین کی بر بادی کا باعث ہو گی اشد
 تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھ کر علامات سور کے فتنہ
سے بچائے۔ لہذا اگر کسی ایک عالم کو اس سقده کے
لئے منتخب کیا جائے تو بتہ ہو گا اگر کوئی عالم طالب
آخوت مل جائے تو طبی خوش قسمتی کی بات ہو کر یونکو
اس کی محبت تو کبریت اصر ہے اور اگر ایسا عالم
ہتھیاب نہ ہو تو خوب غور ذکر کے بعد ان میں سے جو
بتر علوم جو اس کو منتخب کر لیں۔

مکتب رہنماء دفتر اول حصہ دوم مٹکیں خان اغلم کو جو کون سلسلہ نتھے اور باشناہ
ان کی بات بہت مانتے تھے لکھتے ہیں ا۔
اب اسلام کی نزبٹ اس حد کو پہنچنے ہے کہ کفار
غربت اسلام تا بحمدے رسیدہ مت کے

بر طلاق اسلام اور اہل اسلام پر عقده نہیں کرتے ہیں
 اور بغیر کسی توجیہ کے کوچھ و بازار میں احکام کفر
 جاری کرتے ہیں اور ان کے مانتے والوں کی مذاہی
 کرتے ہیں اور سلام دن کا یہ حال کہ احکام اسلام
 جانی کرنے سے روکے جاتے ہیں اور ان کی بجا آدی
 پر طعون و بذنم کئے جاتے ہیں (چند طعون کے بعد)
 آج کا دن وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ سورہ اساعل
 بھی ہر سکا جرد ثواب کے ساتھ پوری ہنایت د
 مہربان سے بول فرماتا ہے دیکھئے اصحابِ کفت سے
 سوتے ہجت کے اور کوئی علی خاص نہ ہرنسیں پوچھن
 اس۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آنا بڑا دعہ حاصل کیا
 سپاہی دشمنوں کے مقابلے وقت اگر سورہ اسی
 کوشش کرتے ہیں تو ان کا بہت لحاظ کیا جاتا ہے میکن
 ان و مکون کے زمانہ میں یہ بات بہیں ہوتی جماد
 قولی کی دولت جو آج آپ کو حاصل ہے یہ جماد اکبر ہے
 اس کو غبہت سمجھیں۔ اور ہل من مزید کیس اس
 جماد زبانی کو جماد سنان سے بہتر خالی کریں (دستروں
 کے بعد) حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے تھے
 کہ اگر میں شیخ ہیں کہ بیٹھوں تو دنیا میں کسی شیخ کو مرید
 نہ ملے میکن مجھ کو دوسرا کام پر کر دیا گیا ہے وہ ہے
 شرعیت کو راجح کرنا اور ملت کو عین بوکرنا اس ہفتہ

کفار بر طلاق اسلام مذم مسلمانان سے
 نمایندہ بے تماشی اجرای احکام کفسرو
 ماحی اہل آن در کوچھ و بازارے کشنہ و
 مسلمانان ازا اجرای احکام اسلام منزع
 و در اتیان شرائع نعموم و مطعون (پھر فاصلہ
 چند سطور) امر و ز آن نوز مست کہ عمل
 قلیل را با جر جزیل باعتنا سے تمام قبول
 سے فرمایند از اصحاب کفت فیراذ ہجرت
 عملے دیگر نمایاں نیت کہ ایں ہمہ اعتبار
 پیدا کر دہ سمت سپاہیاں در وقت غلبہ
 اعداء اگر انہ ک تردد سے کشنہ اعتبار بسیار
 پیدا سے کشنہ بخلاف در وقت اسن و تکین
 اعداء دا یں جماد قولی کہ امر و ز شرائی
 میسر شدہ سمت جماد اکبر س مت
 دایندہ ہل من مزید بگو نید دا یں جماد
 گفتون را بہ از جماد کشتن دایند (پھر بعد
 دو سطر) حضرت خواجہ احرار قدس سرہ
 بیفر موند کہ اگر من شیخی کشم پیچ شیخی در
 عالم مرید نیا بد ا امر ا کار دیگر فرمودہ اند
 و آن ترویج شرعیت فرمایند ملت سمت
 لا تسم بمحبت سلاطین سے رفتند و بتصرف

سے بادشاہوں کی محبت میں جاتے تھے اور اپنے
تصرف سے ان کو طبع بناتے تھے پھر ان کے ذریعہ
سے ترویج شریعت کرتے تھے۔ لہذا آپ کو درخواست
ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ خاندان نقشبندیہ
کے اکابر کے ساتھ محبت رکھنے کی برکت سے آپ کے
کلام میں تائیریجشی ہے اور آپ کی دینی عملت آپ کے
ہم جنسوں کی بجائہ میں ظاہر ہو گئی ہے تو آپ کو کشش
کریں کہم سے کم کافروں کے خاص شکار پر مراسم
جو سلماں میں شائع ہو گئے ہیں مخصوص و معمد
ہو جائیں اور مسلمان این مکرات سے محفوظ رہیں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اور تمام سلماں کی
طرف سے اس کا بہترین بدلا عطا فرمائے۔ پھر ملکت
و دین صطفوی مطابقہ صلة دالسلام کے ساتھ ایک قسم
کا منہاد حکوم پر تائید کیکروں، اس سلطنت کو بظاہر وہ
عناد نہیں ہے اگر ہے تو عدم علم کی بنا پر ہے۔ خون ہر کا
ہے کہ کیس ان جام کا رہیا بھی وہی عناد نہ پیدا ہو جائے
اور عالمہ سلماں کے لئے زیادہ تنگ ہو جائے۔

۶۔ میں اپنے ایمان کے لئے بیدکی طرح لرزتا ہوں۔

جتنیک انسان بدعت حسنے سے بدعت سنبھلے
کہ طرح پرہیز نہ کرے گا دوست ایمان کی بوائیک شام جا

خود ایشان را مقادیے ساختہ و بتوسل
ایشان تو توحیح مشریعت میں فرمودند ملکیتیں
آن سوت کہ چون حق بسم الله برکت محبت شما
باکابر ایں غافر ادا بندگ قدس اللہ تعالیٰ
اسرار ہم سخن شمارا تائیرے نخشیدہ سوت
و غلط سلامی شمارہ نظر اقران ظاہر گشتہ
سمی فرمائید کہ لا اقل احکام کبیرہ اہل کفر
کو دراہل اسلام شیوے پیدا کر دہ اند منہدم
و منہدم گردند و اہل اسلام اذان منکرات
محفوظ مانند حبیبہ اکم اللہ بھائی عناد عن
جمع اسلمین خیر ابجزا۔ دیلمعنت پیشین
عنادے بدیں صطفوی علیہ الصلة دالسلام
غفوم میں شد و درین سلطنت ظاہر آن
عناد نیست اگر ہست اد عدم علم سوت۔
ترین آن سوت کہ مبادا ایں جا ہم کارہ
بعناد انجام دو بسلمان ایں معاملہ تنگ

ترافتہ ۶

چوبید بوسرا یاں خویش میں لرم

کنوہ ب ۵۵ دفتر دوم حصہ ہنتم میں لکھتے ہیں۔

تا اذ بدعت حسنہ درنگ بدعت سنبھلے
احتراء زدن ناید بوسٹے اذیں دولت بشام جا

او زندگی میں صحن امر و نتیجہ است کہ عالم
در دریائی بدعثت مرقق گشته است اور بطلات
بدعت آرام گرفتہ کر ایجاد است کہ دم از
منع بدعثت زندہ با حیائی سنت لب
کشاید اکثر علمائی این وقت مساج و مہنہ ہائی
بدعت انہو محکمہ ہائی سنت بدعتمان
پھنسن شدہ رات تعالیٰ خلق دانستہ بجو از بلکہ
باستیان آن فتویٰ مے دہنہ و مردم باید
دلالت میں نمازید۔ چہ میگوئیں اگر ضلالت
شروع پیدا کندہ باطل متعارف شود و
تعامل گردد۔ مگر نے دانند کے تعامل دیسل
استھان نیست تعالیٰ کے معتبرست ہمان
ست کے از صد اول آمدہ مت یا با جامع
جمع مردم حاصل گشتہ۔

کتب ۲۹ دفتر اول حصہ اول مھ میں حضرت شیخ نظام خان میری کو جو اس وقت

لہ حضرت شیخ نظام علما نیری طریقہ چشتیہ صابریہ کے الٹے میں سے ہیں جیسا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
ہاجر کی دو بیویوں کے بھرپور کے دیکھنے سے ظاہر ہے حضرت امام ربانی کے تسدیق کرنے والے میں سے ہیں اور لکھنے کا طرز وہی
ہے جو شیخ اپنے مریدوں کے لئے اختیار کرتا ہے چنانچہ ہیں جسی یا کوئی ایک کتاب نہ قول ہے اور ان سبکے تعلیم نظر کر کے
جب زمانہ ایک ہوتا مکن نہیں کہ انھوں نے حضرت امام بابا فتح سے نیزرا نیا ہو کر کونکا اب سالاف میں حضرت امام
ربانی ہی کی ذات اقدس و سلطنتی نیوض المیہ کی اور غالباً یہی سبجت ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ کے
یقین توسلیم کو حضرت امام ربانی سے اور ان کے خاذلان سے ایک خاتم تعلق ہے اور سب پر بحتمی برنگ غائب ہے۔
صبغۃ اللہ علیہ من الحسن من اللہ صبیغۃ الدین لہ علیہ السلام

اکابر صوفیہ میں سے سمجھتے ہیں:-

خدا سے قریب کرنے والے اعمال یا فرض ہیں یا نافل
فرض کے مقابلہ میں نافل کا کوئی اعتبار نہیں ہے
اپنے دلت پر کسی فرض کا بجا و ناہر اسال نافل ادا کر
سے بہتر ہے اگرچہ وہ خلوص نیت سے ادا کئے جائیں۔
خواہ وہ کوئی نفل ہو، نماذل و ذکوٰۃ و مدد و ہب یا ذکوٰۃ
نکر و غیرہ ہوں (پھر آگے فرماتے ہیں) لہذا فرض میں
کسی ادب کی رعایت کرنا اور مکرہ سے اجتناب
اگرچہ کردہ تنزیہ ہو چہ جائیکہ تحریمی اذکر و فکر
مراقبہ و ذہب سے بدر جا بہتر ہو گا (پھر آگے تحریر
فرماتے ہیں) پس نماذل انصاف شب کے بعد ادا
کرنا اور اس کو قیام میں کی تاکید کا وسیلہ بنانا بہت
بماہگا اس لئے کہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
نزدیک لفظ شب کے بعد نماذل مثلاً ادا کرنا مکرہ ہو
اد دھرا ہر ہی ہے کہ اس کردہ سے ان کی مراد مکرہ تحریمی
ہے کیونکہ لفظ شب تک قوہ نماذل ادا کرنے کو
سماج کئے ہیں اور لفظ شب کے بعد کردہ کئے ہیں لہذا
جو مکرہہ سماج کے مقابلہ ہے وہ مکرہہ تحریمی ہے شانیعہ
کے نزدیک لفظ شب کے بعد نماذل مثلاً (بلو راما)
جاں نہیں ہے (پھر آگے جل کر فرماتے ہیں) لہذا یہ
عمل کرنا چاہئے اور لذشته نمازوں کی قضا پڑھنا

مقربات اعمال یا فرض انہیں نافل،
نافل را درج ب فرض یعنی اعتبار نیت
ادا سی فرضے از فرض درستے از اقتا
بہ ازادی نافل ہنہ را رسالہ سنت اگرچہ
بہ نیت عالمی ادا شود۔ ہر نفل کے باشد
از صلوٰۃ و ذکوٰۃ و صوم و ذکر و فکر و امثال
انہار الی ان قال) پس رعایت او بے
و اجتناب از کردہ اگرچہ تنزیہ بی باشد
مکیف کہ تحریمی بر اسباب از ذکر و نکر و مراقبہ
و توجہ بہتر باشد (الی ان قال) پس نماذل
خفتن را در لفظ خیر از شب گزاروں
و آں ناخیر را وسیلہ تاکید قیام میں راضی
بینے ستکر باشد چہ نزد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم احادیثی نماذل خفت دو اوقات
ظاہراً از میں کراہت کراہت تحریمیہ ارادہ
ما و نہ دیرا کہ احادیثی نماذل خفت را لفظ
میں سماج دہشتہ انہو از لفظت آن
طریق کروہ گفتہ انہیں کروہ ہے کہ مقابلہ
سماج سنت کروہ تحریمی سنت، و نزد دشمن
احادیثی نماذل خفت دو اوقات جائز نیت

چاہئے (اس کے بعد تحریر فراتے ہیں) اسی طرح جس
بانی سے اذالہ حدث کیا گیا ہو یا اس کو دھنو
یں بنت قربت استعمال کیا گیا ہو لوگوں کو اس کے
پیٹے کی اجازت نہ دیں کیونکہ یہ بانی امام اعظم
کے نزدیک نجس ہے اور فتحانے اس کے پیٹے سے
شکیل ہے اوس کا پینا کروہ بتا یا ہے (چند
سطروں کے بعد) اور یہ بات بھی ستمہ لوگوں کی
زبانی حلوم ہوئی ہے کہ آپ کے بیٹیں خلفاً کو ان کے
مریدین سجدہ کرتے ہیں زمیں بوسی پر بھی اکتفنا
نہیں کرتے۔ اس فعل کی بُرائی و آنفاب سے بھی
دیادہ روشن ہے لہذا ان کو شستہ کبھی اوزا کیسے
شوکھیے اس قسم کی باون کہ پہناؤ بہخُش کے لئے مزدود ہے
گھر اس شخص کے لئے ذخوبیت سے نہایت مزدودی
ہے جو قدرتائے خلق بنے کیونکہ اس کے مغلدان
اعمال میں اس کی پیروی کریں گے اور حیثیت
میں پڑیں گے (چند سطروں کے بعد) اس لئے
چاہئے کہ جس طرح آپ کی طبیعت میں کتب
تعوت پڑھی جاتی ہیں کتب فقہیہ۔ بھی
پڑھی جائیں۔ کتب فقہیہ فارسی زبان میں
بھی بہت ہیں مثلاً محمد، خالی، عقدۃ الاسلام
کنز فارسی، بلکہ اگر کتب تعوت میں پڑھی

(الی ان قال) ایں عمل باید نہ دو صلوٰٹ
گردشہ راقضاً باید کر دو (الی ان قال) و ایضاً
اکبَرْ عمل کر اذالہ حدث نہ ده باشد یا نہیت
قربت سعما الش کر ده باشد در دھنو تجویز نکنہ
کمردم آن آب را بخورد کر آن آب نزد
امام اعظم نجس مخلوق است و فتحانے خوردن
آل آب کر ده اندو خوردن آل را مکروہ داشتہ
اند (پھر بفاصلہ چند سطور میں) و ایضاً مردم
معتمد نقل کر ده انکے بعض از خلفاء شارا
مریدان ایشاں سجدہ کے کنندہ بزمیں بوس
ہم کفایت نے کنندہ شناخت این فعل اظہر
من اشہ سرت منع شان بگنیدہ تاکید در
منع نمائید اجتناب ایں قسم افعال از ہر کس
مطلوب سب علی المخصوص شخصے کے باقتدارے
خلق خود را برآورده باشد اجتناب ایں
قسم افعال اور اذالہ مزدودیات سرت کہ
مغلدان باعمال اور اقتداء خواہند کر دو در
بلاؤ خواہند اقتداء پھر بفاصلہ چند سطور میں
باید تمجیحان کر دو علیس مشریف از کتب تعوت
مذکورے شود اذکتب فقہیہ نیزہ کوہ شیدو
کتب فقہیہ بہبادات فارسی بسید اندر مشل

بِحُمْدِهِ خالقِ عَزَّوَجَلَّ وَعِنْ دِرَارِهِ الْأَسْلَامِ وَكَنْزِ فَارِسِيِّ بِلَكَ اِرْكَتْ
 تَصْوِيتْ اَغْرِيَنْدَ كَرْنَهْ شَوَّدَ بَاكْ نَبِيتْ كَاهْ آنَ باَوَالْ
 تَعْلَمْ دَارَ دَوَهْ دَرَقَالْ دَرَنْيَ آيَدَهْ وَازْكَتْ فَهْتِي
 بَذَكُونَدا شَدَنْ اَحْتَالَ ضَرَرَ دَارَ دَهْ دَيَادَهْ جَهْ
 اَطَنَابْ تَهَا بَدَ القَلِيلَ مِيلَ عَلَىِ الْكَثِيرِ سَهْ
 اَندَكَهْ پَيْشَهْ تَلَفَّتْ غَمَ مَلَ تَرَسِيدَمْ
 كَهْ دَلَهْ آزَرَ دَهْ شَهْوَيِّ هَدَنْدَخْنَ بَسَارِتْ
 باَيَسْ بَهْتَ بَهْ.

پھر انہیں حضرت شیخ نظام تھانیسری کو کتب ملا ۲۳ دفتر اول حصہ اول میں حاصل
 و خالق المیہ بیان فرمائے کے بعد ص ۱۸ میں لکھتے ہیں:-

علامت درستی علوم لدنیہ مطابقت است
 با مترجم علوم شرعیہ۔ اگر سروتجاذب است
 اذ سکرست و اتحت ما حقیقت العلاماء من هل السنة
 والجماعۃ و ماسوی ذلک اما زندقة والحاد
 او سکردوتفت و غلبہ حال و ایں تمام مطابقت
 در مقام عبدیت پیرست و را در رای ایں
 نخواه اذ سکرمت متحقق است رجیع
 گرگوہیم شرح ایں بے حد شود
 شنخے از خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ لے
 سوہا قدس سوال کرد کہ یقتصود از مسلوک
 چیست لفڑو د مرتا معرفت اجمائی تفصیلی گردد
 جزوں کو اجنب اجا نتا ہو ان کو تفصیل اجا نے
 علمون لدنیہ کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ
 مترجم علوم شرعیہ کے مطابق ہوں اگر بال برابر بھی
 اس سے تجادز ہے تو یہ نکرے حق وہ ہے جس کو
 علما نے اپنی سنت و جماعت نے حق سمجھا ہے، اس کے
 مسووا جبا تیں ہیں وہ یا تو زندقة و الحاد ہیں یا اسکر
 دقت اور غلطیہ حال۔ یہ مطابقت تمام عبدیت میں
 نصیب ہوتی ہے اس کے اور ایس کچھ نہ کچھ سکر فرد رہوئے
 اگر اس کی شروع کر دیں تو وہ بے حد ہو۔ کسی شخص نے
 حضرت خواجه نقشبند قدس سرہ القدس سے سوال کیا
 کہ مسلوک کا مقصد کیا ہے انھوں نے ذرا یا تاکہ جن
 چیزیں لفڑو د مرتا معرفت اجمائی تفصیلی گردد

و استدال کشی شد۔ نفرمودند تا سرفت
اد جن باون کو نظر و استدال سے سمجھتا ہے ان کے
کشف سے سمجھ لے حضرت خواجہ نے جواب میں یہ
نہیں فرمایا کہ سلسلہ کی نظر یہ ہے کہ معادن شریعہ
ذالم سرفت حاصل ہو۔ اگرچہ اس راہ میں ذالم باتیں
بھی ظاہر ہوتی ہیں لیکن جب انتہا کو پہنچتا ہے
تو یہ ذالم ہیا اُغورا ہو جاتے ہیں اور وہ یہ مدد
خوبی تفضیلی طریقہ پر علوم ہوتے ہیں اور سالک استدال
کی شنگی سے بخل کر کشف کی کشادگی میں پہنچ جاتا ہے۔

ابتداء بتدا میں آپ کو بڑے بڑے صاحب اٹھانا پڑے اور آپ نے آئی
کریمہ یا بُنیٰ اتم الصلوٰۃ و اصر بالمعروف و انه عن المنکر و اصبر علی ملا صاحب
پر بڑی ادول العزیٰ سے عمل کر کے ایک بہترین نمونہ دنیا کے لئے چھڑا۔

حالت یہ ہوئی کہ جامی تھوڑین اور دنیا دار علماء کو اپنی کساد بازاری کے خطروں نے
خلافت پر آمادہ کیا اور وہ انہیں کو وز جہاں بیگم کی وجہ سے جو ایسیدیں اپنے ذہب کی
انشادت اور دین اسلام کے فنا کرنے کی قائم ہو گئی تھیں اور یہاں تک کہ کامیاب
ہو چکے تھے کہ صوفی اور تفضیلی دوستراوں نظیں سمجھی جانے لگی تھیں حضرت امام ربانی
کی ذات اقدس ان کو سدواہ نظر آئی۔ ان سب نے مل کر ایک ایسی منتظم اور مکمل سازش کی
اور حضرت امام ربانی کے خلاف ایسا زبردست پروپیگنڈا کیا جو کامل مصدق و ان کا ن
مکرمہ لائزول منہ الجبال ہاتھا۔

اس پروپیگنڈے کے اثر سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی جیسا تاجر اور دیندار
عالم نہ تبح کا تو بھر پادشاہ اور شاہی دربار کے ارکین کا تاثر ہو جا میکا بڑی بات تھی۔
پادشاہ کا تاثر ہونا تھا کہ تمام ہندوستان میں آگ لگے گئی۔

بادشاہ (جہاں یگر اک جنہ کمتو بات تھیں کے حوالے قطع و برید کے ساتھ نئے گئے اور ان کا غلط مطلب سمجھا کر سخت برہم کیا گیا۔ ازاں جنہ ایک بات یہ سمجھائی گئی کہ شیخ احمد اپنے کو عضرت ابو بکر صدیقؓ سے فضل کرنے ہیں وہی وہ نیو۔

حضرت امام ربانی کو ان کے نوسلین وٹا فوتا ان ناپاک ساز خول کی اطلاع دیتے تھے تو آپ ان کو کچھ بھیتے تھے کان باول کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہئے تم لوگ اپنے کام میں ایسی یاد رکھیں اس کا نتیجہ پائیگا کبھی کبھی اپنے نخلصین کو ان بجا لڑاٹ کا جواب لکھتے تھے جو آپ پر لگاتے جاتے تھے

یہ معاملہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ بادشاہ نے آپ کو طلب کیا آپ تشریف لے گئے اور بادشاہ کو اعلیٰ حقیقت سمجھا کر کامل طور پر ٹھہر کر دیا اسندوں نے جب دیکھا کہ ہمارا کیا دھرم اس بخار کی میں ملا جاتا ہے تو فوراً ایک دوسرا کرتب کیا رہا بادشاہ کو سمجھا یا کہ حضور پیغمبرؐ بڑا خطروں کا سلسلہ تھا کہ اباغی ہے وہی کیتے تمام علماء کرام مجددۃ تغظیمی کے جواز کا فتویٰ دیکھے ہیں گری پیش اپنے مکتوبات میں اس شرعی فتویٰ کی برابری الافت کرتا رہا۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس شخص کو حکم دیا جائے کہ حضورؐ کو سجدہ کرے یہ کبھی اس حکم پر عمل نہ کرے گا۔ یہ بات بادشاہ کے دل میں اتر گئی اور بادشاہ نے اپنے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت امام ربانی نے اس حکم پر عمل کرنے سے قطعی انکار کر دیا اور فرمایا کہ سجدہ از مدی نص قرآنی خالق کے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بڑھ کر حافظت اور بطالبیت کیا ہو گی کہ ایک نخلوق اپنی ہی جیسی عاجز و بخاچ مخلوق کو سجدہ کرے یہ منکر جہاں گیر کی دہی حالت ہوئی جو بہترین انبیاء مصلی اللہ علیہ وسلم کافران مالی شان میں کھسو پر دریز بادشاہ ایران کی ہوئی سُنی ہے

ذیزی گشت ہر موش نانے ذرگی ہر گش آتش فنانے

اس غینظہ غصب کی حالت میں حضرت امام ربانی کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر پھر کچھ سچھ سمجھ کر مثل کی بجائے غیر محدود وقت کے لئے قید کا حکم نہیا گیا اور اجیں ریاست

گوایا رکاوی خان آپ کے قدم سے رشک جنت بنائے
بلے ہر جا رسد حور اسرشته! اگر دوزخ بود گرد بہشتے!

قید سے رہائی کا واقعہ بھی آپ کی روشن کرامت ہے۔ بادشاہ جماں نگر نے خواب
وکھا خواب کی خست جاگ اٹھی دیکھا کہ سید المخلوق اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بطور
تاسوت کے اپنی انگلی دانتوں میں بیان ہوئے فرار ہے ہیں کہ جماں نگر ان تو نے لکھنے
بڑے شخص کو قید کر دیا۔

اس خواب کے بعد فوراً آپ کی رہائی عمل میں آئی۔ مگر ٹھنڈوں نے پھر کچھ کہ سنکر
بادشاہ سے یہ حکم دلا دیا کہ جنہوں نے آپ ہر ساتھ شکر میں رہیں۔ مگر یہ چیز حضرت کے
لئے قید سے کتم تخلیق وہ نہ سمجھی لیکن کام جو بنادہ اسی سے بننا۔ بادشاہ کو آپ کی محبت
ضیب ہوئی اور اس محبت نے اس کے بالمن کو مزکیٰ کر دیا۔ پھر تو وہ آپ کا غلام تھا۔
نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے آپ کے درست حق پرست پر توبہ کی۔ شراب و کباب اور
دوسرے نہیات سے ایسی کامل بے تعلقی اختیار کی کہ باید دنباشد۔

وہی بادشاہ جس کے غور و اور بستی کی یہ حالت سمجھی کہ اپنے لئے سجدہ کر اتا تھا۔
مسجد و غنیمہ کے جواز کے فتوے علماء سے لئے تھے وہی بادشاہ آخر عمر میں کہتا ہے کہ "میں نے
کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو البتہ میرے پاس ایک مستادر ہے
اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بیش کر دیں گا وہ دستادر یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ
احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر
نہ جائیں گے:

حضرت امام ربانی ہمی کی بُکت سمجھی کہ جماں نگر کے صلب سے شاہ بھاں جسیا دیندار
بادشاہ اور شاہ بھاں کے بعد اوزنگ ذیلہ جیسا جامع کمالات صورتی اور خوبی پیدا ہوا۔
له اوزنگ ذیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم شرعیہ کی فرازفت کے بعد باقاعدہ سوک میں کیا تمارا تی حاشیہ صرف مُحتمل

جہانگیر کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرمندی میں حضرت امام ربانی کا ہمان بنتے اور آپ کے باور پرچی خانہ کا لکھا نام لکھانے کا شرف حاصل کیا۔ لکھا نا اگرچہ بالکل سادہ تھا گریا دشاد نے کہا کہتے ہیں اپسالذین کھانا کبھی نہیں کھایا۔

شیخ عبد الحنفی محدث دہلوی کی مخالفت ایک بحاظاً سے بادشاہ کی مخالفت سے زیادہ اذیت رسان تھی۔ انہوں نے ایک رسالہ بھی حضرت امام ربانی کے خلاف تصنیف فرمایا تا اپنے اور غیروں کے پیغمبر کی وہ چوت نہیں لگتی جو انہوں کے پھول کی لگتی ہے۔

(بعنیہ حاشیہ صفحہ گدشتہ) حضرت امام ربانی کے خاندان عالمی شان سے محبت تویراث تھی علم فرعت نہ سو روشنی محبت کواد اسح کر دیا تھی کہ حضرت عروۃ الٹقی خواجہ محمد صوم فرزندہ خلیفہ امام بہ بانی سے درخواست کی کہ مری تعلیم باطنی کیلئے اپنے کسی خلیفہ کو بھجو جائے اپنے ذرخواست شیخ سیف الدین کو دیں بسیجا انہیں کی محبت اور وجہے اور زنگ زیب کو نسبت باطنی کا لازمال شرف حاصل ہوا جس کی گواہ کتاب رفات الحکمری ہے شیخ نے دہلی بیچکار امر معروف و نہی شکر کا ذلیلہ بڑی سختی سے ادا فرمایا بادشاہ نے اسی سختی میں از بادشاہی بھی کسی کی برداشت نہ کی ہو گی قلعہ کے دروازہ پر دو ہاتھوں کی تصویر مبارکہ نیلگان کے تھیں جیسا کہ وضیں ہونے کی چھیل دڑی ہوتی تھیں جن میں تھی جواہر جڑے ہوئے تھے حضرت شیخ نے یہ سب چیزیں توڑا دیں اور زنگ زیب نے حضرت شیخ کی تشریف آمدی کا شکر یہ حضرت عروۃ الٹقی کو کھلڑا بھیجا جس کا جواب کثرات حصورہ میں ہے

جس کا جواب مکتبات حصویہ میں یہ ہے
”چند فتنہ سرت کہ باہی ہم طھران بادشاہی وہ بد سلطانی
یکسی بڑی نہت ہے کہ شاہزادیان نوگر اور بادشاہی میں
کل حق برسے قبول اند گفتہ نامیں موثر نہ ہو۔“
حضرت شیخ نے پھر اپنے والد بزرگ کا بادشاہ کے علاط باطنی کی طلاق دی جسکا جواب کب تباہ حصہ کے دفتر میں باہی عبارت ہے
اپنے بعد اعلیٰ بادشاہ دین نیا مقدمہ نہ بودہ نہ از سرست ذکر
بادشاہ دین پناہ کے جواہال تم نے تحریر کئے شلاطاں الفیں
در طاعت حصول سلطان ذکر در ایڈھ قلت خurat و قبول کله بیت
ذکر کا سرست کرنا، اور سلطان ذکر در ایڈھ کا میں ہذا خرات کی
ل و منع بخی خرات ذکر در ایڈھ مطلب بخی و منع پیٹ شکر
قون کل حق قبول کرنا بخی خرات کا منع ہونا اور ل و ایڈھ مطلب
لش خاتمہ سے لایا۔ ملکہ ملکہ ایڈھ کا ہے
عمر دنار رہتا۔ ملکہ ملکہ ایڈھ کا ہے
لش خاتمہ سے لایا۔ ملکہ ملکہ ایڈھ کا ہے
عمر دنار رہتا۔ ملکہ ملکہ ایڈھ کا ہے

شیخ نہ صبح حضرت خواجہ باقی باشد رحمۃ اللہ علیہ کے خلصین مستفیدین میں سے تھے۔
حضرت امام ربانی نے کمزورات مذہبیہ میں کئی جگہ حضرت شیخ کا ذکر فرازیا ہے اور دو ایک کمزور
سمی ان کے نام ہیں حضرت شیخ کی خالافت چونکہ بد شیقی کے ساتھ نہ سقی لہذا حق تعالیٰ نے
ان کو بہت جلد تنبہ عطا فرمایا اور خالافت سے رجوع کی توفیقی دی بالآخر وہ کبھی حضرت امام ربانی
کے غایت درج مغفہ ہو گئے جس کا ذکر اسنول نے اپنے مکاتیب میں کیا ہے۔

له حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحبؒ کے مکاتیب شریفہ طبیور دروس کے مذاہیں ہیں

بلانک بندب شیخ حضرت عبد الحقؒ نے اکابر قادریہ
جانا چاہئے کہ خاب شیخ حضرت عبد الحقؒ نے اکابر قادریہ
وچشتیہ سے تنبیہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ استفاضہ منورہ
امد برین محبت حضرت خواجہ حضور شیخ نقشبندیہ یا صن
نہود و ایں طلب و رسائل بیان سلاسل شائخ خود
ز مشہد امداد رسائل المریدیں المراد و مشہد امداد ک
زند انصاف طریقہ نقشبندیہ قرب فرقہ متاد برائے حضرت
فنا و بقا بترازیں طریقہ نیست۔ در در سالہ انکار حضرت
مجده و مشہد امداد بکتبیہ کہ مرای ایام است کے را بامنا
نحو اب بد شایعہ نیز یہ و طریقہ شایعہ بد حضرت فنا
اشیات شایعہ سیکر دند فیروز مشہد امداد کے بکبار در
بادہ شایعہ کتاب الی سچا نہ متوجہ بدم کا ایں شعائر
کو دیشان میگو مندقیست یا اصلی خارج آیت شریفہ
کو درفع اشتباه حقیقت موہنی علیہ اسلام نازل شد
و حق حضرت مجده بروں حضرت شیخ عبد الحق نازل شد
پس نازل ضرور است و تقدیر کمزورے مسلی بحضرت
رباقی ماغیہ بمنور آئندہ (رباقی ماغیہ بمنور آئندہ)

المُنْقَرِي معاً سبُّ اس طرح خستم بوجے اور آخری نتیجہ یہ رہا کہ حق کی فتح ہوئی اور

(باقیہ عاشیہ صفحہ گذشتہ)

بیڑا حام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان کرنے ہیں حق ہیں یا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہو وہ ایت
خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہما ذکر است کہ شرفیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و السلام علیہم السالہ کی حقیقت کی بارہ
غبار سے کھپتیں رہا تھا مرتضیٰ حضرت شیخ احمد بن شیخ دو کرنسے کے لئے نازل ہوئی ہو حضرت شیخ کے
بود رفع شدہ غشادہ بشریت خانہ ندویہ تھے دل پر نازل ہوئی لہذا اس پر نہ کہ نہ فردی ہے، اسی طرح
و وجہ ان در دل میریکے افتادہ کہ با چینی حضرت شیخ عبد الرحمن بن خداوند نے جو خط حضرت مرمزا حام الدین خلیفہ
حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہما کو سمجھا تھا
اُسیں لکھتا ہے کہ "نیقر کے دل ہیں حضرت فتحیہ حمد کی دل
سے جو غبار تھا وہ دوڑ ہو گیا اور یقیناً بشریت چور پڑ
حائل تھا باب نہیں رہا ایرے ندق و وجہ ان سے دل
یہ بات آئی کہ ایسے بزرگوں سے بدگان نہ ہنا چاہئے۔

بیڑا عین مکاتب شرفیہ کے مٹھا ہے:-

این کہترین در دین ان بلکہ ننگ دعا رائی شان خانہ زادہ
 قادر پیاس است و بزرگان سن قادری اور نند پیدہ مریم ولایت
 قادر پیغمبر کشندہ مزاد رائی شان دیلیست بران۔
 دلایت قادر پیغمبر کشمکش ان کا مزاد اس کی دلیں ہی اس
 انکار شانع برین خانہ دان عینی خانہ دان بجد دی
 ہیں نافہم اڑے نا خشت ارادہ الہی سجنانے
 تھام دانہ الہی دل عقد پر خدا ندری سے اس خانہ دان کی
 دل عقد پر باین خانہ دان مستعد ساخت یک دل
 گز نگئی بود پس ببطال الوکام دعوات حضرت مجده
 لہذا حضرت مجده کے کلام دعوات اس کا سطیح لوبکا ان کی نیوں
 شرفی بانت دنما بستے بفیوض ایشانہ سید
 پر کاتے ایک نماہیت میدا ہوئی اور وہ سب ادھام

دشمن ذلیل و خوار ہے اور حضرت امام کے اثرات یادیات و زافروں ترقی کرتے گے حضرت
مدرس نے جو خط طاب پے غلصین کو ان معائیں میں بتلا ہونے کی حالت میں لکھے ہیں ان کو دیکھ کر
ایمان تازہ ہوتا ہے۔

کتب ۲۱۷ و فتاویٰ حصہ سوم ص ۵۹ میں اپنے مریدِ خاص حضرت میر محمد نخان بخشی
کو ان کی اس خبر وہی کے جواب میں کہ حضرت والا کے لئے یہ یہ سازشیں ہو رہی
ہیں لکھتے ہیں:-

د) بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

اں ادیامِ ذاتی شد بلکہ رسالہ درجواب حضرت
شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے بے تکفیر عین بعض
کے اس سالہ کے جواب میں جوانوں پیغمبر تحقیق عین بے
سرپا باتیں کرنے والے لوگوں کی باتیں من کر حضرت مجده
باستماع سخنان بے صرفہ گویاں در انکار و
اعتراضات بر کلام حضرت مجده ذرستہ ذاتی
ظافن دواز ساختند تحریر کردہ امام سجحان اللہ
من جاہل کجا و معا بلہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ
کچھ اذیں جا احوال اعتراضات دریافت پیشود
کر جائیں آن اعتراضات بردا در پس آن اعتراضات
تدریس کے خلاصہ حکیم دکار اللہ خان صاحبست مطالعہ
آں رسالہ فرمودند کہ ایسی رسالہ در ردِ اعتراضات
کا فیست ۱۷

کہ یہ رسالہ در ردِ اعتراضات میں لکھا ہی ہے

۲۴ بلکہ حضرت امام ربانی کے دریافتے فیض سے تحقیق بھی پوچھ جیسا کہ کتبہات قدسیہ کے مطالعہ

بِرْحَمَهُنَانِ! آپ خامہ میں رہنے والے لوگوں کی
پریشان باتوں سے رنجیدہ و غریزہ نہ ہوں بھرخا پانے
طریقے کے لفاظ مل کر تاہم مناسب یہ ہو کہ انتقام
اوہ بدلے کے دلپے نہ ہوں جو شکوفہ غم نہیں ہے
ان کی متفاہد باتیں ہی ان کی کساد باندھی کا باعث
ہوں گی جس کے لئے خدا کی ملن سے روشنی نہیں ہے
اہ کے لئے پھر کوئی روشنی نہیں جس کلام میں آپ شذل
ہیں زینی یادِ الٰہی اُسی میں کوشش کرتے رہیں۔ دوسری
باتوں کو آنکھ بند کر لیں آپ فرمادیجئے کہ (یہ کتاب)
اللہ نے اتاری پھر ان کو جھوٹ دیتے ہیں کہ وہ اپنی بکوس
یہ کھیلتے رہیں۔

خدمت میر محمد فہمان از سخاں پریشان
ادباب خسروں عنۃ نکشندہ سلی علی
شاکلته لائیں آنکہ بکافات و بجا ذات
سترن نشووند درد غرمازد غم نیست
باعث کرادت بازار آنہا کلام تناقض
آنہا خواہ بود من لم يجعل اللہ له ذرا فعال
من ذر، شغلیک کرد پیش دادند درہاں
کوشند و اذ غیرہ آن چشم ہے پوشنده
تل اللہ لشہ ذر هم رفی خوضهم
یلیعبون۔

کتب عہاد فتوائل حصہ دوم ص ۱۲ میں اپنے متعلق معاذین کی رشیہ دو ایسی
مشکر لکھتے ہیں ۱۔

جو کتب بعت آثار مولانا قاسم علی نے بھیجا تھا، پوچھا،
غمون کتب و اضع ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اچھا
کام کرتا ہو، دو اپنے لئے کرتا ہو اور جو بڑی کرے گا اس کا
دجال بھی اسی پر ہے اخراجہ جب اللہ انصاری فرماتے ہیں
کہ خداوند اجر کو تو گرانا چاہتا ہو اس کو ہم کو سمجھو۔
یعنی لوگوں کے بات میں جو شریب بعت کا تکمیل پینداں
پڑھنے والی کرتے ہیں یہ اندیشیہ کرتا ہوں کہ وہ شریخان
ہیں اپنا ایمان منائے کر دیں گے۔

کتابتے کہ بعت آثاری مولانا قاسم علی
فرستادہ بود ندر سید یغمون بوصوح
پیوست قال اللہ تعالیٰ من عمل
صالح افلاطفسم و من اساء فعلیها
خواجہ عبداللہ انصاری مے فرمایہ الٰہی سمجھا
خواہی براندازی با امراندازی، بیت
ترکم آن قوم کے بروڈ کشاں نے خندند
پرسکا و خرابات کشند ایمان را

حی سجانہ و تعالیٰ کا نام اہل السلام را از انکار فقر المعن
اش تعالیٰ نام مسلمانوں کو فقراء کے انکار اور ان پر
دانیشان سگاہ دار و محترمہ سیدالبشر علیہ وعلیٰ آل
صلوات والسلامات۔ والسلام
علیہ وعلیٰ آل الصلواۃ والسلامات والسلام

مکتوب وہ دفتر سوم حصہ ششم ملامیں قید خان سے حضرت میر محمد غمان کو لکھتے ہیں :-
معنی نام ذکر کے زمانے کے بینایت اش سبحانہ کے
آن بنایت بصورت جلال و غنیب او تعالیٰ
تجھی فرمودہ بود مجوس قنس زمانگشتم از تنگی اسی
ایمان شہدی بالکلیہ رسم و اذپس کو چاہی طلاق خال
وشال تمام نہ برآدم در شاہراہ ایمان بیب مطلق
العماں بخیر شہودم و از حضور بغیب و از
میں بعلم و از شہود باستدلال برد جہ کمال نہ پیو تم
وہیرو گران رائیب و عیب و دیگران رائیز و وق
کمال و وجہان بلع نیاقم و شریعت اخ شگور بے شکی
و بے ناموسی و مرزا ہائی مزہ دار خواری د
رسوانی رانا چشیدم و از جمال مصن و ملامت
خلق خط نگرفتم و از حسن بلا و جفای مردم
محظوظاً نشدم و کالمیت بین پیوی انسان
گشہ بالکلیہ ترک ارادہ و اختیار نکر دم
درستہ ہمیں قلع آنماق و افسوس را رب تام
و کمال نگستم و تحقیقت تصریح والتجاد ایابت
و استغفار و ذل و انکسار و ایامت زیاد دم

حقیقت معلوم نہ ہوئی تھی، آئندہ سبق سمجھا و تعالیٰ کی
 میزانِ بندوبتہ جعلتہ کبر بائی کی تناول سے گھری
 ہوئی ہوشایہ میں اذائی تھی اور اپنے کو ایک بندہ
 خوار و زار و ذلیل و بیہق اعتبار بے ہمرو بے انتدار
 ہو سکتا ہے لیکن واقعہ حکومت نہ کر سکتا تھا وہاں پرئی
 نفسی الخیں اپنے نہیں کی رہا تو نہیں کرتا یقیناً نفس
 برا برا بست امامدہ کرنے والا ہے ہوئے ہیں کے کہ برا
 سب بچپر حرم کرے اسی شبہ نہیں کی میراب بہت
 شفعت کرنے والا ہبہ بان ہے، اگر مخفی فضل خداوندی سے
 نیوض و دار دات اللہی کا نشان، اوس کے غیر منافقی
 اخلاقات و مخلوقات کا پے در پی نہ ہو اس سمعت کوئے میں
 مجھ سے بیکستہ پر کے شانی حال نہ ہونا تو فریب تھا کہ جعل
 یہس دن امیدی کی حد کو پہنچ جاتا اور دشمنہ ایکستہ
 ہو جاتا، حمدہ ہر خداوند کی جس نے مجھ کو عین جای میں
 مانیت عطا فرماں ہا و ظلم و خامی عزت بخشی اور عیقتو
 و ملکیت یہ بچپر عامل کیا اور دعستہ سببیت یہ شکل کی
 توفیق دی اور انہیاً علیهم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی
 کرنے والوں، اولیاً، کرام کے نقش قدم پر چلتے والوں
 علماء، صلحاء سے بخت رکھنے والوں میں داخل فرمایا اللہ سماجا
 و تعالیٰ کی رحیمی اور بکریتیں اُنہل بول انہیاً کرام پر
 اولاً اور ان کے تبعین پر ثانیاً۔

و سطاس رفع المثلت استغناً عَنْ سُجَّانَةِ
 رَاكَهُ مَخْفُوتَ بِسَرَادَقَاتِ غَلْمَتْ وَ كَبْرَ بَائِيَ
 سَتْ شَاهِدَهُ نَسْوَمْ وَ خَوْدَ رَابِنَدَهُ خَوارَ
 وَ زَارَ وَ ذَلِيلَ وَ بَيْ اَعْتَارَ وَ بَيْ هَنْزَهَ
 وَ بَيْ اَقْتَدَارَ وَ باَكَالَ اَعْتَاجَ وَ
 اَفْتَارَ سَلَومَ نَخْسَتمَ تَوْمَا اَبْرَئَ نَصْنَى اَنَّ
 النَّفْسُ لَا مَارَةٌ بِالسَّرَّ، الْاَمَارُ حَمْرَبِيٌّ اَنَّ
 رَبِّي لِغَفْرَرِ حَسِيرٍ، اَكَرَّمَنْ فَضْلَ تَوَارِفُوْسَ
 دَوَارِ دَاتَ الْمَلِّ جَلَ سَلَطَانَدَهُ تَوَالِي عَدِيَاَتَ
 وَ اَنْعَامَاتَ نَا تَنَا هِيَ اَوْ سَجَّانَةِ دَرِيَّنَ
 سَعْنَتَ كَدَهُ شَالَ حَالَ اَيْنَ شَكْسَتَهُ بَالَّنَّ
 شَدَنْزَدِيَّكَ بُوْكَهُ مَعَالَمَهُ بِيَاسَ دَسَدَ
 وَ شَشَتَهُ اَسِيدَّكَسَتَهُ گَرَدَوَ اَحْمَدَ لَهَّ
 الَّذِي عَانَقَنِي فِي عَيْنِ الْبَلَادِ، دَاكَرَ مَنِيَّ
 فِي نَفْسِ اَجْنَاحِهِ، وَ اَحْسَنَ لِي فِي حَالَتِ الْعَنَاءِ
 وَ تَقْنِي عَلَى الشَّكْرِ فِي اَسْتَرَاءِ وَ لَهَضَرَاءِ
 وَ جَلَنِي مَنْ تَابَعَ اَلْأَبْيَاءِ وَ مَنْ مَقْتَنَى
 اَشْنَارَ الْأَوْلَيَاءِ، وَ مَنْ مَجَى اَعْلَمَاءِ دَاعِلَيَاءِ
 صَلَواتَ، اَتَدَ سَجَّانَةَ دَسَلَنَهَا تَهْ عَلَى الْمَبْنَيَهَ
 اَوْ لَوْ عَلَى تَابِعِيْمَ ثَانِيَاً ۔

کتب محدث فرہم حصہ ششم ۱۵ اپنے شخص حق گزیں شیخ بدیع الدین کو قید خانہ سے
لکھتے ہیں۔ ۱۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفوا
صحيفة شريفة كمحبوب شيخ فتح العبد ارسل
داشت بودند رسید از جفا و ملامت
خلق نوشتہ بودند آن خود جمال امد
ظائف است و میقل زنگار ایشان است
باعث قبض دکد و رت چسرا باشد
اماں حال کرنیزرا میں قلعه رسید محبوس سے
شده که از ادار ملامت خلق از بلاد قبری دد
زنگ سکا بھائی ندازی پے در پے میرستند
و کاره از حضیر را وع می برند رساله
تریت جمال تطلع مرابل می شودند الحال به
تریت جمال تطلع مافت نمایند و در تمام سیر
بلکه در تمام رضا باشند و مجال و جلال راساوی
دانند نوشتی بودند کار وقت خیر ختنہ نزدیق
مانده است و نہ حال یا یک که ذوق و حال
منها عن باشد که جفا می بحوب از دنای
او بیشتر لذت بخش است چه بلاشد که در زنگ
حوال مخزن کرد و اید و در از محبت ذاتیه و فتنه
اید برخلاف گذشتہ جمال را بیش و ایلام را

جنماں کی وفا کے ذیادہ لذت بخش کو یہ کیا صیحت
آئی کہ آپ نے عوام کے زنگ میں کلام کیا ہے اور محبت
ذاتیہ سے دور چلے گئے ہیں لہذا اب گذشتہ بات کے
بخلاف جمال و ایلام کو انعام سے زیادہ اور بر تم

شود کریں اس لئے کہ جمال و انعام میں مراد عبوب
کے ساتھ اپنی مراد کا بھی شانہ ہوتا ہے اور
جمال و ایلام (نیکیت) میں اپنی مراد کے برخلاف
مراد عبوب ہوتی ہے۔ اس دلت جو کیفیت
ہے وہ پہلے کیف و حال سے ادا ہے۔ آپ نے
ذایتِ حرمین شریفین کے بارے میں لکھا تھا تو
اس میں کیا اتفاق ہے حبنا اللہ و نعم الوکیل۔
مکتب ۵۷ دفترِ دم حمدہ ستم ص ۱ میں اپنے خادم رفیع المکان میرزا نظر خاں

زیادہ از انعام تصویر نہیں ذریا کہ در جلال و نعماں
مراد عبوب مشوب برادر خودست و در جلال و ایلام
خاص مراد عبوب سست و خلاف مراد خودست
اپنیا وقت و حال درای وقت و حال ساخت
شان با بنیہا از زیارت حر میں شریفین
زمشته بودند چه اتفاق است، حبنا اللہ
و نعم الوکیل۔

کوئی نکتے ہیں

در دو عین اور صاحبِ دینویہ دوستوں کے لئے
مُلک کی غرضِ مخون کا لفڑاہ ہیں تضرع و ذاری اور انجام
اکر کر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں ہخواہ
عافیتِ طلب کرنا چاہئے یہاں تک کہ قبولیت کے
آنار پیدا ہوں اور فتنوں کی تسلیم علوم ہو اگرچہ
یرے نہ است اور خیر اندیش اسی کام میں خ قول ہیں
یکن صاحبِ محالہ پر اس کام کا حق زیادہ ہے۔ دو اپنا
اکد پر پنیر کرنا بیمار کا کام ہے اور دوسرا لوگ ازالہ مرض
میں اس کے منکار ہونے سے زیادہ جیشیت نہیں رکھتے۔
حقیقتِ محالہ یہ ہے کہ بھروسہ حقیقی کی طرف سے جو چیز (نیکیت)
بھی پہنچے اس کو کشادہ رائی اور فراخ دلی کے ساتھ
ہملا منہ بکر تبلکر نہ ماجاہئے بلکہ اس سے بھعن اخذ

در دو عین و بیاناتِ ذرییہ مردوستان ما
کفارات است مرزلات ایشان نار به
تضرع و ذاری و بالتجاء ایکھار عفو و
عافیت از ختاب قدس اول تعلیم ایڈی طلبیدہ
مازمانے کہ اثر اجابت غنوم شود و تسلیم فتن
علوم گردد۔ ہر چند دوستان و خیر اندیشان
در ہیں کا زندگان صاحبِ معاملہ الحق بایں
کا دستہ دار و خود دن و پر ہیز نہ دن کا رہ صاحب
مرض است و بگران چیش از اعوان اویسیتند
در ازالہ مرض حقیقتِ معاملہ آن است کہ ہر چہ
از بھوب حقیقی بر سد باکشادگی جبین و با فرانی
سینہ اور ابنت قبول باید کر، بلکہ بآن متلذذ

بایگشت رہائی دے نے ناموی کمرادِ محوب بہت
ہونا چاہئے جو رسولی دبئے ناموی عجوب کو
طلوب ہو وہ عجوب کے نزدیکیں ناموس ہاوڑنگ
ذام سے بھتر پے جو اس کے نفس کو مطلوب ہو اگر عجوب
میاہ بات پیدا نہ ہو تو وہ عجوب میں ناچن بلکہ کاذب
ہے۔ اگر سلطان دین مجھ سے طبع کا طالب ہو تو پھر
ناعت کے سر پر خاک ہے۔

بایگشت رہائی دے نے ناموی کمرادِ محوب بہت
نزد عجوب سہراز ناموس و ننگ نامہت کمرادِ نفس
اوہت۔ اگر ایں صنی درجوب حاصل نگردد وہ عجوب
ناقص ست بلکہ کاذب ہے
گر طبع خواہ دن سلطان دیں!
خاک بر فرق قناعت بعد اذیں

کمتوب ۲۷۰۴ء دفتر سوم صہیشم ۲۷ حضرت میر محمد غفاران کو قید فانسے لکھتے ہیں۔ اے
سیدت پناہ اخوی میر محمد غفاران کو حلوم ہوا ہو گا کہ یہ
سیدت پناہ اخوی میر محمد غفاران را حلوم ہو وہ
باشد کہ نعموم نہ کہ ہر خند پاران خیر اندریش
در شبیث اسباب خلاصی کو شید نہ سو دند نیا
الخیر فیما صنم اللہ سخانہ پارہ اذیں ام رقبضا
بشریت از نے پیدا شد و درستہ ننگی اظاہر گشت
بعد اذما نے فضل حق جل سلطان انان ہمہ حزن
و ننگی سینہ ب فرح و شرح صدر بدل گشت و بیش
خاص دانست کہ گمراہ ایں جماعت کو در صدد
آزار نہ موافق رہا حق سنت جل سلطان انان پس کرہ
ننگی سینہ بے صنی ست و منافی دعوے عجوب
ست چہ ایلام عجوب در ننگ افعام او نیز عجوب
و مرغوب بکب سنت عجوب چنان کہ از افعام عجوب
لذت میگیرد اذ ایلام او نیز لذت میگردد
بلکہ در ایلام اولذت بثیرے با پر کہ اذ

شاید بخط نفس مراد ام برآست و چون
 حضرت حق سعادت د تعالیٰ که جیل مطلق است
 آزار این کس خواسته باشد ہر آئینہ این
 اراده ادتعال نیز درنظر ہیں کس عنايت او
 بمحاذ د تعالیٰ جیل است بلکہ بب التذاذ است
 و چون مراد این جامعه موافق مراد حق است
 بمحاذ د این مراد در تجھے ظهور آن مراد است هر
 آئینہ مراد اینها نیز درنظر شخص و وجوب التذاذ
 است فعل شخص کے دنظر فعل محظوظ بوجوب فعل آن
 شخص نیز در ذمگ فعل محظوظ بوجوب است و آن
 شخص فاعل بخلاف این نظر نیز درنظر عجب
 بمحظوظ دعا یا عجب معامل است هر چند جفا
 از شخص بشرت صور بده درنظر عجب زیباترے
 آبدکہ نہایندگی ہوت عجب بمحظوظ مراد
 کار دینا لگان دین راه داش گوناست پس
 بدی آن شخص خواشن دبوی بد بدن نانی عجت
 بمحظوظ که آن شخص میش از سرآت فعل محظوظ
 عجج نیست جس کے مصدی آزارند درنظر محظوظ
 کے مدارنہ نسبت بسا از خلافت بیان لان گپویند
 کہ تنگیها ایں نہاد و رساند و بجهة جماعت کے
 موصود آزارند بدنبال شد بلکہ از فعل آنها

ایام میں زیادہ لذت پاہتا ہے کوئی کی یہ صورت خطا فیض
 کے شاید سے خالی اد مراد نفس سے پاک ہونی ہے
 اور جب حضرت حق بمحاذ د تعالیٰ جیل مطلق ہے اس
 شخص کو تجھیت ہی میں کتنا پاہتا ہے تو اشد تعالیٰ کا یہ
 امامہ بھی بعنایت المعنی اس شخص کی نظر میں جیل ہو بلکہ
 سخن دندراز ہونے کا سبب ہے اور جو کچھ اس جماعت
 کی مراد حق بمحاذ د کی مراد کے موافق ہے بلکہ ان کی مراد
 مث تعالیٰ کی مردمخا ہر ہونے کا درود ازد ہے اس لئے اس
 جماعت کی مراد بھی تینا اس کی نظر پر شخص اور باعث
 لذت ہے جو شخص کا فعل بمحظوظ کے فعل کا مظہر ہو تو اس
 شخص کا فعل بمحظوظ ہی کے فعل کی طرح عجوب ہوتا ہے
 بعد فعل کا کرنے والا بھی اس ملاقاتگی و وجہ سبب کی
 نظر میں بمحظوظ ہوتا ہے اس شخص سے جس تقدیم جزا زیادہ ہے تو
 ہے اسی خود محظوظ کی نظر میں جیسی حلم ہوتا ہے کہ کچھ شخص
 بمحظوظ کی صورت کی نہایندگی اس میں زیادہ ہونی ہے اس
 لذت کو دیا اونوں کا معاملہ ہی جدا گانہ ہے لہذا اس شخص
 کی بڑائی چاہنا اور دُس سے بدمل ہر نامبت بمحظوظ کے
 نافی ہے کیونکہ شخص مرن بمحظوظ کا فعل کا آئینہ ہوا درہ
 اس لئے جو لوگ دینے کے آزار میں وہ دوسروں سے
 زیادہ بمحظوظ نظر آنا چاہیں تاپ دوستوں سے کہ میں
 کہ عمل کی تکمیل دو رکریں اور جو لوگ درپیکے آزار ہیں

اللکھن سے بدل نہ ہوں بلکہ ان کے فل سے
لذت حاصل کریں۔ ہاں چونکہ ہم کو دعا کرنے کا حکم ہے
وہ حضرت حق ہمیشہ کو دعا و انجام اور نصر و دزار ہی پہنچ
ہے اس لئے دفع صائب کی دعا کریں اور عزم و حافظت کی
دعا خواست کریں اور جو میں نے (جودہ جاکو) صورت غصب
کا آئینہ کاہر تو اس کی وجہ پر ہر کو حقیقت غصب نصیب اہم
کا حصہ ہو دعویٰ کے لئے صورت غصب ہر اور حقیقت اُ
میں ہوتی اس صورت غصب میں عجب کے لئے اتنے متاثر
و محبت کے گئے ہیں کہ اس کی شرح کیا بیان کی جائے نیز
صورت غصب میں جو دعویٰ کو عطا ہوتی ہے سنکردن کی
برخلاف ہر اور معلم کی بتکا کا باعث ہے اور شیخ علیہ
مریق قدس سرور کی عجلت کا مطلب آپکو حکوم ہو گا کہ عاذ
بیہت نہیں ہوتی یعنی وعہت جو صیبیت دفع کرتے
کا قدر کے حادث و ملویہ ہے کیونکہ جب عادت ہے بت
کو عجب کی طرف سرکجے کا اندھرا دمبوپ تصور کرے گا
تو اس کو دفع کرنے کی کس طرح ہوتا باز ہے کا اور اس کے
عسکر تھے کی کس طرح خدا شکر کی گیا اگرچہ صدائیاں کے
عدم ہونے کی وعایاں سے کریا گیا عرض حکم دعا کی تعلیم
کے لئے لیکن حقیقتاً وہ کچھ نہیں چاہتا جو صیبیت اس کو
پوچھتی ہے اس سے لذت حاصل کر کے دا اسلام

لذت گیر نہ۔ ارس پکوں بہ دعا یا موریم و حضرت
حقیقیت را دعا و انجام اور نصر و دزار می خوش
ہے آپ دعا کی دفع بیٹے نماز نہ دعا و سوال عنفو
و حافظت کرنے والے ان کو مرأت صورت غصب
گفتہ شدہ ذریکہ حقیقت غصب نصیب اہم
بادوستان بصورت غصب است و حقیقت عین
حقیقت است اور این صورت غصب چنان منافع عب
رودیعت نہادہ اندکہ چچہ مشرح دہد۔ و نیز در
صورت غصب بادوستان اطاءے فرمانید خرابی
جائعت نکران است و باعث ابتلاء اینہا۔
وہنی ہمارات شیخ علیہ السلام عربی قدس سرہ
حلوم نورہ باشد کہ گفتہ است عارف را ہم فیت
یعنی ہمہ کے قصد دفع بیٹے شد از عارف ملکیت
زیر اک چون بیٹہ را عارف از عجوب و اوندو مراد
محب تصور نہایہ بدفع آن چچہ نوع ہوتا بندہ
و دفع آن چکونہ خواہ مگر چچہ بصورت دعا کے دفع
بر زبان اور دا ز جہت اشتغال امر دعا ای ای حقیقت
ہیچ نے خواہ دبا پنچہ بر سرہ ملکہ است دا اسلام
علی من الشیع المردی۔

ان گزبات نہ سیہ کو دیکھو حق تعالیٰ کے ساتھ کبسا صحیح تعلق تھا اور کسی بے شال
مجت تھی کہ ایسی تکالیف میں بھی اس کی طرف سے نظر نہ ہٹی اور چونکہ وہ تکالیف محظوظ کی
طرف سے تھیں لہذا ان میں کسی لذت ل رہی ہے کیوں نہ صل قرآنی ہے والذین امنوا
اشد حبّ اللہ۔

اس آخری خط میں جواب ہے ان جذبات کا جو حضرت میر محمد نہمان اور دوسرے
خدماء عالمی مقام کے مل میں پیدا ہو رہے ہے تھے کہ بت بالطفی کے ساتھ بدعا کر کے مودودیوں کو بر باد
کر دیا جائے اور یہ چیز ان حضرات کے لئے کچھ مشکل نہ تھی جن کے حق میں ارشاد بنوی ہے کہ
لو اقسم علی اللہ لا بُرْهَةٌ چاہتے تو سلطنت تہ بالا ہو جاتی و لنعم ما قال العارف
الشیرازی فی امثالہم۔

مگر وہے علدار غزلت نہیں! قدہمائی خاکی دم آتشیں
بیک نالہ کھے بہم بر کند بیک فعرہ کوہے زجا بر کند
توی باز دواند کوتاہ دست خرد مند دیوانہ سہیار است
حضرت امام ربانی نے ان جذبات کو نہنڈا کر دیا اور بخاکی ان انتقامی جذبات کے
ان مودودیوں کے لئے دعائی خیر کے جذبات دلوں میں بھروسیے۔
آن کشته شیخ حق مجت ادا نکرد کز بہر دست د با ائمہ قائل د عانکرد
کنوب علیؑ دفتر دم حصہ ششمؑ میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؓ کو قید خانہ
سے لکھتے ہیں:-

اکھد شدہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ الحمد للہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔
نمودہ ما کرا در در د حاائب ہر خپہ تھل تھل نعمہ ما کرا در در د حاائب ہر خپہ تھل
اوی است اما اسید کرا امہا است بہترین بگذیبہ مینعل پر نہنا کرا بخیل و سیبیت میں
امہد این نشأۃ حزن و اندوه دست اوگا اما اگر پیغتیں برداشت کرنا پڑیں ہیں لیکن خشد اکی

ترین نعم ایں ائمہ الٰم و صیبٰت ایں شکر
 غایتوں اور مہر بانیوں کی ایسید ہوتی ہے۔ اس دنیا کا
 پارہ ایسا بذریعہ تھا غلافِ حقیقت فرمودہ اند
 پارہ ایسا جیلہ راہ ابتلاء المزدہ۔ سعادتند ان
 بہترین بُنعت نکلیں صیبٰت ہوں تکر پاروں پر تھے
 نظر بر حلاوت آہنا اند اخْتَه آن تلخی دادرز نگ
 دوا کا رقمی غلاف لپیٹ دیا گیا ہے اور اس تدبیر سے
 شکر نے خایینہ براحت را برعکس صفرائی شیر پی
 انجام دا زمانش کا اسٹے کھو گایا ہے۔ جو لوگ سعادتند
 سے باہت۔ چہ اشیزیں نیابند کے انعام بحوب
 ہمہ شیریں اند علیٰ گر آن رائخ یا بد کے بہاسوی
 کو شیر پی کی طرح تداول کرتے ہیں اور ان کو صفرلو یا
 گرفتار سوت۔ و دلمند ان درا یلام بحوب
 کے برعکس یہ تلخ شیر پی ہلوم ہوتا ہے اور شیریں کیوں
 نہ ہلوم ہو جیکے بحوب کا قابل شیریں ہوتا ہے اس
 بیمار کو ہے تلخ ہلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ ماسو اشکی محبت
 میں گرفتار ہوتا ہے قسمت والوں کو ایلام میں جو حلاوت
 دلذت ملتی ہے انعام میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا
 اگرچہ دونوں ہی بحوب کی جانب سے ہیں لیکن ایلام میں
 بحکم خدا ہیں نفس کا کچھ دخل نہیں ہوتا گر افعام جیسا
 خدا ہیں نفس کا بھی دخل ہے اس لئے فہمیں اسکا بحبر
 نعمت ہی کو مبارک ہوں۔ لے اللہ فرم کو اپنے
 چاہئے والوں کے اجر سے حروم نہ کرنا اور ان کے بعد ہم کو
 آزاد اُشیں نہ ڈالنا جناب کا وجود مبارکہ کیں گزیں
 اسلام کے ذمہ میں مسلمانوں کے لئے مختنمات میں
 سے ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت و باتی رکھے

غالباً شخ نے اس سببت میں ہمدردی کا خط بھیجا ہو گا یہ اسی کا جواب ہے۔
 مکتوب نہاد فتر سوم حصہ ہشتم مکہ ماجہزادگان عالی شان حضرت خواجہ محمد سعید اور
 حضرت خواجہ محمد معصوم کو قید خانہ سے لکھتے ہیں:-

الحمد لله رب العالمين في السر والعلن
وفي الميس والمعسر وفي النعمة والنكارة
وفي المهمة والترجمة وفي الشدة والرخاء
وأعوذ بالله العظيم والبلوغ والصلوة
والسلام على من صلوا ذي بيته مثل ابيه
وما يحيى رسول نجوى بتلاته لهذا
صار حمزة للعالمين وسيد الاولين
والآخرين فز ندان گرامي وقت ابتلاء
هر چندئي دبی مزه سرت الماگر فرصت دهند
ختنم سرت درین وقت جون شمار فرصت
دهند همه خداجل شان بجا آورده متوجه کار
خد باشد و یک تحد و لحظه فراغت برخود تجویز
نکنند و یکی از سه چیز پاید که غالی ازاں باشند
تملاوت قرآن مجید هادائے نماز بليل قرات
و تکرار مکمل طبیبه لا اله الا الله بايد که بکلرا لا
نفی الله ہوائے نفس خود نامنید و منع عاد
و مرادات خوش کنند مراد خود طلبیدن
و عوالمی الوہیت خود کردن سرت بايد که منع

کرنا پنی الہیت کا دلوی ہر خاہی، یعنی میں پنگی کسی
مراد کی گنجائش نہ دیا چاہئے اور قوت خیالیہ میں کوئی
ہوس باقی نہ رہا چاہئے تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو
اپنی مراد طلب کرنے اپنے ہوا کی مراد دفع کرنا ہو اور اپنے
اکھ کے علاوہ معاوضہ مقابلہ کرنا، جس کا سطح خڑکی آقا نی
کی نفی اور اپنے آقا دھڑک ہوئے مکا شبات ہو، اس بات
کی تباہت کو اچھی طرح مجھ کر اپنے دوست کی بیت
کی نفی کروادہ پہلے اس وقت تک جاری رکھ جتنا کہ
ہر قسم کی ہوا ہوں سے باکھ لپک نہ ہو جاؤ اور ہوئے
مراد مولک کو فی مراد باقی نہ رہ کاشت تعالیٰ کی غایبی
سے امید ہو کر بہ بات ایام صاحب اور اوقات تیزاء و فتن
بین آسانی حاصل ہو گئی مگر سے زمانہ میں یہ پانچوں
سٹہ سکنہ ہی ہو (جس کو عبور کرنا دشوار ہے) لہذا
گورنریشن ہو کر اس کام میں شخول ہو جاؤ کیونکہ پیر فر
کا موقع غنیمت ہوا کاشت تعالیٰ فتنہ کے وقت دیا ہوئل
کی جگہ تھوڑا عمل قبول فرماتا ہو فتنہ کا زمانہ نہ ہو تو
غمت ریاضتوں اور بجا ہوں دل کی ضرورت ہوتی ہے۔
حقیقت سے باخبر نہ مانزو دی ہو ملاقات ہر یا نہ ہو۔
ضیحت یہی ہو کر کر کی مراد اور کوئی خدا، اس باقی نہ رہے
اپنی دالدہ کو سمجھی اس بات سے آگاہ و باخبر کر دی۔
باقی اس زندگانی کے احوال پنچھے گند جانے والے ہیں

مرادے نادر ساخت سپینہ گنجائش نبود و
انفع ہو سے درخیل نہ نہ تا حقیقت بندگی
تحقیق شود مراد خود خواستن مستلزم دفع
مراد مولیٰ خود است و معارضہ کر دان سست
بعا عب ندو ایں معنی مستلزم نفی مولیٰ
شناخت داشبات ہر دوست خود، تبع ایں امر
نائیک دریافت نفی دلوی الہیت خود نہ
مازمانے کے اذ ہوا ہو ہو سہاب تمام پاک نگردند
و جز مراد مولیٰ مرادے نہ اشتہ باشندہ
ایں معنی بغایۃ اللہ سبحانہ امید سست کہ در
ایام بلا دور اوقات ابتلاء بھولت میرگرد
و در غیر ایں ایام این ہوا ہو ہو سہابہ ای
سکنہ، یہ سنت در گوشہ اخذ یہ د بایں امرتقل
باشندہ کفر صلت مختتم سست و در دمان فتن
انڈک را پہ بسیار قبول می نہایند و در غیر زماں
فتنه ریاضات و بجا ہلات شافہ در کار سست
خبر شرط سست لاتفاق واقع شود یا نہ نصیحت
ہیں سست کمرادے و ہو سے نہ نہ دالدہ
خود رانیز بایں معنی مطلع ساز نہ دلالت
نہایند، باقی احوال ایں نشا چوں گدر نہ
سست چہ و معرض بیان آرد، برخور دان

شست دارید و نگو اندن تو غیب نمایید
 اہل حقوق را تا قوانین از مراضی سازیده و
 بد عائی سلاستی ایمان مدد و معادن باشید
 کمر در دم و کد ذشتے شود این وقت را باعور
 لاطائل صرف نکشند و بغیر ذکر الہی جل شان
 باید که به منیچ چیز پر داد نمایاگرچہ مطالعہ کتب
 و مکار اطلبیم بعد وقت خذ کراست. ہوا می
 نسانی را کہ اللہ بالطلہ اندر دخت لاآرنہ تمام
 نتیجی شوندوں نتیج مرادے و تعصودے در
 سینہ نامند حسی کو خلاصی سن کے بالفضل اندازم
 تعاقد شما است نیز باید که مراد شما باشد
 و پر تقدیر و فعل فارادہ او تعالیٰ رانی باشد
 مدرجاً بجانب اثبات کلہ طبیبہ غیر از غیب
 ہویست کہ درای مدد رای معلومات و تخلیقات
 ست نتیج نباشد، نعم ولی مدرس ادپاہ و باعث
 و کتب واقیایی و یکجا خدمت باید که
 نتیج چیزی مزاحم وقت شما نشود و غیر از
 مرضیات حق جل معلم اراده و مرضی شما باشد
 اگر لئے مردیم ایں پھر اشیا میرفت گو در
 حیات مادر فتنہ باشد نتیج فکر نکنند، او لیا ایں
 امور لہا با اختیار خود گذاشتند اند ما باختیار اراد

اس لئے کیا بیان کئے جائیں۔ چھوٹوں پر چفت رکنا
 اندان کو پڑھنے کی عزیب دیتے رہنے جن گھوں کے
 حقوق بکھریں جہاں کہ ہر کے اُن کو سیری جانپ سے
 راضی رکھنا اور سلامتی ایمان کی دعا میں میرے مدگارو
 حادون رہنا بتا کر کہ مکر بغیر کیا جاتا ہے کہ یہ وقت
 لا حاضر باقتوں سب مخانع ذکر نہ کرو اور ہوئے ذکر الہی کے
 اور کسی بات میں مشغول دہو ناچاہے وہ کتنا بدل کا طلاق
 اور طلبہ کر خدا کرو ہی کیلئے ہوئیہ وقت ذکر کا ہے خواہش
 نسانی کو جو سبو مان ہاطل ہیں کا کے کنت ہے کہ تاک
 سب نتیجی ہو جائیں اور دل میں کوئی تصدود اور کوئی
 مراد باتی نہ ہو جسی کہ بیری رہائی جو اس وقت نہ ساما
 تصدود ہم ہے وہ بھی تھاری مراد نہ ہے اور اللہ کی نتیجہ
 اور اس کے فعل داراءہ پر راضی رہو۔ اور کلمہ طبیبہ کے
 چھوٹا شایانی میں ہوئے ذات طبیب الغیب کے وظیام
 معلومات و خجالات سے دراؤ اور اسے ہمہ را کوچھ سو
 نہ ہو۔ ولی اور اسرائیل اچاہ اور باغ کتابوں اور اسی
 دیگر کی نظر دسل ہے۔ ان میں سے کوئی چیز تمہارے وقت
 عزیز میں مزاحم نہ ہو اور بغیر مرضیات خونکے تھاری
 کوئی مراد هر سی نہ ہو اگر تم مر جانے ویہ چیزوں بھی نہ
 ہتھیں اس لئے اگر ہماری ذنگی ہمیں نہ ہیں تو تم نکر
 نکر دا لیا، اللہ نے ان چیزوں کو اپنے اختیار دا دا

تھا ایں امور مابغزا اور یہم دشکر بجا آمد یہم
ہامیدست کذا غلستان باشیم بفتح ہم جانپیک
نشستہ انہ سماں راوی مل اسکار نہ حیات چند
مدہ ہر جا کہ گندہ باید کہ بیاد حق جل شان
گذر و معاملہ دنیا سهل است متوجه آخرت
باشندہ الدہ خودہ اسلی بدہندہ نزیب
آخرت نہایتہ مانند ملاقات یکدی یگر اگر حق
بکاند دعائی خواستہ باشندہ میر خواب دشدا الا بقدیر
ادعائی راضی باشندہ دعا کشند که دارالسلام جمع
مگر دیم و تلافی ملاقات دنیا را بکرم اول تعالیٰ بعد آخرت
حوالہ نہایتہ الحمد للہ علیٰ کل حال۔

کنوپ ۲۵۸ دفتر سوم حصہ نم ۲ میں صاحبزادگان عالی شان کو شکر شاہی سے
حوالہ نظر بندی لکھتے ہیں:-

فرزادان گرامی خاطر صح رہو گوگ ہر وقت ہاری
تیجیں پر نظر کئے ہیں اور اسی نگی سے خاصی چاہتے
ہیں ان کو سلام نہیں کر امرادی ابے اختیاری اور
ہماری میں کسی شخص کا حسن و جلال ہے اس کے برابر
کون ہی نعمت ہوگی کہ مدد تعالیٰ اس شخص کو بے اختیار
کر کے خود اُس کے ارادے اور اختیار سے باہر نکال لے
اور اپنے دارالحکم کے طبقاً ذمہ نگی نکھنے چلتے کہ اس کے
اور اختریاری کو بھی اس بے اختیاری کے تابع نباکر

اختیار او برآند کاملیت میں یہی الحال اس کو اپنے ارادے اور اختیار سے بالکل مستبردار کر دیا جائے اور اس کو مردہ بہت ذمہ بنادیا جائے قید کے زمانہ میں جب اپنی ناکامی و بے اختیاری کو دیکھتا تھا تو عجیب طفتِ الحالتا تھا اور راز کما مردہ پاتا تھا لیکن فراغت والے صیانت والوں کی لذت کیا جائیں اور اس کی صیانتوں کے سروں کا کیا اندازہ کریں۔ بخوبی کو تو صرف شیرینی میں ہڑہ دلتبے یہیں جس کوئی نمی میں لذت ملی وہ شیرینی کا ایک جو میں بھی نہیں خریتا۔ مرغِ آتش خوارہ کے لذت شناسد دانہ

والسلام علی من اتبع المدحی

یہ توحضرت امام کے ظاہری حالات و کمالات کا ناتمام بیان تھا اب آپ کے باطنی اور اعلیٰ کمالات کے متعلق چند کلمات عرض کئے جاتے ہیں اگرچہ اس چیز کو کما خصہ ارباب بعضی بیان نہیں کر سکتے چہ جائیکہ ایک بے بصیرت ہے

لشکر پا ہلا ہرش فردود جان ہست پرس ز باطنی کان بنیان است

حضرت کے کچھ باطنی کمالات | بہت دیر تک قلم ہاتھ سے رکھ کر سورچارہ اک اس عنوان کے تحت میں کیا لکھوں مگر تمحیر میں نہ آیا۔ اگر حضرت کے مکاشفات رکونیہ نہیں بلکہ بکاشفات (اللہیہ) بیان کئے جائیں یا آپ کے خوارق خوارات یعنی کراماتؐ کا ذکر کیا جائے تو گواں جیزوں لے جس کا سراپا ہلا ہرش فردود جان ہواں کے باطن کا حال ذپوچھو کیونکہ وہ بے نشان ہے سلہ جو موکریز البرکات احوال امام ربانی میں ہے۔

آغازہ ارشاد ایشان بہ جان و جانیان رسید
ان کے ارشاد کا شہر و سارے جہاں میں پھیلا اور ان کی
وکلباً نگہ ہلایت مبنیہ بہ خالم و عالمیان گردید کوئی
بڑا بیت کی آواز تمام عالم میں پھر بکھی تعلیمات اور

کی کئی نہیں مگر حضرت امام ان چیزوں کو کمالاتِ اصلیہ میں نہیں سمجھتے۔ اگر آپ کے تصریفات اور کثرتِ ارشاد کو کھا جائے تو بھی حضرت امام کے نزدیک وہ اصلی کمال سے بہت بیٹھے کی چیز ہے۔

کنوب علیہ فتوحہ حششم ۲۲ میں اپنے فرزندِ رشید اور خلیفہ راشد عوۃ الطعیۃ بحد الدین خواجہ محمد مصوم کو لکھتے ہیں۔

انگارم کے تصریفہ اذ آفر نیش من آن ست
کہ ولایتِ محمدی ولایتِ ابراہیمی علیہما
الصلوۃ والتحیات من پیغام گرد و حسن ملاحت
ایں ولایت با جمال صباحت آن ولایت
متزوج شود و رومنی الحدیث "اخی یوسف
اسع دانا اطلع" با اس نصاباغ و استراحت
مقام عبوبیت محمدیہ بدرجہ علیا رسدا نا کے تصریف
از امرِ باتیاع ملت ابراہیم علی بنیاد علیہ
الصلوۃ والسلام عصول ایں دولتِ مغلی
بوده ست طلبِ صلوٰت و برکاتِ ماشی

غوثیت کائناتِ عالمی کے ہم بارک سے بجا، ان کی
وقارہ غوثیت باسم آن جناب نواخندہ افوارہ ولایت
و برکاتِ ذخیرہ کرامات و خرق عادات از نیان آن نقدہ بیان
ظاہر گردید کہ اذ تحریر و تقریر بیرون سست و کشف بیان
عادات قربِ الہی بانجذاب برتبہ رسید کہ اذ بیان آن
و تبیان افزون سست (پھر ۲۱ میں ہے) خوارقِ کرامات و کرامات کا تعداد سات کو کہی؟

آن کے خوارقِ عادات و کرامات کا تعداد سات کو کہی؟
آپ پر قربِ الہی کے تھامات اس قدر شکفت ہوئے کہ
تمام تھامات قربِ الہی بانجذاب برتبہ رسید کہ اذ بیان آن
حد بیان سے زیادہ ہیں (پھر ۲۱ میں ہے) لوگوں نے

صلوات و برکات کی درخواست جو حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے پیارے اپنے بھائی کے لئے ادا کی تھی اور اسی طبقاً اسی فرض سے ہو (چند مطہرین کے بعد) میں اپنی پیدائش کا جو مقصود تھا اسما علم ہوا کہ وہ حاصل ہو گیا اور ہزار سال دو خواست جو قول ہو گئی کامل ترین تعریفیں ہیں۔ نہ کہ لئے ہر حال میں جس نے مجھ کو دوستہ مدل کا لائے والا بنا یا اور دو جانوروں میں صلح کرنے والا۔ اور صلوٰۃ و سلام ہبہترین خلائق پر اور ان کے انواع کرام یعنی انبیاء، ملائکہ عظام پر (چند مطہرین کے بعد) فرزخون بیاد جو دو اس بات کے جو میری پیدائش سے بروط ہیں ایک دوسرے غلطیم انسان کا رخانہ میرے دوائے کیا گیا ہے مجھ کو میری و مریضی کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ میری پیدائش کا مقصود تکمیل فارشاد غلن نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے معاملہ اور دوسرا رخانہ ہے۔

لہ۔ مارہ ہے اس درود خیرت کی طرف یونا زمیں پڑھا جانا ہے اس درود میں دعا ہے کہ با اشد حضورت ابراہیم اور ان کی آئل پر جسی صلوٰۃ و برکات نازل ہوئی وسی صلوٰۃ و برکات تکمیل اللہ علیہ وسلم اور ان کی آئل پر نازل کر، اللہ علامہ سیوطی نے بعض احوال میں ایک پیشگوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلیل کی ہے یکوں فی متى ذلیل یقال له مسلة يدخل الجنة سیری امت میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کو صلہ کہہ شرعاً معمولہ کذا و کذا۔ جائیگا اس کی شفاقت اس قدر گنجت میں جائیگے خدا کی تحدید کے ہی نفع مصلحت ام ربانی کے قلم سے اپنے لئے نکل گیا اس اہت میں آپسے پہنچ کسی نے یہ نفع لپٹنے لئے نہیں استھان کیا۔ ان فی ذلک لآیات ۱۲

دیگر سوت فکار خانہ دیگر دریں من ہر کو منصب
من من میں جو شخص کو مناسبت ہو گئی فیض حاصل ہو جا
دار و فیض خواہ پر گرفت والا۔ حاصلہ تکمیل
درست نہیں۔ اُس کا رفاقت عظیم کے مقابلہ میں تکمیل و
دار شاد کا معاملہ رکھ کر گئی پڑی چیزوں کے اند
بچوں مطریح فی الطریق۔ دعوت انبیاء،
علیہم اصلوت و لستیمات نسبت بجا ہات
اُن کے معاملات بالطفیلی کے مقابلہ میں یہی حکم کیتی
باظفیلیہ ایشان ہیں حکم دارد۔ ہر چند منصب
کے تبعین کا طبقہ کو بطور تجییت دور اشتکالات
نبوت ختم یافتہ سوت امازک کالات نبوت
و خصائص آن بطریق تجییت و دراثت
کل تابع ان انبیاء را ضریب سوت۔

ان حالات کے ہوتے ہوئے کس کی بہت ہو کر بکشائی کی جو اتنے کرے۔
لہذا سو اس کے کوئی چارہ کا رہیں کہ حضرت امام ربانی کے مرشد کامل حضرت خواجہ
باقی باشد رحمہ اللہ نے اور اُن کے بعد دوسرے اکابر بنے جو کچھ آپ کے ثانی میں فرمایا
ہے اس کے نقل کر دینے پر قناعت کی جائے۔

حضرت خواجہ بانی بالقدر محنت است علیہ کے مکتوبات کتاب "کلمات طیبات" مطبوع
طبع بمعنی اولیٰ میں درج ہیں جس زمانے میں حضرت امام ربانی اُن کی خدمت میں داخل
سلسلہ ہوئے اپنے ایک خلص کو کہتے ہیں :-

شیخ احمد نام مردے سوت از سرہنہ کثیر علم
شیخ احمد نام کے یک شخص ہیں جو سرہنہ کے رہنے
قوی لعل روئے چند بانقیر شست و
دلے میں کثیر العلم و قوی العمل جنہوں داں فقیر کی محبت
پر خاست کردہ بسیار عجائب از روزگار اوقات
یہ رہے اور ان میں غیبیں حالات و کمالات خاصی
پڑھے جیسے ایک چرانی ہے جس سے سارا عالم روشن
اوشا ہو نہ دیاں لہند کو چرانی شود کہ عالم ما
ہو گیا احمد ربانی کے حالات کا مکمل پر تکمیل ہے۔ شیخ
از ان روشن گر دراحمد ربانی احوال کا ملہ اور

بپین پویستہ ایں شیخ شاہ الیہ بزادان مذکور کے کئی بھائی اور رشتہ دار ہیں سب مردان
 دا قریب اور دہمہ مردم صارخ دا ز طبقہ علماں صارخ اور طبقہ علماء سے ہیں ان لوگوں میں سے کچھ
 انہ چند سے رادعاً گو طلذ مدت کردا از جا، اک نوگوں کوئی نہ اپنی محبت ہیں رکھا تو ان کو جواہر
 علویہ داشتہ استعداد ہائی عجیب دار نہ ملوبیہ پایا یہ لگ عجیب ست ندار کھتے ہیں شیخ ذکور کے
 فرزندان آن شیخ کا اطفال اند اسلر الی مساجذیت جو ایسی کم نیچے ہیں اسرار خدا و نبی ہیں
 اند با بکھلہ بخوبیہ اند انتباہ اللہ بناتھنا خاصہ یہ کہ شجو طبیب ہیں جس کو اشد نے پیدا کیا اور
 دنقرائی با ب اصل نہ بہترین مددیگی عطا فرمائی یوگ نذر کے درستھرا جا۔

نیز حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے ۔ ۔

شیخ احمد افتاب سے مت کہ شل ماہر ازال تاریخ شیخ احمد وہ آن قاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے
 درسایہ اد گم اند شل ماہشان دریں وقت اُن جیسا اس
 زیر فلک نیت دشل ماہشان چند کس دریں
 است گذشتہ اند و ماہشان دریں وقت اس زمانہ میں کامیون
 از کمل عجبان اند بحوب الہی میں سے ہیں ۔

بعد دادا نالٹ عشر حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مکاتب شریفہ مطبوعہ درس
 کے ملکا میں ہے ۔

امم رباني بحمد العفت ثالث صاحب الطرقۃ صاحب الطرقۃ، امام رباني، بعد دادا نالٹ حضرت
 حضرت شیخ احمد فاروقی رضی اللہ عنہ طرقۃ حضیت اپنے حضرتیہ از پھد بندگوار خود گرفتہ اند و ازار و ۷۴
 والد بزرگوار سے م حل کیا، اور اس سلسلہ عالیہ کو مزدکوں طیبہ ایں سلسلہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم
 نیضہما فاجازت و خلافت یافتہ درخوردی پائی: کچپن بھی میں حضرت شاہ کمال قادری قدس سرہ
 با اظہور نظر خاتمت حضرت شاہ کمال قادری کی ان پر نظر عنایت تھی چنانچہ انہوں نے حضرت شاہ

۱۷۱ تاریخی کا خود تبرک حضرت شاہ مکندر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے پنا جس کے پنا نے کی تائیہ
حضرت شاہ کمال نے شاہ مکندر کو فرمائی تھی حضرت
امام ربانی کو اکابر خاندان قادری کی اولاد طیبہ اور
حضرت خوش تسلیمین فہی ائمۃ تعالیٰ عنہ کی روح بذرک
سے نیوض دبر کات اور اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔
اوہ طریقہ کبروئی کی اجازت مولانا یعقوب علی صرفی سے
حاصل ہوئی جن کے کمالات خلائق کشیر میں شہور ہیں لیکن
حضرت امام ربانی پر خواجگان نقشبندی کی نسبت جو
اُن کو خواجہ آفاق حضرت خواجہ باقی بالشہر سے حاصل
ہوئی تھی تمام شہروں سے ذیادہ غالب ہے۔ اور اسی
طریقے کے طابق ذکر و شغل، آداب و درفع آپ کا
مول حماں لئے آپ کے سلسلہ میں تبرک اور تمیں
کے لئے چاروں شہروں کا تحریر کرنا ضروری ہے تاکہ
اس سلسلہ (مبدوی) کے نسلیمین کے لئے باعث برکت
ہو جسٹے بعد دعوت اعلیٰ نے اور جو دیکھا چاہیں سلوں
کے سب نیعنی کیا ہے لیکن بارگاہ الہی سے دعا و اس्तہ
و غلطیم انشاں نیتیں ہادیں حلیل العقد کیتیں عطا ہوئیں کہ
عقل ان کمالات و حالات کے لدار کیں تغیرے۔
حضرت خواجہ باقی بالشہر نے اُن کے بارے میں فرمایا ہے
کہ اُن جیسا ہرگز (اُس زمانے میں) نہ یہ انسان نہیں ہے۔

قدس سرہ بودند و خرقہ متبرک حضرت شاہ
کمال از وفات شاہ مکندر رحمۃ اللہ علیہما
حضرت شاہ کمال بالباس آن ایشان را تاکیدا
فرمودہ پوشنیدند ما زار واح خدر سہ کا برجخاندا
قاوہ بہ و روح پر فتوح حضرت خوش تسلیمین
بنی ائمۃ تعالیٰ عنہ، پیوض دبر کات و اجازات
و خلافت نافرزادہ و اجازت طریقہ کبہ روئیہ
از مولانا یعقوب صرفی کے درخطہ کشمیر کمالات
ایشان شہور است مارند۔ اما نسبت حضرت
خواجگان نقشبندی قدس ائمۃ تعالیٰ اسرارہم
کا ذخیرہ خواجہ آفاق حضرت خواجہ باقی بالشہر
یافتہ اند جحضرت ایشان غالب است اذکر و
شغل و درفع و اماماب ہیں طریقہ مسول و ارنند
پس تحریر چالشکرہ ممزور است برائے تبرک و
تین تاریجہ بُرکت مولانا این سلسلہ شحد
دباؤ جو داخڑہ کسب نیوض ہر چار خاندان عالیٰ
شان اذ جناب الہی بہا بہ جلیلہ و عطا یا
بنیلہ سرفراز شده اند ک عقل ددادہ اک آن
کمالات و حالات جیلان است حضرت خواجہ
بنی ائمۃ تعالیٰ اعنتہ در بارہ حضرت ایشان فرمودہ
انہ کہ تم چل ایشان نہ بُرلاک نیست و مدین نہست

خل ایشان چند کس علوم سے خود معلومات
وکثیرات ایشان ہمہ صحیح و قابل آن است
کہ بنظر انبیا علیہم الصلوٰت والستیمات دراید
واز مکاتیب شریفہ حضرت خواجه قدس اللہ
سرہ العزیز کمال حضرت ایشان علوم سے خود
طابور الدین در حضرات القدس و محمد امام
کشمی نہ بركات احمدیہ و محمد احسان در
روضۃ القیومیہ و دیگر عزیزان تھامات و
طاعات و عبادات حضرت ایشان مفصل
تخریز نوادہ اند و حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
علیہ بعد تخریز مناقب حضرت ایشان نوشنہ
اند کا یجھٹا الامون نعمی دکائی غصہ
الامنافی شقی۔

حضرت کی مجددیت حضرت کا بعد الافت ہونا بھی ایک بڑی چیز ہے آپ سے پہلے
صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے الف کا مجدد کوئی نہیں ہوا الف ثالی کا آغاز ہی نہوا تھا۔
اور االف اول میں خود ذات اقدس و اطہر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودتی۔

لہ چونکہ اکھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں لہذا آپ کی
شریعت کی قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدست کامل کی طرف سے میں ازبیش کئے گئے اور اس مت کو
ان انتظامات سے بلوچیشناگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا یعنی اہم انتظامات کی خبر قرآن عبید میں ہے اور
بعض کی احادیث صحیحہ میں خاصاً کچھ ہر صدی میں بعد دکا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کردی ہے جو کہ
خدا کو احادیث صحیحہ میں اہم انتظامات کی خبر دیتی ہے اس وجہ سے اس انتظام کے اتفاق مذکور دلیل ہے (بانی مسلم ائمہ پر مبنی)

آپ سے پہلے جس قدر بجد دعویوں کے گذسے ہیں کوئی بجددین کے تمام شعبوں کا بجدد نہیں ہوا بلکہ خاص خاص شعبوں کے بجدد ہوتے رہے ہیں بھی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں متعدد بجدد نظر آتے ہیں، کوئی علم حدیث کا کوئی نقہ کا پھر اس میں بھی کوئی فتح خنی کا بجدد ہے کوئی فتح شافعی کا۔ کوئی علم کلام کا بجدد ہے اور کوئی سلوک و احسان کا، لیکن یہ چیز اشد تعالیٰ نے آپ ہی کے لئے مخصوص رکھی کہ آپ دین کے تمام شعبوں کے بجدد ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ سے پہلے کے بجددین کو سید الابنیا، صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت خاص چیزوں میں مال تھی اور آپ کو تمام چیزوں میں نیابت تامہ حاصل ہے دشستان مایینہما۔

آپ سے پہلے کے بجددین کی خدمات کا اثر صرف ایک مددی کے لئے ہوتا تھا اور آپ کی بجددیت ایک ہزار سال کے لیے ہے۔

آپ کے سوا دوسرے بجددین کی بجددیت نہ معلوم است کے کتنے لوگوں کے علم میں نہ آئی اور نہ علوم کتنوں کی مختلف نیہری جو اختلاف کہ معاندانہ یا معاصرانہ ہو دہ تو تقطیع اقبال لحاظ نہیں گر جو اختلاف کہ شرائط بجددیت کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کی وجہ سے

ربیعہ عاشیرہ محو گذشت، ان اللہ یبعث لہذا الامۃ علی راس کل مائیہ سنتہ من
بیحد للهادینہما اس حدیث کی شرح میں علمائے کرام نے سبق تصانیف کی ہیں اذ انجل حافظ ابن
جحوم سقلانی کی کتاب الفوائد الجمدة فیمن یبعثة اللہ لہذا الامۃ قابل طالعہ ہے ۱۰
لہ بین علماء اس بات کے تائل ہیں کہ ایک مددی میں ایک ہی بجدد ہونا چاہئے مگر یہ بات صحیح نہیں
جیسا کہ تاریخی واقعات کے شیع اور مولانا شاہ ولی اللہ جیسے عقین کی تصریحات سے معلوم
ہوتا ہے ۱۰۔ ۷۰ آجھل جس چیز کو قصوت کرتے ہیں احادیث نبویہ میں اس کو احسان کے
لغت سے تعبیر کیا گیا ہے ۱۰۔

ہو وہ بیشک قابل غلط ہے۔ ائمۃ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کی مجددیت کو ان چیزوں سے بھی عفو نہ کیا آپ کی مجددیت کا تمام امت کو دنیا کے ہر گونہ میں علم ہوا۔ اور جو لوگ اس حاملہ میں اہل حل و عقد ہو سکتے ہیں اُن سب نے آپ کی مجددیت کو تسلیم کر لیا۔ بلکہ جو لوگ بدعتات کی محبت یا اپنے سر و بازاری کے خیال سے آپ سے دل میں عناویر لکھتے تھے وہ بھی مجھ پر ہوئے کہ زبان سے آپ کے مجدد ہونے کا اقرار کریں۔ جس طرح مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن مجید کی عداوت پر ہے تو شیعہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کے دل میں قرآن مجید سے دشمنی اور نفرت نہ ہو مگر قرآن مجید کا رب ہے کہ اپنے کو مسلمان کرنے کے بعد قرآن مجید سے دشمنی کا انہمار کرنے کی جگہ نہیں ہوتی بلکہ ضمیر کے خلاف زبان سے اقرار کئے بغیر مفر نہیں فریب فریب بفضلہ تعالیٰ داعما ہے یہی حالت حضرت امام ربانی کی ہے۔

آپ کی مجددیت کے بیان میں ایکستقل اور بے نظر کتاب تابیع ہو جکی ہے جس کا نام شوابیہ التجدید ہے جس کا ایک قلمی نسخہ بوبیل کی خانقاہ عالی جاہ مجددیت میں موجود ہے۔

لئے غلام حضرت مولانا اسمبل شہید دہلوی اور ان کے مرشد حضرت بیدا صدر دہلوی کی مجددیت کے حضرت مولانا

عبد الحکیم صاحب نے اس بنا پر اخلاق کیا کہ ان دونوں بزرگوں نے صدی کا آخر نہیں پایا اور مجدد کے لئے ضروری ہے کہ پہلی صدی کے آخر میں موجود ہو۔ حضرت محمد رحیم ذکرہ الراشد محدث میں لکھتے ہیں کہ و من هنها ح شخص ان ما شترین العوام بل الخواص كالعوام ان مولانا اسمبل الشہید الدر حلوی و مرشدہ الشہید البریلپوی الذی کانت ولادتہ سنہ احدی من المائۃ الثالثۃ عشر من مجددی المائۃ خال عن التحصیل لا یقوله صاحب التکمل ۱۰

تھے بننگرین کو فریب سزا میں بھی جیسا کہ سینڈنگی دن کے سقط حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب نے حلات حضرت شہید کے مدد میں نقل فرمایا ہے کہ اس نے ایک مرشد حضرت امام ربانی کو درمیں لکھا تھا حضرت شیخ محمد فرج نبیر حضرت امام ربانی کی بدعت سے دیا میں ٹوب گیا سید بند نجی ذکر کے زمانہ ذکر وہ کار و حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب لکھنؤی نے لکھا ہے جس کا نام الكلام المنجی ہے جو بولوی دکیل احمد سکندر پوری کے نام سے طبع ہوا ہے۔

مجد و کے لئے یہ کچھ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو گر حضرت
امام ربانیؑ کو اپنے مجدد ہونے کا علم علی وجہ الکمال تھا۔
کتوب ملا دفتر دوم حصہ ششم میں کچھ معارف خاصہ بیان فرمائے کے بعد
لکھتے ہیں:-

یہ معارف دائرہ دلایت سے باہر ہیں، اُن کے
اور اُن سے اصحاب دلایت بھی علمائے طاہر کی طرح
عاجز و قاصر ہیں۔ یہ علوم و تحقیق اور انبوث کے
شکوہ سے اخذ ہیں جس کی اس الف ثانی کے آغاز
میں نیا بیٹھ دعا شہزادید ہوئی ہے اور ان کو زند
تماونگی ملی ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و حوار
طاہر فرمائے ہوں اس الف (اوہ صدر ہزار ۹) کا
مجدد ہو جیسا کہ اُن لوگوں سے یہ بات پوشیدہ
نہیں ہے جنہوں نے اس کے اُن علوم و معارف کا
سطالو کیا ہے جذبات و صفات اور افعال باری
تعالیٰ سے تعلق ہیں یا جواہر اول و جذبات اور کلیات
و ظہورات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ جانتے ہیں
کہ یہ معارف علماء کے علوم اور ادیبا انشاد کے معارف
سے مادر ہیں بلکہ علماء و ادیبا کے علوم ان علوم
و معارف کے مقابلہ میں پوت کی حیثیت رکھتے ہیں
جس کا مغز یہی معارف مذکورہ ہیں۔ اندیشہ کا نام کی
ذات ہی ہمیت کرنے والی ہے۔ یہ سمجھ کر مجھے بخوبی کہر

ایں معاشر از حیطہ دلایت خارج است
ارباب دلایت در نگ علامائی طواہر در
اور اُن آں عاجز اند و در درک آن فا صر
ایں علوم مقتبس از مشکوہ انوار نبوت اند
علی اربابها الصلة والسلام والتحیہ کہ بعد
از تجدید الافت ثانی بہ تبعیت دور اشت تازہ
گشته اند و بطرافت ظہور یافته رصاحب ایں
علوم و معارف مجدد این الف است کمالا
یعنی علی الناظرین فی علومہ و معارفہ ا لتی
تعلق بالذات والصفات والانفال و
تبیس بالاحوال والمواجید والتجليات و
الظہورات فیعلمون ان مولا و المعرفہ در ا
علوم العلما، در ا، معارف الا ولیا، بل علوم
ہولا، بالنسبۃ الی تلک علوم فشر و تلک المعارض
لہب ذلک تفسیر و اشناد بحکمہ المادی و بدائل
کہ بر سر ہماتہ مجددے گذشتہ است
اما مجدد و محدث دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ

دریان مائے والٹ فرق سنت وہ سیان صدی کے شروع میں ایک مجدد گزر لے ہے میکن
بجد دین اینہا نیز ہماں قدر فرق سنت بلکہ صدی کا مجدد اور ہر دین کا مجدد کچھ اور جو فرق
رواہ اذال و مجدد آن سنت کہ ہر حچہ
روان مدت اذ فیوض باتان برسد بتول
او بر سد اگر حچہ اقطاب و اوتاد آن
وقت بو ندو بلدا و بخنا، باشندہ
خاص کند بندہ مصلحت عام را

شوارہ ہزار میں ہر دہی فرق ان کے مجدد دوں ہیں
بھی ہر بلکہ اس سے زیادہ مجدد وہ شخص ہے کہ اس کے
ذمہ میں امور کو چونھنی پہنچنے اسی کے واسطے
پہنچنے اگرچہ وہ اس ذمہ کے اقطاب و اوتاد،
اور ابدال و تجہا ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایں
وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لئے انھوں
کر لیتا ہے (اور اُسی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچا ماما ہے)

مجدد کی سب سے بڑی پہچان اُس کے کامنے ہیں۔ حمایت دین اور افاقت
سنن اور اذالہ بعدت میں اس کی خاص شان ہوتی ہے غیر معمولی کوشش اس سے ظہور
میں آتی ہے اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی نفع سے بہت زائد نکلنے ہے۔
حضرت امام ربانی نے کسی کسی کوششیں مذکورہ بالادینی خدمات کے لئے کیں
اور کیسا انہا ک اور کیا شغف آپ کو اس میں تھا کہ تو بات قدسیہ کے دیکھنے سے اس کا
اندازہ ہو سکتا ہے پھر ان کوششوں پر کیسے غیر معمولی ثرات ترقیات سے بدر جہاز اند
مرتب ہوئے اس پر عالم اسلامی کی تاریخ اپنی وحال شاہد عادل ہے۔

حضرت کی وفات حضرت آیات [۱۰۳ صفر ۱۴۲۸ھ] ایک ہزار چھتیس میں بھرپور
سال مطابق عمر شریف نبوی (علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام) اپنے دلن مبارک مرنہ ہے اس
آپ نے وفات پائی قبر شریف آپ کی ذیارت گاہ عالم ہے۔

ذفات سے چند اہ پہنچے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی عمر زیستیہ برس کی
علوم ہوتی ہے اتباع سنن میں جس کو اتنا شفعت ہوبے اختیاری چیزوں میں سجانب

اُلدینت کی مطالبت اس کو عطا ہوتی ہے۔

انپی ہر کے آخری شبان ہیں حب سول پندرہویں شب کو عبادت کے لئے خلوت خانہ میں تشریف لے گئے میں کو جب گمراہیں تشریف لے گئے تو بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ معلوم نہیں آج کس کام دفتر ہستی نے کام آگیا یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ تم تو بطور شک کے کہہ رہی ہو کیا عالی پوگا اس شخص کا جس نے خدا بپی آنکھے سے دیکھا بوکہ اس کام دفتر ہستی سے موکیا گی۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد و ہدایت کام سائب کام ما جزا دوں کے پس کر دیا اور اپنا تمام وقت قرآن مجید کی تلاوت اور راذ کار و اشغال طریقیت میں صرف فرمائے گئے۔ سوا نماز کے خلوت سے باہر تشریف نہ لاتے تھے نعل بوزوں کی اور صفات و خیرات کی بھی اس زمانہ میں بہت کثرت فرمائی۔

درست ذبحیہ میں حضرت کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور تپ حرقة شروع ہوئی جو یوماً نیوًماً ترقی کرتی گئی مانعیں ایام میں ایک دن فرمایا کہ حضرت پیران پیر کو میں نے دیکھا بڑی سرپا انی محض فرمائی۔

۱۰۴۳میں حضرت کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور تپ حرقة شروع ہوئی جو یوماً نیوًماً ترقی کرتی گئی مانعیں ایام میں ایک دن فرمایا کہ حضرت پیران پیر کو میں نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

جن رات کی صبح کو آپ دنیا سے جانے والے تھے حب سول تہجد کی نماز کے لئے اور پڑیے طہیان سے وضو کر کے نماز پڑھی اور خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں نے اٹھئے اور پڑیے طہیان سے وضو کر کے نماز پڑھی اور خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں نے تیار وادی کی بہت سیکھیں اٹھائیں اب آج سیکھیں ختم ہے۔ اخیر وقت میں ذکر اسم ذات کا بہت نسبت تھا۔ ذکر کرتے کرتے درج مبارک رفیق اٹھی سے مل گئی۔ اَنَّا لَهُ دَوْنَا الْيَه

نماز جنازہ حضرت کے فرزند ثانی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ تبر مبارک کے سامنے خاص شہر سرمند میں مدفن ہوئے ہیں وہ جگہ ہے جس کے متعلق آپ نے اپنے کتب پس لکھا ہے کہ میرے قلب کے انوار وہاں چکتے ہیں۔

روضہ بارک کی تعریف میں حضرت رسولنا ناہ عبد الغنی مجددی محدث دہلوی مہاںؒ مدنی نے چند اشعار نظم فرمائے ہیں جو تبر کا درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

اُسی خاک پاک روضہ بیسری و غیری	کامل جہاں زبُمی تو مد ہوش گشته اند
عقل پر پشت آبے کہ اہل دہر	ساقی نشاند بر تو خش آبے کہ اہل دہر
سرے نخاک خلدہ تو داری کہ اہل ارض	یک نفحہ از تو یافہ بر جرخ فستہ اند
نے نے تراز تربت یثرب سر شستہ اند	پنهان زر و م و شام پر سرمند ہشتہ اند
این خاکِ احمدی ست بنات احمد نگر	نے یک کہ صد هزار ازیں خاک جستہ اند
اہلہ و مرحب اپے زہار تو بے	اقفال بعد بر رخ اسدات لستہ اند
یارب مکن خلاص ازیں خاک درمرا	بحال آن کسان کہ ازین فاک رسستہ اند

لئے ائے روضہ بارک کی خاک پاک وہ بیسری و غیرے جس کی خوبیوں سے سارا عالم مد ہوش ہو گیا ہے۔ تجھے ساقی نے ایسا نہیں پانی چھڑکا کا رحیب دنیا دے ائے تھے تو باہوش و خرد تھے لیکن جب تیری زیارت کر کے واپس چکے تو سوت دہم ہوش تھے تجھے میں سر زمین جنت کا دہ دار از پو شیدہ ہو کر زمین والی تیری ایک ہلکی سی خوبیوں پاک آسانی پر چل گئے۔ نہیں بلکہ تو فاک یثرب سے گوندھی گئی ہے اور قام در دم سبے چھاکر تجھکو سرمند میں رکھا گیا ہے۔ پر خاکِ احمدی ہو خدا کی تقدیرت دیکھو کہ ایک کو نہیں لا کھوں کو اس خاک درسے زندگی می۔ تیرتی زیارت کو آئے فاؤں کے لئے ہر طرح خوش آمدید ہو لیکن تیرے دشمنوں کے سامنے بجدود دری کے تغلق لگادیئے گئے اپنی زماں کو دندن آسکیں۔ خداوند ا تو مجھکو اس خاک درسے، اہل نہ دے۔ کیونکہ وہ لوگ بدغیب ہیں جن کو اس خاک در کی خلائی سے رہائی مل گئی۔

شیرے بخواب ناز بہ پہلوی دو شبل یا رب چہ راز ہاست کہ ایجا نہ فتنہ انہ
تھا غنی نہ فتنہ مدح تو ساز کرد
کرو بیان عرش ہمیں گوئے گفتہ انہ

حضرت کے باقیات صالحات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ تو دنیا سے
تشریف لے گئے مگر باقیات صالحات کا ایک ایسا سلسلہ چھوڑ گئے جو انماں اللہ تعالیٰ
قیامت تک قائم رہنے والا ہے اور جس قدر فیوض و برکات اس سلسلہ سے امت مرحومہ
کو پہنچے اور پہنچ رہے ہیں سب کا ثواب آپ ہی کے اعمال نامہ میں ہے۔
باقیات صالحات کے سلسلہ میں صرف دو چیزوں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے وہ بھی
بالاختصار۔

اول آپ کے ذریات طیبات اور آپ کے خلفاً۔ دو م آپ کے کتو بات قدسیہ
ان دونوں چیزوں کے سعین اگر بفصل حالات درج کئے جائیں تو ایک بڑا فرستار ہو جائے۔
آپ کی ذریات طیبات کا یہ حال ہے کہ حضرت خواجہ باقی بالشہر رحمۃ اللہ علیہ نے
پہلی ہی نظر میں ان کو پہچان لیا تھا اور ان کو جواہر علویہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ استعداد آئے
مجیب دارند، اسرار الہی اند، شجرہ طیبہ اند، فقر امنی باب اللہ اند، دلماںی مجیب دارند
حضرت خواجہ کے یہ ارشادات اور نقول ہو چکے ہیں۔

حن تعالیٰ نے آپ کے چار فرزندوں کو مل عطا فرمائی اور یہ چاروں ولی کامل و مکمل تھے۔
فرزند اول حضرت خواجہ محمد صادق جو حضرت امام ربانی کے سامنے ہی درجہ کمال پر
پہنچ کر وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کا بڑا صدر حضرت کو ہوا، کتو بات قدسیہ میں اس صدر
کا اور آپ کے کمالات کا ذکر موجود ہے۔ ولادت آپ کی شنبہ وفات و زیج الاول نعمۃ
لہ ایک شیر پس مددوں کے پہلویں شنبوں خواب ناز ہے۔ یا رب اس میں کیا راز ہے کہ وہ یہاں پوشیدہ ہیں۔
مرث فتنی ہی نیری مع میں نہ سراہیں ہے بلکہ بیان عرش میں بھی باہم بھی لگنگوہے۔

فرزند دوم حضرت خواجہ محمد سعید طقب بخاذن الرحمہ۔ ولادت آپ کی ۱۷۱۰ء اور
وفات، ۱۷۴۰ء جادی الآخرہ ۱۷۱۰ء

فرزند سوم حضرت خواجہ محمد صوم طقب بعروۃ الٹقی۔ طریقہ کی اشاعت آپ
سے بہت زیادہ ہوئی دہلی کی مشہود حالم خانقاہ جو منبع عرب و هجوم تھی آپ ہی کے سلسلہ کی ہیں۔
ولادت باسعادت ۱۷۱۰ء اور وفات و رہنمای اللادل ۱۷۴۰ء

فرزند چہارم حضرت خواجہ شاہ محمد بکی حضرت امام ربانی کی وفات کے وقت
آپ کی عمر نو سال کی تھی تحصیل علوم اور تکمیل طریقت اپنے بھائیوں سے کی۔ وفات ۱۷۱۶ء۔
خدا کی محنت کہ ان صاحبزادوں کو جس قدر اولاد حق تعالیٰ نے عطا فرمائی وہ بھی سب
اولیاء اللہ اور راب اس وقت ہندوستان کے اکثر مقامات میں اور جو میں شریفین میں آپ کی ذریت
طیبہ کا سلسلہ موجود ہے۔ اور فضیلۃ تعالیٰ ان میں صاحبان نسبت بھی ہیں۔

ایدہ اسلام آپ کے خلفاء کا تحقیقت حال یہ ہے کہ جو حضرات بلا واسطہ آپ کے خلفاء ہیں
ان کا صحیح شمار نہیں ہو سکا چہ جائیکہ بالواسطہ خلفاء بھی ان میں شامل کر لئے جائیں بلاشبہ دنیا کے
جن جرس گوشہ میں سلان آباد تھے آپ کا سلسلہ بھی وہاں پہنچا اور پہلا اور پہلا۔

دہلی کے عروج کے آخری دہر میں آپ کے سلسلہ کے ایک غلیم اشان خلیفہ بعد
اٹھ تالث شریف حضرت مولانا شیخ عبد اللہ المشتهر علام علی تھے انھیں کے نام سے دہلی کی خانقاہ
مجد دیہ آباد ہے آپ کے اوہ حضرت امام ربانی کے درمیان میں چار واسطے ہیں، آپ کی ذات پاڑتا
سے تو اس قد رفیع ہوا کہ بقول حضرت مولانا شاہ عبد الغنی محدث دہلوی شاید لگئے شاخ نہیں کسی
سے اس قد رفیع ہوا ہو۔

ہندوستان میں شاید ہی کوئی شہر، وجہاں آپ کا کوئی خلیفہ نہ۔ صرف ایک شہر بالآخر
میں پکاش خلفاء آپ کے تھے۔

آپ ہی کے ایک خلیفہ حضرت مولانا فالکارڈ کوئی تھے جن کے ناقب میں علامہ شامی نے

جن کی شرح درختار پاچ سنتیان نہ بہ خنی کے فتوؤں کی بیاد ہے ایکست قتل رسالت تایف فرمایا
جس کا نام سلی لحامت الحندی لضرر مولینا خالد النقشبندی ہو کیا رسالت صرسیں چپ گیا ہے۔
علامہ شامی نے رسالتہ مذکورہ میں حضرت رسولنا خالد کے علمی و علمی کمالات خوب تفصیل
سے بیان فرمائے اور ۱۲۷۲ھ میں ان کا براہ ایران پرے ایک سلی مفرکے بعد دلبی پوچھنا اور حضرت
شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کے دریائے فیض سے سیراب ہو کر اور قطب ارشاد
بن کر اپنے مطن و اپس ہونا اور دہار مرجع خواص و علوم ہونا مفضل ذکر گیا ہے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

<p>دلیلہ دخولہ بلڈ تجہاں آباد (دہلی) انشا</p> <p>نبھر کامل ہیں ایک ترجمہ و بی تصدیقہ کہ جس میں واقعہ سفراں کرنے کے بعد انہوں نے اپنے شیخ کی مسجد شیخہ گزیکیا ہے۔ اس تصدیقہ کا مطلع یہ ہے کہ مکلت اہم یعنی کعبہ آزاد تک پوچھنے کی سافتی میں ہو گئی۔ فکر ہے اسی ذات مدرس کا جس نے اس سفر کو اپنے تکمیل نہ کیا تو بے کار احسان فرمایا</p> <p>قصیدۃ العربیۃ الطنانۃ من الجمل الکامل ینکر فیها و قائم السفر و تخلص الی صدح شیخہ مطلعها ہے</p> <p>کلمت مسافۃ کعبۃ الاوسمال حمد لله من قدمن بالامکال</p> <p>و هی طوبیۃ ولہ غیرہا من المقاطیع العربیۃ و فی الفارسیۃ قصائد و مقاطیع عکیشہ رتبیہ</p>	<p>جس رات دہشہ جہاں آباد (دہلی) میں داخل ہوئے انہوں</p> <p>لہ حضرت شاد عبد الغنی صاحب حدیث دہلوی نے ایک تصدیقہ فارسی نظم شعر کا نقل کیا ہے جس کا مطلع یہ ہے خراسان دہیان شاہ خوبال را بہنائی کہاں زندہ شد اور کہاں زادہ کیا ہے پھر اسے چل کر فرماتے ہیں:-</p> <p>امام اولیا سیاح بیدا ی خدا بینی سرہیں رہنیاں شیخ جمی اولیا ی دین چراغ آفریشہ مہربن جو داشت و بنیش این قدس عبد اللہ ثہ کرو اتفاقات او اد مقطیہ یہ ہے۔</p>
--	---

<p>ز جام فیض خود کن خالدہ دہانہ را سیراب کر اولب تشنہ شنی و فود را می احسانی</p> <p>عہ بیری مطن سے اس شاہ خوبال کو پوشیدہ طریقے ہے یہ خبر ہو سکا و کہ اس ابریزیاں سے عالم دوبارہ دنہ ہو گیا۔</p>	<p>ندیم کبریہ اسماح دریائے خدا دانی دلیل پشویاں قبلہ ایمان رو عانی کنیہ کنیخ حکمت حرم اسراء سمجھانی دہ سنگ سبہ خاصیت نعل بد خشانی</p>
--	---

منها فقيه مذکور في مدح شيخه قدس سرّه أيضًا
بعد وصوله تجربة ثانية أعمى عنده من حباب
السفر والفقه كلّه على المستحبين ممّن حضر
فأخذ الطريقة العلية الغتبندية ليغدو بها
وخصوصها مفهومها ومعنىها على شيخ
شائخ الديار الصنديدي وارث المعرفة
واسرار الحجّي سباجي حوار التوحيد سباج
مقدار التجريد قطب لطريق نور الخلائق
معدن الحقائق مبنية حكم والاحسان والاعيان
والدقائق العالم الغير المفاسد لعلم المفرد الكمال
المُحرّ حماسوی مولاً حضرت الشیخ عبد الله
الذهلي بپرماتیں کئے جن مون اراد الزیادة
على ذلك من اوصاف هذا الامام فليرجم الى
الكتاب الذي الفقه فيه الاماکن الهمام خاتمة البلاعات
زياده جاننا چاہتا ہو وہ کتاب مسمی الموارد فترجمة
ونادرۃ النبیاء والوحد السند الشیخ عثمان السند یعنی سیدنا خالد بن ابراهیم شیخ عثمان الرند
الذی سماه اصحاب المطراد في ترجمة حضرت سیدنا عثمان بن عفی رضی اللہ عنہیں ہے کوئی کوئی کتاب اپنے موجود ہیں
خلد قانہ کتاب میک بنبیان البیان علی ہے۔

جیہے حاشیہ ممکن گذشت) عده و لیل کے امام، بیداب سرفت کے سیاح، ائمہ کے مترب اور ذخیر سرفت کے شناور۔ پہنچاول کے سردار، انجمن اولیا، اکش، پشوپیان دین کے رہبر اور بزرگانِ مخالفی کے قبائلہ تجوہ بکار آئیں تھے، عالم کے بخش جماعت، آسان علم و سرفت کے آفتاب، خزانہ حکومت کی کنجی اور اسرارِ المٹی کے خفرم، عالم قدوس کے امین، یعنی حضرت شاہ بہلول اللہ جکلی نظرِ تجوہ سے منگب سیاہ میں لعل بدختان کی خاصیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ خالد درمانہ کو اپنے جام سرفت سے سیراب کیجئے، اس لئے کہ وہ تشنہ زبستی ہے اور وہ آپ صدیقائے احسان ہیں۔

علامہ شامی اسی رسالت میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام اہل شام کو دیا کہ اس امام ہام کا محل و مقام مک شام کو فراز دیا اور علام و خواص علماء و فضلا اور امرا و حکام دار کان سلطنت کا مرتع و بیجا آپ کی چوکت کو بنایا حتیٰ کہ ۲۳۲ھ میں سخت طاعون ماتحت ہوا جس میں آپ کے روجان فرزند راہیٰ لک تباہی کے علامہ شامی لکھتے ہیں کہیں بغرض تعزیت حاضر خدمت ہوا تو میں ان کو خوش اور سکراتا ہوا پایا اور مجھ سے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میرے قلب میں حمد و رضا بہبیت ہسترجا ع کے زیادہ ہو بھیر میں نے عرض کیا کہ دون ہوئے میں نے ایک خوب دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور میں ان کے خازدگی نماز میں شرک پ ہوں یہ خواب سُن کر فرمایا کہ میں حضرت عثمان کی اولاد میں ہوں گو یا اس خواب کی تعبیر انہوں نے اپنے متعلق لی چنانچہ اس دن بعد نماز عشا انہوں نے اپنے مریدوں کو کچھ نصیحتیں کیں اور ان پا جائشیں مقرر کیا پھر گھر میں تشریف لے گئے اسی شب کو طاعون میں بستا ہو کر شہادت پالی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی حدیث دہلوی صاحب جرمدنی اپنے رسالت مذکورہ حضرت شاہ علام ملی صاحب میں ان کے خلفا کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

حضرت مولانا خالد شہزادہ رحی کردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مختار شہزادہ رحی کردی رحمۃ اللہ علیہ نام آور عالم نما مدار بودند در سر فرن استعدا و بجیب داشتند عالم تھے، ان کو سر فرن سی ریگیب و فریب استعداد تھی اور پنجاہ کتاب حدیث مسند داشتند در علمائی ہند شاحد حدیث کی پچاس کتابوں کی سند عامل تھی ہندستان کے فی الجملہ صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز دے نو زندہ۔ علامہ میرزا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی فی الجملہ تشریف

لہ جس نماز میں حضرت مولانا خالد شہزادہ ہی تشریف لائے یہ بی نماز ہو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز حدیث دہلوی رحی کے دل میں رونق افزون تھے بولنا خالد کی علمی شہرت سُن کر مطافات کے لئے خانقاہ میں تشریف ہے گر بولنا خالد سوادقت نماز کے او جملہ توجہ کے اپنے جھرو کے اندر در دادہ بند کر کے بٹھا کرتے تھے حضرت شاہ ابو سعید صادق بنے جا کر اطلاع کی کہ دہلی کے بہت بڑے عالم آپ سے ملتے آئے ہیں بولنا خالد نے فرمایا کہ ما جزا وہ صاحب جس کام کے لئے میں آیا ہوں جب تک اس سے فرازوت نہ ہو میں کسی سو نیس مل سکتا بعد فرازوت انشاہ اللہ میں خود ان کی زیارت کر دل گا۔ ۱۲۰

اشعار فارسی و عربی شان در سلاطین نظم کوئی سبقت کرتے تھے ان کا فارسی دلیری کلام سلاست و مدائن میں
 از فردوسی و فرزدق بود بود حضرت ایشان شمار فردوسی اور فرزدق سے پڑھ چکا کر تھا، ان کے پیر طریقت
 ایشان بجا رفت جامی ناسبت سے فرمودند ایشان بجا رفت جامی ناسبت سے فرمودند
 حضرت شاہ نلام علی صاحبؒ ان کے اشعار کو معرفت جامی کے
 ہم پڑلتے تھے مولیٰ فارسی میں و تھیں انہوں نے
 قصائد عربی و فارسی کو در مدح حضرت ایشان
 نظم نزدند کم اذ منظرات خسروہ جامی کو در مدح
 اپنے پیر طریقت کی شان میں ارشاد فرمائے ہیں وہ خسروہ اد
 جامی کے ان تھیڈوں سے کہ نہیں ہیں جو انہوں نے دا پنے
 سلطان الشائن و خواجہ احران نظم کر دا نہ توں
 پیران طریقت) حضرت سلطان الشائن اور حضرت ناظم احمد
 گفت (بپر نباصلہ چند سطور) حضرت بوقت
 خصت بشارت قطبیت ان دیوار عنایت فرمود
 کی مدح میں فرمائے ہیں (چند سطور کے بعد) ان کے شیخ طریقت
 بودند و فنیکہ آنچہ فتنہ دیا پشتہا میں بیار کشیدہ
 نے مدد ایک کوئی کہت ان کو لکھ شام کی قطبیت کی بخارت دی
 بحوم خلن چنداں شد کہ گویا سلطنت آں دیوار
 جب تھرولنا نصون اپنے ڈان دیس پہنچے تو انہوں نے
 باشان تعلق یافت خلفاء ایشان و خلفاء می
 بڑی ریاضتیں کیں ٹلوئی خدا کا ان کی طرف اس تھے رجوع
 خلفاء سے ایشان ہزارہ اسکے شدہ باشندہ بپر
 ہوا کہ حلم دوتا تھا ان مالک میں نہیں کی سلطنت ہے اُن کے
 خلفاء اور ان کے خلفاء کے خلفاء کی قدرہ ہزاروں ہو گی (۱۷۰)
 حضرت مولانا خالدہ کا ایک خط اپنے والد ماجد حضرت
 شاہ ابوسعید صاحب کے نام نقل فرمایا ہے
 عباہت بدم دائرہ نسبت دیجوئی مرکز غالداری جناب نعمتی
 وہ پہندا) مرکز دائرہ غربت دیجوری خالد کر دی
 ابوسعید عبدی حصوی کی خدمت عالی و مقدس میں عرض پڑا
 شہزادہ بیعرض مقدس عالی مخدوہ می جناب
 شہزادہ بیعرض مقدس عالی مخدوہ می جناب
 ہے کجباں نحمدہم عالی مقام کے آبائے کرام کے خاندان پرینا
 ابوسعید عبدی حصوی ہیرساند۔ اگرچہ بہمن سبھت
 ہے جنوبی و برکات حضرت قبلہ عالم کی ہفت وجہ کی بركت
 حضرت قبلہ عالم دوچی فدا فیوض خاندان عالیہ
 ہے جنوبی و برکات حضرت قبلہ عالم کی ہفت وجہ کی بركت
 آباد اجداد کرام آن خدموم عالی مقام کہ باین سقص
 یہ رہنگ کله لا یتر و کلہ بطور تکرگزاری اتنا عرض کرتا
 گنام بیہدہست بروں از حیر تحریر دخراج جاز حملہ
 ہے کنام ملکت دوم و مربب اور جماز دمراق اور بعض
 تقدیرست اما بیہوای مالا یدرک کلہ لایک کلہ لایک

شکرگزاری برآمده عرض خصوص نہایہ کیک قلم تامی
 ملکت دم و عربستان دیار جمانت بعثتے از مالک تملہ
 بمحض ذبح کردستان از جذبات دنماشیر طریقہ علیا
 سرشار و ذکریا حضرت امام ربانی بعد و نور الف
 ثانی فدنا اندیش رو اسامی اناوار لیل مانهار در
 محفل دجالس د ماجد و مارس زبان ز د صغار و
 کبارت بخواست که درینجہ قرنے از قرون پیغم اعلیے
 از اقبالیم نظر نیت که گوش زمان نظر ایں نزمه
 راشنید یادیده فلک دوا ایں غربت د جماع را
 دیده باشد ازانجا کشند غربت حضرت صاحب
 د آن قبلہ علوم خاطر خویں ایں بمحترمکیں بود مقام
 گتاخی برآمده فرح افزائے خاطر آن جناب سائز
 احباب شد هر چند اهلاء ایں گونه امور ہورت گتاخی
 و خود بینی دار و این فیقر اشرمندی دارند اما تعا
 جانب دستان اسقدم اشتہ بقام بے ادبی آمدہ
 دگر ندوشتن ایں امور ایں نالائق بخض ده ر بود
 و ارجوانیکہ شانشہ یام رسلاً چنانکہ تفظاعی شیخہ
 کرمیت از ذکر جمل این سکین ذلیل در خصوص حضرت
 با فرد سعادت حضرت صاحب قبلہ کوئین کوتاہی
 نہ فرمائند و بای تقریب کان ما را درال آستان
 که موقوف بختیاران و راستان است یاد نہایند
 مالک بجم ادبار اک دستان طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی
 تماشیرات د جذبات سے رشراہے اور شب د معوز تام
 مخالف د مجالس میں سا جد و مادر میں جس حضرت امام
 ربانی بحمد و نعمت اللہ تعالیٰ کے محاسن دعماہ کا ذکر اس
 طرح ہر چیزی بڑے کی زبان پر ہو کہ اس بگان نہیں
 پوکن کہ کبھی کسی ملک میں اور کسی وقت میں گوش
 زمان نے ہیا زمزمه نہ ہوا چشم نکلنے ایسی غربت
 اور ایسا اجتماع دیکھا ہو چونکہ اس بحور و سکین کو حضرت
 صاحب قبلہ اور آن بخاب کی بے انتہا خواہش حلوم تھی
 اس لئے ایک گوڑگتا فیکر کے وہ حقیقت حال جو اپکے
 لئے خداوندان احباب کے لئے موجب فرحت ہے تحریر
 کر دی اگرچہ ان قسمکی باول کا انعام ایک طرح کی گتافی
 دخود بینی ہے یقیناً اس پر شرم نہ ہے بعض دوستوں
 کے حق کو تقدم جان کر میں بے ادبی کی جرأت کی دردناکی
 باتیں تحریر کرنا اس نالائق سے بہت دوسرے نجی
 امید ہو کہ جناب اپنی عادت کریمہ کے طبق حضرت
 صاحب قبلہ کے صور میں بالا نادیا خط کے ذریعے
 اس سکین و ذلیل کا ذکر تحریر کرنے سے کوتاہی نہ زدی
 گئے اور جس طریقہ سے تکن ہو گا بحکوم اس دربار میں
 جو سعادتمند دل اور سچوں کا مرکز ہے یاد فراہیں گے
 اور خوبی کبھی کبھی و بینی نہم ملگا ہی سے ہم بے ذا دل

و خود نیز گواہ گاہے یہ نیم بھاہے زنگ تقدیت کے دل سے زنگ تقدیت دو رفزاں میں گے جس کے
مازادل مابے نوایاں دوہ نہایند اور گرچہ سوا کیا کھوں۔ پیران کرام کی توجہ باطنی سے آپ
نویں دل پاہ نہیں بن ٹھام دھمن ہمت پیران اس بڑے انعام کرنے والے اور خلافت کرنے
کرام باشندہ بنہ انتہی۔ دھنے کی پناہ میں اور بزرگ

یہ تو آپ کی ذریت اور آپ کے خلفا کا حال تھا اب آپ کے کمزور بات قدسیہ کے
متعلق کیا تکھا جائے جس نے مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ کس قدر خدمت دین پاک کی کی گئی ہے
اور ان کمزور بات قدسیہ کا مطالعہ سلانوں کے لئے کس قدر ضروری ہے۔

یہ آپ کی کلمی ہولی گرامت ہے کہ ہر وقت کے مناسب ہدایات ان کمزور بات سے
حائل ہوتی ہیں۔ آج ہکل بدعث کار و ارج زیادہ تر اس وجہ سے ہے کہ بدعث کی دو قسمیں بیان کی
جانی ہیں ایکست بدعث احادیث دوسرے بدعث سیہ۔ کمزور بات قدسیہ میں متعدد کمزور اس کے
متعلق ہیں جن میں آپ نے بڑی تحقیق سے اس کو بیان فرمایا ہے کہ بدعث ہرگز حسنة نہیں
ہو سکتی ہے۔

روان غص کا آپ کے زانہ میں کچھ ذور ہو رہا تھا لہذا متعدد کمزور بات رو رض میں
 موجود ہیں ابھی چند روز ہوئے یہ بحث نکلی کہ حضرت علی ہر قضی کو حضرت ابو بکر صدیق سے افضل
 کہنے والا بھی سُنّتی ہو سکتا ہے کہ نہیں اس کے متعلق بھی آپ کا فیصلہ موجود ہے۔ دفتر اول
 حصہ سوم ص ۹۳ کمزور ۲۲۹ میں فرماتے ہیں:-

کسیکہ حضرت امیر افضل از حضرت صدیق جو شخص حضرت امیر کو حضرت صدیق سے افضل کہتا ہو
 گوید اذ جرگہ اہل سنت سے برآید ۱۶۸ دو، اہل سنت سے خارج ہے۔

ایک زانہ میں نماز تجدید کی جماعت کا جگہ کا لکھا اس کے متعلق بھی آپ کی کمزور بات میں
 ہدایت موجود ہی دفتر اول حصہ سوم ص ۹۴ کمزور ۱۶۸ میں اپنے پیر کے پرزاوں کو لکھتے ہیں کہ:-
 نماز تجدید را بہ جمیت تمام ادائے نہایند و ایں (کچھ لوگ) نماز تجدید جماعت کے ماتحت پڑھتے ہیں اور اس

بہت رادرنگ سنت را دیکھ دیں اجڑوایج بہت کوئی نہیں کی طرح مساجد میں بدن و بدن
بدون تین بخشندہ دایں علی رانپک میں دانندہ دیتے ہیں اور اس کو ایک اچھا کام سمجھتے ہیں اور
مردم را براں ترغیب کے لئے دسردیں کو اس کی تریخی دیتے ہیں (طلانکی بجدوں ہے)

پھر دن ہوتے سجدہ قلبی کا غیر اللہ کے لئے جواز بھی شد و میں شروع ہوا اس کا
فیصلہ یہی آپ کے کمزوبات میں ہے کہ سجدہ ہرگز غیر اللہ کے لئے جائز نہیں اور حضرت آدم
علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے سبودا یہ فرشتوں کا بنا یا تھا نہ سبودا

جاہل صوفی کہا کرتے ہیں کہ شرعاً اور چیز ہے اور طریقت ہے اور چیز ہے اور یعنی لوگ
کہتے ہیں کہ شرعاً ہے اور طریقت ہے اس کا دل بھی کہا بنی آپ کے کمزوبات میں ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ عجیب کمال کمزوبات قدسیہ میں ہے کہ ہر ضرورت اور ہر ہلکت میں ان کی روشنی مشغول
راہ نہیں ہے اور حائق و معارف الیہ کے لئے قوانین کا بے نیفہ، بوناگو یا مسلم اسکل ہے۔
آپ کے کمزوبات قدسیہ کی طرف تمام دنیا کے مسلمان متوجہ ہوتے اور علمائے دین نے خوب
خوب نہیں انہم دیں۔ چنانچہ علامہ محمد مراد کی نے تمام کمزوبات کا ترجمہ عربی زبان میں کیا جو دشمن
یہ طبع ہوا اور ایک عالم نے کمزوبات شرقیہ کے روایات کی تحریک کی جس کا نام تشنید المباہی ہے۔
ارادہ تعالیٰ اس موقع پر چند کمزوبات شرقیہ کے اقتباسات درج کئے جائیں اور
انہیں کو خاتمه کلام بنا یا جائے مگر مضمون طویل ہو گی اس لئے قلم کو رکھ لیا گی۔

عَرَبَ بَدَأَ شَهْرَتْ دِحْدِيْثَ دِحْدِيْثَ دِحْدِيْثَ

شَبَّ بَأْخَرَ شَهْرَتْ كُنُزَ كُونَتْ كُونَتْ كُونَتْ كُونَتْ

هذا آخر الكلام في هذا المقام وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين
وصلى الله تعالى على خير خلقه مسيد ناصحه مدد على الله وصحبه أجمعين
لہ غرضت ہو گئی ہے لیکن ہمارے درجہت کا انسان غرضت ہے اب چند رات غرضت کے قریب ہے
اس لئے میں اپنے افساذ کو بھی غسل کرتا ہوں۔

مکتوّبات امام ربانیؒ کا تعارف

[حضرت ولانا حمد عبد شکر صاحب نظر نے اپنے تعالیٰ کے آخیں (جو گردشہ صفحہ پختہ ہوا ہے) امام ربانیؒ کے باتیات صالحات کے ذیل میں آپ کے مکتوّبات تدویہ کا ذکر فراہم ہے، ان مکتوّبات کے باہر میں کچھ تفصیلات مزید تعارف کے لئے ذیل میں درج کی جاوے ہیں۔ یہ برلام اس راجح اکٹھ مصلحتی شہری کے مقابلے سے اخذ ہیں جو بمدہ بنبر "الفتنان" میں شائع ہوتا ہے۔]

امام ربانیؒ کے مکتوّبات کے قبین دفتر ہیں، بہب سے بہتر اور بدیدہ زیب اڈیشن وہ ہے جس کو خاص انعام ۱۹۳۲ء سے طبع بجدی ام توڑنے تھے۔ میں شائع کیا تھا! میں نہایت غمید ہوا شی بھی ہیں اور صحیح کا بھی حق ادا کر دیا گیا ہے، یہ لیکن کیپ سائز کے ۱۹۴۲ء صفحات پر خستہ ہوا ہے۔

دفتر اول۔ موسم بد رہ المعرفت ہے اس میں ۲۱۳ مکتوّبات ہیں اس کے جامن خواجہ یار محمد بجدید بخشی طالقانی ہیں جو حضرت بجدد صاحب کے مرید ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "بجدید" کا لفظ اس لئے لگا ہے کہ ایک اور صاحبی امام سوھوت سے پہلے مرید ہو چکے تھے اتفاق سے ان کا نام بھی یار محمد تھا فرق کرنے کے لئے ان کو "قدیم" کہتے تھے اور ان کو بجدید ادا سے دفتر کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام نے شنا کہ ۲۱۳ مکتوّبات صحیح ہو چکے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ چونکہ ۲۱۳ کا عدد ایک سو اک سو در ہے کیونکہ حضرت یعنبران ہر سویں ملیتم السلام کا بھی یہی عدد ہے اور حضرت صحابہ اہل بدر و منی اشرمن کا بھی یہی عدد ہے اس لئے اس دفتر کو اسی مبلوک عدد پر تینا خستہ کر دو۔

دفتر دوم۔ موسم بہ نورہ الخلافت ہے یہ تاریخی نام ہے اس سے ۱۹۱۷ء نکلتا ہے

جو اس کے جمع کی تاریخ ہے اس میں کل ۱۲ کنوپات ہیں اس کے باس خواجہ محمد الحنفی رحمۃ اللہ علیہ ابن خواجہ چاکر حصاری مرید حضرت مجدد صاحب ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ مخدوم زادہ یعنی شیخ مجدد الدین عرن خواجہ محمد حصوم (صاحبزادہ حضرت مجدد صاحب) کے حکم سے میں نے ان کنوپات کو جمع کیا ہے۔ تیرے دفتر کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "جب ۹۹ کے بعد کس حد کے پار کنوپات جمع ہو گئے تو دوسرے دفتر کو تبرکات اس خصوصی کردیا گیا کہ اسما حسنی کامیں مدد ہے"

دفتر سوم۔ سومہ معرفۃ الحقائق ہے اس میں کل ۱۲۳ کنوپات ہیں۔ اس کے جاس خواجہ محمد اشتم مرید حضرت مجدد صاحب ہیں انہوں نے ۱۰۷۰ھ میں حضرت امام کے پاس وہ کران کنوپات کو جمع کیا جائے نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس ہیں سورہ ہائے قرآنی کے عدد کے موافق ۱۲۳ کنوپات ہیں مگر ہیں مصالح میں میں ۱۲۳ کنوپات مکتب ۱۰۵۰ا پر حاشیہ میں لکھا ہے کہ آگے کے نو کنوپات "خاید بعذازں بھرپن تسویہ آمدہ باشد و ملحن شدہ فاتحہ" اس طرح ۱۲۳ کنوپات ہوئے۔ بھر کتب ۱۰۵۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ این کتب اور بعض نسخ خطیہ یا نسخہ خدا الحقتا ہے و جعلنا ہا خاتم المکاتیب حضرت خواجہ محمد حصوم قدس سرہ نسبت برائیں کتب فرمودہ اندک آل کتب داخل جلد ہائے کنوپات تہ سی آیات نشدہ" عرض کل ۱۲۶ کنوپات ہیں جن میں ۱۰۰ کنوپات وہ ہیں جو حضرت مجدد صادر میں اپنے پیر کو لکھے ہیں۔ دو باتیں کنوپات اپنی کسی مریدہ عورت کو بہ عنوان پہ کئے اذصالات لکھے ہیں ایک خط سلطان وقت (غالباً سلطان نور الدین جانانگیر کو) ایک کتب ہر دے رام کسی ہندو کو۔ بقیہ اپنے معاصرین معتقدین و مریدین کو۔ ان میں سے اکثر کنوپات کی حیثیت آج کیصطلاح میں "قالا" کی سی ہے بعض مکاتیب یہ سبی ہیکی اگر کسی بی سائز پر چاپے جائیں تو کئی کمی جز میں آئے گے۔ مکاتیب کے معاہین کی نعمت جاہیت اور رافادیت اور تاثیر و طاقت کا اندازہ ان کے ان اقبالیا سے پورا پورا لگایا جاسکتا ہے جن سے اس مجموعہ کے مصنوع کے منع کے منع بھرے ہوئے ہیں ۴

حضرت مجدد الف ثانیؒ

شاد ولی اللہ محدث دہلویؒ کی نظر میں

[شیوں کے وہ میں امام ربانیؒ کا ایک رسالہ "وَدَارِ الرُّفْضَةِ" ہے (جو کہ بات کی آخی جلد کے ساتھ پہنچتا ہے) حضرت شاد ولی اللہؒ نے اس رسالہ کی شرح تکمیل ہے، جس کا کچھ حصہ قلمی جانب لئا مفتی سیدی حسن صاحب شاہ بخاری پوری رحال صدقی دار العلوم (یونہ) کے پاس رقم سطور نے دیکھا ہے، شاد صاحبؒ نے اس شرح کے مشروع میں بڑی عقیدت منداز انداز میں امام ربانیؒ کا کچھ تعارف بھی کرایا ہے اور اس سلسلہ میں اس کی تجدیدی خدمات اسلام ان ہند پاپکے احصاءات کا بھی کچھ ذکر فراہیا ہے، المفرقات کے بعد الف ثانی نبر (۱۵۳۴ھ) میں جو عقالہ مفتی صاحب شرح کا شائع ہوا تھا اس میں شاد صاحبؒ کی شرح رسالہ کے کچھ اقتباسات بھی درج کئے گئے تھے جو اس تواریخ اہم حصہ تھا، ذیل میں اس تقالیل کا وہ حصہ مبلغہ نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں چند سطیری شاد صاحبؒ کی شرح رسالہ سے زائد بھی ہیں میکن وہ تمیز ہیں، بہر حال اس تقالیل کے اس حصہ کو مبلغہ درج کرنے میں جس میں شرح رسالہ کے اقتباسات ہیں۔]

حضرت شاد ولی اللہ علیہ شرح رسالہ میں فرماتے ہیں۔

وَتَوَلَّ الْمُلْكَنَتَهُ بَعْدَهُ وَلَدَهُ أَكْبَرْ فَتَرَسَدَقَ وَأَسْرَ تَغْفِتَ
سَلَيْهَ الْجَهْلُ وَالْضَّلَالُ وَثَابَ مِنْ كُلِّ أَوْبَ أَهْلَ الْمُلْكَلِ الْمُخْتَلَفَةِ
ظَلَمْذَ اهْبَابِ الْبَااطِلَةِ وَغَنَمَتِ الْفَتَنَهُ وَتَوَلَّ بَعْدَهُ لَوْلَهُ جَهَانَگِيرَ
وَكَانَ مَاجْنَامِدَ مَنَا لِلْخَمْرِ فَرَفَعَتِ الْهُنُودُ سَوْسَهَا رَبِضَتِ

الر رافضٌ سُرُّ ساها و ضياعٌ الدِّيانت اهـ۔

ہماریوں کے بعد حب اکبر تخت سلطنت پر بٹھا تو زندگیت اختیار کی۔ اور جہالت و
گمراہی کے پھر بیٹھنے لگے۔ ہر طرف سے مختلف مکتوں اور باطل مذہبوں کے لوگ دوڑپڑی
اور عظیم فتنے پیدا ہو گئے۔ درباری آداب سمجھہ تھا۔ درباریوں کی زبان پر جل جلالہ اکبر شاہؒ
کے لغتے تھے۔ ہندو گردی۔ رہاضن کا زور مسجدیں دیران "اللّٰہ نہ ہب" کا رواج تھا اور ہندو
نہب کی رعایت اتنی کہ ابو الفضل جو بادشاہ کا وزیر ہے ایک کتاب بادشاہ کے پاس میکر آتا
ہے اور کتاب ہے کہ آپ کے عمل کے لیے زرشته ابھی آسان سے بیکراڑا ہے جس میں ایک نکڑا
یہ بھی تھا:-

يَا إِيَّاهَا الْبَشَرُ لَكَ نَذِيرٌ بِالْقَرْدَانِ تَذَجَّرُ الْبَصَرُ فَهَمَا وَالْكَ

السُّقْرَاهُ۔

"دینانِ نہب" میں اللّٰہ نہب کی پریفضل موجود ہے۔ شیخ عبدالبنی گنگوہی
رہنما اشٹلیہ نے علی الاعلان اکبر کا خلاف کیا جس کے صلے میں اکبر نے ان کو قتل کر دیا وہ اکبر کو
اکفر بھی فرماتے تھے۔

من هم الشیخ عبد البُنی الذی جاھر اکبر مالا نکار فقتلہ

و هو مصنف سنن الهدی ۱۴ (شرح رسالہ)

جاگیر ماجن شرابی تھا۔ دیانتیں ضائع کر دی گئیں۔ ہندوؤں اور رافضیوں نے سر اٹھایا
اور بینا کس فتنے پیدا ہو گئے۔

ایسے زمان میں احکام اسلامیہ کی کیا قدر و منزالت اور ان پر کس طرح عمل ہوتا ہو گا۔ اس کا
علم خدا ہی کہ بے انفرادی اور شخصی طاقتیں بادشاہی اور قرانی قوتوں کے سامنے ہا جز تھیں۔
ہندوستان کو اس وقت خدا تعالیٰ نصرت داما دکی سخت مزدور تھی۔ بھر غبی امداد کے اذکوئی۔
شے اس وقت نافع نہ تھی۔ دنیا کو ایک ایسے بحدہ دین کی مزدور تھی جو سلطنت و حکومت کے

امداد و نقدہ کو شکست فاش دیکرنا ذل و تباہی اور احکام شرعیہ کی حکومت قائم کر دے اور دنیا کی سایا بیٹھ دیے جس کے مل میں اسلامی درد تھا۔ اس کی تربیت سقی وہ ایسے ہی باندہ اور جو اس کے لئے چشم برآہ تھا۔ خر غیرت خداوندی نے بتارتھ ۲۹ مارچ ۱۹۷۴ء میں جمعہ کے دن اس شخص کو شہر سمند میں پیدا کر دیا۔ جس سے آگے چل کر تجدید اسلام کا حکام لینا تھا۔ جن کا نام نامی امام ربانی بعدالفن ثانی بدال الدین ابوالبصیر کات شیخ احمد بن عبد اللہ الحنفی قادری سرہندی ہے۔

قدرت کے کوششوں کے علل و حکم کی تہبک کسی کو رہائی نہیں ہو سکتی اور اس کے موذ کو کرنی سہول نہیں کر سکتا۔ انفاق وقت کیسا عجیب ہے کہ جس طرح اکری دجانہ بھری اور میں صاحب نفع نظر نہ کا جو شد خودش تھا۔ امداد و نقدہ کی گرم بازاری سقی بشر کیس اور روافض کے رسوم و پدم عات کا دور دورہ تھا۔ جس کا عشر غیرہ بھی زمانہ سابق میں نہ تھا۔ اسی طرح دونوں ہندوں میں اولیاء رام اور علماء ربانی کا اجتماع بھی ایسا تھا کہ اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔

شاہ صاحب نے مشرع رسالہ میں اس کی تفصیل کی ہے۔ خاص دہلی میں اس وقت سید عبدالوہاب خاری، شاہ محمد خیالی صاحب اریاضات الحجیۃ، شیخ عبد العزیز حبیقی، خواجہ محمد بانی باشہ نقشبندی، شیخ عبد الحقی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے۔ ہر ایک ان میں کا صاحب کرامت اور صاحب تھا نیت تھا اور اپنے اپنے فن کا امام۔

گنگوہ میں شیخ عبد القدوس گنگوہ ہی ادنیٰں کی اولاد م وجود سقی رحمہم اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔ ان میں کا کیتاں نے دوزگار تھا۔ انہیں میں سے شیخ عبد البھی گنگوہ ہی تھے جن کو اکبر نے قتل کیا تھا۔ ملا ناصر دین اکبر آباد میں تھے جو اپنے زمانہ میں صاحبین اور اہل علم کے اواذہ بجاو تھے یہ وہی شیخ احمدیت ہیں کہ حافظہ سعادی نے ان سے حدیث کی پہاڑ کن بون کی سند اجازت حاصل کی۔

اسی طرح ایسا لوگ اعلیٰ طلوی رحمۃ اللہ علیہم اکبر آباد میں موجود تھے جو طریقہ علیہ فرضیہ

کے زبردست شیخ نئے کو الیار میں شاہ محمد غوث گوالیاری نام نول میں شیخ نظام تا نول اور سرہند میں بعد الدفن ثانی دھرم اللہ تعالیٰ تھے۔ یہ حال تو ہمی اور ان کے اطراف کا ہے کہ یہ حضرت اکابر تھے ان کے علاوہ اطراف بھراث اور دکن میں اور بلماء اور اولیاء بڑے بڑے پائے کے حضرات موجود تھے بشرح دجال میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہے۔

وَمِنْ عَجَيبِ حِنْمَةِ اللَّهِ أَنَّهُ كَمَا تَرَكَمْ فِي عَهْدِ هَذِينَ مِنَ الْفَقِنِ

الدَّهَاءُ مَا لَمْ يَرُ وَكَمَا مَعْثَارٌ فِي عَهْدِ الْعَدْمِ مَا وَلَدَ لَكُو

لَهُرِصْلُ عَهْدِ حَافِي اِجْتِمَاعِ الْأَوْلِيَاءِ اِصْحَابِ الْأَيَاتِ

الظَّاهِرَاتِ وَالْكَرَامَاتِ الْمُبَاهِرَاتِ وَالْعُلَمَاءِ اِصْحَابِ الْقِنَانِيَّاتِ

الْمُغَيْدَةُ وَالْمُؤَلِّفُ الْمُجَيْدَةُ كَالسَّيِّدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَهَابِ الْبَخَارِيِّ۔

پوہ حضرات ہیں جن کے ناموں سے برکت حامل کی جاتی ہے اور جن کے ذکر سے رحمت خداوندی کے نزول کی اسیدائی جاتی ہے۔

هُوَكَلَادُو وَغَيْرُهُمْ يُبَشِّرُونَ بِاسْمِهِ وَيُرْجِيُونَ نَزْوَلَ الرَّحْمَةِ

بِذِكْرِهِ وَهُوَكَلَادُ مَنْ نَذَّارِيْ (ھلی خاصۃ فضلاً عن کان)

فِي بَحْرَاتِ وَدَاهِنِ وَغَيْرِهِمَا الْخَ (شرح رسالہ)

محمد صاحب کا نسب تائیں واسطوں سے خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے جاتا ہے چونکہ آپ فاروق تھیں اس لیے آپ کی تجدیدیہ اور آپ کے ارشاد
و تلقین کا دور دورہ اسی جاد و جلال کے ساتھ تھا جو خلیفہ ثانی فاروق اعظم منی اللہ کی شان
تھی۔ محمد صاحب کا خاندان آبائی ہلم فضل اور ارشاد و تلقین کے مصب پر فائز تھا۔

جاہر محمد یہ مولفہ مولوی حسین خاں امر و بی ثم حیدر آبادی میں اس کی پڑی تفضل ہے
اس کو سیاں نقل کرنا طول عمل ہے۔ آئی رسالہ میں ہے کہ اکبر بادشاہ نے ایک خواب دیکھا تھا
جس کے قبر سہ مسروں نے بر دی تھی کہ امک صالح نزگ کے خود سے آپ کے آئین سلطنت میں

تزلزل پیدا ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا صفحہ ۱۷

تو سال کی عمر میں آپ تمام علوم و فنون اور حفظ قرآن و فتویٰ سے فارغ ہو کر سند
درس و تدریس پر مشکل ہو گئے نقشبندیہ خاندان میں حضرت خواجہ باتی باشند کے درست حق پر
پر بیعت کی اور خلیفہ قرار پائے۔ تمام خاندانوں سے آپ کو اجازت بعیت حاصل ہے بڑے
بڑے اولیاء و اکابر علماء آپ کے علقوں بگوش تھے۔ تمام علم راتباع کتاب و منت اور اس کی تبلیغ
اور اجتناب بدعت اور اس کے مٹانے میں گزاری جس پر کتو بات کے نین دفتر شاہد عادل
ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب کا قول کافی جو شرح دجالہ میں ہے۔ اس دجالہ ہی کے بارہ میں
فراتے ہیں۔

الرسالة التي انشاها ادحد زمانة و فرد آداها
الجيهذ السخن في الشريعة والطريقة والطود الشائع
في المعرفة فالحقيقة ناصر السنة قامع البدعة
سر ارجح الله الموضوع يستحضر به من شاء من عبارة
المؤمنين وصفت الله المسأل على اعدائه من الكفرة
والمبتدعين الإمام العارف العالم الالمعنوي مولانا الشيخ
احمد الفاروقى الماترسيدى الحنفى النقشبندى السرہندى
جزءاً لله سبحانه عن المسلمين خير الجناء وأحله محبوحة
الخلد وبواه خطيرة الرحمانا الخ (شرح رسالہ)

او ہدزادی اس فرمیداً اول۔ جسمیہ۔ شریعت و طریقت میں انسخ بعرفت و حقیقت کے
کوہ بلند ناصرت۔ قاسم بدعت، اللہ کاروں چپر لغ جو عالم میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ ہوں
بندوں میں سے جو چاہے اس سے روشنی حاصل کرے۔ اللہ کے دشمنوں پر سین سلوں۔ امام۔
ظائف۔ عالم۔ امعی۔ مولانا شیخ احمد فاروقی خنی و نقشبندی سرہندی سنت یہ رسالہ القین

کیا ہے سلاؤں کی طرف سے اشتعالی ان کو جس نہ بخیر عطا فرمائے اور وسط جنت خلد اور
خلیرہ رضا مندی میں ان کو مجھہ دے۔

ایسے شخص کو قدرت نے مذکورہ بادشاہوں کی سلطنت میں بجد و مقرر کیا تھا کہ حکومت
کی کاپیٹ دے۔ جہاد بالسان اور جہاد بالعلم کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ حضرت شیخ کو جہانگیر
بادشاہ نے گواہیار کے قلعہ میں قید کر دیا تھا اور پھر آخر خود ہی پیشہ مان ہو کر دہلی کا حکم
کیا۔ تیرہ دفتر کے بعض مکتوبات میں اس قید کی طرف محل اشارات ہیں۔ نید خانہ
میں وہ کربجی ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری رہا اور تمام قیدیوں کو با خدا بنا کر بخلي۔ جہانگیر
کے دربار سے سجدہ تعظیمی کو مرغونت کرایا۔ خلاف شریعت قوانین منسوخ کر لئے۔ ذیجہ
گاؤں کو علی الاعلان جاری کرایا۔ کفار پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ دیوان اور ہندو مسجدیں آباد کرائیں
اور قوانین شریعت کا نفاذ کرایا۔ آخر جہانگیر نے توبہ کی اور مریض ہوا۔ شاہ صاحبؒ شرح
رسالہ میں فرماتے ہیں۔

لَهُ دُرُسٌ لِشِّنْ قَانَ لَهُ مَا أَوْكَاهُ اللَّهُ فِي نَفْسِهِ مِنْ
الصَّفَاتِ الْحَمِيدَةِ مِنْ الشَّهَادَةِ وَالْجَاهَةِ وَكَثْرَةِ الْعِلْمِ
وَتَوْقِدَ الْأَذْهَنِ وَاسْتِقَامَةِ الْعَلْمِ وَالْغَيْرَةُ فِي اللَّهِ وَرَحْمَةُ
وَالْكَرَامَاتِ الْجَلِيلَةِ وَالْمَقَامَاتِ الْجَنِيلَةِ إِيمَادِيَّ فِي سَرْقَابِ
أَهْلِ الْهَنْدِ وَمِنْ لِهِ بِشَكَرِ النَّاسِ لِهِ بِشَكَرِ اللَّهِ أَهْ.

شہامت۔ سجاہت۔ کثرت علم۔ توقد ذہن۔ استقامت مل۔ اللہ و رسول کے
بادے میں دینی غیرت کرامات جلیلہ۔ اور مقامات کثیرہ وغیرہ صفات محدودہ کے علاوہ
جو اس شیخ کے نفس قدسی صفت میں اللہ تعالیٰ نے رکھدی ہیں۔ اس کے بہت سے احان
اہل ہند کی گردنوں پر جن کا شکر یہ مزدوری ہے۔ اس لیے کہ جو شخص کو لوگوں کا غنکرا داد
کرے اشتعالی کا شکر گذارنہ ہو گا۔ پھر شاہ صاحبؒ نے احانت شمار کرائے ہیں۔

(۱) مجدد صاحب بی نے اطراف ہند میں نقشبندی طریقہ کو پھیلا یا۔ اور خدا آپ کے اصحاب کے ذریعہ ایک خلیٰ خداہذب بوجگئی۔

(۲) صوتیوں اور فتحات کے درمیان جو اختلاف تھا اس میں ایک مستقل تبلیغ کیا۔

جس سے اختلاف مت گیا اور یہ اس لئے کہ خود شیخ فتحیہ حنفی ارتیدی ہیں۔ اس کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ کے لب بباب اور خلاصہ کو بھی ملایا اور ان کی رسوم و عادات کو ترک کر دیا اور فریقین کے مقصود کا جامع باب کھول دیا اور تو حیدر شہودی اور د جودی کے ایسے منی بیان کئے جن پر کوئی اشکال وار و نہیں ہوتا۔ اور نہ اس میں کسی قسم کا اجمالی باقی رہتا ہے اور لوگوں پر نظاہر کر دیا کہ مالکوں کو جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جہزی اور عالم یہ واحد سرایت کے ہوئے ہے یہ حقیقت سلوک کا شیخ اور سلوک کے مقدمات یہ میں سے ایک مقدمہ ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مغلق اور مشکل باتوں کو حل کر دیا۔

(۳) امراء کو عقائد باطلہ سے منع کرتے تھے۔ ان کو لکھا کرتے تھے کہ اپنی مجالس میں کسی راضی یا زمی کو نہ آنے دیں۔ عبادات و صدقات کی ان کو ترغیب دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجدد صاحب کے ذریعہ ان امراء و حکام کو نفع پہنچا یا اور ان حکام کے ذریعہ عام لوگوں کی اصلاح ہو گئی۔ قaudہ ہے لوگ اپنے بادشاہوں کے طریق پر ہوتے ہیں۔

(۴) جب نداونی کی بدعت ظاہر ہوئی۔ شیخ نے ان سے مناظرے کرنے مژروع کر دیے اور ہمیشہ ان کو ساکن و صامت کر دیتے تھے۔ تا ایں کہ ان کا فائدہ گیا۔

(۵) مسلمانوں میں سے وہ ضعیت الافتقاد جن کی طبیعتیں کتب فلاسفہ کے مطالعہ یا ہندوؤں کی محبت سے فاسد ہو چکی تھیں۔ نئے نئے قول امکنوں نے ایجاد کئے

اور کہنے لگے کہ ہم کو بُنی کی حاجت نہیں۔ بندهوں کو حسراں و حلال کا سکون کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ اعتماد کے قابل مکات ہیں، اعمال نہیں۔ وغیرہ ذکر۔ شیخ نے اس کے سلسلہ رسالہ کھوا اور ان کا رد کیا۔ اور مختلف مجلسوں میں ان لوگوں سے مذاہرے۔ مباحثے کئے جئے کہ ان کے اس احادیث کے فتنے کو مٹا دیا۔

اِن امور کی وجہ سے پھر قو شیخ کی یہ حالت ہو گئی کہ بجز مومن شقی کے اور کوئی ان سے محبت نہیں کرتا اور بجز فاجر شقی کے اور کوئی ان سے لبغض و عداوت نہیں رکھتا تھا۔

نَوَابُ صَدِيقٌ حَسَنٌ خَانِ الصَّادِقِ



خراجِ عقیدت

[نواب صاحب مرحوم یاد جودیکہ سُلَکَاً "اہل حدیث" ہیں اور اپنے سلک میں بڑے راسخ اور اس کے پر جوش داعی اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ یہک راسخ حنفی ہیں اور فرقہ حنفی پر بڑا اگر اعتماد و تقوین رکھنے والے ایک صوفی، لیکن نواب صاحب مرحوم نحضرت امام ربانی کے باہم ہیں عقیدت کے جن جذبات کا اظہار کیا ہے اُن کا حق ہے کہ ان کو بھی اس "تذکرہ" کا خبر نہ بنا دیا جائے۔ اپنی کتاب "قصار حجود الاحسراۃ" میں حضرت امام ربانی بعد الدافت ثانیؒ کے سلسلن نواب صاحب لکھتے ہیں۔]

عالم۔ عارف کامل بود۔ طریقہ نقشبندیہ را امام عہد سرت۔
وبراۓ صوفیہ درسالک ملیک مجدد مکتوپاتش درسہ مجلہ ست
دلیل واضح اند بر علو سلم و کمال تحریر اور در معرفت و بلوغ غایب
تعماں۔ ترجمہ شریفہ اور سالمہ ساختہ اند ایں موضوع مختصر
ذکر ان ہمہ کمالات رانی تو اند گنجید۔ حرصی بود۔ بر اتباع سنت
و ترک بدعت۔ وجود امثال شاہ ولی اشد و میرزا مظہر جان جاناں
در اصحاب طریقہ او کفایت است اذ برائے دریافت قدر و منزلت
وے رضی اشد عنہ و با مجلہ امام امینت بود در عہد خود۔ و طریقہ علیہ
وے رحمہ اللہ بنی بر اتباع کتاب و سنت و رذقا ہر دباطن و نہ
پیر فتن چیز کے نمایاں ایں ہر دو اصل محکم باشد۔ و ایں مکتوپات
امول غظیمہ است اذ برائے وصول بہا زل معرفت و قبول طالب
صادق درسالک راذب را درستیج وقت اذ اوقات از مطالعہ آں

بے نیازی حاصل نیست اه ص ۱۱۲

ایک اور جگہ دوسری کتاب میں شیخ کے حالات میں زاب صاحب مرحوم لکھتے ہیں:-
علوم تہبیک شفہیے مجدد الف ثانی دریافت باید کر کے از سر پشمہ صحو
سر زده و گاہے نمایاں شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع ہو یہ است
و بعضی چنان است کہ شرع اذال ساکت است و سرتہ اور ردا ولیا،
شل مرتبہ الوالعزم است در انبیاء، اہ دریاض المرتاض ص ۱۲۳

یعنی عالم عارف کامل مکمل تھے۔ اپنے زمانے میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے۔
صوفیوں کے لیے ملک کے راستوں میں بجدوں معرفت خداوندی اور تعماں کی انتہا پر
پہنچنے میں جوان کو علو علم اور کمال تحریر حاصل تھا اسپری یہ مکتوپات شاہ بہ اور دلیل

دوش ہیں اتنا عمدت اور ترک بردست پر جریئس تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور
مرزا منظر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہما جیسے حضرات کا ان کے مسلسلہ طریقہ میں داخل ہونا
ان کی قدر و منزلت علم کرنے کے لئے کامی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے زانہ میں اہمیت دا بھروسہ
کے امام تھے۔ ظاہر دبائلن میں ان کا طریقہ عالمیہ کتاب دست پر بنی ہے اور جو چیز
ان دونوں حکم اصول کے خلاف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت د قبول کی
مشروں پر پوچھنے کے لئے یہ کتو بات اصول غلطیہ ہیں۔ طالب صادرات اور سالک
داغب کو کسی وقت کتو بات کے مطالعہ سے لے نیازی حاصل نہیں۔

بعد دالف ثانی کے کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ سب
کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے خلاف نہوا بلکہ
اکثر کی تو شریعت مولد ہے اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان سے راکت ہے۔
اویسا درگرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء، علیمین اسلام کی جماعت میں
اللعنزم نبیوں کا مرتبہ۔

(ذاب صاحب مرحوم کی یہ دونوں عبارتیں بھی حضرت غوثی مددی حسن صاحب
شاہ بھانپوری کے مقالہ سے اخذ ہیں۔ — مرتب)

حضرت مجدد الف ثانیؒ

لُورپ کی نظریہں

[مجد دہبر ۱۳۵۶ھ] میں اس عنوان کے تحت چند سطیریں مولانا عبد الماجد حب
دیا بادی (مدیر صدق لکھنؤ) کی بھی شائع ہوئی تھیں وہ بھی ہیں پڑھ لی جائیں۔
لورپ کی نظریہ حضرت مجددؒ کی اصل حیثیت سنئے دین کی ہے ڈاکٹر آرنولد کی کتاب
پڑھنگ آف اسلام میں ہے۔

شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ
احمد مجدد نامی تھے جو شیعی عقائد کی ترویید میں خاص طور پر مشہور تھے۔
شیعوں کو اس وقت دوبار میں دروخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانہ
سے انھیں قید کرایا۔ دو برس وہ قید میں رہتے اور اس مدت میں
انھوں نے اپنے رفقاء زندگی میں سے سیکڑوں بُت پرستوں کو
حلقة بگوش بنالیا۔ (صفہ ۲ طبع ثالث)

اسی طرح انسانیکلو پیڈ یا آن بیچن اینڈ انیمکس (ذہب و خلاتیات
کی دائرۃ المعارف) میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہے۔

ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم ہجن کا نام شیخ احمد مجدد
تھا جو نما حق قید کر دیے گئے تھے ان کے متعلق روایت ہے کہ انھوں
نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کوئی سو بُت پرستوں کو مسلمان بنالیا۔

(جلدہ صفت)

باسمہ سبحانہ

منکر خلفاء مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ اللہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سا اور انہ کے بزندادہ پہاں بھرم قافلہ را
ہم شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ نہ روپہ از حیلہ حیاں گبیلہ این سلسلہ را

(مولانا جائی)

از جانب لذت النیم احمد صاحب فریدی فاروقی امر وہی

اداہ الفرقان نے جو وقت مجدد الف ثانی نہ بزرگانے کی تجویز طے کی اور بیاراہ
عزم کے درجے میں آیا اس وقت حسن اتفاق سے یہ برلنی آجھا تھا اور اس نمبر
کی تیاری تک سیرا قیام دفتر الفرقان ہی میں مہا۔ مدیر الفرقان مظہل العالی نے
محکوم بھی اس "بزم مسعود" میں شرکت کی دعوت دی ۔۔۔ اہل اشتادور
خاکہ حضرت امام ربانی عارف باللہ کا تذکرہ یقیناً بڑی سعادت ہے میں نے
اس موقع کو غیرت سمجھا اور سلسلہ تعییل حکم غور کرنے لگا کہ حضرت مددوح کے
کس شعبہ حیات پر لکھوں۔ دل یعنی یا کہ براہ راست حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے متعلق
تو دیگر حضرات اہل قلم روشنی ڈالیں گے ہیں میں آپ کے خلفاء تے با منفا کا
کچھ تذکرہ پرہ قلم کر دیں کہ بالواسطہ وہ بھی حضرت ہی کا تذکرہ ہے،

جس طرح پہل سے درخت پہچانا ماجاتا ہے اسی طرح خاگرد سے اتنا ذ
اوہ مریسے شیخ کے حالات و کمالات کا صحیح سیم جو اندازہ ہو جاتا ہے، بالفاظ دوسر
خاگرد دمربیان پنچا دوپری کے آئینے ہوتے ہیں جن میں انکے خط و خال مان صٹ

نظر آ جاتے ہیں، اسی م Howell پر قرآن مجید نے حضرت خاتم الانبیاء، صلی اللہ علیہ وسلم کی
osalat و صداقت کے ثبوت ہیں آپ کے تلامذہ و مترشدین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم گھیون کے احوال و اعمال کو بھی بطور شاہد کے پیش کیا ہے،

محمد رسول اللہ والذین معهَا شدَّا عَلیِ الْكُفَّارِ حَمَاءَ بِسْنَهُم
تَرَاهُمْ رُكَعًا سَجَدًا يَتَغَوَّنُونَ نَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرَضْوَانَ أَسْيَاهُمْ فِي

دِجَوَهُمْ مِنْ أَثْرَ السَّجُودِ (الآیة)

بہر حال دل نے یہی فیصلہ یا کہ حضرت شیخ سرہندیؒ کے خلفاء کے متعلق
کچھ لکھوں تاکہ تعلیم و تربیت اور قوت تاثیر کی راہ سے بھی حضرت شیخؒ کے کمال کا
کچھ اندازہ ہو سکے، اور حقیقت واضح ہو جائے کہ جس انسان کے ذریعہ اتنے نقوص
کے اندازیاں عمل کی اتنی جگلگاہ ہیں اور ذر عرفان کی ایسی چمک پیدا ہو گئی وہ
خود کس قدر پر زور دبا کمال ہو گا۔

جو کچھ بھی صرف ایکتا بجلائی "ضمون کھنا تھا اور صفات محدود دیئے گئے"
تھے اور پھر حضرت کے تمام خلفاء اشہورین کے متعلق کچھ کچھ لکھنا ضروری تھا،
اس لئے اختصار میرے لئے باگزیر تھا۔ درست خلفاء بجدید ہیں سے ہر ایک کے
متعلق ایک مستقل کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

میرے ضمون کا ازیادہ حصہ "ذی المقامات" سے اخذ ہے کیس کیس دوسری
کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے اور وہاں حوالہ دے دیا گیا ہے۔

خواجہ محمد صادقؒ:- آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے بڑے صاحزوادے
ہیں تسلیم ہیں آپ کی ولادت بسا عادت ہوئی پچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے مدد
و مغلک کے آثار نمایاں تھے، مہ

بالائے سر شیخ زبر شندیؒ سے تافت ستارہ بلندی

آپ کے جدا بجد حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے آپ کو اپنی تعلیم و تربیت میں رکھا حضرت بجد صاحب فرماتے ہیں کہ ہیرے والد فرا یا کرتے تھے کہ تمہارا یہ لذکار مجھ سے خائن و معارف کی ایسی ایسی عجیب بائیں دریافت کرتا ہے کہ ان کا جواب شکل سے بن پڑتا ہے جب حضرت شیخؒ میں حضرت خواجہ محمد باتی بالند کی خدمت میں پہنچ تو یہ صاحبزادے بھی ہمراہ تھے، اور یہ بھی حضرت خواجہؒ کی نظر قبولیت میں آکر ذکر، مرافقہ اور جذبہ و نسبت سے مشرف ہو گئے آپ کو باوجود صغرنی کے دو کمالات نصیب ہوئے کہ حضرت خواجہؒ آپ کو دیرینہ سال ساکلوں کے مقابلے میں پیش فراتے تھے، اور اس وقت علوم ہوتا تھا کہ یہ سہفت سالہ بچہ جس نے تھوڑے ہی عرصہ سے راہ سلوک میں قدم رکھا ہے بہت آگے نکل چکا ہے۔ اتنی سی سال میں شفران کا عدد رجہ غلبہ تھا حتیٰ کہ حضرت خواجہؒ نے تکفین کی غرض سے آپ کو بازار کا کھانا مکھلایا تاکہ اس کے اثر سے بہ زیادتی رفع ہو جنا پھر حضرت بجد صاحبؒ ایک مکتب میں خبر فرماتے ہیں۔

(”خواجہ محمد صادق“) آٹھ سال کی عمر میں اس قدر مغلوب حال ہو گئے تھے کہ

ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ یہ یقینیت زائل کرنے کے لئے بازار کا کھانا

جو کہ شکوہ و شنبہ ہوتا ہے دیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ ”جن قد مجھ کو محمد صادق۔ سے بھت ہے اور کسی سے نہیں اور انہیں بھی جتنی مجھ سے بھت ہے کسی سے نہیں“

اسی سرہیں کشف قبور کا یہ عالم تھا کہ حضرت خواجہ ان کے کشف پر اعتماد فراتے تھے اور ان کو مقبروں میں اپنے ساتھ لیجاتے تھے۔

حضرت خواجہ نے جس جماعت کو تربیت بالطفی کے لئے حضرت بجدؒ کے سپرد فرا یا تھا، اس میں یہ خود وہ زادہ بھی تھے اور تمام جماعت میں بہتر تھے، بعد اپنے والد بجاد کے نیض تربیت سے مرتبہ کمال و کمال کو پہنچے اور الولد سرکار بیہ کے پورے پورے معدائق ثابت ہوئے، سب سے زیادہ تجھب انگریزی چیز ہے کہ مفرنی سے ہی اس غلبہ کے باوجود دینی

تعلیم سے بھی فرازفت حاصل کی اور علوم تقلیلیہ و عقلیلیہ میں ماہر ہوئے، بعد حصول علم، تعلیم و تدریس میں بھی مشغول رہے۔

انوس کے عزیز بھت کم پانچینی ۲۷ سال کی عمر میں عالم فانی سے طلت فرائگئے، ان کی وفات کے بعد حضرت ایک کتب میں ارتقام فرمائے ہیں۔

”فرزند مرحوم (خواجہ محمد صادق) اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی اور حمت تھے،

چوبیس سال کی عمر میں وہ کچھ پایا کہ بہت کم لوگوں نے پایا ہو گا علوم تقلیلیہ

و عقلیلیہ کے درس و تدریس کو بحد کمال پہنچا دیا تھا حتیٰ کہ اس کے خاگرد

بیخداوی و شرح مواقف اور اسی قسم کی انتہائی انتہائی کتنی بیس پڑھاتے ہیں؟“

عقل و نقل مسائل علمیہ میں آپ کی قوتہ مدار کہ کا یہ حال تھا کہ شیراز کے ایک زبردست

معقولی فاضل سے باپنے ذہن خدا فاد کا لوہا سنوا لیا تھا، فنا کے آثار اور عیش دنیا سے عدم

تعلیق کا انعام اور آپ کے چہرے سے ہوتا تھا بلکہ اس کی بیفت کا اثر درست و پر بھی پڑتا تھا۔ جناب پنج

بض روؤسا آپ کی مجلس میں پور پختے کے بعد کماکرتے تھے کہ جیسے ہی ہم اس جوان کو دیکھتے

ہیں ہمارا عمل دنیا سے سرو ہو جاتا ہے، ایک درویش کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن اپنے ایک

ہسایہ کے تعلق ماجزا وہ نہ کو کے سامنے زبان شکایت کھولی اور اپنی پڑیشانی کا انعام کی

اور کہا کہ اگر آپ ان لوگوں کو تنبیہ فرمادیں تو اچھا ہو، نہ دم زادہ نے ایک آہ سرد بھری اور

فرمایا کہ اے شخص! اگر ہم بھی دشمنی کا راستہ اختیار کریں تو ہم میں اور مالیہ دہم میں کیا فرق

ہے گا۔ ان درویش کا بیان ہے کہ یہ بات زبان بارک سے کچھ اس تاثیر کے ساتھ ادا فرمائی

کہ میں اس گزارش و شکایت پر پڑھان دنادم ہو اور ہسایوں کی طرف سے دل میں جو کینہ تھا

وہ جاتا رہا۔

حضرت نے کتباتِ شریفہ میں آپ کی مرع میں بہت سے کلمات تحریر فرمائے ہیں،
ایک جگہ اپنے تعارف کا مجموعہ ”تحریر فرمایا ہے“، ایک تمام پر ”النحو“ تھا اس جذبہ و سلوک

قراءہ یا ہے۔ کھوب ۲۴ دفتر اول میں آپ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے
— اس نفیر (خدا حضرت مجدد) نے وفات ہوئی سے جو کچھ استفادہ کیا ہے وہ جمالی ہے
اوہ میرے بڑے لڑکے خواجہ محمد صادقؒ کا استفادہ تفصیلی ہے، یوں کچھ جو کہ نفیر طالیت ہوئی
سے موسن آل فرعون (جس کا قرآن شریعت میں ذکر ہے) کی طرح مستفید ہے اور فرزند علیہ الرحمہ
ملات ہوئی سے ساروں فرعون کی امدادستینی ہے جو ایمان لے آئے تھے اور جن کا شاپہ
موسن آل فرعون کے مقابلہ میں تفصیلی تھا۔

حضرت مخدوم زادہ کا دھنال سرہنہ شریعت ہی میں بخار ضبط ایون تباریخ و رسمیۃ الاول
شنسہ ۱۰۲۵ھ برداز دوشنبہ واقع ہوا۔ ”دشنبہ نم رسمیۃ الاول شنسہ ۱۰۲۵ھ“ ان الفاظ سے بھی
تباریخ و ذات بخشنی آتی ہے۔

خواجہ محمد سعیدؒ:- آپ مولہ شعبان شنسہ ۱۰۲۵ھ میں ییدا ہوئے آپ بھی اپنے بڑے بھائی
کی طرح بچپن ہی سے صلاح و تقویٰ کا پیکر تھے خود حضرت فرمایا کرتے تھے کہ محمد سعید چار پانچ
سال کے تھے کہ بیمار ہوئے غلبہ ضعف کے حامل میں ان سے دریافت کیا کہ بیبا کیا جاہنے ہو؟
بے اختیار جواب دیا حضرت خواجہ (محمد باقی باشد) کو چاہتا ہوں۔ میں تھے ان کے یہ کلمات حضرت
خواجہؒ کو لکھتے تھے حضرت قدس سرہ نے جواب دیا کہ تمہارے محمد سعید نے ہماری نسبت ٹائمبل طور
پر اچک لی حضرت خواجہؒ نے حضرتؒ کے صاحبزادوں کے متعلق اپنے ایک مرید کو یہ کلمات
تحریر فرمائے ہیں۔

فرزندان ایشاں کے اطفاں اندازہ ان کے حضرت یحید الدف تانیؒ کے تمام فرزند
الثی انداستعداد میں مجب و ارنہ بامحلہ شجرہ اللہ تعالیٰ کے اسرائیلیوں اور محبیب استعداد رکھنے ہیں
طیبہ انه اشتبھا اللہ نباتا تھنا۔ مخفیر کہ شجرہ طیبہ ہیں اللہ تعالیٰ پرہان چڑھائے۔
آپ جب سن تیز کو پونے علم طاہری کی تفصیل میں مشغول ہو گئے کچھ تعلیم اپنے والد
بزرگوار سے کچھ اپنے بڑے بھائی سے اور کچھ شمع طاہری ہوئی سے حاصل کی حتیٰ کہ تمام علوم

عقلیہ نقیبیہ میں حمارت تامہ حاصل کر لی اور تعلیم علم کے زمانے میں ہی حضرتؐ کی توجہ سو طائفہ علیہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرفت ہوئے، اس سال کی ہر سے درس دینا مشروع کیا اور مسقول و مغقول کی شکل شکل کتابیں پوری قابلیت سے پڑھائیں اور بعض کتب ہوں پڑھائے بھی کہ انہیں میں سے تلقینات مکملۃ المصالح بھی ہے، نفع میں اپنا نظر نہیں رکھتے تھے، اور شکل سے شکل سائل کا سمولی وجہ سے حل فرماتے تھے، ایک مرقد پر بمسجدہ سعیت کے جواز و عدم جواز پر مناظرہ پھر اس سانظرہ میں ایک طرف اس زمانہ کے بہت سے مولوی صاحبان تھے اور دوسری طرف آپ اور آپ کے چوٹے بھائی خواجہ محمد مصوم و دنوں بھائیوں نے اپنی قوت علیہ کے وہ جو ہر دکھلائے کہ اہل علم متعدد حاضرین مجلس ششدار رہ گئے، صاحب زبدۃ القوامات فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرتؐ نے مجھ سے ارشاد فرا پاک جب محمد صادق علیہ الرحمۃ کا انتقال ہو گیا تو مجھے رنج تھا کہ ایسا جامع ظاہر و بالمن فرزند جدا ہو گیا۔

الحمد لله رب العالمين اپنے کرم سے یہ دنوں بھائی اپنے بڑے بھائی کے قائم مقام کردیے ہیں دنوں بھائیوں پر حضرتؐ کی خاص نظر عنایت تھی اور حق تعالیٰ نے ان کو نسبتہماں بلند اور احوال ارجمند سے فائز کیا اور یہ دنوں حضرت کے علوم و معارف کے حامل اور اسرار و رموز کے وارث تھے۔ صاحب زبدۃ القوامات لکھتے ہیں کہ ایک سفر میں یہ دنوں مخدوم زادے حضرت کے ساتھ تھیں تھے اور کسی ضرورت سے سرہنہ میں رہ گئے تھے۔ میں حضرت کے ساتھ تھا، میں دیکھتا تھا کہ جب کوئی معرفت، حضرت کے تلب پر مادر ہوئی تھی اس وقت حضرت دنوں فرزندوں کو بشویں تمام یاد فرماتے تھے،

آپ کی وفات، بر جمادی الآخریہ نسلہ حمیم میں ہوئی مزار بارک سرہنہ میا ہے۔

عروة الوثقی خواجہ محمد مصوم۔ آپ حضرت کے فرزند ثالث ہیں آپ کی ولادت

لے ان تین ماجزاوں کے علاوہ حضرت کے چار ماجزاوے شیخ محمد فخر، شیخ محمد عیشی، شیخ محمد اشرف دیوبندی (کلمہ مسحور)

بساحدت، ارشوال شاہ مجیس ہوئی اسی سال حضرتؐ کو حضرت خواجہ محمد باقی باشد کی خدمت میں پھر پچھے کا شرف حاصل ہوا، جنا پچھہ فرمایا کرتے تھے کہ "محمد عصوم کی ولادت ہمارے لئے بہت بارک ثابت ہوئی کہ اس کی ولادت کے چند میسونے بعد حضرت خواجہؓ کی محبت کا شرف حاصل ہوا اور وہ اس جو کچھ دیکھا وہ دیکھا۔ حضرتؐ نے ایک مقام پر آپ کو محمدی المشرب تحریر فرمایا ہے اور ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں:-

از فرد نبوی مخدوم چہ نویسید کہ وے اپنے فرزند مخدوم عصوم کے متعلق کیا لکھوں وہ تو بالذات قابل ایں دولت امت یعنی ولایت بالذات اس دولت یعنی ولایت خاصہ محمد علی صاحبها خاصہ محمدیہ علی صاحبها الصلة و التحیہ کی استعداد اور رکھتے ہیں۔ الصلة و التحیہ کی استعداد اور رکھتے ہیں۔

استعداد کی بلندی بچین ہی سے آشکارا ہو جلی سقی۔

خد حضرتؐ نے بچین میں ان کی اس استعداد کا ذکر فرمایا کہ ارشاد فرمایا کہ "اس راستے میں فیضان الہی کے لحاظ سے بوڑھے، جوان، ہور میں ہادر بچے سادی ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ، من بشاء اللہ ذو الفضل العظیم"

اسی استعداد کی وجہ سے حضرت کی نظر عنایت خاص طور پر ان کی شامل حال دہتی تھی، اور آپ نہ کر کیا لات کے منتظر تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ علم مبداء حال ہے اس لئے اس کے حاصل کئے بغیر چاہدہ نہیں اسی وجہ سے علم عقول و مقول کو حاصل کرنے کی تاکید اور کتب دقتیہ علیہ کا صفحہ صفحہ اور درق درق پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

بابا زید از تحصیل این علوم فارغ شوید کاما بیان علوم کی تحصیل سے جلد فارغ ہو جاؤ ہم کو باشما کارہائے غلطیم است۔ تم سے بُٹے بُٹے کام لینے ہیں۔

دگدشتہ صفوہ (الحقیقہ)، اور شاہ محمد بھی ڈا۔ تھے جنیں ال لذکر دو بچین میں اور حمد اشرف حالت شرخوارگی میں فوت بر گئے، اور آن لذکر شاہ محمد بھی، حضرتؐ کی ادنات کے وقت کم سن تھے اس لئے خلفاء کے ذمکرہ میں تین ہی ماجرا دیکھنے کیا گیا ہے۔ صاحبزادوں کے علاوہ حضرتؐ کی تین صاحبزادیاں تھیں ۱۷

چنانچہ وجہ مبارک کے اثر سے آپ بھی اپنے ٹبرے بھائیوں کی طرح ۲۰ سال کی
میری تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے اگرچہ تعلیم کے زمانے میں بھی باطن کی طرف وجہ رکھتے تھے
لیکن فراغت تعلیم کے بعد ہبہ تن اور صرفی متوجہ ہو گئے۔ ایک دفعہ حضرت نے آپ کو ایک
خاب کی تعبیر کے سلسلے میں یہ بشارت دی۔

تو قطب وقت میشوی ادیں عنن ما از من تم اپنے وقت کے قطب ہو گے اور یہ میری
یادوار بات یاد رکھو۔

صاحب رقب المقامات فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت کو زبان مبارک سے یہ فرماتے
شناہے۔

انتباہ مخصوص مثبتہ کے مارا یوئا فیوئا بعثہ۔ مخصوص کا ہماری نسبتوں کو یوئا فیوئا انتباہ کرنا
شرح و قایہ می ماند و حفظ تعلیم و قایہ از جد ایسا ہے جیسا کہ صاحب و قایہ کا اپنے دادا سے
تعلیم و قایہ کا حفظ کرنا راجیسا کہ کتاب مذکور کے
جندگی کا درج۔

دیباچے سے واضح ہے)

آپ کو اپنے پدر بزرگوار کے اسرار و معارف سے بہت دیا ہے آگاہی حاصل کی تھی آپ
کے ان مکاتیب کے طالبوں سے جو آپنے وقتاً فوقتاً حضرت کی خدمت میں ارسال کئے ہیں۔
آپ کے کلامات کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔

و زیج الادل^۹ میں جو آپ نے وصال فرمایا، مزار مبارک سرہنہ ہی میں ہے۔
حضرت مرا نہر جان جانا^{۱۰} کا سلسلہ وہ واسطوں سے آپ تک پہنچتا ہے اور آج کرہ
اویسی پر بنے والے لاکھوں نفوس نقطہ آپ کے واسطے سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام سے
نیعنی باطن حاصل کر رہے ہیں، ویکھر خلق اور کے مستقین میں کا تو شمار ہی کون کر سکتا ہے۔

میر محمد نعماں کشی^{۱۱}۔ آپ کے والد کا اسم مبارک سید شمس الدین تھی تھا، میر
بندگ کے نام سے مشہور تھے اور مٹا ہیر بخشان و مادر النہر میں شہادت کئے جاتے تھے۔ جنزوں کی
برگز

بیں پر طولی رکھتے تھے۔ مولود سکن اور مدفن کشم ہے (جو کہ بدخشاں کے معافات میں سے ہے) —
— ۲۹۔ مجھ میں وفات پائی۔

میر بندگ کے والدہ ماجد امیر جلال الدین اور ان کے والدہ سید عبد الدین بھی صاحب
صلاح و تقویٰ بندگ اور مشهور و معروف عالم تھے۔ میر محمد نعماںؒ کی ولادت باسعادت سر قند
کے اندر کشہ بھی میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والدہ حضرت امام حفظہ ابوحنیفہ
نعمان بن ثابتؒ کو خواب میں دیکھا کہ فرار ہے ہیں کہ بتارے ایک فرزند سعادت مند پیدا
ہو گا، اس کا نام ہمارے نام پر نعماںؒ رکنا۔ چنانچہ آپ کا یہی نام رکھا گی، آپ میں بھی ہی
سے درویشی کے آنوار نایاں تھے۔ نقراء و شاعر کی خدمت میں جاگران کے ملاقات سے
ہٹکا ہی حاصل کرتے تھے، آغاز شباب میں عارف آنکھا امیر عبد اللہ طمیع شقیعہ کے پاس بیٹھ
پڑھنے، بعدہ بندوستان تشریف لائے، اور بیان پر بھی دفتر شوق میں بعض درویشوں سے
ادھار کی تعلیم حاصل کی حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد باقی باالله نقشبندیؒ کی خدمت میں دہلی آئئے
اور ان کے اعلان بے پایاں کو دیکھ کر طریقہ نقشبندیہ میں منسلک اور اس نعمت سے مشرف
ہوئے تا اپ کے ہمراہ فرزند مدل اور رشتہ داروں کی ایک کثیر تعداد تھی اور ان کے ساتھ فقر و
فاقد میں بس رکرتے تھے اور بانیہمہ حصول دولت سرمدی کی امید میں خوش ول اور مسروبہ نہیں
تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص اپر نے حضرت خواجہ صادقؒ سے عرض کیا کہ حضور کی خانقاہ کے
فقراں نگی سے بس رکرتے ہیں اگر حکم ہوتا ہے ایک درویش کا یوں یہ مقرر کر کے سعادت انداز
ہونے کا شرف حاصل کروں، حضرت خواجہؒ نے اپنے چند مریدوں کے نام اسی کار خیر کے
لئے بخوبی فرمائے، ایک شخص نے عرض کیا کہ میر محمد نعماں بھی مدرس اور کشیر العیال ہیں۔ ان کا
بھی یوں یہ مقرر ہو جائے حضرت خواجہؒ ان کے لئے راضی نہو ہے اور فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے
جزء بدن ہیں، ہم اپنے جزو بدن کو اس چیز سے مستثنی کرئے ہیں، میر صاحب نے یہ بات
ٹھنی تو باوجود دنیا میں بتلا ہونے کے ان پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور بہت سی

امیدیں زندہ ہو گئیں،

میر صادق کو حضرت خواجہ صاحبؒ کے مرض الموت میں ایک رات خدمت گاری کا پورا موقع طاس رات حضرت خواجہ نے ان پر ایک نظر ڈالی اس نگاہ خاص کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد جو کام بھی آپ کرتے تھے اس کے متعلق یہ سوچتے تھے کہ آیا اس میں رضاۓ خداوندی ہے یا نہیں؟ حتیٰ کہ قدم بھی اٹھاتے تو دل میں کہتے تھے کہ یہ قدم حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تھا یا نہیں؟

حضرت خواجہ نے جب حضرت بجد الدفن ثانیؒ کو بیعت و ارشاد کی اجازت دی اور اپنی حیات ہی میں اپنے تمام اصحاب کو آپ کے سپرد کیا اور ان سب کی تربیت کا آپ کو تکلف بنایا اس وقت اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے سامنے ہماری تعظیم نہ کیا کرو بلکہ توجہ بھی ہماری جانب نہ کرو، چنانچہ میر محمد نمان سے بھی فرمایا کہ ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھنا انہوں نے ادب سے عرض کیا کہ ہمارا قبلہ توجہ تھا ضور ہی کی درگاہ بے بزرگ وہ بھی بول گے اس سے انکار نہیں۔ — حضرت خواجہ نے یہ مُناوِختہ ہو کر فرمایا:-

سیال شیخ احمد آنتابے انڈکشل اہزاں وال سیال شیخ احمد ایک ایسے آنتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارگاں دریمن ایشان گم است ماذ کمل۔ ہزاروں ستادے ان کے اندر گم ہیں اولیاً اور مقدمین خال خال شل ایشان گوشہ۔ مقدمین دھالیں میں سے بہت کم ان جیسے گزرسے ہوں گے۔
باشند۔

اس کے بعد میر صادق نے اپنا اتفاقہ درست کیا اور نیاز مندی کے ساتھ حضرت نبیؐ کی خدمت میں پورپنے اور عنایت کے طلب ہوئے، حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ہمارے ہی ہو لیکن کچھ دلوں ہمارے پیر و مرشد کی خدمت ہیں اور ہو، حضرت خواجہؒ کے انتقال کے بعد جب حضرتؐ دہلی تشریف لائے تو میر صادق نے آپ کی خدمت میں ایک عرفیہ لکھا جس میں اپنی شکست دلی بے نسبی اور بے مستعدادی کا ذکر تھا۔ اس میں کمی لکھا تھا کہ میر پا س

آپ کے حضور میں بجز اس کے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے کہ میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں۔ حضرت پر اس عرض کے مطابع سے وقت طاری ہوئی اور فرمایا کہ میرا گھر راؤ نہیں۔ — الغرض میر موصوف کو اپنے حلقة ارادت میں شامل کر کے سرہنہ لے گئے اور یہ سالہ اسال حضرت کے استانے پر مقیم رہے اور مقامات حالیہ سے سرفراز ہوئے ایک دفعہ حضرت کو ضعف عارض ہوا، اس خیال سے کہ شاید مرض مرض الموت ہو آپ نے امان خواجگان نقشبند یکسی اہل کے سپرد کرنی چاہی اور قصہ کیا کہ اس نسبت عالیہ کو کسی نخلص کے قلب میں القا فرائیں اس وقت اس با کا تخلی سوائے اپنے بڑے صاحبزادے شیخ محمد صادق علیہ الرحمہ اور میر محمد نعمانؒ کے کسی کو نہیں پایا تھا۔

حضرت نے میر صاحب کو اجازت نامہ مرمت فرما کر طلبائے معرفت کی پذیریت کے لئے برہان پور رعائی فرمایا، میر صاحب دو دفعہ شہر برہان پور سے بعض وجہ کی بنابر چلے چلے گئے، حضرت نے تیسرا مرتبہ پھر برہان پور ہی کے لئے ماوراء فرمایا اس دفعہ جب آپ برہان پور تشریف ہئے تو رنگ ہی دوسرانظر آیا، آپ کی مجلس میں عجیب یقینیات کا ظہور ہوا اگر تھی جماعت نے دور سے بھی آپ کی مجالس کا نظائرہ کر لیا تو اس پر حذب و بیعت طاری ہو گیا اور ہر ہر فرد مرغ بیبل کی طرح خاک پر تلاپنے لگا۔ المخصر رع

در میان شہر در ہر گوئی نوغانے اوس مت

کا سال بندھ گیا، بہت سے لوگ داخل سلسلہ عالیہ ہوئے اور کتنے ہی بدکار اشخاص صلاح و تقویٰ کے لباس سے آ رہتے ہیں۔ صاحب زبدۃ المقامت مولانا محمد راشم رکشی نے آپ ہی کی پذیریت سے حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ نے اگرچہ علوم ظاہر کی تفصیل کم کی تھی لیکن اور اک خاتون صوفیہ خصوصاً حضور کے علوم و معارف سمجھنے کی اپنے اندر خاص اہلیت رکھتے تھے، خود حضرت نے آپ کے فہم خداداد کی تعریف فرمائی ہے، مکتوبات شریف میں بہت سے مکاتیب آپ کے نام میں ایک کتاب

کا خلاصہ رجس میں سلسلہ نقشبندیہ کی تصوریات بیان فرمائی ہیں اب ذیل ہے۔
انہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ اس تے ہم کو صحیح القیۃ
موافق سلک ہل لہست و ابھاۃ بناؤ کر طریقہ نقشبندیہ میں منسلک فرمایا.....

کمالات بخوبی بطریقہ تبعیت و دعا شت اس طریقہ میں مامل ہوتے ہیں اس سلسلے کے
نمٹی کمالات خاصہ حاصل کرتے ہیں اور بعد یوں و متبر سطون کے متعلق بھی نمٹیوں کی بعثت کے
باعث "المرء مع من احباب" کی پیشارت کے موافق ایسی ہی امیدیں ہیں۔

بنیضیب ذمہ ارادہ شخص ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر اس کی رحمایت ذکر کے اور
بدعات کو اس طریقہ میں ایجاد کرتے اور اپنی خوابوں اور احوال پر اعتماد کر کے اس طریقہ
کے خلاف قدم اٹھاتے اس صورت میں (اگر وہ فیضیاب نہ ہو تو) طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا کیا
تصور ہے۔

آپ کی وفات ۱۸ صفر ۱۵۷۵ھ مرحوم ہوئی، در حمد اللہ علیہ۔

مولانا محمد ہاشم کشمیؒ آپ کشم کے رہنے والے تھے، آپ کے آباء اجداد چونکہ سلسلہ کبریٰ یہ
سے منسلک تھے اس لئے ایام طفویت میں آپ کو اس خانزادے کے خلفاء کی خدمت میں
پہنچنے کا اتفاق ہوا لیکن فطری مابدلت کی وجہ سے غیر معلوم طور پر سلسلہ نقشبندیہ سے
ولی لگاد تھا، مگر اس سلسلہ کے کسی مرشد ورہبر کی تعین نہیں کر سکتے تھے اسی کناکش کے
نامے میں ہندستان آئے یہاں پر شائع قدم کے حالات بعیبہ و نظرفات عزیبہ کا ایک بھل
میں تذکرہ من کے دل میں کئے لگئے (اوہ شاید زبان سے سبھی فرمایا) کہ یہ حقیقت شناس گروہ
ایام گذشتہ ہی میں ہوتا ہو گا موجودہ صورت حال کے لحاظ سے خزانہ ایام یا قوان جواہر
سے خالی ہے با ایسا ہو کہ حقیقت میں ایسے بندگ موجود ہیں لیکن ہمارے دیدہ اور اک کی
کوتاہی کی وجہ سے نظرؤں سے ادھیل ہیں۔

خاطر خوب بعید اہل دل اگل ناند یا پسر عقبا زال مرد صاحب ناند
 اس واقعہ کے نتیجے ہی دن بعد ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک
 صاحبِ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ لے جا کر ایک بزرگ کے سامنے پیش کر دیا
 وہ بزرگ مکان کے چبوترے پر عالمِ مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیش
 ہوتے ہیں، پنا سر اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحيم اذا جاءه نصر اللہ
 والفتح (آذن سورۃ کم) آپ اس سورۃ کو پڑھتے جاتے اور زار و قطار روئے جاتے تھے ہنکہ
 کھلی تو سوہنہ کے مضمون پر یور کر کے یقین کی دنیا جگکا اٹھی۔ اور منزلِ مقصود نظر آنے
 لگی۔ اس خواب کو ایک ہمینہ بھی نگزرا تھا کہ آپ شہرِ ماپنہ آئے اور حضرت میر محمد غفاران[ؒ]
 خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں پوچھے اور ان سے ذکرِ مراقبہ کی تعلیم حاصل کی
 دربار غفارانؒ میں اُن صاحبِ تشریف لائے جن کی دعا طلب سے خواب میں یہاں
 رسائی ہوئی تھی غرضیکہ اس روپا کے صادقہ کی تعمیر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا یہ بک
 برہا پور رہے اور اس وقت سے یک حضرت کے وصال (۱۹۰۷ء) تک تقریباً دو سال سفر
 و حضرت مسیح پیغمبرؐ کے ساتھ رہے اسرار و معارف سے اور الطاف و عنایات کا موروث تھے
 رہے حضرتؐ کی زندگی ہی میں صاحبزادوں کی فرماںش پر ان فوائد و معارف کو لکھنا شروع
 کیا جن کو خلوت و جلوت میں زبان گوہر خشان سے ناتھا نیز حضرتؐ اور ان کے مرشد کامل
 کے اطوار، افوار، برکات اور خوارق عادات لکھنے کا قصد کیا، چند در حق سے زیادہ نہ لکھا پائے
 تھے کہ حضرت رنبیقؓ سے وصال ہو گئے۔

وصالِ مرشد کے بعد آپ کی وجہ اس کام کی طرف زیادہ ہوئی کبھی دل بھور کو تسلی
 دینے کے لئے اس سے بہتر اور مشغل ہی کیا ہو سکتا تھا کہ اپنے ہیر بالکل کے اقوال دا خوال
 کو لکھیں اور زری ہوئی صحبوں کو یاد کر کے قلبِ درود کو یک گونڈ تسلیم دیتے رہیں۔ وہ
 ماہی کا نشتِ محروم از فرات ازکف آبے ہے جو یہ حیات!

چنانچہ آپ نے حضرتؐ کے حالات کے علاوہ حضرتؐ کے پیر و مرشد اخلفاء اور صاحزادگان وغیرہم کے حالات کا نامیت جامع اور سند جمود کرکھا جس کا نام "برکات الحمدۃ الباقيہ" رکھا، اس کا تاریخنی نام ۔ ہو زبدۃ المقامات قرار پا یا چنانچہ یہ کتاب زبدۃ المقامات ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں "نشاط روح" کا نامیت کافی سماں موجود ہے۔ اس کتاب کے نزدیک سنداد قدیم کی بنیاد اور کوئی نہ بلوگی حضرؐ کے احوال و اقوال کو نامیت عمدگی دو خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے، بجا بالفہ سے حتی الامکان پر پیش کیا ہے اور بالاس بحد دریہ کی اسی مکمل تصادو کی پیشی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یا اناظر کتاب بعد دربار فیض آثار میں بیجا ہوا حضرتؐ کو دیکھ رہا ہے حضرتؐ کے مفہومات میں ہوا ہے اور دریائے معارف کو اپنے دام بھر رہا ہے۔ کتو بات شریف کی آخری جلد کو بھی آپ ہی نے ترتیب دیا ہے۔

خواجہ سید آدم بنوری حسینی ۔ آپ کا اصلی وطن فقیہہ مودہ تھا مگر سکونت بخور میں اختیار کر لی تھی۔ ابتدائی تعلیم سلوک حاجی حضرؐ سے پائی بعد ازاں با جازت حاجی صاحب حضرتؐ کی خدمت میں آگئے اور درجات عالیہ پر فائز ہوئے۔ آپ محض امی تھے۔ فیض روح القدس کی مدرسے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم فلماہریہ کی تعلیم بھی حاصل کی اتمام سنت و دفع بدعت آپ کا خاص شیوه تھا۔ ہزاروں طالبان خدا کو خدار سیدہ کیا، آپ کی خانقاہ میں ہزار سے زائد طلباء معرفت روزانہ جمع رہتے تھے اور ان کو نگر سے کھانا تقدیم کیا جاتا تھا آپ کے خلفاء کی تعداد ایک بہادر مریدین کی تعداد ایک لاکھ تک تلاشی جاتی

لے، ان کا ذمہ ذکرہ تذکرۃ العابدین ۱۲۵ سے ماخوذ ہے۔ تھے آپ کے خلیفہ اعظم حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی تھے جو کے خلیفہ حضرت ہولانا شاہ عبدالحسیم فاروقی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ان کے صاحزوں بے بعد وفات حضرت شادا، ولی اللہ فاروقی بھٹ دہلوی ہوئے جن کے نظائری دو باطنی نیومن نہ صون ہندوستان میں بلکہ عالمِ اسلامی پر بیطہ بھی اور اس کو اس سطح پر کما باسکتا ہے کہ صرفت شادا صاحب کے جو فیوض آنحضرت عالم میں نظر آ رہے ہیں وہ بالسلطہ حضرت بحقہ دہنہ اللہ طیبیہ کے ہمیں کہہ افاقت دیں بزم کو اڑ پر تو آں ۔ ہر کچھ نے نگری انجمنے ساختہ

ہے حج کے لئے کو مغلیہ گئے ہوتے تھے وہاں سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچنے اور ۲۲ ار
شوال ۱۴۰۵ھ کو اسی مقدس سر زمین میں انتقال فرمایا مزار مبارک جنت البقیع میں حضرت
عثمان ندوالنورین کے مزار پاک کے قریب ہے۔

شیخ طاہر لاہوریؒ حضرت کے ارادتمندوں میں آپ کا پایہ بھی نہایت بلند
ہے، مصاحب ریاضات و کرامات بزرگ تھے، علوم طاہری میں کمال حاصل تھا اور حافظ قرآن
بھی تھے، علوم عقلیہ و نقلیہ سے فرا غت حاصل کرنے کے بعد سلوک کا شوق غالب ہوا اور خبر
کے اتنا ان بارک پر پہنچنے آپ کو ایسے مرشد کی تلاش تھی جو علم و عمل میں سرو دکانات
صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تھیں ہوا اور یہ بات سب پر ہو یا انہی کی اس زمانے میں ایسی جامع
خشیست حضرت ہی کی تھی چنانچہ آپ نے سالاں اس شیخ کامل کی خدمت کی اور انکسار
اور افقار کے ساتھ حضرت کے فیض کدہ پر غیرم رہے۔ آپ حضرتؒ کے صاحزوں کی تعلیم
تمدیں کام بھی نہایت کوشش و سی بیان سے انجام دیتے تھے چنانچہ صاحزوں کے فرمادے
تھے کہ: ہم پر حضرت شیخ طاہر کے احسانات اس سے بہت زیادہ ہیں کہ شکریہ سے عمدہ
برآ ہو سکیں۔“

حضرتؒ نے ایک رفعہ اپنے چھوٹے صاحزوں شاہ محمد تکمیلؒ کے متعلق فرمایا کہ: اسکو
شیخ طاہر کے سپرد کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بھی ان کی برکت سے اپنے بڑے بھائیوں کی طرح
عالم باعل ہو جائے۔“ لیکن چونکہ اس وقت درویشی کارنگ غالب اور طاہری علم مغلوب
ہو چلا ہو گا اس لئے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ: اب شیخ طاہر کا وہ دماغ کماں رہا۔“
جو پسلے تھا، باوجود جدید عالم ہونے کے آداب شیخ کا انتہائی لحاظ تھا اور حضرتؒ کی اس قدر
ہمیت غالب تھی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے ایک دن حضرتؒ نے آپ کو امامت کا حکم
فرمایا فوراً رنگ زرد پڑ گیا اور لرزہ برلنام ہو گئے اور رعب کی وجہ سے حافظ قرآن اور عالم
کامل ہوتے ہوئے قرآنگلے میں اُنکرک بُک جاتی تھی۔ اسی ادب و انکسار اور شیخؒ کی نظر کیا اُ

نے آپ کو انتہائی نقطہ کمال پر پہنچا دیا تھا۔ بالآخر حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمکر بلده لامور کے طالبان عرفت کی رہنمائی کے لئے لاہور روانہ فرمایا اور طریقہ قادریہ میں بھی اجازت مرحمت فرمائی، آپ نے وہاں پہنچ کر طالبان حق کی تربیت فرمائی اور اپنے برکات و انصافات سے خلوق خدا کو بہرہ دیا، خدا ایک مکتب میں حضرت کو لکھتے ہیں۔

میں چلتے وقت سخت متعدد تھا کہ شیخ کمال کو چودڑ کر کہاں جا رہا ہوں لیکن نصیب سے کوئی شخص کہتا تھا کہ جلا جل حتیٰ کہ شان کشاں لاہور آگی اور ایک سجد کے گوشہ میں حیران و پریشان بیٹھے گیا۔ ناگاہ حضرت خواجہ بزرگ رحمت کی روحانیت جلوہ گر ہوئی اور اس نے اس کام پر ثابت قدم رکھ دیا۔ اسی درمیان میں ایک جوان بلند استعداد آیا اس کو تعلیم باطن دیے اور اسی اثر نظر ہر بیوی اک اس کے تمام بدن میں نسبت سرایت کر گئی اور وہ سر اپا اسگاہ و عارف ہو گیا، اسی طرح دوسرے طالبوں کو بھی جمعیت نصیب ہوئی۔

حضور نے مقامات کے بارے میں خصوصی مقام یہ نہیں کہ صدیں رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے کتب میں بوجوچہ لکھا ہے اس کو بعض حاسدوں نے درمیان میں لانا شرعاً کردیا اور اس میں اپنی طرف سے جھوٹی بھی باتیں لٹا کر کر دہ پروپگنڈا کیا اور طصنہ زدنی کرنے لگے مولانا احمد اس مکتب کو علامتہ الانعام مولانا عبد السلام کے پاس لے گئے انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور فرمایا کہ اس کے مضمون میں تو کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا اور سائنسہ ہی سائنس حسنطن کا بھی انہمار کیا۔ تب کہیں حاسدوں کی زبانیں بند ہوئیں ۔

آپ برابر اپنے پیر و مرشد کو اپنے احوال دمکاشفات سے مطلع کرتے رہتے تھے، جبکہ ارشاد و سیع تر ہوتا چلا جاتا تھا اور خلق خدا کثرت سے متوجہ ہو رہی تھی کہ ناگاہ اسی گرمی پدائی کے زمانے میں شیخ نے بربانے اُنکاری و آزاد منزاجی ایسا شیوه اختیار کر لیا جس سے رجوع خلق میں فرق آتے، جب حضرتؐ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کے نام ایک مکتب لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:-

”خداوند کریم نے تم کو منصب حیل عطا فرمایا ہے لہذا اس کا شکر یہ ادا کرو،“
اور اس بات کا خیال رکھو کہ تم سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جو باعث
نفرت خلق ہو جلن کو تنفس کرنا فرقہ ماقیہ کا شیوه ہے، دعوت و ارشاد سے
اس کو کوئی تعلق نہیں ہے شیخست کے رتبہ پر پہنچ کر ملامت کی آزاد کرتے ہو
یہ صرف حظیم ہے — مریدوں کے ساتھ زیادہ خلط ملطانہ رکھا کرو کہ اس میں
ہمکا پہنچا جاتا ہے اور یہ چیز بھی افادہ و استفادہ کے منافی ہے۔
حدود و شریعہ کی محافظت کرو جہاں تک ہو سکے خصت پر عمل کرنے کی تجویز
نہ کرو کہ یہ اس سلسلہ کے اصول کے منافی نیز اتباع ملت کے دعوے
کے خلاف ہے؟“

یہی بذایت نامہ آپ کے لئے کافی ہوا اور اس کے جواب میں آپ نے لکھا۔ ”اب
میرے ساتھ سوائے شروعیت ملت کے اور کچھ نہیں ہے؟“

بھروسہ آپ نے شروع و اتباع، اور فقر و قیامت میں اپنی نظر قائم کر دی تھی اہل
دنیا کی داد دہش کو قبول نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنے قوت بازمی سے حلال روزی بھم پہنچاتے
تھے البتہ کوئی دین دا شخص اگر ہدیہ کوئی چیز پیش کرنا تھا تو اسے قبول فرمایا کرتے تھے۔
ہر سال چند بار پیادہ پارویشوں کی جماعت کے ساتھ بے زاد و ذو شہ لاہور سے
سر پہنڈا یا کرتے اور چند روز کو چھٹے سرفت میں مکر خصت ہو جاتے تھے۔ آپ نے مرحوم
شمس الدین سعید کو بروز پہنچنے والے مزار بارک لاہور میں ہے۔

شمس الدین سعید کو بروز پہنچنے والے مزار بارک لاہور میں ہے۔ آپ شروع میں حضرت کے پاس تو پڑھ
تھے کہ پڑھتے تھے لیکن دو دیشوں سے عقیدت نہ تھی بلکہ حالت یہ تھی کہ نماز تک کے بھی
پابند نہ تھے جس زمانہ میں آپ حضرت کے پاس پڑھتے تھے اسی زمانہ میں آپ کو ایک حسین

ذو شرود جوان سے عشق ہو گیا تھا ذہبت بائی نجار سید کہ دریان بن میں بھی آپ کو بے چینی رہتی تھی اُنکب سبن ختم ہوا وہ کب میں کوچہ محبوب میں جا کر اس کے نظاہہ سے آنکھیں ٹھہنڈی کر دیں۔

ایک دن حضرت نے آپ سے فرمایا کہ تم نماز پڑھا کر واور شرعی محابات سے بچو کیونکہ معاصی کے اذکار سے علم ظاہر سیں بھی بے برکتی ہوتی ہے انھوں نے عرض کیا کہ اس قسم کی شخصیتیں تو میں نے بہت سے لوگوں سے سنی ہیں حضرت اگر کوئی خاص ذ وجہ فرمائیں تو تایید یہی حالت کچھ سدھر کے حضرت نے خود سے ہائل کے بعد فرمایا اچاکل اسی ارادہ سے یہرے پاس آؤ اور دیکھو خدا کیتا ہے، اتفاقاً اگلے دن ان کا محبوب ذو جوان ان کے گھر آگیا، ان کا دل نچا ہا کہ ہم نہیں محبوب ترک کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں۔ دو تین دن کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے خلاف وحدہ کیا، چھا نہیں کیا، خیر اس وقت کا آنا بھی مبارک ہے جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز دادا کرو اور یہرے پاس آؤ اور انھوں نے ارشاد کی تفصیل کی، اس کے بعد آپ ان کو خلوت میں لے گئے اور ذکر قلب کی تعلیم و می اور توجہ فرمائی اس توجہ کا پڑہ ناتھا کہ قدر اس کا یاملن کی کیست و بخود ہو گئے اور اسی عالم پروردی میں نہیں پر گر پڑے، دوسروں نے انھا کہ آپ کو مکان تک پہونچایا ایک دن کے بعد آفاف ہوا، اس دن کے بعد سے تعلقات دنیا سے دل سرد ہو گیا اور اپنے آپ کو اپنے سے دور اور عالم غریب سے نزدیک دیکھنے لگے۔

شختیت باہد کارند رجا م کر دند **بچشم سمت ساقی** "دام کر دند" (عراقی)

اُن کے بعد متوں تک آتنا نہ عالیہ پر رہے اور فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتے رہے پہاٹک کہ حضرت کو ان پر کامل اعتماد ہو گیا اور تعلیم طریقت کی اجازت مرحت فرمائی بعد حصول اجازت آپ اپنے دملن والوں سے اپنے تشریف لے آئے اور طالبان سرفت کی اصلاح و تربیت میں شغول ہو گئے کچھ عرصہ بعد حضرت نے آپ کو اگر جانے کا حکم دیا۔

یہ شہزادہ حضرت ہونے کی حیثیت سے خاص مرکزیت رکھتا تھا، لیکن ابھی تک اس سلسلہ کے خلفاء سے خالی تھا۔

حضرت نے ان کو تاکید فرمادی تھی آگرہ میں پوری استقامت کے ساتھ رہنا اور ہمارے حکم کے بغیر وہاں سے نہ جانا یہ وہاں پہنچنے حق تعالیٰ نے مقبولیت عالمہ عطا فرمائی، امراء و غرباء غرض ہر طبقہ اور درجے کے لوگ آپ کے نیوض و برکات سے متعین ہوئے لیکن آپ سے ایک لغزش یہ ہو گئی کہ حضرت مرشد کے اذن کے بغیر آپ وہاں سے اپنے طلن چلے آئے یہ جیز حضرت کو سخت نامگوار گزدی، جب آپ کو اس نامہ اضکل کا حال معلوم ہوا تو دوبارہ آگرہ کا قصد کیا اور حضرت کو اس ارادہ سے اطلاع دی حضرت نے فرمایا کہ وہاں کا صحیح وقت وہی تھا اب اگر تم جاتے ہو تو تم جاؤ تو ہمیں اختیار ہے۔ شیخ بحال مفطراب اس امید میں کہ شیا یہ حضرت کی نامہ اضکل کی دور ہو جائے دوبارہ آگرہ چلے گئے اس دفعہ بھی شروع شروع میں خلق خدا کو بہت فیض پہنچا لیکن سور اتفاق کہ ایک دن وہاں کی چھاؤنی کے چند اجنبی نوجوان کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی آپ نے ان کی ذہنیت و صلاحیت کا لحاظ کئے بغیر ان کو سختی کے ساتھ بعض مُنکفات پر تنبیہ و تحریک فرمائی جس کی وجہ سے ان میں کے بعض بلوغیت آپ کے دشمن ہو گئے، اس کے علاوہ عام طور پر اپنے بلند احوال و زمکنیات لگوں کے سامنے بیان کئے جو نکریں و معاندیں کے کافوں میں پہنچ کر فتنہ کا سبب بن گئے چنانچہ اہل عناد نے اپنی زنگ آمیز دیں اور رہا شیہ آرامیوں سے کام لیکر ایک ذبر درست فتنہ آپ کے خلاف برپا کر دیا، اس فتنہ کا اثر حضرت تک بھی سعدی ہوا اور اسی ابتدا کی نتیجا یہ ہوئی کہ سلطان وقت (جہاں مگر بادشاہ) نے جو اس وقت تک طائفہ نظراء سے کوئی انس و مناسبت نہ رکھتا تھا حضرت کو طلب کر کے ایذا پہنچائی اور غیرہ خاذ میں جبوں کر دیا را گرجے بعد کہ بادشاہ اپنے اس فعل پر نارم و پیشان ہوا اور اس نے معافی بھی چاہی، اس المذاک و اتفاق کے بعد شیخ بدیع الدین آگرہ سے اپنے طلن سہار بُودہ والپس چلے

آئے اور وہیں پر گوشه گزیں ہو کر ذکر و مراقبہ اور انس والفت میں بسر کی پچاس سال کی عمر میں قرآن شریف خذل کیا اور تمام عمر طالبان علوم دینی و تعلیمی کے افادہ میں مشغول رہے۔
شیخ نور محمد بنیؒ۔ آپ علوم زمیں کی تکمیل کے بعد سلوک کی طرف توجہ ہوئے ہندوستان کے بہت سے درویشوں کے پاس گئے کہیں تسلیم روح کا سامان بھم نہ پہنچا آخر کار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے مقامات ملے کئے اور حیرت انگریز ترقی کی، چنانچہ اس زمانے میں حضرتؐ نے اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باتی باشہؒ کو جو خط لکھا ہے اس میں شیخ نور محمد کی ترقیات کا بھی مفصل ذکر فرمایا ہے۔

آپ عرصہ تک حضرتؐ کی خانقاہ میں رہے اور طالبات میں برابر ترقی ہوتی رہی تکمیل کے بعد حضرتؐ نے اجازتِ محنت فرمائے شہرِ ثوبہ مواد فرمایا آپ حب الامر وہاں پہنچے لیکن خلوت پسندی کے غلبہ کی بنا پر اکثر آبلدی سے باہر رہتے تھے اور لوگوں سے اجتناب کرتے تھے۔ جب حضرتؐ کو اس کی ملاعِ ہمیٰ تو ایک کنوب شریف کے ذریعہ آپ کو اس میادت کے ٹک کرنے کی ملحقین فرمائی اور تحریر فرمایا۔

”جس طرح انسان کو اسہ تھالے کے اوامر و نواہی کی تقلیل لازمی ہے اسی طرح خلق خدا کے حقوق کی رہایت اور ان کے ساتھ اجسام سلوک کرنا بھی ضروری ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک پر اتفاقاً کر کے دوسروں کو نظر انہا ز کر دینا نامدحت ہے خلق خدا کی اذیتوں کا تحمل اور ان سے حسن معاشرت سلوک کے لوازمات میں سے ہے یہ تلقین کے ضمن میں پھر بھی تحریر فرمایا۔

ہر کھاشق شد اگرچہ نازمِ عالم است نازکی کے لامت آید باری بایک شید
 آپ نے حضرت کے ارشاد کی تقلیل کی اور شہرِ ثوبہ کے ایک طرف میاں گلگا کے کنارے ایک جو نیڑا بنا یا اور وہیں ایک چھوٹی سی خام مسجد تبارکی اور سہیل و میال کے

اسی جھوپ پرے میں رہنے لگے، اکثر وقت مسجد ہی میں گزرتا تھا نماز کے علاوہ ارشاد دہالت
ادم افادہ علوم دینیہ کا مرکز بھی اسی مسجد کو نبار کھاتھا۔

شیخ حید بنگالی؟ :- آپ تحصیل علوم دینی کے لئے لاہور تشریف لائے تھے
بعد فراغت وطن والوف جاتے ہوئے آگرہ میں بھی قیام کیا اور خواجہ عبدالحق صاحب سعی
کا بیان کے فریب افامت گردیں ہوئے، سعی صاحب نے آپ کو علوم میں ماہر و تبحر پا کر آپ
سے عمدیا کہ جب تک آگرہ میں قیام رہے میرے ہی پاس رہیں۔ اتنا کے قیام میں ایک
دن تصورت اور شائع تصورت کا ذکر آگئی تو سعی صاحب کو یہ علوم کر کے چھرت ہوئی کہ مولانا
حید مونیب کرام کے علوما اور حضرت مجددؒ کے فضوما منکر ہیں، اس صحبت کو دوہی تین
دن گزرے تھے کہ انفاق سے حضرت سرہند سے آگرہ تشریف لائے اور مولانا حید سے
سعی صاحب کے مکان ہی پر ملاقات ہو گئی، حضرت نان کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا
”ہائے شیخ حید اینجا بودہ اند“ ایک دو فتح خاص انداز سے ان پر نظر ڈالی اور فوراً امر اقہ
بس تفرق ہو گئے اس کے بعد یکاکہ وہاں سے اٹھ لکھ رہے ہوئے ہر چند عرض کیا گیا کہ
حضرت تھوڑی دیراً تشریف کھیں اور یہیں باخفراناد فرمائیں، قبل نہیں فرمایا گیا، سعی
صاحب پہنچانے کے لئے دروازہ تک آئے۔

انکا خیال تھا کہ مولانا حید ”بداعقادی“ کی وجہ سے بھی نہ ہیں گے مگر دیکھا
گیا کہ تبھے تبھے چلے آرہے ہیں سعی صاحب تو دروازہ تک آ کر واپس چلے گئے لیکن
مولانا حید میں حضرت کے تبھے ہو لئے، اس وقت حضرت ان کی طرف بالکل متوجہ نہیں
ہوئے پہاٹک کہ قیامگاہ پہنچ گئے مولانا حید دروازہ پر گریاں دھیراں کھڑے رہے۔
بعد ازاں حاضری کی اجازت دیجئی اور بیعت سے مشرفت کرنے کے ساتھ تعلیم طریقت و
جنہیں نسبت سے نوازا گیا اب تو مولانا حید ”شیخ حید“ ہو گئے اور یہ کیفیت ہو گئی کہ اپنی
کتابوں افسوس میں کی بھی خبر نہ رہی۔

چند روز کے بعد حضرتؐ آگرہ سے سریند روانہ ہوئے تو بھی پیادہ پا حضرتؐ کی خدمت میں چلے، شیخ حمید کا یہ دافقہ دیکھ کر غصی صاحب خود بھی حضرتؐ کے طبق بگوش ہو گئے۔ غصی صاحب کے ایک دل تند دست نے پوچھا کہ آپ لوگ تو عالم دعا قل ہیں شیخ احمد بن کیا راست دیکھی جوان کے مرید ہو گئے غصی صاحب نے جواب دیا کہ ہم اہل علم کو لی کر امت اس سے بہتر نہیں سمجھتے کہ شیخ عالم باہل اور تبع سنت ہو، علم کے ساتھ ساتھ ابتداء سنت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ وہ اہتمام جس ایضاً حضرت شیخ سریندؐ میں دیکھا اپنے زمانے میں کسی دوسری الجگہ دیکھا نہیں، اسی یہی ہمارے نزدیک سب سے بڑی کرامت اور حصل دلایت ہے۔

شیخ حمیدؐ نے قریبًا دو سال آستانہ عالیہ پر رہ کر منازل سلوک طے کئے اور احوال عمیکہ و مقامات غریبہ سے نوازے گئے۔ اس کے بعد حضرتؐ نے تعلیم طریقت کی اجازت دے کر ان کو ملن روانہ فرمایا، اجازت نامہ زبان مقامات میں درج ہے تبرکات و تیناً ہم بھی اس مبارک سفر کو اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

أَمَّا بَعْدَ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ فَيَقُولُ الْعَبْدُ الْمُفْتَقِرُ إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ الْمَلِكِ
الْوَقِيِّ أَخْمَدُ بْنُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْأَخْدِ الْفَارُوقِيِّ التَّقْشِبَنْدِيِّ رَحْمَهُمَا
اللَّهُ سُبْحَانَهُ رَحْمَةُ وَاسِعَةٌ أَنَّ الْآخِرَةَ الْعَالِيَةَ وَالصَّدِيقَ الصَّالِحَ حَاجَ مِعَ
عُلُومِ الشَّرِيعَةِ وَالظَّرِيقَةِ لِشَيْخِ حَمِيدِ الْبَنْجَالِيِّ وَقَدْ دَلَّ اللَّهُ سُبْحَانَهُ
بِلَا يُبَيِّنُهُ وَبِرُضَاهُ لَهَا قَطَعَ مَنَازِلَ السُّلُوكِ وَعَرَجَ مَعَارِجَ الْجَذْرِيَّةِ وَ
وَصَلَ إِلَى دَرَجَةِ الْوَلَايَةِ بَعْدَ أَنْ حَصَلَ لَهَا نِدَرُ اجْرِ النِّهَايَةِ فِي
الْإِدَائِيَّةِ أَجْرَاهُتُ لَهُ لِتَعْلِيمِ طرِيقَةِ الْمَسَارِيِّ التَّقْشِبَنْدِيِّةِ فَدَسَ اللَّهُ
أَسْرَارَهُمُ الْكَاهِلِيَّةِ الْمُسْتَرِّشِدِيَّةِ وَالْمُرْيَدِيَّةِ الْمُخْلِصِيَّةِ بَعْدَ
اسْتِخَارَةٍ وَحُصُولِ الْإِذْنِ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ دَالْمُسْتَوْلِ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ

آن یعصمہ اعمما کا پلین و نیخفظہ، عہما لا ینگتی دان میں بہ اعلیٰ متابعۃ
سید المؤمنین علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتمیٰت

شائع طریقت کا طریقہ تھا کہ خلافت کے وقت خود بھی دیا جاتا تھا، شیخ
حیر نے عرض کیا کہ محبوب جائے خود کے حضرت کے پاؤں کا جاتا کافی ہے حضرت نے
ان کی اس درخواست کو بھی قبول فرمایا اور ایک پاؤں کی جو تی عنایت فرادی شیخ نے اس
”کفس بارک“ میں جو کچھ دولت پائی وہ قیصر و کسری کو کہاں نصیب ہوئی، وہ
اگر خاکے اذیں کو بر سر آید مرا بہتر چندیں افسز آید

پونکہ آپ کا وطن صوبہ بنگال میں تھا اس لئے بوجہ بعد سافت دوبارہ آستان
بحدادی پر حاضری کا موقع نہیں سکا، اس نواحی کی خلوق نے آپ ہی سے بحدادی فروض د
برکات کے خزانے حاصل کئے اور طالبین حق نے آپ ہی کی رہنمائی میں صرفت و یقین
کی شاہراہ پر چل کر منزل مخصوص کا پتہ لگایا ہنگل کوٹ ضلع برداں میں آپ کا مزار بارک

ہے۔ ۹

زبنگالہ چہ برگیم کہ مولانا حمید او! بپا پوش جنا بش آمدہ مقبول رباني
زہے پاپوش پاک او کہ چوں خاک شفا کرده شفا نے ظاہر و باطن بخلق الشدار زانی
پنگل کوٹ او بنگر کہ گلزار ارام بودہ درود بوار او کنوں ہنادہ صربو بربانی
بلے کس لئے زر نہیں نیا بد جڑ بو بربانی بلے کس آب حوال راندیدہ جز بظلماتی
شیخ مرمل: آپ حضرت کے ندیم اور مقبول زبان مریدوں میں سے ہیں۔

سفر و سفر میں اکثر حضرت کے ساتھ رہنے والے حسن اخلاق و مکارم اور صفات میں بیکاڈ اور انکا
وابیتار میں منفرد تھے، حضرت کی تربیت سے ان کو جو کمالات حاصل ہوئے انکا ذکر کرہ
حضرت نے اپنے بعض ان مکاتیب میں کیا ہے جو اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ودا کئے
ہیں، بالہ اسال اپنی محنت سے متین ہونے کے بعد تعلیم طریقت کے مجاز ہوئے آپ کی فتح مرتبہ کا اندازہ حضرت

کے اس کتو بے بھی ہوتا ہے جو ایک شخص کے نام بھیجا گیا ہے اور جس میں تحریر فرمائی گیا ہے:-
**محبت میان مزمل شمار مغفتم است و میان مزمل کی محبت کو غنیمت سمجھوں اس قسم کے لوگ
امثال ایں عزیز الوجود اعز من کبریت الامر** کبریت امر سے بھی دیادہ نادر رذایا بہت ہیں۔
آپ نے ۱۹۷۲ء میں اپنے مرشد کی حیات ہی میں فرما خرت اختیار کیا حضرت کو اپ کی دنات
کا بہت مدد ہوا اور ان کی روح کو دعائے غفرت والیصال ثواب سے شاد کام فرمایا۔

شیخ طاہر بدجھتیؒ:- آپ متعدد میں فوج میں ملازم تھے، ایک دفعہ فوج
کسی قلعہ کو فتح کرنے کے لئے گئی آپ بھی اس میں موجود تھے اتنا کے سفر میں ایک رات
آپ پینی بخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نامی سے مشرفت ہوئے اور دیکھا کہ حضرت صدیق
ابرودی یا خلفاء و اصحاب رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں
اور آپ شیخ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اس سفر کے ختم ہونے کے بعد تو ان لوگوں (زوجوں)
سے الگ ہو جاؤ فرقہ و تحرید کی زندگی اختیار کر، اسی عالم خواب میں آپ نے دیکھا کہ حضرت
صدیق اکابر نے آنحضرت کے ایسا اسے ان کو خرد پہنا یا، جب اس بارک خواب سے بیدار
ہوئے تو ارشاد بنوئی کی تعیین کے لئے اپنے آپ کو بیقرار بایا، چنانچہ بعد مراجعت فوج
اتنا کے راہ ہی میں ایک مقام پر اپنی سواری سے اتر پڑے اور ایسے غائب ہوئے کہ سانچوں
نے ہر چند تلاش کیا گرہنے لئے، وہاں سے غائب ہو کر آپ ایک دہقان سے ملے اور اس سے
اپنے بارس کے عوض میں ایک ٹانٹ لیکر ہپن لیا اور اطراف و جوانب کے شاخوں کی محبوں
سے بیضا بیوبتے رہے۔ چونکہ آپ نے اپنے گھر والوں کو اپنے متعلق کوئی اطلاع نہیں
دی تھی اور کسی کو خبر نہ تھی کہ آپ کس حال میں ہیں اس لئے آپ نے مناسب سمجھا کہ ایک
بار گھر ہو آئیں اور متعلقین کو صورت حال کی اطلاع دیں تاکہ ان کو تشویش نہ رہے چنانچہ
آپ گھر آئے اور اپنے عزم کا صاف انعام کر دیا۔۔۔۔ یوں سے بھی کہدیا کہ میں فرقہ کی
زندگی اختیار کرنے کا نیصلہ کرچکا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تعیین کوئی تکلیف پہنچے، میں

اس کے لئے باشکل تیار ہوں کہ تم مجھ سے آزادی حاصل کرو، نیک بخت پیوی نے غرض کیا کہ
میں ہیشہ کے لئے اپنی ذندگی آپ سے وابستہ کر جکی ہوں جو ذندگی کا طریقہ آپ کو پسند
ہے وہی بچھے پسند ہے، چنانچہ وہ باشکل بے سر و سامانی کی حالت میں شوہر کے ساتھ ہولیں۔
اس کے بعد آپ مرشد کامل کی تلاش میں گھومتے رہے ایک شیخ وقت کی خدمت
میں پہنچے انہوں نے فرمایا کہ تم نقشبندی حلوم ہوتے ہو اور دہلی دلا ہور کی طرف
اشارہ کیا،

چنانچہ آپ ہندوستان کے لئے چل کفرے ہوئے اس زمانے میں حضرت خواجہ
بانی باشد کا عام شہرہ تھا، اس لئے دہلی کا تصدیکار لیا یہیں تو، اتفاق کہ ان کے دہلی پہنچنے
کے چند دن پہلے حضرت خواجہ صاحبؒ وصال فرمائچکے تھے، ہادیٰ توفیق نے آپ کو
حضرت خواجہ کے جانشین حقیقی (حضرت مجده) کی خدمت میں پہنچا دیا۔ چنانچہ آپ حضرتؒ
سے بیت ہوئے اور کافی عرصہ خانقاہ سرہند میں قیام کر کے فیوض دبرکات حاصل کئے
آپ کے خالص عظیمی میں سے یہ ہے کہ ایک دن تک خلوت و جلوت میں حضور، سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذیارت و مشاہدہ سے مشرف ہوتے رہے گویا کہ آپ کو
یک گونہ حضوری کا درجہ حاصل تھا۔ مولانا طاہر چونکہ ترک اور مرادہ مزاج بزرگ
تھے اس لئے اپنے احوال و مکاشفات کو اس انداز میں بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے
ہونڈوں پر بے اختیار مگر ابٹ آ جاتی تھی۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ حضرتؒ معارف
بیان فرماتے ہیں اور یہ ان کو سن کر آرتے اور بے کتنے جاتے ہیں اور سرپلائے جاتے
ہیں، حضرتؒ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ، ایسا علوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار و
معارف مولانا طاہر برقرارد ہوئے ہیں اور میں انکا ترجمان ہوں ॥

حضرتؒ نے ان کو تعلیم طریقت کی احاظت دینے کے بعد جو نیور روانہ کیا دہان
پہنچ کر آپ نے خدا علوم کن احوال کے انتکت گفتگو اور حاست و بر حاست میں ایسا طریقہ

اختیار کیا جس کی وجہ سے لوگوں کی رچ گات کم ہو گئی، جس دانے میں حضرت اجمیر شریع نے آپ نے ایک کتب حضرت کی خدمت میں تحریر کیا جس میں یہ بھی مرقوم تھا کہ طالبین میری طرف بہت کم توجہ کرنے ہیں حضرت نے اس کو پڑھ کر فرمایا۔

عجیب مردے سادہ دل است لاک امر عما فظة یعنی بیدھے آدمی ہیں یہ خبر ہے کہ اصل کام جو
حوال ذکر کا در غمہ یا ان ومال خدا است کی عقائد اپنے کام کی تجدید اشت، ایمان کی فکر اور
دریں صحن بہر کراحت سب جانہ بر سانہ و تعلیم انحصار کا خیال رزنا ہے اس صحن میں جس کسی شخص کو
ترسیت او امور گردانہ حسب الامر خالص بھی خداوند کریم ہنچا دے اور اس کی تعلیم و تربیت
لوچہ اشد بہان باید پرداخت و نیز برائے پر امور کو خالصاً لاجہ اللہ اس میں مشغول ہے
ابن札ب دلمائے طلب وضعی کے ملاست را نیزال طلب کے ملائیں کشش کے لئے ایسی وضع
جس میں طاقتیہ کے طرز کو کچھ بھی ذلیل ہو اختیار نہ کرنے آنجاراہ نہو د اختیار باید نہو۔
چاہئے۔

مولانا یوسف سمرقندیؒ:- آپ بھی اولاً حضرت خواجہ باقی بالشہر قدس سرہ
کے مریین میں سے تھے اور ان سے بہرہ دافر حاصل کیا تھا، خلیق اور بے تخلفاً نہ نہ مگی
بسر کرنے والے بزرگ تھے، حضرت خواجہ کے دھال کے بعد سرہند آگئے اور حضرتؒ کے
آستانے پر رہنے لگے کچھ عرصے دہائے کہ برکاتِ نعموس بحمد و پraise سے تسفیض ہوئے اور
رعایتِ ترقی حاصل کی لیکن بقضاۓ الہی در میان ملوك ہی میں پیک اجل سے ہم آنحضرت
ہو گئے، وقت نزع حضرتؒ ان کے سرہانے تشریف لائے آپ نے بہزاد حضرت عرض کیا
حضرتؒ دم و اپسیں بسر را ہے

اب کوئی ایسی نظر و توجہ فرما دیجئے جس کی برکت سے "مقصد اعلیٰ" حاصل ہو جائے
دم اخیر ہے "حضرت" ندانگاہ ملے کچھ اس عزیب سافر کو زاد را ہے
حضرتؒ ان کی طرف متوجہ ہوئے کچھ دیر کے بعد اپنا سراٹھا یا اور فرمایا "اہ

مولانا یوسف کو کیا حال ہے؟ عرض کیا الحمد شدول جس چنیز کا طالب تھا وہ حضرتؐ کی
وجہ سے آشکار ہو گئی اس کے بعد آخری بیکی لے کر جان بخ تسلیم ہو گئے ۶
 عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

مولانا الحمد بر کی؟ :- آپ برک کے رہنے والے اور وہاں کے علماء میں سے
تھے، مولانا کا ایک ہم طن دوست تاجر ہندوستان سے اپنے طن و اپس آیا، وہ ہندوستان
میں حضرتؐ سے بھی شریعت ماقول کر کا تھا اور آپؐ کے مکاتیب کا کچھ حصہ بھی اپنے
ہمراہ لیتا گیا تھا، مولانا نے جب ان مکتوبات کا مطالعہ کیا اور ان سے حضرتؐ کے کمالاتِ اطنی
کاملا زادہ لگایا تو جذبہ دل نے سرہنہ چلنے پر آمادہ کیا، اس پوچھ کر حضرتؐ کی عنایات سے
سرفراز ہوئے اور اخلاص و ادب کے ساتھ شیخ کی خدمت میں رہے۔ عنایاتِ خداوندی
اور حضرت کی برکت سے ایک بھی نہتہ میں درجہ کمال و اکمال پر پیش گئے اور تعلیم طریقہ میں یا باز
ہو کر طن جانے کی اجازت حاصل کی۔ طن پیش کر حبِ الحکم کا رطیفہ میں مشغول ہوتے، اپنے
مریدوں کے احوال بندی یہ مکاتیب خدمتِ عالی میں پہنچا کر جا ب و خطاب سے سرفراز ہوتے
رہتے تھے، ایک مکتب میں حضرتؐ نے آپؐ کو تحریر فرمایا۔

روزے تو جھے بکال شما نبودہ آمدید ک مردم ایک دن تھاری طرف توجہ کی دیکھا کہ اس طرف کے
آن نواحی بجانب شما می دعویٰ دعا لتبھا آدمی تھاری طرف ہفتے ہیں اور تمہائے سامنے
بشمای آرنے معلوم شد کہ شمارا مدار آن زمین امتاس فیض کرتے ہیں معلوم ہوا کہ تم کو اس علاقہ
ساختہ آن مردم آن حدود را بشمابر وظیفہ کا قطب بنایا گیا ہے اور اس حدود کے لوگوں کو تم سے
خشن کیا گیا ہے، خدا کا کہنا کہ ناکہ شکر ہے۔ *لِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمَلْكُ عَلَى ذَلِكَ*

حضرتؐ نے ایک کتب مولا تاشیخِ ریسفت بر کی دیکھا ہے اس میں بھی آپؐ کی تعریف
فرائی ہے آپؐ نے ۱۹۲۷ء بھری میں وفات پائی، حضرتؐ نے دعائے مغفرت سے آپؐ کی
روح کو شاد کیا، دیکھا گیا کہ جب کبھی آپؐ کا تذکرہ مطلب مبارک میں ہوتا تھا حضرت ان کی تعریف

فراتے تھے اور لطف و غنایت کے ساتھ یاد فرایا کرتے تھے نیز مولانا کے مردین کو بھی
خوب فرماتے تھے کہ مولانا کے لئے مغفرت کی رعائی کرو مولانا کا وجود نی زاننا مسلمانوں کے
لئے آبات حق میں سے ایک آین (شانی) اور رحمتہماں خداوندی میں سے ایک رحمت تھا۔
مولانا محمد صالح کولابیؒ۔ آپ حضرتؐ کے قدیم الایام مردین میں سے تھے۔
مکسر المزاج اور خاموش طبیعت تھے، اپنی روحانی سرگزشت اپنی ہی زبانی اس طرح بیان
فراتے ہیں۔۔۔ ”میرے اندر جب طلبِ معرفت کا جذبہ پیدا ہوا میں اس زمانے کے اکثر
مشائخ کی (جو قریب فریب نعمات پر رہتے تھے) خدمت میں رہا، لیکن کسی سے کوئی لگبٹ
صال نہیں ہوئی۔ حسناتفاق سے ایک جمعہ کو آگرہ کی جامع مسجد میں حضرت کو دیکھا دیکھتے ہی مہرا
دل حضرتؐ کی طرف کھنکھنے لگا۔

آن دل کرم نور و اذ خوب رو جوانان دیرینہ سال پیرے برداشت بکھنگا ہے
جامع سجد سے حضرتؐ کی قیام گاہ پر پہنچ کر تعلیم ذکر کی درخواست کی وہ تبول ہوئی۔
اس سے بعد سالہا سال خدمت اقدس میں رہا لیکن پستی استعداد کے باعث کوئی کامیابی عربی
نہیں کرتا تھا اپنے پیر بھا یوں کو دیکھنا تھا کہ وہ منازل ترقی پر گامزن ہیں۔

ابنی اس بدضیبی پر حیران گریاں رہتا تھا یہاں تک کہ رضاخان کا سارک مہینہ
ابنی تقدس سا عتیں یکرے آگیا، جب حضرتؐ متکلف ہوئے تو اس اعیانہ میں ملکت و آفتابہ
کی خدمت میرے پسو ہوئی۔ ایک رات حضرتؐ نے اپنے متبرک ہاتھ کو دھویا میں اس تام
و صحن کو پیا گیا، اس کا پانی پیا تھا اور حالات کا وارد ہونا۔

مولانا جب حضرتؐ کی توجہ سے دیجئے کمال کو پہنچ گئے تو اجازت تعلیم سے متاز نئے
اور طالبان معرفت کی ایک جماعت کو آپ کا روحانی نیض پہنچا، حضرتؐ کو بارہ آپ کی تعریف
فرملتے سن گیا ہے ایک دن حضرتؐ نے آپ کے متعلق فرمایا
مولانا مصطفیٰ زیر صفات و تجلیات صفاتیہ مولانا محمد صالح نے زیر صفات و تجلیات صفاتیہ

بہرہ تمام گرفتہ۔ سے پو ما حصہ حاصل کر لیا ہے۔

آپ نے مخدوم زادوں کی فراش پر ایک ہمالہ کیا تھا جس میں حضرتؐ کے دن اور رات کے مولات کی جمع کیا، اس میں لکھتے ہیں کہ جب میں نے حضرتؐ سے مولات کے جمع کرنے کی اجازت ٹلب کی تو ارشاد فرمایا کہ پیروی کے قابل نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی علی ہے کہ کتب حدیث کی طرف رجوع کرو اور دہائی سے مولات مسنونہ اخذ کرو، عرض کیا گیا کہ حضرتؐ کا عمل بھی تو سرکارہ بنہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنت کے مطابق ہے اس پر پا ارشاد فرمایا

جناب کنندہ امینیک نیک ملاحظہ نما ہے۔	اجھا جمع کر دیکن اس بات کا اچھی طرح
کہ ہر چہ موانع سنت باشد تو لے دفعے	لحوظہ رکھنا کہ میرا جو قول فعل موافق سنت
آزاد عمل آریز ہے ہر چہ نہ چنانست	ہواں پر ٹل کرنا اور جو ایسا نہ ہو اس کو تو ہتھ رکھنا۔
	برقوں دار بیدر،

شنسہ ہجہ میں مولا ناما وصال ہوا۔

مولانا محمد صدیق کشمیریؒ:- آپ کشمیر (علاقہ بدھشاں) کے رہنما ہے، میں ایام جوانی میں ہندوستان تشریف لائے چونکہ شعرو شاعری میں دستگاہ رکھنے نے اس لئے محب الفقرا، والشرا عبد الرحیم خان خانان کی محبت اخیار کی اسی مرے میں حضرت خواجہ باتی باشیر قدس سرہ العزیز سے بھیت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں منلک ہو گئے۔ لیکن جوش جوانی کے ساتھ ساتھ شعرگوئی کے شغف نے آپ کو حضرت خواجہ کی زندگی میں ترقی رو جانی کا موقع نہیں دیا حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کامیاب ہوئے، خود حضرتؐ ایک کنوپ بمارک میں مولا ناما بخوبی صالح کو لائی کو آپ کے ترقی یافتہ احوال کی اطلاع دیتے ہوئے ارتقام فرمائے ہیں۔

مولانا محمد صدیق درپیں رام بنتیت اللہ مولا ناما محمد صدیق ان دونوں اللہ بسم حاذہ کی عنایت

بجانہ بولائیت خاصہ مشرف گشتند..... سے ملایت خاصہ سے مشرف ہو گئے اللہ جو کہ
والله یخنس بر حمته من یشاء چاہتا ہو اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے۔
مولانا شمس الدین اپنے تعلقین کی ایک جماعت کے ساتھ زیارت حرمین شریفین
سے مشرف ہوئے وابسی میں ہی آئے۔ اس سفر میں چونکہ والبستان کثیر تعداد میں تھے اور
زاد ماہ تھوڑا تھا اس لئے نقد فاقہ کی بڑی بڑی مشقیں جب میں ۔۔۔ آپ ہی نے سیدا،
معاد کو حضرتؒ کی بیاض خاص سے نقل فرکر جمع کیا ہے۔ کنویات شریعت آپ کے نام بھی کثیر
تعداد میں ہیں۔ آپ کو حضرتؒ سے بہت کچھ اخلاص و عشق تھا۔ جس زمانے میں آپ حجاز
میں تھے، حضرتؒ مولانا محمد ہاشم کشمیری سے فرمایا کہ "اس وقت میں بعض قدیم مردین کے
حوال کی طرف متوجہ تھا۔ مولانا محمد صدیق نظر کشی میں کامل محبت دا خلاص کے ساتھ ہماری طرف
متوجہ علوم ہوئے" آپؒ کو حضرتؒ کے علوم و معارف سے کافی مبالغہ تھی۔۔۔
آپ نے تنبیہ مولانا رام میںؒ کے وزن پر ایک تنبیہ لکھی ہے جس میں اچین کے شیشہ گر کی
حکایت نظر لٹک کی ہے، اور وہ حق ابیقین کی بہترین تعبیر ہے۔ ایک دوسری تنبیہ میں ایک خوش
شیرس لکھی ہے۔

شیخ عبد الحکیمؒ ۔۔۔ آپ حصار شاداں (علاء الدین اصفہان) کے باشندے مکتب مطبع
اور نجومی مولانا رام میںؒ کے وزن پر ایک تنبیہ لکھی ہے جس میں اچین کے شیشہ گر کی
کوہرا اور تو جمر شد کی برکت سے ترقیات سے ہم انہوں نوں بہت سے اسرار و معارف
کو زبان نیعنی ترجمان سے سُنا تھا بلکہ ان حوال سے بھی کچھ و افرحتہ بد فیض سے پایا
تھا جن کی ترجیحی حضرتؒ نے کنویات کی صورت میں فرمائی ہے۔

حضرت نحمدہ زادہ خواجہ محمد سعوم قشیندی کی فرائش پر کنویات کا ذریغہ تھا اسی آپ ہی
نے جمع فرمایا ہے۔ حضرت کے بہت سے کنویات آپ کے نام بھی ہیں ۔۔۔ حضرتؒ نے
آپ کو تعلیم طریقت کی ہمازت دے کر شہر شہنشہ بغاون فرمایا۔ شہر کے کنارے شیخ نور محمد جن کا

ذکر کیا جا چکا ہے) طابان حق کے افاضہ میں شخول تھے اور شہر کے دریان میں شیخ عبدالحکی
شنگان طریقت کی پیاس بھما ہے تھے، حضرت ایک خلص کو تحریر فرماتے ہوئے ازمام
فرماتے ہیں۔

و جو دین دو عزیز (یعنی مولا نامے مذکورہ) سو لانا عبد الحکیم اور شیخ زور محمد کے وجود ایک
شیخ زور محمد (در آں ایک شہر چون قبران شہر) میں قرآن السعدین کی ائمہ
السعدین است۔

حضرتؐ نے بہاہ راست شیخ زور محمد کو ایک کتب مژہ بھیجا اور اس میں شیخ عبدالحکیم
کے مقام و حال کی اطلاع ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

شیخ عبدالحکیم شہری شما است و بجوار شہارہ	شیخ عبدالحکیم تھا ایک ٹرنسلیٹر اور تھا ایک
ہست نسخہ علوم و معارف غریبہ است و چیزیں	پڑوس میں آئے ہیں یہ علوم و معارف کی "کتاب"
صزو رہبہ این راہ نزد اوس و معروض است	ناطق" میں اور راہ سلوک کی ضروری چیزیں ان کو
ملاتا تا اور پاران دو راتنا دو راتنا دو خلصیں	سوپنی گئی ہیں ان کی ملقات اور راتنا دو خلصیں
کو لو آمدہ است و چیزیں اے نوا اور دہ	کے لئے با غنیمت ہے کیونکہ یہ نئے نئے آئے ہیں
است اخ	اور تازہ تازہ معارف لائے ہیں۔ اخ

آپ نے نہ ۱۰۰ صفحہ میں دفات پائی۔

مولانا یار محمد القدمی الطالقانیؒؓ۔ آپ حضرتؐ کے قدیم خادم ہیں قائم اسلیل
وصائم النہار، کثیر السکوت والرائقہ تھے بزرگان نقشبند کی بعض خصوصیات آپ کی پیشانی
سے ظاہر ہوتی تھیں، خوش سیرتی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھے، صاحب زبدۃ المقاومات
تحریر فرماتے ہیں کہ مولا نامہ ایک دن مجھے فرمائے گے کہ میں اپنی خوبصورتی اور اس داد می
سماہیت "غیر گز از" ہوں کہ جب کبھی بازار و نیڑہ سے گزرتا ہوں تو محکمہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ

لهم ذکرہ العابدین ۲۷۲ آپ کے بعد آپ کے ایک اور نام (یا یا محمد) جامع مکاتیب و فراہم حضرتؐ کی حد
بیان کئے اس لئے ثانی الذکر کو جدید اور آپ کو قدم بھکتے ہیں ۲۷۳

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے لگتے ہیں۔

آپ نے فقر و فاقہ کی حالت میں بیت اکرام درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے جاہز کا سفر اختریار کیا اور اپنی روح کو جذب و کیف اور شاط و انبساط کی دعوت اوری۔

مولانا قاسم علیؒ : آپ بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کے ان اصحاب میں سے ہیں جن کی تربیت حضرتؐ کے خواجہ ہوئی تھی، آپ خانقاہ مجددی میں رہ کر دریائے معرفت سے سکونت پر تصور حاصل کرتے رہے، خود حضرتؐ نے حضرت خواجہ صاحب کو آپ کی روحانی بریات کی اطلاع ایک کمپنی کے ذریعہ کی ہے اور مزید ترقی کی اسیدن طاہر فرمائی ہے، اس سے زیادہ حالات دریافت نہ ہو سکے۔

شیخ حسن برکیؒ : آپ مولانا احمد برکیؒ کے تلمذہ ہیں سے تھے۔ حضرت کی بارگاہ میں شیخ کو ذکر در مقابہ سے مشرف ہوئے اور غنایات خاصہ سے بہرہ دافر حاصل کر کے دلن الوف و اپس ہو گئے، وہاں مولانا احمدؒ کی محبت میں رہنے لگے۔ حضرتؐ نے مولانا احمدؒ کے نام ایک کمپنی کھا اور اس میں تحریر فرمایا۔

شیخ حسن از ارکان دولت شما است اگر	شیخ حسن تمہارے کن اور مدد و معادن ہیں تو کجو
زخمی اشارا ایں سفرے شروع نائب مناب	بالفرض اگر کسی سفر پر برجانا ہو تو یہ تمہارے صحیح
	نام تمام ہیں۔

اتفاق ایسا ہوا کہ کمپنی کے مٹھوڑے ہی دنوں پچھے مولانا احمد نے سفر آخرت اختیار فرمایا جب پر خبر حضرت کو پہنچی تو آپ نے مولانا کے مریدوں کو یہ ہدایت تحریر فرمائی۔ سفر ہوم کے طور و طریقہ کا خیال رکھا جائے اور ذکر و حلقة کی مشغولیت میں کوئی کسی نہ آنے پائے میں نے اس سے پہلے برسیل اتفاق لکھا تھا کہ اگر مولانا کو فی سفر اختیار کریں تو شیخ حسن ان کے قائم مقام ہیں، قضاۓ اور سفر سفر آخرت ہو گی۔ اب کہہ توجہ دلاتا ہوں کہ شیخ حسن کی

تائبعت مولانا راجحہ کے کسی مرید پر گراں نہ ہو..... (بہرحال) اطاعت لازمی ہے اور یہ بھی شیخ حسن کا طریقہ مولانا راجحہ کے طریقے سے بہت کچھ ناسبت رکھتا ہے، مولانا راجحہ نے آخر میں جذبیت اس طرف سے شامل کی تھی، شیخ حسن اس شبیت میں شرکیں ہیں مولانا کے دوسرے مریدین کو (ہر چند کہ وہ صاحبِ کشف و شہود ہوں) اس شبیت سے بہت کم حصہ ملا ہے۔

آخر کام مولانا راجحہ کے مریدوں کی سلسلگی شیخ حسن کے لئے تجویز ہو گئی اور اپنے افادہ و افاضہ میں مشغول ہوئے آپ نے اپنے شیخ (حضرت مجدد) اور اپنے استاد (مولانا راجحہ) کا شیوه اختیار کیا اور مراقبہ، بجا ہدہ، اور رفع بدعت میں سنبھولی سے کام لیا، اور کامیاب و نلاح یا ب ہوئے حضرتؒ کے پاس آپ کے جو خطوط آئے تھے ان سے آپ کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مریضہ میں بعض اصطلاحات صوفیہ پر کچھ اعتراضات وارد کئے تھے اور آخر میں کھاتھا کہ وہ معلوف جواں بے بصناعت "کو نکین دیتے ہیں معارف شرعیہ ہیں، اور شرکیت کا ہر حکم ایک ایسے در داڑہ کی چیزیت رکھتا ہے، جس سے ہو کہ "شہر مقصود تک" پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت کو اس کتاب کے اس حصہ پر جس میں اصطلاحات صوفیہ پر اعتراضات کی تھیں اور اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ "خبردار بے سمجھی سے ایسی باتیں آئندہ نہ کرنا اور فرست خداوندی سے ڈرتے رہنا شاید تم کو نقلی و جعلی صونپیں نے" برائی گئی تھی کہ یا ہو گا۔

مگر بزرگوں کا خیال بھی تو رکھا چاہئے۔

مد عیان طریقہ کی بدعات پر نکتہ چینی کرو تو اس کی گنجائش ہے اور وہ بالکل شیک ہے، لیکن جو چیزیں صوفیار میں مقرر اور مصروفی ہیں ان پر کلام کرنا سخت نامناسب بات ہے۔

آخر میں معارف شرعیہ کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس کو مطالعہ فرمائ کر حضرت خوش ہوئے اور اس کے متعلق اسی مکتب میں یہ تحریر فرمایا۔

این را بر فنا بیاہ مصلحت و بسیار عالی یہ چیز اہل اور عالی ہے اس معرفت کے حسن مطالعہ دامیدواری بھی مطالعہ این معرفت عنظوظ کی ایسے نہ بہت سرور کیا اور مکتب کے اندانی

ساخت دنالائیت اول مکتب راز اول حصہ کی نامناسب تحریر کے اثر کو زائل کر دیا
گردائیں حق بمحاذہ ازیں راہ پقصودہ ساند حق تعالیٰ اسی راستے سے مقصودہ تک پہنچائے
مولانا شیخ عبدالمادئی فاروقی بدایوی : - آپ بدایوں کے فاروقی النسب
بزرگ تجھے سعین کتب میں آپ کا اسم بارک شیخ عبدالمادئی نگن لئے لکھا ہوا ملا۔

آپ بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کے ان مریدین میں سے ہیں جن کی تربیت باطنی حضرت
سے تعلق ہوئی تھی، آپ نے بھی حضرت کی خدمت کر کے نظر عنایت عالیہ سے بہرہ دافر
حاصل کیا اُنکا ردا و اقتدار آپ کا اطڑہ امتیاز تھا۔ حضرتؒ نے جو رکا تیب اپنے بیرون
بزرگوار کو تحریر فرمائے ہیں ان میں سچلہ دیگر مسترشدین کی ترقیات کے آپ کی ترقی کا
ذکر بھی فرمایا ہے مدت تک خدمت بارکت سے مستفیض ہونے اور ترقیات و
کالات کی دولت سے لا الہ ہوئے کے بعد آپ تعلیم طریقیت کی اجازت سے متاذ و
مشترن ہوتے، آپ کا مزار شریف " مدینۃ الاولیاء " بدایوں میں ہے، تذکرۃ الاولیاء میں کے
مصنف نے بدایوں کے شہداء، داویا، کے بہت کچھ حالات بھم پہنچائے ہیں لیکن ان کے
حالات کو اجمالی طریقے سے لکھا ہے، حتیٰ کہ تاریخ دفاتیر بھی نہیں لکھی انہوں نے آپ کے
ختیر تذکرہ کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے۔

مزار شریف آپ کا راقم کو علوم نہیں کہ بدایوں میں کس تمام پر مذون ہیں لیکن
یاں اکرام اللہ تھیں بدایوں روضۃ صفا میں لکھتے ہیں کہ قبر شریف بدایوں میں جانب شرق
(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۵)

لئے بدایوں کے غیون فاروقی و فرزقون میں خشم تھے ابک نگن کے نام سے اور دوسرا بچپنی کے نام سے وہوم تھا،
شیخ عبدالمادئی فرقہ اول اسے تعلق رکھتے تھے تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۷، بولفہ بولی شیخ رضی الدین صاحب
بسیں صدقی فرشودی بدایوی، گلہوہ کو رآشاد اولائے شہر بدایوں ص ۱۶۸، بولفہ سید منظور علی منظور بدایوی
کے مطالعے سے علوم ہو اک تاریخ وصال و شعبان معظم ایسا سہی مجھے ہے اور مزار بدلک خزم شاہ کے تکہ میں ہے۔

شیخ یوسف برگی ہے اولاد آپ کو ایک دریش کی محبت میں رہنے کا اتفاق ہوا
اور شرب توحید خیالی اختیار کیا۔ ایک رات عالم و یا میں آستان بحمدہ می کی طرف دلالت
ہوئی، چنانچہ ایک شخص کے انہا اپنے تمام حالات لکھ کر حضرتؐ کی خدمت میں روانہ کئے
حضرتؐ نے ایک کتب میں جاؤ انجیر پر فرمایا کہ اس قسم کے احوال شروع شروع میں بندیوں
پر طاری ہو جائیا کرتے ہیں ان کا کچھ اعتبار ذکر دیجئے ان کو دور کرنے کی کوشش کرو اس کتاب
میں عمل کی حقیقت اور دیگر حقائق بھی بیان فرمائے اور بہت بلند کی تعریف دی۔ اس کے
بعد خوبی تقدیر سے دربار فیض آثار میں حاضری کا موقع ملا اور بیعت ہوئے کچھ مرصدہ سرہند
رہنے کے بعد اجازت تعلیم پا کر جالندھر میں سکونت اختیار فرمائی، تھوڑے سفر میں سے
کے وتنے سے سرہند تشریف لاتے رہنے تھے۔ اور جدائی کے ذمانے میں زبان علم سے
مرض احوال کرتے رہتے اور جو اباد سے سفر از ہوتے رہتے تھے ایک دفعہ حضرتؐ کی
خدمت میں حب دستور پہنچے داع کے وقت دیکھا گیا کہ زار و قطار رورہے ہیں اور
زبان حال سے تغیر قلیل عرفی کا یہ شریف صدر ہے ہیں ہے

اذ در دوست چ گویم کچھ عنوان رفتتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ گریاں "فتح"

حضرتؐ نے ایک کتاب میں آپ کو "مسعدہ" اور "صادق الاعتقاد" تھوڑا فرمایا ہے۔
سید محب اللہ مانپکوری ہے۔ آپ علوم دینیہ میں مستکاہ کامل رکھتے تھے آغاز
سلوک میں قدوة الشانع شیخ محمد بن فضل برہان پوری قدس سرہ کی خدمت کی اور ایک مدت
وہاں رہ کر اجازت و خلافت حاصل کی اس کے بعد برہان پور میں ہی میر محمد نعماںؒ کی خدمت
میں پہنچے اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ ذکر سیکھا، چونکہ میر صاحب کی علیم میں ہمیشہ
حضرتؐ کی تعریف و توصیف ہوتی تھی اور کتابات شریفہ کا ذکر ہوتا تھا اس لئے آپ کو
حضرتؐ کی خدمت درویش کا شوق غالب ہوا چنانچہ بادگاہ بحمدہ پر پہنچے اور وہاں
مذکول خوشہ چینی نیوض کرتے رہے بالآخر حضرتؐ نے خلافت سے معززہ فرمایا کہ مانپکور دوانہ

فرایا، حضرت نے ان کے متعلق ایک کتب میں جو میر صاحب مذکور کے نام ہے یہ کلمات طیبات تحریر فرمائے ہیں۔

سید حب اللہ بنیان ماسوئی و بعض مقامات سید حب شذیان ماسوئی اور بعض درجات فنا فنا اسید اوہما اجازت گوند دادہ ہے مانکو^۱ بڑھنچ گئے ہیں اور ہم نے ان کو اجازت دیکر فرستادیم انکو پور روانہ کر دیا ہے۔

مانکو کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ نے اپنے اہل دین کی تکالیف کو تکمیل کر دیا اذیت پہنچاتے ہیں حضرت نے ایک بار جواب میں صبر و تحمل کی تلقین فرمائی اور یہ خبر بھی تحریر فرمائی ہے کہ عاشق شد اگرچہ نازیں عالم ہست ناز کی کے داست آید باری با یکشید لیکن جب آپ نے مانکو سے نقل ہونے کے لئے منت و سماجت کے ساتھ اجازت چاہی تو حضرت نے تحریر فرمائی کہ آج کی رات ہم نے عالم کشف میں دیکھا کہ تمہارا سماں مانکو سے آتا باد نقل کیا گیا ہے اب تم الہاما دمیں کوئی کیسوئی کی جگہ اختیار کر لوا اور اپنے اوقافات ذکر الہی جل سلطانہ میں بس کرو یہ کچھ طریقہ ذکر کے متعلق تحریر فرمائی آخربیں یہ صحیت فرمائی۔ تمازوں نے راہ تعلیم دیا از دست نہ ہیہ کے تعلیم جہانگیر ہو سکے تعلیم دیکر ناکیونکو شیخ طرت شیخ طریقیت ثمرات دعا دعو خلاف طریق کی اغیانیہ تعلیمات کیتی ہے اور اس کے خلاف او خطرہ است کرنے میں بھتی خطرے دیہیں ہوتے ہیں۔

حاجی خضرا فغان آپ حضرت کے مخصوص مرید خلیفہ بجازت سے کثیر المقادد خلوق نے آپ سے نیعنی سردی حامل کیا آپ اکثر راتیں گریہ و زندگی میں کامنے نہیں اور میر تعمیتی کے اس شعر کے مدد اتھے

اک ہوک سی مل ہیں اٹھتی ہوں دسال میں ہوتا ہے میں لاقوں اللہ اٹھ رہا ہوں جب ملا عالم سوتا ہے آپ کے اوقافات اذ کار دنوں افل اور اشغال سے سبور رہتے، سرہنہ کے قریب ایک بہوض میں مکونت اختیار کر لیتی اور سخوارے تھوڑے عرصہ کے بعد سرہنہ آتے جاتے رہتے

تھے۔ آپ کے مرتبے کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت نے ایک دفعہ اپنے بعض مریدین سے فرمایا کہ "میں نے ایک دن الجیس لعین کو دیکھا اور اس سے دیافت کیا کہ میرے مریدین میں سے وہ کون شخص ہے جس پر تیری دسترس کترے ہے الجیس نے کہا حاجی غفرنگ۔ آپ نے حضرت سے ایک سال بعد غالباً ۱۹۲۵ء میں دنیا کو خیر باد کہا۔

شیخ احمد دیوبندیؒ : آپ دیوبند ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ شروع شروع میں حضرت کے حلقة درس میں بھی ایک دن تک وہ کرشمند تلمذ حاصل کر کچے تھے، اس کے بعد برہا پور پڑے گئے اور وہاں پر شیخ محمد بن فضل اشراق دہلوی سرہ العزیز سے بحث ہوئے اور دن تک ان کی خدمت میں رہ کر خلافت حاصل کی اور اگرہ آئے حضرت اس وقت آگرہ میں قیام تھے اس زریں موقع کو غنیمت جان کر محبت اقدس سے سعادت انہوں نے ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ اختیار کیا اور حضرت کی خدمت پا برکت میں رہے جب حضرتؒ نے میر محمد نعماںؒ کو خلافت دے کر برہا پور خدمت کیا تو آپ کی روحاںی تربیت بھی میر صاحبؒ کے سپرد فرمانی، میر صاحب کی محبت میں حضور و سبیت خواجگان نقشبندیہ کی دولت سے سرفراز ہوئے اور ایک خاص لذت بخوس کی رضا کچھ اسی طریقے کے ذکر کا التزام کر لیا۔

ایک دفعہ مرشد سابق سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا ہم نے تم کو جو ذکر تعلیم کیا ہے اس میں شتغال رکھتے ہو یا نہیں؟ آپ نے جاؤ با عرض کیا کہ میں نے میر محمد نعماںؒ سے طریقہ خواجگان نقشبندیہ کا ذکر حاصل کر لیا ہے اس میں لذت پاتا ہوں اور اسی میں

لہ نبعتہ المقامات میں آپ کے ذکر کا اعزاز شیخ احمد بنی ہے اس کے بعد یہ عبارت ہے، دین پر موضع است اذ صافات سہارنپور میان دو آپ اخیر ذبیحة المقامات کا بونتہ میرے پیش نظرے وہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بحدی نقشبندی دیوبندی کے زیر مطابود رہ چکا ہے اس میں بخل و گیر بخیرو اشیائی کے لفظ وہ مبنی پر یہ حاشیہ بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے علم سے تحریر ہے۔ کون نام آں تعبہ دیوبند شوراءست کہ ببرکات و فوجات حضرت ایشا دارالعلم کشیدہ است فخر بندوستان دریں صدی سیزدهم و چار دہم مثل آن دارالعلم سوچ دشمنو نگشت والله تعالیٰ عالم

مشغول ہوں شیخ سابق پونکو صفو مزاج اور حفاظت پرست تھے اس لئے تھوڑے سے تاثر کے بعد فرمایا کچھ مخلوق نہیں متصدِ تو فائدہ کا حامل کرنا ہے، حضوری کی دولت جس جگہ سے بھی ہم پہنچے اس کو لازم کردا، بیر صاحبؒ کے بیان کچھ حصے سہنے کے بعد حضرتؐ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اطاعت بے پایاں سے لوازے گئے اور اجازت کی خلعت عنایت ہوئی۔ آپؐ کی تائیر کا یہ عالم تھا کہ جب بعد حصول اجازت دو طالبوں کو ذکر طریقت کی تعلیم دی وہ دونوں متاثر ہوئے اور ان سے احوال کااظبور بجا یہ کہ شہزادی کیہ کہ آپؐ خند نوح حیرت ہو گئے اور حضرتؐ کی خدمت میں ایک عرضیہ بیعجا اور اس ہیں لکھا کہ باد بودیکے میں اپنے اندر کوئی حال غرس نہیں کر تا لیکن یہ کیا بات کہ میں نے دو طالبوں کو تعلیم ذکر کی اور ان سے احوال ظاہر ہوئے؟ اسی کے ساتھ ذہنل اور دوام آگاہی کے متعلق بھی دریافت کیا، حضرتؐ نے دونوں بانوں کا جواب عنایت فرمایا پسے جزو کے متعلق جواب دیتے ہوئے ان دونوں طالبوں کے احوال کو سہلانا کے احوال کا عکس قرار دیا ہے جو کہ ان دونوں کے آئینہ استعداد میں ظاہر ہو گیا اما اپنے احوال کا علم اس کے متعلق تحریر فرمایا کہ "حصہ حصول احوال ہے نہ کہ علم احوال علم احوال ایک اور دولت ہے کسی جماعت کو علم احوال سنجاب اشیر دیا جاتا ہے اور کسی کو نہیں بھی دیا جاتا۔"

دوسرے جزو کے متعلق یہ اتفاق فرمایا کہ "آگاہی سے مراد حضور باطنی ہے جو کہ علم حضوری سے ثابت ہے، تم نے کبھی نہ سُنا ہو گا کہ کوئی شخص کسی وقت اپنے نفس سے مافل ہو گیا ہو اور اسے اپنی نسبت ذہول رہنا ہوا ہو، فقلت ذہول تو علم حصول میں ممکن ہے"۔

آپؐ مدت کم اگر وہ میں طالبین معرفت کے افادہ میں مشغول رہے آپؐ کے ان دونوں مریدوں کے چزوں سے کتاب سلسلہ کی حوصلہات ہو یہا اور جذبہ و بیخودی کی شلن آنکھ کارا سخی، ایک بیس اٹلم بوكاپ سے اخلاص مندی کا تعلق رکھتے تھے آپؐ کو بھکالے گئے آپؐ نے اس علاوہ میں

لئے آپؐ کی سی نعمات اور مزید حلاحت نہ نہیں بوسکے میں نے اپنے محروم جتاب دلوی سید بیرونی محسن صاحب صوی دیہنہ کی کاس طرف توجہ دلائی ہے وہ "شاہزادہ کے سلسلہ میں جو تحقیق فراہم ہے ہیں ان کے ذمہ کے کوئی مغلیہ مصلحت نہیں"۔

قبولیت غیرمہر حاصل کی اور طالبین معرفت کو غنیماً ذوجہ کے کیف آمد و روح پرور جام پائے
اور سرستان میں اس نے جو جم کو مرضی کیا ہے

ساقیاں لگ رہے ہیں چلاو۔ جب تک سافر چلے سافر چلتے (میرنڈ)
شیخ کرم الدین بابا حسن ابدالی:- آپ بابا حسن ابدالی (جو کہ کابل کے علاقہ
میں ایک سہ قام ہے) کے رہنے والے اور حضرتؐ کے قدیم مرید تھے، شروع شروع طلب حق میں
سیاحی کی اور راسی سلسلے میں سرہند آئے حضرتؐ کے پاس پہنچتے ہی آپ کا حال دگر گوں ہو گیا
خاتیت خاصہ سے مشرف اور تعیین ذکر و مراقبہ سے سرفراز کے گئے تھوڑے ہی عرصہ میں کمال کو
پہنچکر اجازت تعلیم طریقت سے نوازے گئے اور اپنے ملن چلے گئے اس علاقہ کے لوگ کثرت
سے آپ کے درست حق پرست اپناؤب ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ہوئے۔ حضرتؐ
کے بیان آپ کو بہت رسوخ حاصل تھا جس زمانے میں حضرتؐ تہائی اختیار فرازتے تھے کسی کی
بھال نہیں تھی کہ خلوت گاہ میں پہنچ لیکن یہ آپ ہی کی خصوصیت تھی کہ حضرتؐ نے فزاد پا تھا کہ
شیخ آپ نے مریدوں سیمت خلوت گاہ میں آئیں اور انھیں کوئی نہ روکے، جس زمانے میں حضرتؐ
لاہور تھے آپ اپنے مریدین کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور الطاف مرشد
سے سرفراز ہو کر ملن و اپنے گئے، شیخ سحن نامی ایک فاضل نے جو کہ سندھ کے سندھاں
میں سے تھے آپ سے بیعت کی اور اکیس سو سو متواتر حضرت رسالت متاب صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت نامی سے مشرف ہو کر رحمۃ اللہ علیمین کے الطاف گوناگوں سے شاد کام ہوئے۔

مولانا عبدالواحد لاہوری:- آپ کو بھی حضرت خواجہ قدس سرہ ہی تے
تریبیت باطنی کی مرضی سے حضرتؐ کے سرو فرما یا تھا، آپ کثیر المراقبہ اور کثیر العبادۃ تھے۔
صاحب زبدۃ المقامات (مولانا محمد ہاشم کشمیری) فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ مجھ سے دریافت
فرمانے گئے تھیا جنت میں ناز ہو گی ہے میں نے کہا نہیں، جنت میں ناز کماں ہو گی جنت تو
جنائے اعمال کا محل ہے نکدہ دار العمل آپ نے یہ جواب سن کر ایک آہ سرد بھری اور رعدی

لگے اور حضرت آمیز لمحے میں فرمایا آہ! بے نماز کے جنت میں کیونکر بسر، ہو گئی ۔
 صاحب زبدۃ القامات نے آپ کے تذکرہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک دن آپ حضرت
 کو ایک عربیہ تحریر کر رہے تھے، اتفاق سے اس پر میری نظر پڑی تو اس میں یہ لکھا ہوا پایا۔
 کبھی کبھی نماز کے اندر حالات سجدہ میں ایکی کھفیت پیدا ہوتی ہے کہ سجدے سے سر
 اٹھانے کو دل نہیں چاہتا ॥

مولانا امان اللہ لا ہو رہی ۔ آپ بھی حضرتؐ کے سرپرداں اجازت یا فتنہ
 میں سے ہیں ۔ سنانہ جو میں مج بیت اللہ کا شوق غالب ہوا، پیادہ پا بغیر تو شہزادہ را خر
 جاز کو جل کر رہے ہوئے، راستے میں حضرتؐ کے اور خود آپ کے نوسلین و احبا، نے چاہا کہ
 ان سے زادو، احلہ قبول کر لیں لیکن انہوں نے اس کو قبول نہیں فرمایا اور اسی بے فرمانی
 کے ساتھ جاز کو گئے ۔

ان مذکورہ خلفاء کے علاوہ دیگر حضرات جو خلافت ماجازت یا تھے اور ارباب
 نعمت دا صحاب نفضل تھے، ان کے اسماء بارکہ حسب ذیل ہیں ۔

مولانا امان اللہ نقیبہ، شیخ محمد حسینی، شیخ نادر ساکی، شیخ سلیم بنوری، شیخ نور محمد
بیهاری، شیخ حامد بیهاری، صوفی قربان (قدیم)، مولانا صادق حلبی، مولانا محمد ہاشم خادم،
شیخ زین العابدین تبریزی ثم المکی الشافعی، مولانا غازی گجراتی، صوفی قربان (جدید)،
سید باقر سازنگپوری، شیخ عبدالعزیز بنحوی مفرزی امکی، شیخ احمد استنبولی حضنی، مولانا فرج حسین
مولانا صفی الرحمن، مولانا پدر الدین سرہندی، مولانا عیین الدین حمدی، حاجی حسین، رشیع عبدالرحیم
برکی، مولانا عبدالموناں لاہوری، مولانا عبدالحکیم سیاکھوئی رامتوپی (متوفی ۱۷۰۷ء) جو رحمہم اللہ تعالیٰ
عیین اجمعین ۔

حضرت کے خلصیں میں بعض وہ بھی تھے جو بظاہر اہل سپاہ لیکن باطن اصحاب

میں آپ نے بھی اپنے پیر و مرشدؐ کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام حضرات القدس ہے ۱۲

دریش صفت باش و کلاه تتری دار

کے مصداق صحیح ۔ جیسے خواجہ محمد اشرفت کابلی، مولانا حاجی خرگوشی، مولانا عبد الغفران فرنڈی، حافظ محمد گجراتی، سیم خاں لشکری، کتواب فریضہ کے مطابق سے ان حضرات کے بھی کمال نعم و نعمت کا حال علوم ہوتا ہے۔ بعض تجارتی بھی حضرت سے ستفیخی ہوئے اور وہ آیتہ " رجال لا تلهمہم بتجارة و لا بیع عن ذکر اللہ کے آئینہ دار سنتے ۔ ۔ ۔ یہ حضرت مجده الف ثانیؑ کے ان چند خلفاء، کا اجمالی تذکرہ ہے جن کے ناموں سے اہل سیر و اتف ہیں، ان کے علاوہ بھی خدا علوم کس قدر خلفاء ہوں گے جن کے حالات تو کیا اسما، بھی معلوم نہیں جس محسمہ روحاںیت و پیکر ہدایت اور " رُرگ فاروقیت " رکھنے والے بزرگ نے، ہندوستان، افغانستان بیخ و بنی راغز ضیک عالم اسلامی کے بلا باب اللہ لا کھل نہیں کو اپنی بے پناہ جدد و جدد سے کلد حق اور ذکر خدا کا سبق پڑھا یا سخا اس کے خلفاء کی نسبت ہنسی خفر نہیں ہو سکتی کہ ان کے اسما، و حالات چند اور اوقات میں سما سکیں لا اعمالہ ان مذکورہ حضرات کے علاوہ دیگر ارباب جذب و کیون بھی خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے ہوئے ۔ ۔ ۔

میرے اس قول کی تائید زبدۃ القامات کے اس جملے سے بھی ہوتی ہے۔
و جمیع دیگر ازاد اصحاب مقبل صاحب الامر اختر ۔ ان خلفاء کے علاوہ بھی حضرت کے بہت سے بفقروں ازدواج خمولی چنان بودہ اندک ۔ صاحب الامر خلفاء ایسے ہیں جو زادیہ نظر و درگوشہ اکثر خادمان آستانہ ہم ادکارہ بار ۔ ۔ ۔ گناہی ہیں بس کرتے ہیں اور ان سے اکثر خادمان ایشان آگاہ نہیں۔

میں نے سعادت اندوزی کا شرف حاصل کرنے کے لئے بزرگان دین کی اس محبت

کے ساتھ جو بحمد اللہ میرے دل میں موجود ہے اس غفر (یعنی ایک حد تک کافی) تذکرہ
کو مرتب کیا ہے جو سے اس میں بہت سی علمی و تحقیقی فروگہ اشیائیں ہوئیں ہوں گی مگر ان سب
کو ناظرین کے دامن حفوظ کے والے کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا، کرتا ہوں کہ وہ ان بزرگوں نیز
و بزرگ سلاسل کے اکابر کی محبت و تابعت پھیپھی کرے اور رانیعین کے ذمہ میں عشرہ فرمائے
(راہیں)

احب الصالحين ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحاً
ولآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلوة
والسلام على رسوله أكريم ه

علامہ اقبال

برہزار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی سحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلح انوار

اس خاک کے ذریعے بھی منڈتا رے اس خاک میں پو شید ہے وہ صفا اسرار

گردان جھکی جس کی جہا نیکرے گے جس کے نفس گرم ہے گری حصار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا فکر ہبایاں

اللہ نے بُرقت کیا جس کو خبردار

(بال جیبل)

۱۶۱۳

ضدید

خاکار کے نام مولانا محترم محمد منظور نعماں نے ظلمہ کے دخطلوں کا عکس، ان
کتابوں کے حقوق خاکاری کو حاصل ہیں، خلاف ورزی کرنے والے اعدالتی

Phone 25547

بیت المقدس

محمد منظور نعماں

رئیس تحریر

محلہ ۰ الفرقان ۰ لکھنؤ (الہند)

مدرسی و مکتبی مہابت سریساً محمد سید

گرلز نامہ مکر رضا ۶، ربجے للدول موسہرا
نبی سے رالبیہ لعلہ توارف لگر پہ بذریعہ کعاتبت ہو بجا
لهم میر حضرت لاعمر بالی قدس سرہ کا ذکر خریپو —
دو مجازین لعلہ طفاڈ کی زبانی کی سعادت لسی عاززہ
حضرت مولیٰ روال سعد لحمد خان جمیع للہ ملیعہ۔ پہ خ
لئے جب بی عاجز / دیاں دوڑھ حربیٹ کا طالیں علمھا۔
حضرت کے خلیفہ لعلہ طالذین سوچے پڑے ہم سبھی تھے —
حضرت مولیٰ نے لسی عاجز کو کچھ برائے نام استفادہ
— اس پر حمد و حتف — تھے کا پسہ:-

سید راجیہ، خانقاہ عالی الحدیث مسجد تبریز، نگارخانہ، ٹریسکھا، خاکان (اکٹان)

جعفر را ای فریاد کن جبار توین محمد خدا را ای زیر چو عمالتی
ملحقه سراجیه ~ حافظه احمدیه سعیدیه ~
موسی دینی - مطلع ذیره آلمعزم طا

(پاکستان)

مخدود لہم لصاہیف شائعہ بھی کر دی ہیں، لعدہ نہایت بہتر مکمل ہیں اُنہوں کے جھوپی میں ہے۔ حلقہ اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم لعدہ دین و سرعت نیز قرآن اُپر ٹھہرائے دیا ہے۔ ملکے یونیورسٹی میں ہے۔ غالباً جناب کی نتوے لئے میں سے بعض خروج نظری رہیں کہ مجھے علم پیش کر کہ "تذکرہ امام ربانی" لیتوں نے شائعہ کیا ہے پاہیں، شائعہ ہیں نہ، تب خط لکھ کر دریافت فرمائی گئی ہے۔ لگر لیتوں نے رابی احمد کا لِنظام نہ لیا ہو لعدہ ملکتبہ سراجیہ کی طرف سے ولیمی ہی علماء کے تو بھروسی لست سے میں بھی اس کو سیرہ سمجھوں گا کہ تذکرہ امام ربانی مسئلہ کی ہماری اولاد رواہم تباہیں رہے۔ "بحدیث ربانی" (ترجمہ و مختص مکتوبات بحدیث ربانی) کے خواجہ محمد مصہوم نقشبندی۔ پہنچنے کے بس جناب پہنچنے ملکتبہ کی طرف سے فرمائی۔ معاملہ وہی رہتا جو ملکتبہ رسید۔ سے ہے۔

بری ای گز لاس بسیار بڑے ہے اور ملکتہ سر اجنبیہ کا ملکتہ رشید یہ کوئی بخاری بلد
یا پنی ہے تو پھر ایسے نہ دیکھیں ہی بھر ہوا کہ ان تباہوں کو بھی ملکتہ رشید ہے ہی
ے۔ لاس صورت میں بھی پالستان میں راستہ کا معقہ حاضر ہے جو اسی پر ہے

کتب خانہ افغان کچھری روڈ، لکھنؤ

ALFURQAN BOOK DEPOT

PUBLISHERS BOOK DEPOT
Publishers Book Sellers & Order Suppliers 31, NAYA KOTCHERY, VES

جیزیگانہ ریڈیو سٹیشن لکھنؤ ۷۔

Lucknow 7.

YES

تَرْكِيَّةٌ خَيْبَ مُرْدَنَاهُ كَرْمَهُ
وَعَلَيْهِ

کافی نامہ مرض ۱۷۲۴ میں دکالوںی مولیا - دل
خیال میں بیٹھ رہی تھی تیرز نے اپنے بیٹھنے ملے -
تیرز کے سرور کے ساتھ تیرز نے اپنے بیٹھنے ملے -
کافی نامہ مرض ۱۷۲۴ میں دکالوںی مولیا - دل
لپڑیں، مونہ نہیں بیٹھنے ملے -
خانہ الف ثانی میں تیرز نے اپنے بیٹھنے ملے -
خانہ سراجیہ کے کھنکے میں بیٹھنے ملے -
تیرز نے اپنے بیٹھنے ملے - تیرز نے اپنے بیٹھنے ملے -
میں یقین ہے، تیرز و تفیریت کے پیروں میں
کافی نامہ جو مختلف تواریخ پیغامبر حضرت پر نہیں

پسند ہے جو ایسا کام کرے جو اپنے کام کا اکام کرے۔

پیک - دنگوں کا خیال جو بے شکار میں
لے لے جائے۔



رُوْدُ، لکھنؤ

ALFURQA

Publishers Book

نطوان کی

Ref.....

چارہ جوا

مودود ناصح سعید اور زین العابدین
و علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و آله و سلمان کاظمی
mani
(دو فارسی مولیٰ ہیں) - دوں کے مصلح ہوں اور
برائی کا تنازع اور سارے مصلح ہونے کا
سرکبی اور مصطفیٰ ملہ - میرے خواجہ موصوف
ہے - مصلح ہر روز اور خباب کے ناخشم معتبر ترین
بیوں کو درج ساختہ الفقانی تینے تباہیں
خواجہ ممتاز حاصل ہوئے ہیں - وہ تینیں
خود دیکھ کے روانہ کر رہا ہے۔ تجھنہ تھے رہائی اول
- خدا ہم اس سرہنہیں" - تجھنہات سے بیشتر انہی عوال
حاصل ہوئے گے۔ تذکرہ امام حنفیؒ کے پس سے اپنی تین
تھیں۔ "ستھنات خواجه درسخ" کے ویکھوں
تھے لیس۔

مولانا عبداللہ تربیت یہ تباہیں رسماً سے ۱۹۵۰ء میکھے۔
لورڈ ڈوڈریٹ سے حضرت مولانا حسین علی ہائی کورٹ جسپ (دیکھوں) 2
لی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ اور حضرت

مکتوبات خواجہ حمد موصوم سرہندی

تلخیص و ترجمہ : مولانا نسیم احمد فریدی امردہوی مذلۃ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے صاحبزادے عروۃ التقى ،

حضرت خواجہ محمد موصوم آپ کے وارث و جاثین ہوئے انھوں نے بھی ایمان و عشق دولت سے مالا مال ہو کر اللہ کا پیغام بے شمار ان نوں تک پہنچایا اور اس کے لاکھوں مددوں کو اس کی راہ پر لگایا ۔

نبی عزیز پیدا مخمن صطفیٰ اسد اللہ علیہ الہ وسلم کی تعلیمات کو رائج کرنے میں کوئی یقین فرود گذاشت ہمیں کیا ۔ شاہوں امیروں اور اپنے وقت کی اہم شخصیتوں عالموں برخایوں کو اپنے نفس گرم کی تاثیر سے متاثر کیا ۔ حضرت قبلہ اپنے والد ماجدؒ کی بیت کے وارث و ایمن تھے اور ان کے علوم و معارف کے شارح تھے ۔ اور ان کے شش قدم پر امت سلمہ کے اندر اصلاحی جدوجہد میں تادم آخر مشغول رہے ۔

حضرت قبلہؒ کے مکتوبات میں بھی آپ کے والد ماجد امام ربانی مجدد و مسیز الف ثانی رہ فرمودات و مکتوبات کی طرح عقائد و کلام، خبادات و معاملات، مقامہ احسان و تقویٰ، لیسہ نفس، تہذیب اخلاق اور اصلاح اعمال سے متعلق ارشادات و تفصیلات میں، کیف آفرین اور بعد اگین مصنفوں میں ہیں، ایمان افراد اور بصیرت افروز علوم ہیں ۔ مولانا نسیم احمد فریدی ہمدو ہوں مذلۃ نے فارسی کے اس گنجینہ بے بہا کا روز بان میں ترجمہ و تخلیق فرمائی اردو دان حضرت ایک حسن غلطیم فرمایا ہے : یہ بلند پا یہ کتاب پہلے پہل کتاب خذ نہ الفرقان لکھنؤ (انڈیا) شائع ہوئی اور اب پاکستان میں کتب خانہ الفرقان ہی کی خصوصی اجازت وہایت کے تحت اس کی اشاعت و طباعت کا سہرا مکتبہ سراجیہ کے سر ہے ۔

اویسی مطالعہ تکمیلی اور حبیب کو بھی شوق دلالیتے ۔ — سفید کاغذ بہترین کتابت و پاکت ۔ اعلیٰ جلد مبدی قیمت ۔ ایسا روپے میں نسخے اکٹھے منگوانے پر دس فی صد ریالت بھی و قسم ارسال کرنے پر محصلہ لا ک معاون ۔ ملنے کا پتہ ۔

تمہارے ارجیہ، خانقاہ عالیہ حمد سعد مرسم از تمہر نشر، ڈسکیویٹیشن (پاکستان)

تجلیاتِ بانی تخلیص ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی

قرآن پاک اور حدیث بنوی کے مجبو عوں کے بعد بدلت واصلاح کا سب سے مرثہ سوار وہ ہے جو ان اکابر امت کی تالیفات اور مکتوبات میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے قلب قابل اور ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا خاص مقام عطا فرمایا تھا۔ اور بلاشبہ پورے سلامی ذمہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے، ان مکتوبات میں احسان و تضییق، تعمیر و اصلاح، حق و باطل میں امتیاز، جہاد فی سبیل اللہ اور اقامت دین، ترقی و تحریث و احیاء سنت کی ترغیب اور امت سلمہ کی عام رہنمائی کا وہ سامان موجود ہے جس کی صدائے بازگشت نے گوشۂ شہر میں چار صد یوں میں ترتیب صطفویہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے حق میں میر کارہ ان کا کام انجام دیا ہے۔

مولانا نیسمحمد فردی مردہ بوری نے مکتوباتِ امام بانی "کائن قیقی رمضان" کو جھپوڑک جنگی نما طلب صرف خواصی اہل تکوپ ہیں، تمیزون فتوؤں کو اردو میں ملقل کیا ہے اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سخنوارِ البیہم کے حالات بھی حاشیہ پر لکھے گئے ہیں، جن کے مطابق سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مجدد و نے اصلاح امت، احیاء سنت اور ترویج تحریث کی جدوجہد میں اس زمانہ کی غلیظیم اور موثر شخصیتوں سے مکاتبت کر کے اس طرح اپنے درود کا اٹھا کیا ہے۔ اور کتنے تذکرے سے اسوقت کے امراء اور فرزند اکابری تعاون حاصل کیا ہے۔ اس سے قبل یہ بلند پاپی کتاب کتب خانہ القرآن لکھنؤ، (انڈیا) نے شائع کی اور اب پاکستان میں بہلی بار کتب خانہ القرآن ہی کے خصوصی جائزہ کی وجہ سے تحریث تخلیقاتِ بانی کی اشاعت کا سہرا اکتبہ تراجمیہ کے سر ہے خود بھی پڑھیے اور احباب کو بھیجن دلائیے۔ علی عکسی کتابت و طباعت بسفید کاغذ، مضبوط مجلد فہرست ۱۹ روپیہ، پتھکی قیمت شامل کرنے پر مخصوص ہو کر معاف این سخن لکھنؤ کے پرنسپل فی صدر عایت۔ ہلے کا پتہ :-

مکتبہ سر جمیع ہانقاہ الحمد یہ عید بیہ مسوی زمی تشریفِ خصیع دیرہ ایل خاں

دیگر مطبوعات

قیمت چاروپہ	سلسلہ سراجیہ
زیر طبع	مقامات عثمانی اردو منقص
زیر طبع	مقامات سراجیہ
زیر طبع	کشکولِ سعدی

مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمد بیہ سعیدیہ
موسیٰ زمی شریف - ضلع ڈیبرہ ایل خاں (پاکستان)



